شرف النبی ﷺ

تصنیف

[illegible]

ترتیب و ترجمہ

پیرزادہ علامہ اقبال احمد فاروقی

ملک اینڈ کمپنی رحمان مارکیٹ
اردو بازار
لاہور-۲

سیرت طیبہ رسالتمآب صلے اللہ علیہ وسلم

شرف النّبی صلی اللہ علیہ وسلم

تصنیف: امام علامہ ابو سعید عبد الملک بن عثمان نیشاپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ
المتوفی ۴۰۷ھ، (استاذ حاکم نیشاپوری)

ترتیب و ترجمہ: پیرزادہ علامہ اقبال احمد فاروقی

ملک اینڈ کمپنی۔ رحمان مارکیٹ
اردو بازار
لاہور۔ ۲

marfat.com

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب : شرف النبی صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم

مصنف : امام علامہ ابو سعید عبد الملک بن عثمان نیشاپوری رحمہ اللہ تعالےٰ
المتوفیٰ ۴۰۷ھ (استاذ حاکم نیشاپوری)

ترجمہ : پیرزادہ اقبال احمد فاروقی ایم اے

موضوع : سیرت طیبہ رسالتمآب صلے اللہ علیہ وسلم

صفحات : ۵۰۰

سال طباعت : ۱۹۸۴ء / ۱۴۰۴ھ

ناشر : ملک اینڈ کمپنی، رحمان مارکیٹ غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور

قیمت مجلد : 54-/

پرنٹر : سندھ ساگر پرنٹرز۔ لاہور

marfat.com

فہرست

نمبر شمار	مضامین	صفحہ	نمبر شمار	مضامین	صفحہ
۱	طلوع نور مصطفیٰ	۱۲	۱۴	خصوصیات نبی کریمؐ	۱۸۸
۲	نبی کریم کا وجود پاک	۶۵	۱۵	انسابِ رسول کریمؐ	۱۹۱
۳	اخلاق رسول صلی اللہ علیہ وسلم	۷۱	۱۶	نبی کریمؐ کے ننہال	۱۹۳
۴	اوصاف اخلاق رسول اللہ	۹۷	۱۷	نبی کریمؐ کی دادیاں	۱۹۴
۵	نبی کریم کے لطیف مزاح	۱۰۸	۱۸	نبی کریمؐ کے چچے	۱۹۵
۶	قرآنِ پاک میں اسماءِ حضور	۱۱۳	۱۹	نبی کریمؐ کے رضاعی بہن بھائی	۱۹۹
۷	احادیث میں حضور اکرمؐ کے	۱۱۴	۲۰	حضورؐ کی اولاد	۲۰۰
	اسماءِ مبارکہ		۲۱	ازواجِ مطہرات	۲۰۲
۸	اللہ تعالیٰ حضورؐ کے نام کی قسم	۱۱۷	۲۲	غلامانِ مصطفیٰ	۲۰۸
	کھاتا ہے		۲۳	کنیزانِ رسول	۲۱۲
۹	اعضائے رسول کا قرآن میں	۱۱۸	۲۴	حضورؐ کی آمد سے ایک ہزار سال	۲۱۳
	تذکرہ			پہلے ایمان لانے والے	
۱۰	انبیاءِ کرام پر فضیلت	۱۱۹	۲۵	بنی اسرائیل پر علاماتِ نبوت کا	۲۱۹
	رسولِ اکرم			اظہار	
۱۱	انبیاءِ کرام کے فضائل سے	۱۳۲	۲۶	حدیث سطیح	۲۲۳
	حضور کے کمالات کا موازنہ		۲۷	فضیلت اہلِ بیت	۲۳۶
۱۲	قرآنِ پاک میں کمالاتِ مصطفیٰؐ	۱۴۰	۲۸	حدیثِ غار	۲۶۰
۱۳	معجزاتِ نبی کریمؐ	۱۵۶	۲۹	فضیلت صحابہ کرام	۲۷۳

marfat.com

نمبر شمار	مضامین	صفحہ
۳۰	معراجِ مصطفیٰؐ	۲۸۵
۳۱	غزوات النبیؐ	۳۱۷
۳۲	نبی کریمؐ کے گھوڑے اور سواریاں	۳۲۴
۳۳	حضور نبی کریمؐ کا اسلحہ	۳۲۷
۳۴	نبی کریمؐ حج اور عمرہ ادا فرماتے ہیں	۳۴۰
۳۵	فضیلت مکہ مکرمہ	۳۴۵
۳۶	عمارتِ کعبہ	۳۶۰
۳۷	زمانہ جاہلیت کی قسمیں	۳۷۳
۳۸	خانہ کعبہ کی کنجیاں	۳۷۵
۳۹	کعبۃ اللہ کی پیمائش	۳۰۷
۴۰	چاہِ زمزم	۳۸۴
۴۱	مدینہ پاک اور گنبدِ خضراء	۳۹۲
۴۲	اوصاف مسجدِ نبوی	۳۹۹
۴۳	تحویلِ کعبہ	۴۰۱
۴۴	ستونِ حنانہ	۴۰۲
۴۵	ازواج مطہرات کے حجرے	۴۰۳

نمبر شمار	مضامین	صفحہ
۴۶	حضرت فاطمۃ الزہرا کا گھر	۴۰۵
۴۷	شریعت اور دنیا کے راستے	۴۰۸
۴۸	کعبۃ اللہ کی خوشبوئیں	۴۱۰
۴۹	مسجد نبوی میں نماز کی فضیلت	۴۱۱
۵۰	حضورؐ مسجد قبا میں تشریف فرما ہوتے ہیں	۴۱۴
۵۱	وصال مبارک نبی کریمؐ	۴۱۵
۵۲	گنبدِ خضراء کی زیارت	۴۳۰
۵۳	شہیدانِ اسلام کے مقامات	۴۳۵
۵۴	فضائلِ درود پاک علیٰ صاحبِ لولاک	۴۶۱
۵۵	خواب میں زیارتِ رسولؐ	۴۶۹
۵۶	لوائے رسول اور پرچم رسول اللہ	۴۷۰
۵۷	شفاعتِ رسول کریمؐ	۴۸۹

marfat.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

ابتدائیہ

پیرزادہ علامہ اقبال احمد فاروقی ◉ ایم اے

شرف النبیؐ۔ حضرت شیخ ابوسعید (ابوسعد) عبدالملک بن ابوعثمان محمد واعظ رحمہ اللہ تعالیٰ کی وہ مشہور تالیف ہے۔ جسے آقائے نامدار جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرتِ طیبہ کی کتابوں میں ایک اہم مقام حاصل ہے۔ اس کتاب کے قلمی نسخے دنیا بھر کی لائبریریوں میں محفوظ ہیں۔ جنھیں "شرف النبیؐ" کے علاوہ "تحیۃ المصطفیٰ" "دلائل النبوۃ"۔ "شرف النبوۃ"۔ "شرف المصطفیٰ" اور "الشرف النبی ومعجزاتہ" کے خوبصورت ناموں سے موسوم کیا گیا۔

زیر نظر کتاب کی بنیاد وہ خطی نسخہ بنا جو امام نجم الدین محمود بن محمد بن علی راوندی رحمۃ اللہ علیہ نے تسوید کیا تھا۔ اور پھر اسے عربی سے ۵۲۲ھ یا ۵۵۵ھ میں فارسی ترجمہ میں ڈھالا۔

اردو ترجمہ کرتے وقت ہمارے سامنے جناب حاجی علی روشن کا وہ فارسی ترجمہ رہا جسے انتشارات بابک تہران ایران نے مبسوط تعلیقات وحواشی کے ساتھ بہ کمال حسن وخوبی زیورِ طبع سے آراستہ کیا۔ اس مبسوط ایڈیشن کا ایک نسخہ میرے فاضل دوست

marfat.com

علامہ سید مصطفیٰ موسوی بالقابہ نے کرشت سے خصوصی خلوص و محبت کا ہدیہ بنا کر بھیجا۔

مؤلف علام حضرت ابوسعید واعظ رحمۃ اللہ علیہ خراسان کے مشاہیر مشائخ میں شمار ہوتے ہیں۔ حاجی شیخ عباس قمی اپنی کتاب "الکنی والالقاب" میں لکھتے ہیں کہ "حضرت ابوسعید عبدالملک بن ابوعثمان محمد الواعظ نیشاپوری کا لقب خرگوشی تھا۔ خرگوش نیشاپور کا ایک محلہ تھا۔ آپ اس علاقہ کے زاہدوں، عابدوں اور نیک سیرت لوگوں میں شمار ہوتے تھے آپ عالم دین تھے۔ خطیب و واعظ تھے اور ادیب و سیرت نگار بھی تھے۔ آپ نے علوم دینیہ کی تحصیل اور اشاعت کے سلسلہ میں عراق، حجاز، اور مصر کے سفر اختیار کیے۔ اور وہاں کے معاصر علماء کرام اور مشائخ سے علمی اور روحانی استفادہ کیا۔ آپ نے کئی کتابیں تصنیف کیں ایک عرصہ تک کعبۃ اللہ کے مجاور رہے۔ حرم کعبہ سے واپس نیشاپور آئے۔ تو اپنا سارا اثاثہ، مال و متاع، حتیٰ کہ گھر بار اللہ کی راہ میں غرباء اور ضرورت مندوں کے ہاں تقسیم کر دیا۔ ایک ہسپتال بنایا اپنے احباب کی ایک جماعت کو نگران مقرر کیا۔ آپ ۴۵۶ھ میں نیشاپور میں فوت ہوئے"۔

پانچویں صدی ہجری کی یہ مایہ ناز تصنیف سید المرسلین امام الانبیاء حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ پر اپنے دور کی ایک مثالی تحریر ہے۔ اس دور میں اسلامی دنیا میں مختلف ممالک میں جو کتابیں لکھی گئی تھیں ان میں سنین ماہ و سال کے اہتمام کے بغیر محاسن و مناقب پر تفصیل سے لکھا گیا ہے۔ اور اہل محبت کے لیے عقیدت و محبت کے بے بہا موتی ملتے ہیں۔ محاسن و فضائل پر جس قدر روایتیں ملیں۔ اہل قلم اسے جرح و تعدیل کے بغیر قلم بند کرتے گئے۔ اور اسی طرح ہمارے پاس سید عرب و عجم کی قدسی صفات شخصیت کے کمالات کا ایک وسیع خزانہ محفوظ ہو گیا۔ اگر ان ادوار کی دو مرتی کتابوں

marfat.com

نگاہ ڈالیں۔ تو آپ ایسی ہی محبت و عقیدت سے بھرپور روایات کو ہر صفحہ پر پائیں گے گو یہ روایات بعد کے آنے والے مؤلفین کی تنقید کا نشانہ بنتی رہیں۔ مگر اہل محبت تنقید و تشنیع کو خاطر میں نہ لاتے ہوئے قارئین کے دامن دل و دماغ کو واقعات کی رنگینی سے بھرتے گئے۔

طلوع اسلام کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت طیبہ ان اہم ترین اور سب سے قدیم موضوعات میں سے سر فہرست ہے۔ جس نے اہل دل اور صاحبان قلم کے دامانِ خیال کو کھینچا ہے اور ہر ایک نے اپنے علمی ظرف، ذہنی رجحان اور فنی مذاق کے مطابق پہلے تو اپنا دامنِ طلب بھرا اور پھر دوسرے مشتاقانِ پر تو جمال الٰہی و نبوی کے قلب کے سرور اور آنکھوں کے نور کا اپنے مقدور بھر بندوبست کیا۔ محدثین کرام نے اقوال، افعال اور تقاریر نبوی کی جزئیات تک کو فنِ حدیث کے زاویۂ نگاہ سے محیط کر لیا، تو مفسرین عظام نے کلام الٰہی کے تعلق سے تعبیرات نبوی کو محصور کیا۔ مغازی نگاروں کو فتوحاتِ اسلامی کے خیرہ کن پس منظر میں جنگ و جدال کی دنیا پسند آئی۔ اور انھوں نے معرکہ ہائے نبوی کو سیرت کا ایک اہم ترین پہلو بنا دیا۔ خالص سیرت نگاروں کو حیاتِ رسول کے ہر پہلو سے کام تھا۔ اس لیے از اول لمحہ زندگی تا دم واپسیں ہر جزئیہ قلم بند کیا۔ نسب نگاروں نے عرب کے قبائلی نظام کے پس منظر میں حسب اشراف کے انساب سے بحث کی۔ تو حیاتِ رسول کو سرنامہ بنا دیا۔ کہ مفاخر عرب کے تاج میں نورِ محمدی شاہ ہیرا تھا۔ عالمی تاریخ نگاروں کی تصانیف میں سید الانبیاء کے ذکر مبارک کو کمال کا درجہ حاصل رہا۔

سیرتِ نبوی سے دلچسپی و تعلق خاطر مسلمانوں کو پہلے دن رہا۔ کیونکہ وہ کلام الٰہی کے بعد مذہب و قانون اسلام کا دوسرا منبع حیات و سرچشمۂ فیض ہے۔ خود عہد نبوی میں رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک زندگی کا ہر پہلو اور ہر گوشہ سے دلچسپی و عقیدت و

marfat.com

محبت کے ساتھ ساتھ جستجو تفحص اور روایت کے ثبوت ملتے ہیں۔ عہد خلافتِ راشدہ میں دلچسپی اور روایت دونوں میں اضافہ ہوا۔ آپ کی ظاہری زندگی سے ہٹ کر صحابہ کرام کے تصورات نے اپنے محبوب کے کردار کے ایک ایک نقش کو جزو جاں بنائے رکھا۔ وہ بے قرار دل اور مشتاق نظروں سے پوچھتے کہ اے محبت نبوی کے شرف سے سرفراز ہونے والو! ہمیں وہ باتیں سناؤ جو ہمارے محبوب کے ہونٹوں سے پھول بن کر جھڑتی تھیں۔ صحابہ کرام محبت وعقیدت کی زبان مگر صبر وضبط کا دامن تھام کر حبیب مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی باتیں کرتے[1] صحابہ کی زندگی کا محبوب مشغلہ اپنے آقا و مولا کے مجالس کے واقعات گھروں اور مساجد میں بیان کرنا تھا صحابہ کرام نے اس مبارک "روایت" کی جو بنیاد ڈالی اس کو دوسری نسل کے لوگوں نے ایک فن کا درجہ دیا۔ اور روایت یا راویوں کا ایک طبقہ وجود میں آگیا[2]۔ ان راویوں میں بعض لوگ غیر محتاط بھی تھے وہ جذبۂ محبت میں ہر روایت کو بیان کرتے گئے۔ اور اس طرح بعض اوقات سیرتِ رسول قصہ نظر آنے لگی۔ پھر ایک ایسا وقت بھی آیا کہ داستان گوئی یا داستان طرازی نے قدم بڑھائے۔ اور بہت سی غیر تاریخی روایات سیرت کا حصہ بنتی گئیں۔ بایں ہمہ ایک طبقہ ایسا ہمیشہ کے لیے موجود رہا۔ جو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ کو پوری احتیاط سے قلم بند کرتا رہا۔۔۔ اور اس کے اسناد کو بھی ضبطِ تحریر میں لاتا رہا۔ اور وہ ہر واقعہ کے عینی شاہدوں تک کی نشاندہی کرتا رہا[3]۔

سیرت نبوی کا ایک اہم پہلو ــــ مغازی یا غزوات ــــ کا فن پہلی صدی ہجری کے نصف اول میں ہی ضبط تحریر میں آنے لگا تھا۔ خلیفہ سوم سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ

---

[1] طبقات ابن سعد

[2] سیرت ابن اسحاق

[3] عبدالعزیز دوری

marfat.com

کے صاحبزادے ابان بن عثمان (۲۵ تا ۱۰۰ ہجری) غالباً پہلے نقاشِ سیرتِ رسول تھے۔ ان کے بعد ان سے اہم عروہ بن زبیر بن عوام (۲۳ تا ۹۴ ہجری) رضی اللہ عنہ ہیں جن کی اکثر روایات سیرت نبوی کا ایک اہم حصہ بنیں۔ خلیفہ عبدالملک بن مروان (۶۵ تا ۸۶ ہجری) کے پاس حضرت عروہ بعض ایسے مکتوبات بھیجا کرتے تھے جس میں حضور نبی کریم کے عادات و شمائل بیان ہوتے تھے۔ اس بنا پر ہم انھیں بجا طور پر اولین مورخ اسلام اور سیرت نگار کہہ سکتے ہیں۔

شرحبیل بن سعد (متوفی ۱۲۳ھ) جو غالباً ایک یمنی مولا تھے اس سلسلہ کی ایک کڑی ہیں لیکن ان سے اہم ایک یمنی تابعی حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ ہیں (۳۴ تا ۱۱۰ ہجری) یہ بزرگوار قصہ گوئی (قاص) میں مشہور تھے۔ انھوں نے حضور نبی کریم کی حیات طیبہ بیان کرتے ہوئے رنگین بیانی سے کام لیا۔

غزوات النبی پر سب سے پہلے عاصم بن عمرو بن قتادی انصاری رضی اللہ عنہ (متوفی ۱۲۵ ہجری) نے دمشق اور مدینہ میں اہل ایمان کی مجالس میں خطبے دیئے۔ اور ان کی مجالس میں بیان کردہ واقعات کو لوگوں نے محفوظ کر لیا۔ محمد بن مسلم بن شہاب زہری (۵۱ تا ۱۲۴ ہجری) اگرچہ خلیفہ عبدالملک اموی کے دربار سے وابستہ تھے لیکن فن مغازی کے امام مانے جاتے تھے۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ (۹۹ تا ۱۰۱ ہجری) کے عہد خلافت میں عبداللہ بن ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم (متوفی ۱۳۵ ہجری) نے مغازی پر ایک مفصل تحریر خلیفہ کی خدمت میں پیش کی۔ انہی کا ایک معاصر ابوالاسود محمد بن عبدالرحمٰن بن نوفل (م ۱۳۷ ہجری) رضی اللہ عنہ نے بھی مغازی پر ایک مختصر سی کتاب لکھی۔ لیکن ان مغازی نگاروں میں موسیٰ بن عقبہ (۵۵ ہجری تا ۱۴۱ ہجری) کو جو شہرت اور اعتبار ملا وہ کسی کو نہ ملا تھا۔ افسوس اس کتاب کو انقلاباتِ زمانہ کی گرد کھا گئی۔ اور اہلِ علم اس سے محروم رہے۔ واقدی (۱۲۵ھ تا ۲۰۷ھ) اس فن کے بے مثال امام مانے جاتے ہیں۔

marfat.com

فن سیرت پر قدیم العہد نبوی جو کتاب ملتی ہے وہ محمد ابن اسحاق (۸۵ تا ۱۵۱ھ) کی کتاب ہے۔ جو بعد میں ابن ہشام (م ۲۱۳ یا ۲۱۸ھ) کی تالیف السیرۃ النبوۃ کے نام سے اہلِ علم کی نگاہوں میں آئی۔ یہ کتاب مدتوں سیرت نگارانِ رسول کے لیے مشعل راہ بنی رہی۔ اور آج بھی اس کی اولیت اور امامت سے کسی کو انکار نہیں ایک عرصہ تک اسی دریا سے ساری نہریں جاری ہوتی رہیں۔ اور چراغ سے چراغ جلتے گئے اس کی خیرہ کن روشنی کے سامنے کسی دوسری کتاب سیرت کا چراغ نہ جل سکا۔ دوسری صدی ہجری تک عالم اسلام نے کئی تہذیبوں کو اپنے اندر جذب کر لیا تھا۔ اور کئی قوموں کی تہذیبوں نے اسلامی افکار کو متاثر کیا تھا۔ عصری تقاضوں نے علمی مذاق بدل دیا تھا امتِ اسلامی کی تہذیبی اور تمدنی ترقی اس قدر ہو چکی تھی۔ کہ طالبانِ علم کے لیے مختلف جولان گاہیں بن گئی تھیں۔ وہ امت کے گوناگوں معاملات میں دلچسپی رکھتے تھے چنانچہ اس عہد کے راویوں اور اخباریوں نے تاریخ اسلام کو ایک مختلف انداز سے دیکھنا شروع کر دیا تھا۔ اس دور میں اس عظیم علمی دور کی وہ شخصیت جسے ہماری معلومات نہایت اہمیت کا مقام دیتی ہیں۔ وہ ایک لائق مصنف احمد بن ابی یعقوب اسحاق بن جعفر بن مصری بن وہب بن واضح المعروف بہ یعقوبی تھا۔ یہ شخص عباسی ادوار کا قابلِ قدر مؤرخ تھا۔ یہ اپنی زندگی کے آخری ایام ۲۸۴ھ تک اور گراں قدر تصانیف کے علاوہ کتاب التاریخ، کتاب اسماء البلدان، کتاب فی اخبار الامم السالقہ اور کتاب مشاکلۃ الناس لزمانہم بہت مشہور تاریخی کتابوں کا مؤلف تھا۔

تاریخ یعقوبی میں سید عرب و عجم جناب رسالت مآب کی سیرت طیبہ کا ایک تفصیلی حصہ ہے۔ غالباً یہی حصہ ہمارے فاضل مؤلف جناب ابوسعد واعظ خرگوشی نیشاپوری رحمہ اللہ کی تالیف "شرف النبی" کی بنیاد بنا۔ دوسرے لفظوں میں ہم یوں کہہ سکتے ہیں کہ یعقوبی کی تصریحات سے ہمارے فاضل مولف بے حد متاثر ہیں۔ کیونکہ اس کتاب کی روایاتی تحریر کا ایک معتد بہ حصہ یعقوبی کی طرزِ تحریر سے ملتا جلتا ہے یعقوبی بعض اوقات ایک قاص کی حیثیت اختیار کر لیتا ہے۔ اسی طرح ہمارے مؤلف عظام نے

بھی سلیح راہب اور بلوقیا کے واقعات کو اتنی بے سرو پا روایات سے مزین کیا ہے کہ ترجمہ کرتے وقت ہمارا قلم نہ صرف حیرت زدہ رہا۔ بلکہ بعض جگہ سے

کہ حیرت گرفت آستینم کہ قم

کی سرزنش سے کئی مقامات ترک کرنا پڑے۔

ان بزرگوں میں عوانہ بن حکم (متوفی ۱۴۷ھ) ابو مخنف (متوفی ۱۵۷ھ) سیف بن عمر (متوفی ۱۸۵ھ) اور مدائنی (متوفی ۲۲۵ھ) امامت اور مقتدائیت کے مقام پر فائز ہیں۔ تیسری صدی ہجری یا نویں صدی عیسوی میں اسلام کی علمی دنیا میں ایک نئے دور کا آغاز ہوا۔ اسے "علم کے سفر" کا زمانہ کہا جاتا ہے محدثین نے علوم اسلامیہ کے مرکز قائم کیے۔ علوم مصطفوی کی مسندیں بچھیں۔ تشنگان علم ہر ملک اور قوم سے آگے بڑھتے اور ان چشمہ ہائے حیات سے سیراب ہوتے جاتے۔ اور اپنے ظرف کے مطابق دامن مراد بھر کر اپنے اپنے ملکوں کو لوٹتے اسی "علمی سفر" نے اپنا دائرہ اور وسیع کیا۔ اور تیسری صدی ہجری میں اسلامی تاریخ عالمی تاریخ کا حصہ بنی۔ اور اس میں سیرت طیبہ ایک درخشاں باب تھا۔ چنانچہ اس صدی کے مؤرخین میں سے ابن قتیبہ (متوفی ۲۹۲ھ) طبری (متوفی ۳۱۵ھ) بلاذری (متوفی ۲۷۹ھ) یعقوبی (متوفی ۲۹۲ھ) جیسے قد آور مورخین دنیائے تاریخ میں جلوہ گر ہوئے۔ انھوں نے تخلیق آدم سے لے کر اپنے دور تک کی تاریخیں مرتب کیں اور آج تک علمی دنیا ان کے انوار سے روشن ہے۔ ان سب اساطین تاریخ اسلامی کا نقطہ نظر عالمی تھا۔ یہی وجہ ہے آج یہ کتابیں دنیا کی متعدد زبانوں کے ترجمہ سے مزین اہل علم کے لیے ذخیرہ معلومات بنی ہوئی ہیں۔

باایں ہمہ کتاب اپنے مجموعی فوائد کے پیش نظر حضور کی باکمال زندگی کے محبت آفرین واقعات اور معلومات کا ایک سرمایہ ہے۔ جسے قارئین ذوق و شوق سے

marfat.com

پڑھیں گے اور اس "جان جہاں" اور "جان ایماں" کے شب و روز کو کتاب کے ان صفحات پر پا کر ایمانی حلاوت حاصل کریں گے۔

ہم "ملک اینڈ کمپنی" لاہور کی ان کاوشوں کو ہدیہ تحسین پیش کیے بغیر نہیں رہ سکتے جو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی سیرتِ طیبہ پر ایمان افروز کتابیں شائع کرنے میں سرگرم عمل ہیں۔ اس کتاب کی اشاعت بھی ان کے اسی نفیس پروگرام کا ایک حصہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی اس کوشش کو قبول فرمائے اور مترجم کی سعیٔ مشکور کو مقبول بارگاہِ رسالت بنائے۔

---

marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

طلوعِ نورِ مصطفیٰ

شیخ ابوسعد الواعظ قدس سرہٗ نے بسندِ صحیح[1] حدیث حضرت عمرو انصاری رضی اللہ عنہ روایت کی ہے کہ مجھے کعب الاحبار کی مجلس میں بیٹھنے کا موقعہ ملا وہ حضور نبی الامی العربی صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کرنا چاہتے تھے۔ میرے علم میں ایسا دوسرا کوئی شخص نہیں گذرا جو حضرت کعب الاحبار سے بڑھ کر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں رہا ہو اور آپ کے حُلیہ مبارک کو اتنی تفصیل سے بیان کیا ہو۔ وہ ہمیشہ مجھے حضور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات سناتے۔ آپ کے اخلاق عالیہ کا تذکرہ کرتے۔ جس وقت ہم سفر میں بھی ہوتے۔ تو کعب الاحبار رضی اللہ عنہ مجھے آپ کے واقعات حمیدہ سناتے رہتے۔ ایک رات میں نے دیکھا کہ کعب الاحبار بڑی پریشانی میں اِدھر اُدھر آتے جاتے تھے۔ وہ روتے روتے میرے پاس آئے۔ اور بتایا کہ آج رات حضور نبی کریم فداہُ امی وابی صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہو گیا ہے۔ میں نے دیکھا کہ جنت کے دروازے کھول دیے گئے اور جنت آپ کے

---

[1] حدثنا ابوبکر محمد بن احمد المحدث رحمة الله علیه قال اخبرنا ابوالحسن علی بن محمد مختویه العدل قال حدثنا احمد بن محمد بن سالم قال حدثنا العباس بن عبد الله برقی قال حدثنی الفضل بن جعفر قال حدثنا ابو محمد مری بن عثمان الجبلی عن ابی بکر ابن مریم عن سعید بن عمرو الانصاری عن ابیه

marfat.com

استقبال کے لیے سجی ہوئی ہے ہم دونوں اسی وقت مدینہ پاک پہنچے تو میں نے جن حالات و احوال کو کعب الاحبار سے سنا تھا۔ لوگوں کے سامنے بیان کرنا شروع کیے انھیں میری باتوں سے بڑا تعجب ہوا۔ وہ کہتے تھے کہ کعب الاحبار جادوگر ہیں۔

یہ باتیں سنتے ہی کعب الاحبار (رضی اللہ عنہ) نے اپنے کپڑوں میں سے ایک ڈبہ نکالا وہ ڈبہ مروارید سے بھی زیادہ سفید تھا۔ اس پر تالا لگا ہوا تھا۔ اس پر ایک مہر لگی ہوئی تھی۔ مہر توڑی گئی، تالا کھولا گیا۔ ڈبے سے ایک سبز رنگ کا کپڑا نکالا اور کہا اس پر رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف تحریر ہیں۔

"اللہ تعالیٰ نے جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پیدا فرمانا چاہا تو حضرت جبرائیل کو حکم دیا کہ وہ تمام ملائکہ کو لے کر زمین پر اتریں۔ اور ان دنوں جہاں حضورؐ کا گنبد خضریٰ ہے سے ایک مٹھی بھر مٹی اٹھائیں اس مٹی کو گوندھا گیا۔ جنت کی نہروں کے پانی سے تر کریں آسمانوں کی بلندیوں اور زمین کی وسعتوں میں گھمائیں۔ اس دن ملائکہ کو حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام اور مرتبہ کا علم ہوا۔

حضرت انسان کی تخلیق کے وقت جب حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا تو حضرت آدم کی پیشانی میں کوئی چیز تسبیح الٰہی بیان کرتی سنائی دی۔ حضرت آدم نے کہا۔ یا اللہ! یہ کیا چیز ہے؟ فرمایا:۔ یہ تمھاری اولاد میں بہترین اور بہترین فرزند ہیں۔ محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ آج میرے سامنے عہد کرو کہ یہ تمھاری اولاد کے ان اصلاب سے گذریں گے جو طاہر ہوں گی اور پاک ہوں گی۔ کچھ عرصہ کے بعد حضرت آدم علیہ السلام کی پیشانی پر نور کا ایک دائرہ ظاہر ہونے لگا۔ یہ دائرہ آفتاب کی طرح چمکتا اور کبھی چودھویں کے چاند کی طرح دمکتا۔ ایک وقت آیا کہ یہ نور نبوت حضرت حوّا کے رحم میں داخل ہوا۔ اور حضرت حوا کو شیث علیہ السلام کی پیدائش کی بشارتیں ملنے لگیں۔ جب حضورؐ کا نور حضرت آدمؑ سے حضرت حوا کے ہاں منتقل ہوا۔ تو حضرت حوّا کے حسن وجمال میں بے پناہ اضافہ ہو گیا اور یہ حسن روز بروز بڑھتا جاتا۔ اس زمانے میں کائنات ارضی کے تمام وحوش وطیور بھی اس حسن وجمال سے متاثر ہوئے جب حضرت شیث علیہ السلام پیدا ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے

marfat.com

نور مصطفےٰ کو حجاب شیث میں مستور کر دیا تھا۔ ان دنوں شیث علیہ السلام سے ابلیس پانچ سو سال کے فاصلہ پر دور رہتا۔ حضرت شیث علیہ السلام کی عمر سات سال کی تھی ملائکہ کے درمیان ہر روز ایک فرشتہ منادی کرتا تھا اور کہتا۔ اے آسمان! آج تمہیں بشارت ہو، کہ نور مصطفےٰ تیرے سائبان کے نیچے جگمگا رہا ہے حضرت شیث بالغ ہوئے تو آپ کا نور آپکی پیشانی میں نمایاں تھا ایک دن حضرت آدم علیہ السلام نے اپنے بیٹے شیث علیہ السلام کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا بیٹا! مجھے اللہ نے حکم دیا ہے کہ تم سے ایک عہد لوں۔ اب تم فرشتوں کو گواہ بناؤ۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو ستر ہزار فرشتوں کے ساتھ اس تقریب میں حاضر ہونے کا حکم دیا۔ ان کے پاس ایک سبز ریشم کا ٹکڑا تھا۔ بہشت سے ایک قلم منگوایا گیا اور نور کی روشنائی سے ایک عہد نامہ لکھا گیا۔ ملائکہ کی گواہی ڈالی گئی۔ اور اس ریشمی کپڑے کو لپیٹ لیا گیا۔ حضرت شیث کو دو چادریں جو سرخ اور سفید تھیں پہنائی گئیں۔ پھر یہی نور مصطفےٰ اخنوخ تک پہنچا۔ (یہ نام حضرت ادریس کا پکارا گیا) یہ نور ماں سے جدا ہوا۔ تو حضرت ادریس نے دیکھا جب حد بلوغ کو پہنچے تو ان سے عہد لیا گیا۔ حتیٰ کہ نور مصطفےٰ حضرت نوح علیہ السلام تک پہنچا۔ حضرت نوح سے سام تک آیا۔ نور کی شعاعیں حضرت نوح نے حضرت سام میں دیکھیں۔ وہ تابوت حضرت سام کے حوالے کیا گیا۔ یہ تابوت موتی سے بھی زیادہ درخشاں تھا۔ اس کے دو دروازے بند تھے۔ اور ایک سرخ سونے کی زنجیر سے جکڑے ہوئے تھے۔ دونوں کنارے زمرد سے مہر زدہ تھے۔ وہ عہد نامہ اس تابوت میں امانت رکھا ہوا تھا۔ یہ تابوت حضرت ہود علیہ السلام تک پہنچا۔ حضرت ہود بڑے ہوئے تو ہر طرف سے آوازیں آنے لگیں کہ ہود کے ہاتھوں بت پاش پاش ہوں گے۔ اور فسق و فجور مٹ جائے گا۔ اور کفر و شرک کا خاتمہ ہو جائے گا۔ یہ نور آخر کار حضرت ابراہیم علیہ السلام میں ہویدا ہوا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی آمد کے ساتھ ساتھ نور مصطفےٰ کا ایک علم مشرق میں گاڑا گیا اور دوسرا مغرب میں۔ ان دو نورانی علموں سے کائنات ارضی کا گوشہ گوشہ نور سے چمک اٹھا۔ لوگوں نے زمین و آسمان کے درمیان نور کے دو ستون دیکھے تمام ملائکہ ان کو دیکھ کر ذکر الٰہی کرتے اور ذوق و وجد میں محو تھے۔ اور کہتے یا الٰہی! یہ کیسا نور ہے؟ ندا آئی یہ میرے محبوب محمد الرسول اللہ کا نور ہے

marfat.com

صلی اللہ علیہ وسلم۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اطلاع دی کہ میں تمھاری اولاد سے ایک ایسا پیغمبر پیدا کروں گا جس کا نام نامی محمد ہوگا۔ وہ ہمارا حبیب ہوگا وہ میری تمام مخلوق سے بلند مرتبہ ہوگا۔ میں نے پیدائش سے پہلے ہی اسے تمام فرشتوں کے سامنے جلوہ گر کیا تھا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس صورتِ حال سے حضرت سارہؓ کو آگاہ کیا انھیں انتظار تھا کہ نور مصطفےٰ انھیں ملے۔ انھی دنوں حضرت ہاجرہ کے ہاں حمل ہوگیا۔ اور یہ نور وہاں منتقل ہوگیا حضرت اسماعیل پیدا ہوئے سارہ کو بہت غم ہوا۔ وہ رشک کرنے لگیں اللہ تعالیٰ نے ان کی تسلی کے لیے حضرت اسحٰق کی بشارت دی یہ بشارت بھی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زبان سے دی گئی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی وفات کا وقت آیا تو آپ نے اپنے تمام بیٹوں کو جمع کیا اس وقت چھ بیٹے تھے۔ حضرت آدم کا تابوت منگوایا گیا۔ کھولا گیا اور لڑکوں کو کہا اس تابوت میں دیکھو اس میں اتنے خانے موجود تھے جتنے پیغمبران کرام ہیں۔ تمام خانوں کے آخر میں ایک خانہ تھا یہ مقام تھا محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا۔ یہ سرخ یاقوت کا بنا ہوا تھا اور اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ انور چاند کی طرح دکھائی دیتا تھا آپ نماز پڑھتے نظر آئے۔ دائیں ہاتھ پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے۔ حضرت صدیق کی پیشانی پر لکھا ہوا نظر آیا کہ یہ اولین شخص ہے جو حضورؐ پر ایمان لائے گا۔ آپ کے بائیں ہاتھ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نظر آئے ان کی پیشانی پر لکھا تھا یہ مضبوط ارادے کا انسان جب حضورؐ پر ایمان لائے گا تو دنیا کی کوئی قوت اس کے ارادے کو جھکا نہ سکے گی۔ حضورؐ کے پیچھے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ دکھائی دیے جن کی پیشانی پر لکھا تھا " یہ ہیں تمام انسانوں سے نیک انسان"۔ سامنے حضرت علی کرم اللہ وجہہ دکھائی دیے جن کی پیشانی پر لکھا تھا یہ حضورؐ کے چچازاد بھائی اور اللہ تعالیٰ کے پیغام کے موید ہوں گے۔ ان چار اولوالعزم صحابہؓ کے علاوہ حضورؐ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارد گرد صحابہ کرام کا ایک مجمع دکھائی دیا۔ رضی اللہ عنہم ورضوا عنہٗ

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بیٹوں نے دیکھا تو معلوم کر لیا کہ حضورؐ حضرت اسماعیل کی اولاد سے ہوں گے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اسی مجلس میں حضرت اسماعیل علیہ السلام کو

marfat.com

مبارک باد دی اور فرمایا۔

"میں تم سے یہ وعدہ لیتا ہوں یہی وعدہ حضرت آدم علیہ السلام نے اپنے تمام بیٹوں سے لیا تھا۔ اور تم نے نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کی ذمہ داری لینی ہے اور عہد کرنا ہے۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام اس عہد پر قائم تھے۔"

ان دونوں حارث کی بیٹی سے نکاح ہو گیا اس سے ایک بیٹا پیدا ہوا، جس کا نام قیدار رکھا گیا۔ نور مصطفےٰ اس میں منتقل ہو گیا۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام نے اسے بھی اس عہد کے ساتھ وصیت کی اور تابوت اس کے حوالے کر دیا۔ قیدار کا عقیدہ تھا کہ حضرت اسحاق کی اولاد میں پاکیزہ عورتیں میسر آتی ہیں۔ چنانچہ قیدار نے حضرت اسحاق کی نسل سے اسی عورتوں سے شادی کی۔ اور بائیس سال ان کے ساتھ رہا۔ مگر کوئی عورت حاملہ نہ ہو سکی۔ ایک دن شکار سے لوٹ رہا تھا۔ وحوش طیور اور دوسرے جانور اس کے ارد گرد منڈلا رہے تھے ایک جانور نے نہایت فصیح زبان سے کہا۔

"قیدار! تمھاری عمر ختم ہونے والی ہے تم ابھی تک شکار گردی اور لہو و لعب میں پڑے ہوئے ہو۔ کیا اب وقت نہیں آیا کہ نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے کوئی قدم اٹھاؤ۔"

قیدار گھر پہنچے تو اس گفتگو سے بڑے متفکر تھے۔ قسم کھائی کہ جب تک یہ عقدہ حل نہ ہو نہ کھانا کھاؤں گا نہ پانی پیوں گا۔ ایک دن ایک صحرا میں بیٹھا تھا۔ تو اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتہ بھیجا جو ہواؤں پر حکمران تھا۔ یہ فرشتہ انسانی شکل میں قیدار کے پاس آیا۔ قیدار نے اس سے خوبصورت شخص اپنی زندگی میں نہ دیکھا تھا۔ اس نے قیدار کو سلام کیا اور پاس ہی بیٹھ گیا۔ اور کہنے لگا۔ قیدار! تم نے بہت سا مال و متاع اور کئی شہر اپنے قبضہ میں کر لیے ہیں۔ اگر تم اللہ کی راہ میں قربانی پیش کرو تو میں تمھیں بتاؤں گا۔ کہ تم کس عورت سے نکاح کرو جو تمھارے لیے اولاد مہیا کر سکے۔ یہ بات کہتے ہی فرشتہ اڑنے لگا۔ اور نظروں سے اوجھل ہو گیا۔ قیدار گھر آیا۔ اس کے پاس بہت سی بھیڑ بکریاں تھیں، اونٹوں کی قطاریں تھیں، ہزاروں مویشی تھے۔ چنانچہ قیدار نے سات ہزار جانور قربانی کے لیے تیار کیے، وہ

marfat.com

ایک ایک جانور قربان کرتا جاتا، سرخ آگ کا ایک شعلہ آتا اور قربانی کے جانور کو آسمان کی طرف اٹھا لے جاتا۔ وہ قربانی کرتا گیا۔ حتیٰ کہ آسمان سے ندا آئی تمہاری قربانی قبول ہے۔ اور تمہاری دعا اللہ نے قبول کرلی ہے۔ اب یہاں سے اٹھو، فلاں درخت کے سایہ میں آرام کرو۔ اور خواب میں جو کچھ نظر آئے اس پر عمل کرو۔ خواب میں کسی نے کہا کہ عرب کی کسی ایسی لڑکی سے شادی کرو جس کا نام غافرہ ہو۔

قیدار نیند سے بڑا ہشاش بشاش اٹھا وہ اپنی اس بیوی کی تلاش میں عرب کے شہر حرم تک پہنچا۔ چنانچہ اسے ایک ایسی لڑکی ملی جو بنو زہیر عامر میں سے تھی۔ یہ قبیلہ قحطان کی اولاد میں سے تھا۔ غافرہ سے نکاح کیا اور اسے اپنے وطن لے آیا جونہی غافرہ حاملہ ہوئیں تو قیدار کے چہرے کا نور غافرہ کے بطن سے روشن ہونے لگا۔ قیدار اس صورتحال سے بے حد خوش تھا۔ حضرت آدم کا تابوت قیدار کے قبضہ میں تھا۔ مگر حضرت اسحٰق علیہ السلام کے بیٹے اس تابوت کا مطالبہ کرتے تھے وہ کہتے جب تمہیں نور مل گیا ہے اب تابوت ہمیں دے دو۔ مگر وہ کہتا کہ اس کی حفاظت کی ذمہ داری میرے سپرد کی گئی ہے۔

ایک دن قیدار نے تابوت کھولنا چاہا مگر وہ نہ کھلتا تھا۔ اس کی ساری کوششیں بیکار گئیں۔ آسمان سے آواز آئی۔ قیدار اسے نہ کھولو۔ یہ پیغمبر کے بغیر کوئی نہیں کھول سکتا۔ تم نبی نہیں ہو۔ ہاں اس تابوت کو حضرت یعقوب علیہ السلام کے حوالے کردو۔ قیدار نے غافرہ کو کہا کہ اگر بیٹا پیدا ہو تو اس کا نام حمیل رکھنا، مجھے امید ہے ہمیں اللہ تعالیٰ بڑا سعادت منداور نیک بیٹا دے گا۔

تابوت اٹھایا کنعان کو روانہ ہوئے حضرت یعقوبؑ وہاں ہی تھے کنعان کے نزدیک پہنچے تو تابوت سے آواز آئی۔ جسے حضرت یعقوبؑ نے سنا اپنے بیٹوں کو کہنے لگے کہ مجھے معلوم ہو رہا ہے کہ قیدار آرہا ہے۔ اور تابوت لا رہا ہے۔ اٹھو اور باہر نکل کر استقبال کرو حضرت یعقوب اور ان کے بیٹے استقبال کے لیے باہر آئے دیکھا تو قیدار آرہے ہیں حضرت یعقوب علیہ السلام نے دیکھتے ہی فرمایا۔ قیدار تمہیں کیا ہوگیا ہے اتنے کمزور اور

marfat.com

لاغر ہوگئے ہیں کہ پہچانے نہیں جاتے ، کیا تم بیمار ہو؟ قیدار کہنے لگے یا نبی اللہ! میں بیمار تو رہا۔ البتہ مجھ سے نور محمدی منتقل ہو گیا ہے۔

حضرت یعقوبؑ نے دریافت کیا کیا آلِ اسحاق میں نور منتقل ہوا ہے؟ قیدار نے بتایا نہیں یہ نور غافرہ نامی عرب النسل لڑکی کے ہاں منتقل ہوا ہے۔ حضرت یعقوب نے فرمایا تمھیں مبارک ہو کہ غافرہ کے ہاں آج رات ایک بیٹا ہوگا۔ چنانچہ بیٹا پیدا ہوا۔ قیدار نے کہا یا نبی اللہ۔ آج کے بعد آپ سرزمینِ شام کے مالک ہوں گے اور میرا یہ بیٹا یہاں سے جاکر حرم شریف کا مالک ہوگا۔ قیدار نے اسی دن تابوت حضرت یعقوب کے حوالے کر دیا اور خود عرب میں لوٹ آئے۔

قیدار نے حضرت یعقوب علیہ السلام سے پوچھا آپ کو ان تمام حالات مستقبل کا کیسے علم ہو گیا۔ آپ نے بتایا۔ آج رات آسمانوں کے تمام دروازے کھول دیے گئے تھے۔ زمین و آسمان کی وسعتوں میں ہر طرف نور ہی نور دکھائی دیا۔ آسمان سے فرشتوں کی جماعتیں اترتی نظر آئیں ان کے پروں پر رحمت اور برکات کی ہوائیں تھیں میں سمجھ گیا کہ آج نور مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد آمد ہے۔

قیدار آئے تو غافرہ کی گود میں ایک خوبصورت بچہ دیکھا اس کا نام جمیل رکھا گیا نور مصطفےٰ اس بچے کی پیشانی سے جگمگاتا دکھائی دیا۔ بالغ ہوا، قیدار اور غافرہ مکہ مکرمہ کی طرف ہجرت کر گئے۔ اور مکہ مکرمہ میں قیام کر لیا۔ ایک دن باپ بیٹا کوہ شیر پر موجود تھے کہ ملک الموت انسانی شکل میں آئے۔ قیدار کو کہا میں آپ سے رازداری کی ایک بات کرنا چاہتا ہوں۔ قیدار نے کان اس کے منہ سے لگا دیا۔ ملک الموت نے کان کے راستہ سے روح کو قبض کر لیا۔ اور قیدار وہیں زمین پر آگرے۔ جمیل کو بہت غصہ آیا اور کہنے لگا:۔

"بندہ خدا تم نے میرے باپ کو مار دیا ہے۔"

ملک الموت کہنے لگے۔ ذرا آگے آکر دیکھو تو سہی کہ تمھارے والد زندہ ہیں یا مردہ جمیل آگے بڑھا، قیدار مردہ تھے اور ملک الموت آنکھوں سے غائب۔ جمیل سمجھ گئے کہ یہ ملک الموت تھے۔ چند لمحوں بعد حضرت اسحٰق کی اولاد میں سے کچھ لوگ جمع ہوگئے۔

marfat.com

تجہیز و تکفین کی۔ اور کوہِ شبیر پر دفن کر دیے گئے۔

جمیل بڑے ہوئے، بلوغت میں قدم رکھا۔ اللہ نے انھیں ایک لڑکا دیا جس کا نام معد تھا۔ یہ لڑکا بڑا ہو کر بڑا بہادر نکلا اپنے دشمنوں کو زیر کرتا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے فتح و کامرانی اس کی غلام بنادی تھی۔ اس کے ہاں ایک بیٹا ہوا جس کا نام نزار رکھا گیا یہ نزار آلِ عرب کا اوّلین فرد کہلایا۔ نزار نام اس لیے مشہور ہوا کہ جب ان کے والد نے دیکھا کہ نورِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اس بچے کے اندر موجود ہے تو اس نے قربانی نذر کی۔ نذر عربی میں تھوڑی چیز کو کہتے ہیں۔ جمیل اس قربانی کو تھوڑی سی (نزار) قربانی کہا کرتے تھے نزار کو اللہ نے ایک اور بیٹا دیا جس کا نام مضر رکھا گیا یہ بڑا صاحبِ جمال لڑکا تھا اسے جو بھی دیکھتا فدا ہو جاتا۔ وہ اکثر اوقات اپنے جسم سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم تسبیح و تکبیر سنا کرتا تھا۔ مضر کے ہاں ایک بیٹا ہوا جس کا نام مدرک تھا وہ بڑا صاحب ادراک نوجوان تھا اس نے اپنے زمانہ میں بڑا مرتبہ و شرف پایا تھا۔ اس کے ہاں ایک لڑکا ہوا جس کا نام خزیمہ تھا پھر اس کا بیٹا کنانہ پیدا ہوا اب اس کا بیٹا نضر تھا۔ نضر کو قریش کے لقب سے پکارا جانے لگا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ تمام لوگوں پر غالب نظر آتا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا گیا کہ قریش کو قریش کیوں کہا جاتا تھا آپ نے فرمایا:۔ سمندر میں ایک حیوان ایسا ہے جسے قریش کہا جاتا تھا یہ حیوان سمندر کے تمام حیوانات پر غالب تھا۔ اس غلبہ کی صفت سے نضر کو قریش کہا جانے لگا۔

تبع نے کیا خوب کہا:۔

وقریش ہی التی تسکین البحر	بہا سمیت قریش قریشا
تاکل الغث والسمین ولا تترک	فیہ ندی جناحین ریشیا
ہکذا فی البلاد حی قریش	یاکلون البلاد اکلا کیشیا
ولہم آخر الزماں نبی	یکثر القتل فیہم والخموشا

اب اس قریش کی نسل سے جو بھی پیدا ہوا۔ اسے قریشی کہا جانے لگا قریش نے ایک رات خواب دیکھا کہ اس کی لہنیت سے ایک ایسا درخت پیدا ہوا ہے جو سرسبز بھی ہے

marfat.com

اور بلند قامت بھی۔ اس کی شاخیں آسمان کو چھو رہی ہیں اور ان سے نور کی شعاعیں پھوٹ رہی ہیں۔ لوگوں کے ہجوم اس درخت پر ٹوٹ پڑے ہیں۔ بیدار ہوا تو خواب کی تعبیر کے لیے کاہنوں سے پوچھا۔ انھوں نے بتایا۔ تمھیں اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے نوازا ہے یہ شرف و فضل کسی دوسرے کے حصہ میں نہیں آئی۔ لوگ تمھاری اولاد سے فیض حاصل کریں گے۔ اللہ تعالیٰ نے تمھیں ایسے حسب سے نوازا ہے کہ دنیا بھر کے لوگ اس مقام کو نہیں پہنچیں گے۔

اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو فرمایا:۔ کائنات ارضی میں سیر کرو اور مجھے اطلاع دو کہ آج اولاد آدم میں کون مشرف و محترم انسان ہے۔ فرشتوں نے کہا:۔ یا اللہ ویسے تو تیرے لاکھوں بندے تیری یاد میں مصروف ہیں۔ مگر عرب کی سرزمین میں اولاد اسماعیل علیہ السلام میں سے ایک ایسا فرد ہے جس سے نور کی شعاعیں برآمد ہوتی ہیں۔ وہ تیری یاد میں منفرد ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تم گواہ رہنا۔ اس میں میرے محبوب کا نور ہے۔

(صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

قریش سے یہ نور مالک کو ملا۔ مالک کو مالک اس لیے کہا جاتا تھا کہ وہ پہلا شخص تھا جو تمام عرب کا مالک بنا مالک کے بیٹے کا نام فہر تھا۔ فہر کا بیٹا غالب تھا، غالب کا بیٹا لوی تھا۔ لوی کا بیٹا کعب اور کعب کا بیٹا مرہ اور مرہ کا بیٹا کلاب اور کلاب کا بیٹا قصی تھا۔ یہ تمام نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے امین تھے۔ قصی کو اس نام سے اس لیے پکارا گیا کہ اس نے اپنے تمام اقصٰی و ادنیٰ بیٹوں کو جمع کیا اور انھیں مکہ مکرمہ میں آباد کیا۔ عربوں نے ان لوگوں کو اپنا مقتدا تسلیم کیا یہ لوگ ہمیشہ حق کی پیروی کرتے باطل کے خلاف لڑتے۔ کان یقصی الباطل ویدنی الحق ط

اسی قصی کا ایک بیٹا تھا۔ جس کا نام عبد مناف تھا۔ اس کے ہاتھ میں نزار کا علم، حضرت اسماعیل کی کمان، سقایہ حجاج کا عہدہ اور تمام بت خانہ کی کنجیاں تھیں۔ اسے عبد مناف اس لیے کہا جاتا تھا کہ وادی عرب میں ایک بت مناف نامی تھا عبد مناف کے باپ نے اس بیٹے کو اس بت پر نذرانہ کر دیا تھا۔ اسی عبد مناف کا بیٹا ہاشم تھا

marfat.com

ہاشم کو اس لیے ہاشم کے نام سے پکارا جاتا تھا کہ انھوں نے عرب کے قحط کے زمانے میں عام لوگوں کو نان ثرید دیا۔

یہ ثرید ایک ہی برتن میں رکھ کر کھایا جاتا۔ تاکہ زیادہ کھانے والے اور تھوڑا کھانے والے میں امتیاز نہ ہو سکتا اور اس طرح ہر ایک کی پردہ داری رہتی۔ کہتے ہیں سب سے اولین میزبان جس نے مہمانوں کو ثرید دیا وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام تھے۔ سب سے پہلے شخص جس نے ثرید میں روٹی چُور کر کھائی وہ ہاشم تھے۔ ابن الزبعری نے ہاشم کی مدح میں یہ شعر کہے:

اعمرو العلی ھاشم الثرید لاھلہ ورجال مکۃ مسنتون عجاف

الخالطون غنیھم بفقیرھم حتی یکون فقیرھم بالکاف

عرب کے لوگ قحط کی تکلیف میں مبتلا تھے۔ نور مصطفیٰ ہاشم کی پیشانی میں جلوہ گر تھا جہاں جاتے لوگوں کی گردنیں اچانک جھک جاتیں۔ جو شخص آپ کو دیکھ لیتا، دیکھتا ہی چلا جاتا۔ قیصر روم کو معلوم ہوا تو اس نے اپنی بیٹی ہاشم کے نکاح میں دینے کی التجا کی اس نے انجیل میں پڑھا تھا کہ ہاشم کی پیشانی میں نور مصطفیٰ نبی آخرالزماں صلی اللہ علیہ وسلم امانت ہو گا۔ اس کی اس بات کو ہاشم نے قبول نہ کیا۔ ہاشم نے خواب میں دیکھا عمر بن زید کی بیٹی سلمیٰ اس کے نکاح میں آئے گی چنانچہ ہوا تو ان سے حضرت عبدالمطلب (نبی کریمؐ کے دادا) پیدا ہوئے۔ ان کا نام شیبۃ الحمد رکھا گیا۔

حضرت عبدالمطلب کے نام کی وجہ یہ بنی کہ جب عبد مناف کی موت کا وقت قریب آیا تو اس نے اپنے بیٹے ہاشم کو اپنا قائم مقام بنا کر سارے عرب کی سرداری دے دی۔ جن دنوں ہاشم دنیا سے رخصت ہوئے۔ تو عبدالمطلب ابھی نوعمر تھے۔ ان کے بھائی مطلب بن عبد مناف وقتی طور پر ہاشم کی جگہ کاروباری امور کے لیے مقرر ہوئے۔ حضرت عبدالمطلب کے ننہال مدینہ منورہ سے تعلق رکھتے تھے۔ چنانچہ عبدالمطلب کو ان کی والدہ کے ساتھ مدینہ منورہ لے گئے۔ مطلب بوڑھے ہوتے تو مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ گئے تاکہ ہاشم کے بیٹے کو ان کا حق دیا جائے۔ عبدالمطلب ابھی مدینہ منورہ کے بچوں کے ساتھ کھیلا کرتے تھے۔ مطلب نے آپ کو بلایا، اور مکہ مکرمہ جانے پر آمادہ کیا۔ تاکہ وہ اپنے والد کا مقام سنبھالے۔ شرف و احترام کے

marfat.com

مقامات اور عہدہ ان کے سپرد کیے۔ عبدالمطلب نے یہ بات قبول تو کر لی مگر یہ تمام باتیں اپنے ننہال سے پوشیدہ رکھیں۔ چنانچہ دونوں مدینہ کو چھوڑ کر مکہ آ گئے۔ مکہ کے لوگوں نے اس بچے کو دیکھا استقبال کیا مطلب اس وقت ایک اونٹ پر سوار تھے۔ عبدالمطلب ابھی بچے تھے۔ لوگوں نے مشہور کر دیا یہ مطلب کے بیٹے یا غلام (عبدالمطلب) ہیں۔ اس دن سے آپ کا نام عبدالمطلب مشہور ہو گیا۔

حضرت عبدالمطلب ابھی بچے ہی تھے ایک دن حجرے میں سوئے ہوئے تھے۔ خواب میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو خلعت محال سے نوازا۔ کہتے ہیں ہاشم نے اپنی وفات کے وقت اپنے بیٹے عبدالمطلب کو بلایا اور کہا بیٹا۔ بنی النضر، عبدقیس، عبدشمس، مخزوم فہر، لوی اور غالب کو بلاؤ اس دن ان لوگوں سے عبدالمطلب کی رفاقت کا عہد لیا گیا حضرت عبدالمطلب بیس سال کی عمر کو پہنچے تو سارے عرب میں آپ کا مدِمقابل کوئی نہ تھا قوت و شجاعت میں اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے۔ آپ کے بدن سے کستوری کی خوشبو آتی تھی جو شخص چند لمحے پاس کھڑا ہوتا مسحور ہو جاتا۔ پیشانی سے نور مصطفیٰ کی کرنیں جھلکتیں مطلب نے دیکھا تو تمام قریش کو جمع کیا۔ اور کہا اے معاشر قریش! آپ لوگ حضرت اسماعیل کی اولاد اور وارث ہیں اللہ تعالیٰ نے تم لوگوں کو برگزیدہ فرمایا ہے۔ تمھیں حرم پاک میں جگہ دی اور اپنے پاک گھر کا مجاور اور پاسبان بنایا ہے۔ میں آج تمھارا سردار اور رئیس ہوں علم نزار کمان اسماعیل، سقایہ حاج اور بت خانے کی کنجی عبدالمطلب کے سپرد کر رہا ہوں تم لوگ اس کے مطیع اور سمیع ہو گے۔ اس کے حکم کے ماتحت کام کرو گے۔ سب نے کہا ہمیں منظور ہے۔ تمام نے اٹھ کر حضرت عبدالمطلب کے سر کو بوسہ دیا۔ زر و سیم نچھاور کیے اس دن کے بعد سارا قریش آپ کے زیر فرمان ہو گیا۔ آپ دنیاوی طور پر بھی، مذہبی طور پر بھی عرب کے لوگوں کے لیے خیر و برکت کا منبع تھے۔ جب کبھی کوئی مصیبت آتی، قحط پڑتا یا اور کوئی حادثہ درپیش ہوتا تو آپ کا ہاتھ پکڑتے، کوہ ثبیر پر آتے اور آپ کے وسیلے سے اللہ تعالیٰ سے امداد طلب کرتے۔ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کے نور کی برکت سے انکی سختیاں ختم کر دیتا اور ان کی مصیبتیں ٹل جاتیں۔

marfat.com

ابرہہ کا حملہ:۔ ابرہہ بن الصباح نے جن دنوں خانہ کعبہ پر حملہ کیا حضرت عبدالمطلب نے لوگوں کو فرمایا تم فکر نہ کرو اس گھر کا محافظ اللہ تعالیٰ ہے وہ اس کی حفاظت کرے گا۔ اِنَّ ھٰذَا الْبَیْتَ رَبًّا یَحْفَظُہٗ (یہ میرے اللہ کا گھر ہے وہ اس کی حفاظت کرے گا) ابرہہ آیا۔ مکہ کے ارد گرد لشکر نے پڑاؤ ڈالا۔ قریش کے اونٹ بکریاں اور بھیڑیں پکڑتے اور ذبح کرکے کھا جاتا۔ اسی دوران حضرت عبدالمطلب کے چار سو اونٹ ہانک کر لے گئے۔ حضرت عبدالمطلب کو اس بات کا علم ہوا آپ قریشیوں کو لے کر کوہ شبیر پر گئے۔ اسی وقت آپ کی پیشانی میں نور محمدی کی شعاعیں چمک رہی تھیں اس نور کی شعاعیں کعبۃ اللہ کی دیوار پر پڑ رہی تھیں حضرت عبدالمطلب نے فرمایا اے معاشر قریش! آؤ ہم مکہ میں چلیں اللہ تعالیٰ نے ابرہہ کے شر و فساد کو اٹھالیا ہے۔ خدا کی قسم! میری پیشانی کے نور کی شعاعیں کعبہ کے در و دیوار کو روشن کر رہی ہیں یہ فتح و ظفر کی علامت ہے جہاں جہاں یہ روشنی پہنچی ہے وہاں ظلم نہیں رہ سکتا۔ تمام واپس آئے اور اب یہ بات ابرہہ تک بھی پہنچ گئی۔ وہ بڑا سیخ پا ہوا کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ میں خالی ہاتھ لوٹ جاؤں اس نے اپنے لشکر کا ایک بہادر آدمی حناطہ الحمیری طلب کیا۔ یہ شخص لشکروں کے لشکر الٹ دیا کرتا تھا اسے کہا تم مکہ میں جاؤ اور مکہ کے رئیس کو بلا لاؤ۔ وہ حضرت عبدالمطلب کے گھر پہنچا حضرت عبدالمطلب کو دیکھا پیشانی کی شعاعوں سے اتنا مرعوب ہوا کہ بات تک نہ کر سکا۔ زبان بند ہوگئی۔ دم بخود رہ گیا بے ہوش ہو کر زمین پر گر پڑا۔ اس کے حلق سے ذبح شدہ گائے کی طرح آوازیں نکلنے لگیں۔ جب ہوش میں آیا تو حضرت عبدالمطلب کے قدموں میں گر پڑا اور کہنے لگا میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ ہی قریش کے سردار اور رئیس ہیں۔

ایک روایت میں آیا ہے کہ ابرہہ نے حناطہ کو کہلا کر بھیجا کہ رئیس مکہ سے میرا پیغام پہنچا دو کہ ابرہہ کعبۃ اللہ کو ویران کرنے آیا ہے۔ اگر تم مقابلہ نہیں کرو گے تو تمہیں آپ لوگوں سے کوئی واسطہ نہیں ہوگا۔ اگر لڑو گے تو سارے شہر کو ویران کر دیا جائے گا حضرت عبدالمطلب نے کہا ہمیں اس لڑائی سے کوئی دلچسپی نہیں۔ کعبۃ اللہ، اللہ کا گھر ہے وہ اس کی نگہبانی کرے گا۔ حضرت عبدالمطلب نے تمام قریش کو وہاں بٹھایا اور خود ابرہہ کے لشکرگاہ کی

marfat.com

طرف روانہ ہوئے۔ حناطہ نے ابرہہ کے خیمہ کے پاس پہنچ کر اندر اطلاع دی کہ رئیس مکہ کو لے کر آیا ہوں۔ ابرہہ نے کہا تمھیں کیسے پتہ چل گیا کہ ابرہہ رئیس مکہ ہیں اس نے کہا میں نے سارے مکہ میں ایسا وجیہہ اور بارعب آدمی دوسرا نہیں دیکھا۔ ابرہہ تیار ہوا تخت نشین ہوا عبدالمطلب کو اندر بلایا بڑی عزت و تکریم کی۔ اپنے ساتھ تخت پر بٹھایا اور پوچھا کہ یہ حسن و جمال تمھارے آباؤ اجداد میں سے کسی کے حصہ میں آیا تھا۔ حضرت عبدالمطلب نے کہا ہاں میرے آباؤ اجداد ماشاء اللہ ایک دوسرے سے بڑھ بڑھ کر حسین و جمیل تھے۔ ابراہہ نے اعتراف کیا کہ واقعی تم رئیس قریش ہو اور مکہ کے سردار ہو۔

ایک اور روایت میں آیا ہے کہ جب عبدالمطلب ابرہہ کے لشکرگاہ میں آئے، تو ابرہہ کے لشکر میں آپ کا ایک دوست تھا جس کا نام ذونضر تھا۔ آپ اس کے پاس گئے اور کہا مجھے ابرہہ کے دربار میں متعارف کرانے کے لیے مدد کریں۔ ذونضر ان دنوں قیدی تھا کہنے لگا میں تو ان دنوں محبوس ہوں ابرہہ کے پیش نہیں ہو سکتا۔ البتہ ابرہہ کے ہاتھیوں کا محافظ میرا دوست ہے میں اسے کہتا ہوں کہ وہ ابرہہ سے آپ کا تعارف بھی کرائے۔ اور سفارش بھی کرے۔ چنانچہ فیل بان نے ابرہہ کو کہا۔ عبدالمطلب رئیس قریش ہیں۔ لوگوں کو صحرا و کوہ میں کھانا کھلاتے ہیں خدمت کرتے ہیں وحوش و طیور کو بھی کھلاتے ہیں آپ ان سے مل کر ان کی بات سنیں۔ ابرہہ نے آپ کو اندر بلایا بڑی عزت و توقیر کی تخت پر بٹھایا اور حضرت عبدالمطلب سے پوچھا کہ کیا مشکل ہے؟ آپ نے فرمایا تمھارے لشکری میرے چار سو اونٹ ہانک لائے ہیں۔ ان کی واپسی کا مطالبہ کرتا ہوں ابرہہ نے کہا میں چار سو اونٹ کے علاوہ چار سو اونٹ مزید دوں گا بشرطیکہ تم کعبۃ اللہ کو میرے حوالے کر دو۔ عبدالمطلب نے کہا میں اونٹوں کا مالک ہوں اونٹ واپس مانگتا ہوں کعبۃ اللہ کا مالک اللہ تعالیٰ ہے وہ اس کی حفاظت خود کرے گا۔ اسی دوران حجاز اور تہامہ کے لوگوں نے ابرہہ کو اپنی جائیدادوں کا تیسرا حصہ پیش کیا تا کہ ابرہہ کعبۃ اللہ کو نقصان نہ پہنچائے مگر وہ نہ مانا۔ اور کہا میں تو کعبہ کو ویران کروں گا

❁ ❁ ❁ ❁ ❁

marfat.com

ابراہہ کی کعبۃ اللہ پر یلغار:۔ حضرت عبدالمطلب واپس آئے کعبۃ اللہ کے دروازہ کا حلقہ پکڑا اور کہا، اے بار خدایا ہر ایک شخص اپنے اپنے گھروں کی حفاظت کرتا ہے تو اپنے گھر کی خود ہی حفاظت کر۔ یہ روئے اور روتے روتے قریش کے پاس پہنچے۔ تمام کے تمام افسردہ خاطر اور غمزدہ تھے، اٹھے اور پہاڑ کی چوٹی پر جا پہنچے، دوسرے دن ابرہہ نے لشکر کو تیار کیا صفیں درست کیں، ساز وسامان تیار کیا، ہاتھیوں کو آگے لگایا اور مکہ پر چڑھائی کر دی، ہاتھیوں کے اس لشکر کا سر فہرست محمود نامی ہاتھی تھا۔ ابرہہ کا ارادہ تھا کہ کعبۃ اللہ کی اینٹ سے اینٹ بجا کر واپس یمن آ جائے۔ ہاتھی مکہ مکرمہ کی طرف بڑھے تو ایک شخص جس کا نام نفیل بن حبیب الخثعمی تھا آگے بڑھا اور بڑے ہاتھی محمود کے کان میں کہا، ابرک محمود اوارجع راشدًا من حیث جئت۔ فانک فی بلد اللہ:۔ محمود یا تو جھک جاؤ یا واپس چلے جاؤ جہاں چاہتے ہو نکل جاؤ، تم اللہ کے شہر میں آئے ہو۔

یہ بات سنتے ہی ہاتھی لیٹ گیا۔ لشکریوں نے اسے بڑا پیٹا مگر وہ ٹس سے مس نہ ہوا۔ اگر اسے یمن کی طرف دوڑاتے تو تیزی سے دوڑتا۔ مگر جونہی اسے مکہ کی طرف لے جاتا وہ زمین پر لیٹ جاتا۔

ابراہہ کے ہاتھی:۔ کہتے ہیں حضرت عبدالمطلب ابرہہ کے لشکر گاہ میں گئے تو ہاتھیوں کی ایک قطار نظر آئی یہ ہاتھی ایسے سدھائے ہوئے تھے کہ ابراہہ نکلتا تو وہ اسے سجدہ کرتے ان میں ایک زبردست ہاتھی تھا جس کے دانت بہت لمبے تھے۔ ان دانتوں پر سونا چڑھایا ہوا تھا۔ اس شاہی ہاتھی کی وجہ سے ابراہہ بادشاہوں پر رعب جماتا۔ یہ ہاتھی ابرہہ کو سجدہ نہ کرتا تھا۔ مگر اس ہاتھی نے جونہی حضرت عبدالمطلب کو دیکھا تو سربسجود ہو گیا۔ اور اللہ نے اسے زبان دی اور کہنے لگا۔

السلام علیك ایها النور الذی فی ظهرك یاعبد المطلب معك

عزو الشرف فلم تزل ولم تغلب

اے عبدالمطلب میں آپ کو سلام عرض کرتا ہوں آپ کی پشت ایک ایسی

marfat.com

تو سب ہے جو نہ آپ کو شکست ماننے دے گا اور نہ کوئی قوت آپ پر غالب ہو گی۔"

ابراہہ نے یہ صورت حال دیکھی تو لرزہ بر اندام ہو گیا سوچنے لگا غالباً یہ عبدالمطلب نے جادو کر دیا ہے۔ لشکر میں اپنے جادوگروں کو بلایا اور پوچھا کہ اس ہاتھی نے عبدالمطلب کو کیوں سجدہ کیا ہے انھوں نے کہا یہ ہاتھی عبدالمطلب کو سجدہ نہیں کر رہا یہ تو اس نور کو سجدہ کر رہا ہے جو عبدالمطلب کی پیشانی میں ہے۔ اور یہ نور ہے نبی آخرالزماں حضرت محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا۔ روئے زمین کے بادشاہ آپ کے سامنے سرنگوں ہوں گے اس کو وہ قبلۂ عالمیاں بنائے گا۔ دین ابراہیم اور دین اسماعیل کو پھیلائے گا۔ اب ہمیں بھی اجازت دو۔ کہ ہم عبدالمطلب کی پائے بوسی کریں۔ ابراہہ نے اجازت دی۔ ان جادوگروں نے حضرت عبدالمطلب کے ہاتھ چومے، پاؤں چومے۔ ابرہہ اٹھا اور حضرت عبدالمطلب کو نہایت عزت و احترام سے اندر لایا۔ ہاتھ چومے اور تمام قریش کا ضبط شدہ مال واپس کیا۔ لیکن کعبۃ اللہ کو ویران کرنے کے ارادے سے باز نہ آیا۔ لشکر آگے بڑھا تو اللہ تعالیٰ نے چھوٹے چھوٹے جانور بھیج دیے۔ یہ جانور ابابیل سے ملتے جلتے تھے ہر جانور کے پاس تین تین کنکریاں تھیں، ایک کنکری چونچ میں دو دو پنجوں میں وہ لوگوں کو نشانہ بنانے لگے۔ جو کنکری سر پر لگتی بدن کو چیرتی ہوئی نیچے نکل جاتی ر گھوڑے پر پڑتی تو پیٹ چیر کر نکل جاتی۔

ابابیلیں

کہتے ہیں اللہ تعالیٰ نے ان جانوروں کو حکم دیا تھا کہ یہ کنکریاں دوزخ کی گہرائیوں سے اٹھائیں۔ تاکہ انسان اور گھوڑے کو چیرتی چلی جائے اس دردناک عذاب سے سارا لشکر گھوڑے اور ہاتھی تہس نہس ہو گئے کہتے ہیں آج تک صحرائے حجاز کی گرمی ان گرم پتھروں کا نتیجہ ہے جو ابراہہ کے لشکر پر برسے تھے۔ ابراہہ کے جو لشکری بھاگ نکلے ان پر بھی جانور مسلط ہو گئے تھے۔ جو لشکر تازہ آ رہے تھے ان کو راستہ میں تباہ کر دیا گیا۔ ابراہہ کے بدن پر ایک کنکری لگی۔ زخمی ہو گیا اسے اٹھا کر لے جا رہے تھے اس کے بدن کا ایک ایک ٹکڑا جسم سے کٹتا اور زمین پر گرتا جاتا۔ اسے میدانِ صنعا تک

marfat.com

اٹھائے گئے۔ مگر اس کے بدن کا ایک ایک ٹکڑا گر تا گیا۔ وہ اب مرغی کے چوزے کی طرح رہ گیا تھا۔ اس کا سینہ چیرا گیا، دل نکالا گیا وہ زمین پر گر پڑا۔ کہتے ہیں مکہ مکرمہ میں ان جانوروں کی اولاد آج تک حرم کے پاس موجود ہے۔

حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ میں نے ان ہاتھیوں کے دو مہاوتوں کو مکہ میں دیکھا ہے وہ اندھے ہو چکے تھے، کوڑھی تھے لوگوں سے کھانا مانگ کر کھاتے تھے۔

ابراہہ کا خاندان:۔ ابراہہ کی موت کے بعد اس کا بیٹا تخت نشین ہوا اس کا نام یکسوم تھا۔ پھر اس کا بھائی مسروق بن ابراہہ تخت نشین ہوا۔ وہ قتل کر دیا گیا۔ اور اس کی جگہ ذی السیزن سیف تخت نشین ہوا۔ وہ اہل عرب کی عزت کرتا تھا اور احتراماً کہا کرتا تھا یہ لوگ اہل اللہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کے دشمنوں کو تباہ کر دیتا ہے۔ عربوں نے بھی سیف ذی السیزن کا بڑا احترام کیا اور اسے مبارکباد دی۔ اس نے تمام لوگوں کی بڑی عزت کی۔ قریش قبیلہ کے لوگوں کو خصوصی شرف و احترام سے سلوک کیا۔ بے پناہ انعامات و افضال سے نوازا۔

سیف ذی الیزان:۔ یہ واقعہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش سے صرف دو سال قبل ہوا تھا۔ حضرت عبدالمطلب ان قریشیوں میں موجود تھے جنھیں سیف ذی الیزان نے احترام و اعزاز دیے۔ عبدالمطلب نے اٹھ کر اجازت چاہی تاکہ وہ بات کریں۔ سیف نے کہا اگر آپ ان تمام لوگوں کے جذبات کا اظہار کرنا چاہتے ہیں تو آگے آئیں۔ اور گفتگو کریں۔ آپ نے فرمایا۔

"میں عبدالمطلب ہوں، ہاشم بن عبد مناف کا بیٹا ہوں ہم یہاں اس لیے آئے ہیں کہ آپ کو مبارکباد دیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ ملک اور بادشاہی عطا کی ہے"۔

سیف نے کہا:۔ مرحبًا، اہلًا، آپ ہمارے بھائی کے فرزند ہیں میں نے آپ کی باتیں سنیں اور قرابت کے رشتہ سے واقف ہوا ہوں۔ آپ کے خیالات کی قدر کرتا ہوں اور آپ کے وسیلے کو قبول کرتا ہوں۔ آپ کو حق ہے کہ جب تک چاہیں یہاں قیام کریں

marfat.com

میری خدمات حاضر ہیں آپ لوگ میرے مہمان ہوں گے جب واپس جانا چاہیں مجھے اطلاع دیں۔ مجلس برخاست ہوئی۔ تو تمام لوگ شاہی مہمان خانوں میں چلے گئے۔ ایک ہفتہ وہاں ہی رہے مگر اس دوران سیف سے ملاقات نہ ہوسکی۔ اور نہ ہی واپسی کی اجازت مل سکی وہ ہمیشہ تیاری کرتے اور سیف کی ملاقات کے لیے آدمی بھیجتے۔ ایک دن سیف کی طرف سے ایک آدمی نے آکر حضرت عبدالمطلب کو بلایا۔ آپ سیف کے پاس گئے۔ اس نے کہا عبدالمطلب میں آپ سے ایک خفیہ بات کرنا چاہتا ہوں۔ اگر کوئی اور شخص ہوتا۔ تو میں کبھی یہ بات نہ کرتا۔ چونکہ میں آپ کو رازدار پاتا ہوں اور اس راز کا اہل بھی سمجھتا ہوں یہ بات کسی سے نہ کہنا۔ تاوقتیکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم نہ ہو۔

تذکرہ میلاد حضورؐ: اور کہیں میں نے انہی الہامی اور مذہبی کتابوں میں یہ لکھا پایا ہے۔ کہ یہ کتابیں ہمارے خاندان کے لیے دُرِ مکنون اور علم مخزون کا درجہ رکھتی ہیں اور ہم کسی دوسرے کو دیکھنے کی اجازت بھی نہیں دیتے۔ اور پھر ان صفحات پر بڑی بڑی اہم خبریں اور علامات پائی جاتی ہیں۔ حضرت عبدالمطلب نے دورانِ گفتگو کہا۔ اے بادشاہِ انصاف پسند! مجھے آپ جیسے حق گو اور پاکیزہ صفت حکمران سے یہی توقع ہے۔ کہ آپ کی بات سچ بھی ہوگی اور اہم بھی۔ اب مجھے بتائیں کہ وہ راز کیا ہے؟ سیف نے کہا۔ آپ کو اللہ تعالیٰ ایک ایسا بیٹا عطا کرے گا کہ وہ ساری وادی تہامہ کو پاکیزہ بنا کر متحد کرے گا۔ اور پیشوائے عالم بنے گا اس بیٹے کی وجہ سے آپ کی عزت اور شرف میں بے پناہ اضافہ ہوگا۔ حضرت عبدالمطلب نے کہا مجھے آپ جیسے شہنشاہ کی زبانی اتنی بڑی خوشخبری مل رہی ہے جسے میں لے کر اپنے وطن جاؤں گا مگر آپ اس کی مزید وضاحت فرمادیں تو مجھے خوشی ہوگی۔ سیف ذی الیزان نے کہا۔ عنقریب آپ کے ہاں ایک بیٹا پیدا ہوگا یا عنقریب ہونے والا ہے جس کا اسمِ گرامی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہوگا۔ اس کے دونوں کندھوں کے درمیان نشانِ نبوت ہوگا جسے مہرِ نبوت کہا جائے گا۔ اس کے والدین بچپن ہی میں انتقال کر جائیں گے اس کا دادا اور چچا پرورش کریں گے دشمن کئی بار اس کی جان لینے کو آگے بڑھیں گے مگر اللہ تعالیٰ

marfat.com

ہمیشہ اس کی حفاظت کرے گا وہ ہمیشہ دشمنوں پر فتحیاب ہوگا۔ اپنوں کو عزت دے گا دوستوں کا احترام کرے گا۔ اس کے دشمن ذلیل و مقہور ہوتے رہیں گے وہ رحمٰن کی عبادت کرے گا۔ شیطان کو مار بھگائے گا۔ بتوں کو توڑے گا آتش زر تشت ٹھنڈی پڑ جائے گی۔ اس کا فرمان حق ہوگا۔ اس کا حکم عدل کی علامت ہوگا۔ معروف کا حکم کرے گا، منکرات سے روکے گا۔"

عبدالمطلب نے بادشاہ کی گفتگو سن کر سجدہ شکرانہ ادا کیا۔ بادشاہ نے کہا، سر اٹھاؤ، اللہ نے تم پر فضل کیا ہے بادشاہ نے حکم دیا کہ حضرت عبدالمطلب کے ساتھ جتنے آدمی آئے ہیں ہر ایک کو سو سو اونٹ دے دیے جائیں، دس دس رطل سونا اور دس دس رطل چاندی دی جائے ہر ایک کو ایک ایک مشکیزہ عنبر دیا جائے۔ عبدالمطلب کو تمام کا دس گنا زیادہ دیا جائے۔ پھر عبدالمطلب کو الوداع کہتے وقت کہا جب محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پیدا ہوں تو مجھے خبر دی جائے۔ پھر حضرت عبدالمطلب نے اپنے ساتھیوں کو مشورہ دیا کہ ایک دوسرے کے خلاف حسد نہ کریں۔ یہ دنیا کی چیزیں وجہ مخاصمت نہ بنیں۔ اگر حسد یا رشک کرنا ہے تو ایک دوسرے کی نیکی اور خوش خلقی پر کریں۔ کیونکہ یہ چیزیں دیر تک اثر انداز ہوتی ہیں۔

عبدالمطلب کا خواب:- حضرت عبدالمطلب مکہ واپس آئے، حارث کی بیٹی سے نکاح کیا۔ ابولہب پیدا ہوا اس کا نام عبدالعزیٰ رکھا گیا۔ حارث کی بیٹی کا انتقال ہوگیا۔ پھر غیاث کی بیٹی سے شادی ہوئی جس سے حضرت حمزہ پیدا ہوئے۔ ایک دن حضرت عبدالمطلب کعبۃ اللہ میں سوئے ہوئے تھے خواب میں دیکھا کہ آپ کی کمر سے ایک سفید چاندی کی زنجیر نمودار ہوئی اس کے چار سر تھے ایک سر شرق میں ایک مغرب میں ایک سر آسمان تک پہنچا ہوا تھا۔ وہاں دو بوڑھے آدمی دکھائی دیے۔ ایک سے دریافت کیا آپ کون ہیں؟ اس نے کہا۔ آپ نے مجھے نہیں پہچانا، میں تو نوح رسول خدا ہوں۔ عبدالمطلب نے کاہنوں سے پوچھا تو انھوں نے بتایا۔ آپ کی نسل سے ایک ایسا شخص پیدا ہوگا جس پر آسمان والے اور زمین والے ایمان لائیں گے۔

marfat.com

پھر عبدالمطلب نے خواب میں دیکھا کہ وہ فاطمہ بنت عمرو سے نکاح کریں گے فاطمہ سے نکاح ہوا، ایک سو اونٹ سرخ اور ایک سو رطل زرِ خالص حق مہر طے ہوا۔ اس بی بی سے حضرت ابو طالب، امیمہ، برہ اور حضرت عبداللہ پیدا ہوئے۔ حضرت عبداللہ، حضرت عبدالمطلب کے سب سے چھوٹے فرزند تھے۔ ان دنوں علماءِ شام اور احبار میں سے کوئی ایسا شخص نہ تھا جسے حضورؐ کی پیدائش کی علامات سے بے خبری ہو۔ اس کی وجہ یہ تھی، کہ ان کے پاس سفید پشم کا ایک ایسا جبہ تھا جس پر حضرت یحییٰ علیہ السلام کے خون کے چھینٹے پڑے ہوئے تھے، انھوں نے کتابوں میں پڑھا تھا کہ جس دن خون کے یہ دھبے اس جبے سے اڑ جائیں گے اس دن حضرت عبداللہ پیدا ہوں گے۔ علماء شام اس جبے پر نگاہ رکھتے تھے دن رات انتظار کرتے۔ حضرت عبداللہ بالغ ہوئے تو شام کے احبار آئے تاکہ آپ کو قتل کردیں۔ مگر اللہ تعالیٰ نے ان کے مکر و فریب کو دفع کردیا۔ وہ لوٹ گئے اور اپنے شہروں میں جا بیٹھے کوئی بھی قریش کے قبیلہ کا آدمی ملتا تو اس سے پوچھتے کہ عبداللہ کا کیا حال ہے؟ وہ بتاتے کہ عبداللہ ایک درخشندہ نور ہیں۔ خوش بخوش ہیں۔

حضرت عبداللہ فرماتے ہیں میں وادی الجہامیں جارہا تھا کہ میری پشت سے دو روشنیاں جو مشرق و مغرب کو روشن کر رہی تھیں، نمودار ہوئیں جب دونوں ملتیں تو چار دانگ عالم روشن ہو جاتا۔ حضرت عبدالمطلب نے حضرت عبداللہ سے فرمایا، بیٹا! عنقریب تمھاری صلب سے ایک ایسا بیٹا ہونے والا ہے جس کے نور کا اجالا زمین و آسمان کو گھیر لے گا۔ شام کے ستر علماءِ یہود نے پروگرام بنایا کہ وہ حضرت عبداللہ کے قتل کے لیے مکہ مکرمہ پہنچیں گے اور جب تک قتل نہ کرلیں واپس شام نہیں آئیں گے۔ ہر ایک نے ایک تلوار زہر میں بھگو لی اور وادی مکہ میں آٹھہرے۔ حضرت عبداللہ کی نقل و حرکت پر نگاہ رکھتے۔ ایک دن حضرت عبداللہ تنہا شکار گاہ کو جارہے تھے صحرا میں ان ستر یہودیوں نے آپ کو گھیر لیا حضرت آمنہ کے والد وہب بن عبدالمناف الزہری نے ان لوگوں کو دیکھا تو اس کی رگِ شجاعت پھڑک اٹھی، کہنے لگے یہ نہیں ہوسکتا کہ مکہ کے ایک عربی نوجوان کو شام کے ستر یہودی قتل کردیں۔ میں جان قربان کردوں گا مگر انھیں کامیاب نہیں ہونے دوں گا۔ وہ اکیلا

marfat.com

آگے بڑھا، دیکھا کہ بہت سے اور لوگ بھی اس کی مدد کو پہنچ رہے ہیں ان لوگوں کی شکلیں اس سے پہلے کبھی نہ دیکھی تھیں۔ انھوں نے ان ستر یہودیوں کو مار بھگایا اور حضرت عبداللہ بخیر سلامت گھر آگئے۔ وہب گھر آئے۔ سارا واقعہ حضرت عبدالمطلب کو سنایا اپنے گھر والوں کو بتایا اور اپنی بیٹی کا رشتہ عبداللہ کے لیے پیش کیا۔ انھوں نے اس بات کو پسند کرلیا۔ وہب کی بیٹی آمنہ حضرت عبداللہ کے نکاح میں آگئیں۔ قریش کی دوسری عورتوں کو اس رشتہ پر بڑا ملال ہوا۔ انھیں حضرت عبداللہ سے محبت تھی۔ بائیس عورتیں اسی غم سے مرگئیں۔ مگر حضرت عبدالمطلب نے جناب آمنہ کو اپنے گھر لا بسایا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت آمنہ کو وہ نور دیا کہ دنیا بھر میں کسی عورت کی قسمت میں نہیں تھا۔ نور مصطفیٰ بطن آمنہ میں جلوہ فرما ہوا۔

ابلیس کا نوحہ:۔ جمعہ کی رات شام کی نماز کے وقت اللہ تعالیٰ نے خازنِ بہشت کو حکم دیا بہشت کے دروازے کھول دیے جائیں اس دن تمام بتان جہاں سرنگوں ہوگئے ابلیس کا تخت الٹا دیا گیا۔ چالیس دن تک ابلیس پہاڑوں کی غاروں میں جا چھپا اس کا چہرہ سیاہ ہوگیا۔ رنگ فق ہوگیا۔ کوہ ابوقبیس پر آیا۔ آواز دی، دنیا بھر کے شیطان جمع ہوگئے کہنے لگے:۔

"اے ہمارے سردار! تمھیں کیا ہوا ہے؟"

کہنے لگا:۔ اس عورت نے ہمیں تباہ کر دیا ہے وہ دیکھو محمد مصطفیٰ ایک شمشیر برہنہ بن کر دنیا میں آرہے ہیں۔ ہمیں مار دیا جائے گا۔ دنیا کے مذاہب مٹ جائیں گے لات و عزّیٰ کو باطل قرار دے دیا جائے گا۔ دونوں جہانوں میں وحدانیت خداوندی کا چرچا ہوگا، اس رسول کی امت ہوگی۔ جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے مجھے لعنت کا طوق ڈالا تھا، یہ امت وحدانیت کا پرچار کرے گی۔ سارے شیطانوں نے اسے تسلی دی کہ غم نہ کرو اللہ نے فرزندانِ آدم کو پانچ طبقوں میں پیدا فرمایا ہے۔ آج سے پہلے کے لوگ ان لوگوں سے سخت بھی تھے اور مال و حشمت میں بھی زیادہ تھے۔ ہم نے جو چاہا ان سے منوایا یہ بھی ہمارے اشارے پر چلیں گے۔ شیطان کہنے لگا، تم ان پر کس طرح غالب آسکتے ہو وہ امر بالمعروف کرتے ہیں اور

marfat.com

نہی من المنکر پر کاربند ہیں۔ ان کے عادات پسندیدہ بھی ہیں اور پختہ بھی۔

انھوں نے کہا "فکر نہ کریں ہم عالموں کو علم کے جال میں پھانسیں گے اور جاہلوں کو جہالت کی دلدل میں دھکیل دیں گے۔ دنیاداروں کو دنیاوی کاموں میں الجھائے رکھیں گے زاہدوں کو ریاکاری میں مبتلا کر دیں گے۔"

شیطان نے کہا "وہ اللہ کی پناہ میں ہوں گے اور اس پر توکل کریں گے۔"

انھوں نے کہا: "اگر وہ ایسے ہیں تو ہم انھیں متکبر بنا دیں گے وہ گمراہ ہو جائیں گے بخل اور ظلم ان کی طبیعت میں داخل کر دیں گے اور وہ آپس ہی میں لڑمریں گے۔"

شیطان نے کہا "اب میری آنکھیں ٹھنڈی ہیں اور دل کو سکون مل گیا ہے۔"

حضرت آمنہ کے ہاں حمل ہوا تو ان دنوں سارا عرب قحط کی گرفت میں تھا اس سال کو سالِ فتح بھی کہا جاتا ہے۔ حاملہ ہونے کی برکت سے زوردار بارشیں ہوئیں عرب کی سرزمین پر سبزے نظر آنے لگے۔ میدان سرسبز ہو گئے درخت بار آور ہو گئے۔ حضرت عبدالمطلب کا معمول تھا کہ ہر روز خانہ کعبہ میں جاتے اور طواف کرتے۔

ولادت کی بشارتیں:-

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور حضرت آمنہ کے پیٹ میں تھے تو کئی قسم کے شواہد اور علامات سامنے آئے۔ قریش کے مویشی بھی بعض اوقات زبانِ حال سے گفتگو کرتے وہ خدائے کعبہ کی قسم کھاتے اور گواہی دیتے کہ رسول اللہ اہلِ دنیا کے لیے امان ہیں۔ وہ دنیا کے لیے نور اور روشنی ہیں۔ یہ علامات ہر کاہن اور ساحر کے سامنے آتیں۔ ان دنوں ان کے علم کاہن بے بس ہو گئے۔ دنیا کے بادشاہوں میں ایک بھی ایسا تخت نہ تھا جو الٹ نہ گیا ہو مغربی وحشی مشرقی سرزمینوں میں جاتے دریا ایک دوسرے کو بشارتیں دیتے۔ ان کی موجوں پر اکثر یہ لکھا پایا جاتا "شاد باشید! ابوالقاسم رحمۃ للعالمین تشریف لانے والے ہیں۔"

حضورؐ نے شکم آمنہ میں نو ماہ پورے کیے اس دوران دوسری عورتوں کی طرح کسی قسم کی تکلیف محسوس نہیں کی۔ حضورؐ کے والد انتقال کر چکے تھے۔ حضورؐ پیدا نہیں ہوئے تھے فرشتے برملا کہتے اے اللہ! تیرا برگزیدہ یتیم ہو گیا ہے۔ اللہ فرماتا۔ میں اس کا محافظ اور

marfat.com

اور دوست ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت سے پہلے جنت کے تمام دروازے کھول دیے۔ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہ فرماتی ہیں۔ مدت حمل کو چھ ماہ گذرے تھے کہ میں نے خواب دیکھا کہ کوئی شخص آیا ہے۔ اور مجھے کہا آمنہ تم حاملہ ہو، تمہارے شکم میں سارے جہان سے بہترین بچہ ہے۔ جب ولادت ہو تو اس کا نام محمد رکھنا (صلی اللہ علیہ وسلم) اور اس بات کو راز سمجھنا اور کسی پر افشاء نہ کرنا۔

ولادتِ حضور:۔ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میری قوم کا کوئی فرد میرے حال سے واقف نہ تھا۔ حضرت عبدالمطلب طواف کعبہ میں مشغول تھے میں تنہا گھر تھی میں نے ایک بڑی گڑگڑاہٹ کی آواز سنی میں ڈر گئی، یہ پیر کا دن تھا میں نے دیکھا کہ ایک سفید پرندہ آیا۔ اور اپنا پر میرے سینے پر ملا، میرا خوف جاتا رہا میں نے مڑ کر دیکھا شربت کا ایک پیالہ میرے پاس ہی پڑا تھا۔ میں نے پیا، پھر عورتوں کی ایک ٹولی دکھائی دی۔ یہ دراز قد خوب صورت عبد مناف کے قبیلے کی عورتیں کی طرح میرے کمرے میں داخل ہوئیں۔ مجھے حیرانی ہوئی کہ انھیں میری حالت کا کیسے علم ہوا ہے۔ اب مجھے تکلیف کا احساس ہونے لگا۔ اب ایک اور گڑگڑاہٹ کی آواز سنائی دی۔ مجھے یوں دکھائی دیا کہ آسمان وزمین کے درمیان ایک سفید ریشمی چادر پھیلا دی گئی ہے۔ مجھے مردوں کی ایک جماعت دکھائی دی جو آسمان پر کھڑی ہے ان کے ہاتھ میں چاندی کے سفید لوٹے ہیں، مجھے کستوری سے زیادہ خوش کن خوشبو آنے لگی۔ میرے دل میں خیال آیا کاش اس وقت عبدالمطلب گھر ہوتے میں نے پرندوں کی ایک ٹکڑی دیکھی۔ جو میرے مکان کی چھت پر بیٹھ گئی۔ ان کی آمد سے میرے مکان کی چھت بھر گئی۔ ان کی چونچیں سبز زمرد اور پر یاقوت سے بنے ہوئے تھے میں نے نگاہ اٹھائی تو مجھے مشرق ومغرب کے افق دکھائی دیے۔ علم لہرا رہے تھے۔ ایک علم مشرق اور دوسرا مغرب میں کھڑا تھا۔ مجھے ایک علم کعبہ کی چھت پر لہراتا نظر آیا۔ اب مجھے دردِ زہ شروع ہوا اب ان عورتوں نے مجھے اپنے ہاتھوں سے امداد کرنا شروع کی۔ اس حالت میں حضور نبی کریم محمد صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے۔ میں نے دیکھا تو آپ سربسجود تھے اور اپنی انگشتِ شہادت آسمانوں کی طرف اٹھائی یوں محسوس ہوتا تھا جیسے رو کر التجا

marfat.com

کی جا رہی ہو۔

اسی وقت آسمان سے بادل کا ایک ٹکڑا نمودار ہوا۔ حضورؐ کو لپیٹ کر اٹھا لیا گیا میں اکیلی رہ گئی۔ میں نے سنا کہ کوئی منادی کر رہا ہے کہ "محمدؐ کو مشرق و مغرب میں لے جاؤ بحر و بر پہ لے جاؤ تاکہ زمین کا ذرہ ذرہ آپ کو پہچان لے۔ محمد رسول اللہ کا نام ماحی ہے تاکہ دنیا سے شرک محو ہو جائے" آنکھ جھپکتے ہی بادل کا یہ ٹکڑا اوجھل ہو گیا۔ میں نے دیکھا حضورؐ کو سفید کپڑے، جو ریشم کا بنا ہوا ہے۔ اس میں سنگ مرمر کے ٹکڑے میں لپٹا ہوا واپس لایا گیا آپ کے ننھے ہاتھوں میں تین کنجیاں تھیں۔ جن سے مراد یہ تھی کہ نصرت کی کنجی، ہوا کی کنجی اور نبوت کی کنجی آپ کے سپرد کر دی گئی ہے۔

تھوڑی دیر کے بعد ایک اور بادل کا ٹکڑا دکھائی دیا وہ پہلے سے بڑا بھی تھا۔ اور نورانی بھی۔ مجھے اس بادل سے گھوڑوں کے ہنہنانے کی آوازیں سنائی دیں۔ پروں کی پھڑپھڑاہٹ سنائی دی۔ اور لوگوں کی مختلف باتیں، پھر دوبارہ حضورؐ میری نظروں سے غائب ہو گئے پہلے وقفہ سے یہ زیادہ وقفہ تھا۔ کسی منادی دینے والے نے کہا "محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مشرق و مغرب میں لے جاؤ۔ تمام پیغمبروں کے سامنے لے جاؤ تمام روحوں کو زیارت سے مشرف ہونے دو۔ جن و انس، طیور و وحوش، چرندے، پرندے حضورؐ کو دیکھ لیں اس بچے کو حضرت آدم کی صفات، حضرت نوحؑ کی رقت، حضرت ابراہیمؑ کی خلت، حضرت اسماعیلؑ کی لسانی فصاحت، حضرت یوسفؑ کا جمال، حضرت یعقوبؑ کی بشارت، حضرت داؤدؑ کی خوش آوازی، حضرت ایوبؑ کا صبر، حضرت یحییٰؑ کا زہد اور حضرت عیسیٰؑ صلوات اللہ علیہم اجمعین کا کرم دے دو تمام پیغمبروں کے اخلاق کو یکجا کر کے فطرت محمدؐ میں رکھ دو" بادل کا یہ ٹکڑا بھی غائب ہو گیا۔ اور میں نے دیکھا کہ حضورؐ میرے پاس ہیں۔ مجھے ایک منادی کی مزید آواز آئی "مبارک ہو، محمد مصطفیٰؐ دنیا پر تشریف لا رہے ہیں۔ دنیا بھر کی مخلوق آج سے آپ کے قبضہ میں ہے۔ وہ فرمان خداوندی آپ سے حاصل کرے گی۔"

حضرت آمنہ فرماتی ہیں کہ مجھے تین شخص نظر آئے ان کے چہرے آفتاب سے زیادہ روشن ہیں۔ ایک کے ہاتھ میں چاندی کا کوزہ، اس کوزے سے کستوری کی خوشبو آ رہی تھی۔

marfat.com

دوسرے ہاتھ میں زمرد کا ایک طشت تھا۔ اس کے چار پہلو تھے۔ ہر پہلو پر مروارید رکھا ہوا ہے کسی کہنے والے نے کہا، یہ دنیا ہے جس کی حدود مشرق و مغرب اور بحر و بر میں پھیلی ہوئی ہیں۔ اے حبیب خدا آپ جو کچھ چاہیں قبول کر لیں۔ پھر مجھے ایک کہنے والے نے کہا آج سے کعبۃ اللہ کو عظمت ملی ہے کیونکہ حضورؐ کی وجہ سے یہ قبلہ اُمتِ محمدیہ بنے گا میں نے حضورؐ کے ہاتھ میں سبز ریشم کا ٹکڑا دیکھا یہ ریشم نور سے بھرپور تھی۔ حضورؐ نے آنکھیں کھولیں تو سامنے ایک ایسی انگشتری رکھی دکھائی دی۔ کہ دیکھنے والی آنکھیں خیرہ رہ گئیں اس کو اس کوزے کے سفید پانی سے سات بار دھویا گیا۔ حضور کے دونوں کندھوں کے درمیان مہرِ نبوت رکھی گئی اس پر ریشم کا ٹکڑا باندھا گیا اور مشک اذفر کی دو تاریں باندھ دی گئیں پھر اس بچے کو میری گود میں رکھا گیا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ خازنِ جنت حضرت رضوان بھی اسی حالت میں حاضر ہوئے۔ حضرت آمنہ فرماتی ہیں کہ حضورؐ کے کانوں میں تیز تیز باتیں کرتے جاتے تھے مجھے ان باتوں کی سمجھ نہیں آتی تھی۔ کہ وہ کیا کہہ رہے ہیں، پھر آپکی دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دے کر کہنے لگے۔ حضورؐ! آپ کو مبارک ہو پیغمبری کا کوئی ایسا علم نہیں جو آپ کو عنایت نہ کیا گیا ہو۔ آپ علم میں سب پیغمبروں سے برتر ہیں آپ شجاعت میں سب سے زیادہ بہادر ہیں آپ کے ہاتھ میں اللہ کی فتح کی کنجیاں ہیں اب آپ کو کسی قسم کا ڈر یا خوف نہیں ہونا چاہیے۔ کوئی شخص آپؐ کا ذکر سن کر محبت اور ڈر سے محروم نہیں رہے گا۔

حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک اور شخص داخل ہوا اس نے تو پہلوں سے بھی زیادہ بات کی۔ حضور کے منہ پر منہ رکھ دیا اور چومنے لگا جس طرح کبوتر اپنے بچے کی چونچ پر چونچ رکھتا ہے۔ میں دیکھتی رہی۔ وہ محمد محمد کہہ کر پکارے جاتا پھر کہتا زِدْنی، زِدْنی اور ساتھ ہی انگلی سے اشارہ کرتا، پھر چومتا، کہتا اچھا دوست تمھیں مبارک ہو۔ تجھے پیغمبروں کی حلیمی عنایت کی گئی ہے اس نے حضورؐ کو اٹھایا اور میری نظروں سے غائب کر دیا۔ میرا دل دھڑکنے لگا۔ میں نے کہا اے قریش، آج کی رات

marfat.com

میرے بچے کی ولادت ہے جو آتا ہے جو چاہتا ہے بچے سے کرتا ہے میں بے بس ہوں میرے قبیلے کا کوئی فرد میرے پاس نہیں۔ میں ان عجائبات میں گھری ہوئی ہوں میں ابھی یہ سوچ ہی رہی تھی کہ بچے کو پھر میرے پہلو میں لا رکھا گیا۔

آپ کا چہرہ چودہویں کے چاند کی طرح درخشندہ تھا۔ حضورؐ کے جسم معطر سے کستوری سے بھی لطیف تر خوشبو مہکتی تھی۔ آواز آئی بچے کو لے لو ہم نے اسے مشرق و مغرب میں گھما لیا ہے۔ تمام پیغمبروں کے سامنے لے گئے ہیں ابھی ابھی اپنے باپ حضرت آدم علیہ السلام کے پاس تھا۔ اس نے آپ کو گود میں لیا اور دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا تھا۔ اور کہا تم میرے بیٹوں کے سردار ہو۔ اوّلین و آخرین کے سردار ہو تمھیں دنیا کی عزت اور آخرت کا شرف مبارک ہو۔ جو شخص آپ کے دین پر ہو گا قیامت کے دن محترم ہو گا اہلِ ایمان آپ کے جھنڈے کے نیچے ہوں گے یہ بات کہتے ہوئے بچہ میرے حوالے کیا اور نظروں سے غائب ہو گیا اس کے بعد میں نے اسے نہیں دیکھا۔

عبدالمطلب اور شب ولادت مصطفیٰ

حضرت عبدالمطلب فرماتے ہیں۔ میں اس رات طوافِ کعبہ میں مشغول تھا۔ آدھی رات ہوئی میں نے دیکھا کعبہ سجدہ ریز ہو رہا ہے۔ پھر سجدہ کرنے کے بعد اٹھا میں نے تکبیر سُنی

اَللّٰہُ اکبر اللّٰہ اکبر رب محمد المصطفیٰ الآ ان قد طھرنی من ربی من ابخاس المشرکین وادجاس الجاھلیۃ۔

اللہ کا شکر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے کفر و شرک کی نجاست سے پاک فرمایا ہے۔

پھر تمام بُت کانپنے لگے، منہ کے بل گرے، سب سے بڑا بت ہبل منہ کے بل اوندھا گر پڑا کسی کی آواز آئی ”آمنہ کے ہاں محمد پیدا ہوئے ہیں اور فردوس بریں سے یہ طشت اس کے غسل کے لیے لایا جا رہا ہے۔“

حضرت عبدالمطلب فرماتے ہیں میں نے کعبۃ اللہ کو اس حالت میں دیکھا، بتوں کو سرنگوں پایا، حیران رہ گیا میں سوچ نہ سکتا تھا کہ کیا کروں؟ اور کیا کہوں؟ آنکھو نیر ہاتھ ملے

marfat.com

مجھے یوں محسوس ہوا کہ میں خواب دیکھ رہا ہوں، میرے منہ سے نکلا، کلا و حاشا میں تو جاگ رہا ہوں۔ میں باہر نکلا باب جو شیبہ سے باہر نکلا۔ صفا کو دیکھا بلند بالا نظر آیا۔ مروہ پر نگاہ ڈالی وہ کانپ رہا تھا ہر طرف سے یہ آواز سنائی دی

"اے سید قریش! تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ ڈر گئے ہو تمہیں کون بلا رہا ہے"؟

عبدالمطلب فرماتے ہیں میرے پاس کوئی جواب نہیں تھا۔ میں نے حضرت آمنہ کے گھر جانا چاہا تا کہ محمد کو دیکھوں میں آمنہ کے گھر پہنچا دیکھا تو چھت پر بے پناہ پرندے بیٹھے ہوئے ہیں۔ مکہ کے پہاڑ سے بلند دکھائی دے رہے ہیں مکان کے دروازہ پر سفید بادل دکھائی دے رہے ہیں میں یہ ساری چیزیں دیکھ کر بے خود ہو گیا۔ جیسے مجھے غنودگی نے آلیا ہو مجھے پھر خیال آیا کہ میں خواب دیکھ رہا ہوں۔ مگر میں نے یقین کر لیا کہ بیداری میں ہوں مجھے آمنہ کے گھر سے مشک کی خوشبو اور نورانی شعاعیں نظر آئیں۔ میں نے آگے بڑھنے کی کوشش کی، آمنہ کا کمرہ بند تھا۔ بچہ کے پیدا ہونے کے کوئی آثار نظر نہیں آرہے تھے۔ میں نے دروازہ کھٹکھٹایا، میں نے آمنہ کی نرم آواز سنی پھر جلدی سے دروازہ کھولنے کو کہا، میں بے تاب تھا۔ آمنہ نے دروازہ کھولا سب سے پہلے مجھے اس مقام پر نظر پڑی جہاں نور مجسم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پڑے تھے۔ مگر اس وقت آپ وہاں موجود نہ تھے۔ میں نے بڑی بے تابی سے آمنہ کو پوچھا یہ کیا حال ہے، اس نے کہا آپ گھبرائے ہوئے ہیں کیا بات ہے؟ میں نے بتایا کہ میں نے جو حالات دیکھے ہیں اس کے بعد مجھے بچہ نظر نہیں آرہا۔ اس لیے میں بے حد حیران ہوں۔ حضرت آمنہ نے بتایا گھبرانے کی کوئی ضرورت نہیں بچہ پیدا ہوا ہے مگر باہر بیٹھے ہوئے پرندے اسے اپنے ساتھ لے جانا چاہتے ہیں باہر سفید بادل اسے اپنی لپیٹ میں لینا چاہتا ہے۔ عبدالمطلب نے کہا مجھے دکھلنے تو دو، حضرت آمنہ نے بتایا آج رات آپ نہیں دیکھ سکیں گے۔ کیوں؟ حضرت عبدالمطلب نے پوچھا میں نے اس بچے کو جنم دیا تو ایک سرو قد شخص جو چاندی کی شاخ کی طرح تھا اندر آیا مجھے کہنے لگا، آج اس بچے کو کوئی نہ دیکھے۔ تین دن تک اسے نہیں دکھایا جاسکتا حضرت عبدالمطلب نے سنتے ہی تلوار کھینچی اور کہا محمد کو مجھے دکھاؤ ورنہ میں سر اڑا دوں گا۔ حضرت آمنہ نے کہا اچھا وہ

marfat.com

سفید کپڑے میں شیر کی طرح لپٹے ہوئے ہیں۔ سبز ریشم کا کپڑا نیچے بچھا ہوا ہے حضرت عبدالطلب نے آگے بڑھ کر دروازہ کھولنا چاہا مگر کسی زبردست ہاتھ نے انھیں روک دیا۔ شمشیر کھینچے عبدالطلب کو روک دیا عبدالطلب کو کہا کہ کہاں جارہے ہو۔ عبدالطلب نے بتایا آمنہ کے گھر اس نے پوچھا کیوں؟ انھوں نے بتایا محمد کو دیکھنا چاہتا ہوں اس شخص نے کہا ہٹ جاؤ تمھیں اجازت نہیں کوئی آدم زاد اس بچے کو نہیں دیکھ سکتا تاوقتیکہ اللہ کے پاک فرشتے زیارت سے فارغ نہ ہوجائیں۔ عبدالطلب کانپنے لگے اور تلوار زمین پر گر پڑی باہر آئے قریش کو خبردار کرنا چاہا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی زبان بندی کر دی۔ سات دن تک آپ کسی سے بات نہ کر سکے۔

اس بارے میں حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عباس سے پوچھا تو آپ نے فرمایا یہ حقیقت ہے کہ حضور نبی کریمؐ کی ولادت کی خبر اللہ کی ساری مخلوق خصوصاً جن وانس کو پہلے سے ہی دی گئی تھی جب حضور کا نور حضرت آمنہ کے پاس منتقل ہوا زمین کے گوشے گوشے اور آسمانوں کے طبقوں پر یہ اطلاع عام کر دی گئی۔ اللہ کے منادی نے آواز دی۔ اے معاشرِ خلائق! یہ محمد ابن عبداللہ ہیں وہ مبارک مائیں ہوں گی جو میرے محبوب کو دودھ پلائیں گی۔ وہ مبارک ہاتھ ہوں گے جو اسے کھلائیں گے وہ مبارک گھر ہوں گے جہاں آپ ٹھہریں گے۔ مرغزاروں سے آواز آئی کہ ہم دودھ پلائیں گے۔ بادلوں نے آسمانوں سے آواز دی کہ ہم اللہ کے محبوب کو اپنی گود میں کھلائیں گے۔ میوہ دار درختوں نے کہا ہم حضورؐ کی پرورش کے لیے شاخیں پھیلائے ہوئے ہیں میٹھے اور ٹھنڈے چشموں نے آپ کو پانی پلانے کا اعلان کیا۔ بارش کے قطروں نے عرش الٰہی کے سایہ سے غذا بہم پہنچانے کا عہد کیا۔ ان خدمات کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے خوش ہو کر جواب دیا مجھے اپنے محبوب کے لیے تمھاری یہ خدمات پسند ہیں مگر میرا فیصلہ ہے کہ میرا محبوب انسانی دودھ سے پرورش پائے۔ پھر حلیمہ سعدیہ کو یہ سعادت دی جائے۔ چونکہ اس زمانہ میں دنیا قحط کی گرفت میں تھی۔ عرب کی سرزمین خصوصی طور پر قحط کا شکار تھی۔ حلیمہ سعدیہ کی خدمات کے صلہ میں قحط کو دور فرمایا جائے گا۔ اور کائناتِ ارضی پر دوبارہ خوشحالی اور سرسبزی آئے گی۔

marfat.com

حلیمہ سعدیہ کی گود:۔ اس سلسلہ میں حضرت حلیمہ سعدیہ فرماتی ہیں کہ جن دنوں مجھے رحمت دو عالم کی پرورش نصیب ہوئی۔ تو ہم لوگ سخت قحط زدہ تھے۔ ہم صحرا اور کوہستانوں میں گھومتے کہ کوئی سبز چیز مل جائے۔ مگر مایوس رہتے میں اپنے بیٹوں اور بیٹیوں کے ساتھ سارا دن مشقت کرتی مگر روزی میسر نہ آتی۔ آخر کار میں نے مکہ مکرمہ کا سفر اختیار کیا۔ شاید اس قحط کا بدل مجھے کوئی بچہ مل جائے۔ اور کوئی روزی حاصل کرسکوں۔ میں وادی مکہ میں گھومتی تو مجھے ہر چیز منہ چڑاتی نظر آتی۔ کھیت خشک وادیاں ویران مجھ پر ہنستی نظر آتی۔ میں سات دن رات گھومتی رہی۔ مگر مجھے سبزی کا نشان تک نہ ملا۔ میں بھوک اور پیاس سے بے حال ہو رہی تھی۔ مجھے معلوم نہ تھا کہ آیا مجھے بھوک کی تکلیف زیادہ ہے یا پیاس کی۔ مجھے بھوک کی وجہ سے اتنی ہوش نہ تھی کہ زمین پر ہوں یا آسمان پر۔ ایک رات مجھے نیند آئی تو خواب میں دیکھتی ہوں کہ کسی شخص نے مجھے اٹھا کر ایک نہر میں پھینک دیا جس کا پانی دودھ کی طرح سفید تھا۔ شہد سے میٹھا تھا۔ زعفران کی خوشبو تھی۔ مکھن سے زیادہ نرم، شبنم سے زیادہ لطیف۔ مجھے کہا کہ پیٹ بھر کر پی لو۔ دل کی کوئی حسرت باقی نہ رہے۔ حلیمہ فرماتی ہیں میں خواب میں پانی پیتی گئی۔ پھر کہا دوبارہ پیو اور پیو۔ حتیٰ کہ میں سیراب ہوگئی۔ اس شخص نے کہا حلیمہ تم مجھے جانتی ہو میں کون ہوں۔ میں تمہارا صبر ہوں تمہارا شکر ہوں۔ اب تم وادی بطحا مکہ میں چلی جاؤ۔ وہاں تمہاری روزی اور خوشحالی انتظار کر رہی ہے۔ انشاءاللہ تم چودھویں کے چاند سا ایک بچہ پاؤ گی۔ جہاں تک ہو سکے یہ بات رازی رہے۔ پھر اس شخص نے میرے سینہ پر ہاتھ مارا اور کہا اللہ تیری روزی میں فراخی فرمائے۔ دودھ میں تازگی اور زیادتی عطا فرمائے۔ حلیمہ سعدیہ فرماتی ہیں:۔

میں خواب سے بیدار ہوئی۔ میں نے بنی سعد کی دوسری عورتوں سے اپنے آپ کو توانا محسوس کیا۔ مجھے ان سے بوجھ اٹھانے کی زیادہ محبت پیدا ہوگئی۔ میرے پستان دودھ سے بھر گئے۔ دودھ جوش مارنے لگا۔ بنی سعد کے لوگ نہایت تنگدستی سے وقت گذار رہے تھے۔ ان کے پیٹ بھوک کے مارے پشت سے لگ گئے تھے۔ آنکھیں اندر کو دھنسی ہوئی تھیں۔ ہر گھر سے بچوں کے رونے کی آوازیں آتی تھیں۔ بیماروں کی آہ وزاری سُنی جاتی تھی

marfat.com

طبیعتوں میں اس قدر خشکی بھری گئی تھی تو لوگ روتے تو آنکھوں سے آنسو بھی نہ بہتے تھے۔ پہاڑ چٹیل اور ویران نظر آئے۔ صحراؤں میں درخت خشک ہو گئے تھے۔ تمام وادی عرب سوکھ گئی تھی سارے قبیلے کی عورتیں جمع ہو گئیں۔ اور تعجب سے مجھے دیکھتیں اور کہتیں کہ تمھاری چھاتیوں میں اتنا دودھ کہاں سے آگیا۔ وہ کہتیں، حلیمہ تم آج بادشاہزادیوں کی طرح صحت مند اور خوش چہرہ دکھائی دیتی ہو۔ تمھارا رنگ نکھر آیا ہے۔ میں اپنی زبان سے رات کے خواب کی کیفیت بیان نہیں کرسکتی تھی میرا راز راز ہی رہا۔

حضرت حلیمہ نے مزید بتایا کہ ایک دن ہم لوگ وادی مکہ میں چلے گئے ہم وہاں سے سبزی اور دودھ طلب کرنے لگے۔ ایک طرف سے آواز آئی۔ اس سال تمام عرب اور عجم کی عورتوں پر لڑکی کی پیدائش حرام کردی گئی ہے۔ ہر عورت لڑکا ہی جنے گی۔ کیونکہ قریش میں ایک ایسا لڑکا آنے والا ہے جو فخر عرب اور رشک عجم ہو گا۔ وہ ماں کتنی خوش بخت ہو گی جو اس لڑکے کو دودھ پلائے گی۔ بنی سعد کی عورتو! تم خوش قسمت ہو، دوڑو اور جلدی کرو، مکہ کے لڑکوں کو اپنا لو۔ عورتوں نے یہ آواز سنی تو پہاڑوں سے نیچے اتر آئیں۔ اور اپنے شوہروں کو اطلاع دی۔ کہ وہ کیا بشارت سن کر آئی ہیں۔ تمام عورتوں نے فیصلہ کیا کہ وہ مکہ میں جائیں گی۔

حلیمہ کہتی ہیں میں بھی ان عورتوں کے ساتھ ہو لی۔ جو مکہ کے لیے نکلی تھیں میرے پاس ایک گدھی تھی جو ناتواں اور کمزور تھی۔ بھوک سے ہڈیوں کا ڈھانچہ تھی۔ لوگ دوڑتے دوڑتے جاتے میں پیچھے پیچھے۔ میری گدھی آہستہ چلتی تھی۔ کمزوری سے وہ قدم اٹھاتے وقت بار بار رکتی تھی۔ راستہ میں درخت اور پتھر مبارک دیتے میں خاموشی سے سنتی اور دل ہی دل میں خوش ہوتی۔ سفر کے دوران ایک پہاڑ کے درہ میں پہنچی تو مجھے ایک آدمی دکھائی دیا۔ وہ سرو قد تھا اس کے ہاتھ میں ہتھیار پکڑا ہوا تھا۔ جو نور کی شعاعوں سے چمک رہا تھا اس نے دایاں ہاتھ بڑھایا میری گدھی پر ایک ضرب لگائی اور کہنے لگا حلیمہ اب چلو اللہ تعالیٰ نے تیری بشارت پوری کردی ہے۔ مجھے حکم ہوا ہے کہ میں ہر ایک قسم کا خطرہ دور کردوں۔ میں نے اپنے خاوند کو کہا کہ تم سن رہے ہو جو میں سن رہی ہوں وہ دیکھ رہے ہو۔ جو میں

marfat.com

دیکھ رہی ہوں اس نے کہا میں نے تو کچھ نہیں سنا نہ دیکھا۔ میں نے کہا مجھے ڈر ہے کہ میرے قبیلہ کے لوگ مجھے محروم نہ کر دیں۔

ہم آگے بڑھے مکہ مکرمہ ابھی دو تین میل دور تھا۔ صبح کے وقت ہم مکہ شہر میں داخل ہوئے میں تمام لوگوں کے پیچھے پیچھے آرہی تھی۔ عورتوں نے بڑھ کر اپنی مرضی کے مطابق بچے لے لیے میں دیکھتی رہ گئی۔ میں نے اپنے خاوند کو کہا تم مرد ہو، میں عورت ہوں، مکہ میں جاؤ، لوگوں سے پوچھو کہ یہاں سب سے زیادہ معزز اور محترم کون ہے۔ اس نے کہا بنی مخزوم، میں نے کہا کہ ان میں کون رئیس ہے۔ اس نے واپس آکر بتایا، عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف میں نے اسے وہاں بٹھایا تاکہ وہ سامان کی نگہداشت کرے خود عبدالمطلب کے پاس گئی میں نے شہر میں اپنے قبیلہ کی عورتوں کو دیکھا، بچے گود میں لیے خوش خوش آرہی ہیں میں سخت مایوس اور پریشان تھی۔ میں نے دل میں کہا کاش میں بنو سعد کے گھر میں ہی رہتی میں ادھر اُدھر گھوم رہی تھی کہ عبدالمطلب نظر آئے۔ وہ بلند آواز سے کہہ رہے تھے اے دودھ پلانے والیو! تم میں سے کوئی ہے جو میرے بچے کو دودھ پلانے کو تیار ہو۔ میں آگے بڑھی ان کے پاس گئی اور کہا ہاں، صباحًا، اہلاً! میں ہوں۔ عربوں کی عادت کے مطابق حضرت عبدالمطلب نے کہا تم کون ہو؟ میں نے بتایا میں بنی سعد کی ایک عورت ہوں۔ انھوں نے پوچھا تمھارا نام کیا ہے؟ میں نے کہا حلیمہ! حضرت عبدالمطلب ہنسے اور فرمایا سعد اور حلم دونوں طاقتیں اچھی ہیں۔ اے حلیمہ! ہمارا ایک ننھا منہ یتیم بچہ ہے۔ اس کا نام محمدؐ ہے۔ میں نے بنی سعد کی کی دوسری عورتوں کے پیش کیا۔ مگر انھوں نے قبول نہیں کیا۔ اور یہ کہہ کر چھوڑ گئیں کہ یہ یتیم ہے کیا تم اسے دودھ پلانا پسند کرو گی۔ میں نے کہا مجھے اپنے خاوند سے پوچھ لینے دیں۔ عبدالمطلب فرمانے لگے قسم اٹھاؤ واپس آؤ گی۔ میں اپنے خاوند کے پاس گئی وہ کہنے لگا محمدؐ کو چھوڑ کر ہمیں کیا ملے گا؟ اسے ضرور لے لو۔ میں واپس جا ہی رہی تھی کہ میری بہن کی لڑکی جو میرے ساتھ گئی تھی کہنے لگا خالہ! بنی سعد کی عورتوں نے بچے لے لیے ہیں اور محمدؐ کو یتیم جان کر چھوڑ دیا ہے۔ تم بھی چھوڑ دو اس یتیم کی وجہ سے تمھاری مشکلات اور غربت میں اضافہ ہوگا۔ چند لمحوں کے لیے میرے قدم رُک گئے۔ کہ میں نہ جاؤں لیکن

marfat.com

میرے دل میں ایک جذبہ پیدا ہوا اور کہا کہ یہ کیسے ممکن ہے کہ بنی سعد کی ساری عورتیں گود میں بچے لے کر جائیں اور میں خالی ہاتھ لوٹوں۔ خدا کی قسم میں محمد کو لوں گی اسے دودھ پلاؤں گی۔ حضرت عبدالمطلب اس کے دادا ہیں وہ مکہ کے تمام لوگوں سے محترم و مکرم ہیں۔ میرے خواب تو اسی یتیم بچہ سے پورے ہونے والے ہیں۔

حلیمہ حضرت آمنہ کی خدمت میں

میں واپس گئی حضرت عبدالمطلب نے مجھے دیکھا تو خوش ہوئے حلیمہ آگئی ہو؟ اپنا کام کر دگی میں نے کہا ہاں۔ اٹھے اور میرا دامن پکڑ کر اپنے گھر کے دروازے تک لے گئے۔ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ آمنہ کا گھر تھا۔ میں نے چودہویں رات کے چاند کو دیکھا آمنہ نے مجھے دیکھتے ہی کہا اہلاً و سہلاً یا حلیمہ! میرا ہاتھ پکڑا اور اندر لے آئیں وہاں حضورؐ ایک سفید صوف کے ٹکڑے میں لپٹے ہوئے تھے۔ کستوری کی خوشبو آرہی تھی سبز ریشمی کپڑا نیچے بچھا ہوا تھا۔ میں نے بچے کے حسن و جمال کو دیکھا۔ میرا دل نہ چاہا کہ اس خوبصورت بچے کو نیند سے بیدار کروں میں اس کے نزدیک پہنچی سینے پر ہاتھ رکھا بچے نے آنکھیں کھولیں مسکرا کر مجھے دیکھا آنکھوں سے نور کی ایک کرن میرے چہرے پر پڑی۔ میں نے اٹھا کر دونوں آنکھوں کے درمیان بھر بوسہ دیا۔ اٹھایا اور اپنا پستان بچے کے منہ سے لگا دیا۔ میں نے بایاں پستان آگے کیا، بچے نے انکار کیا دایاں پیش کیا تو چوسنے لگا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا حضورؐ نے بائیں پستان سے اسلیے دودھ نہ پیا کہ اللہ تعالیٰ نے حضورؐ کی فطرت کریمہ میں ہی عدل و انصاف رکھا تھا۔ اس دودھ میں آپ کا ایک اور بھائی بھی تھا وہ حلیمہ کا بیٹا تھا حضورؐ کا معمول تھا ہمیشہ دائیں پستان سے دودھ پیتے۔ اور بایاں پستان اپنے رضاعی بھائی حمزہ کے لیے چھوڑ دیتے۔ حمزہ کا معمول تھا جب تک حضورؐ دایاں پستان نہ پی لیتے بائیں پستان سے دودھ نہ پیا کرتا۔ یہ ادب تھا جو ایک بچہ غیر شعوری طور پر بجا لا رہا تھا۔

حضرت حلیمہ بیان کرتی ہیں کہ میں نے بچے کو گود میں لیا اپنے خاوند کے پاس لے گئی اس کی نگاہیں حضورؐ کے چہرہ انور پر پڑیں تو اس نے سجدہ شکر ادا کیا اور کہنے لگا، حلیمہ!

marfat.com

تھیں مبارک ہو آج ہم سے زیادہ خوش نصیب اور امیر کوئی دوسرا گھر نہیں ہے اسی اثنا میں حضرت آمنہ نے مجھے بلایا اور فرمایا: حلیمہ جانے سے پہلے میری چند باتیں ذہن نشین کر لینا۔ چنانچہ تین دن رات گذر گئے محمد میرے پاس ہی رہے میں تیسری رات اٹھی تو دیکھا کہ ایک سبز لباس انسان کھڑا ہے اس سے ایک عظیم نور ظاہر ہو رہا ہے وہ حضور کے سرہانے بیٹھا ہے اور حضورؐ کی دونوں آنکھوں کے درمیان بوسے دے رہا ہے۔ میں نے اٹھ کر اپنے خاوند کو بیدار کیا اور ڈرتے ڈرتے آہستہ آہستہ اسے کہا کہ یہ دیکھو کون ہے؟ اس نے بھی اس نورانی انسان کو دیکھا مجھے کہنے لگا چپ رہو اور یہ بات کسی کو نہ کہنا جس رات سے یہ لڑکا پیدا ہوا ہے تمام یہودی سو نہیں سکے۔ وہ دن رات آرام نہیں کر سکتے حلیمہ کہتی ہیں میں نے اسی دن حضرت آمنہ سے اجازت لی اور واپس گھر جانے کے لیے دوسری عورتوں کے ساتھ تیار ہو گئی۔ میرے پاس وہی گدھی تھی میں بچے کو لے کر بیٹھ گئی۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی گود میں بٹھالیا میں نے دیکھا کہ میری گدھی نے پہلے تو تین بار کعبہ کی طرف منہ کر کے سجدہ کیا پھر سر اٹھایا اور روانہ ہو کر تمام دوسری سواریوں سے آگے نکل گئی۔ تمام عورتیں تعجب کر رہی تھیں مجھے آوازدے رہی تھیں اور کہتیں حلیمہ! کیا یہ وہی گدھی ہے جس پر تم سوار ہو کر آئی تھیں۔ یہ تو اتنی سست تھی کہ سب سے پیچھے۔ آج اسے کیا ہو گیا ہے کہ سب سے اول ہے۔ تم نے کون سا عظیم کارنامہ سرانجام دیا ہے۔ میری بجائے گدھی نے پکار کر کہا ہاں ایک عظیم کارنامہ برپا ہوا ہے۔ میں کمزور تھی توانا ہو گئی میں مری جا رہی تھی اللہ نے مجھے دوبارہ زندگی عطا کی۔ یہ اللہ تعالیٰ کے کرم کی بات ہے اے بنی سعد کی عورتو! تم ابھی تک غافل ہو تمھیں کیا معلوم کہ آج میری پشت پر کون سوار ہے؟ یہ خاتم پیغمبران ہیں، یہ سید مرسلاں ہیں یہ بہترین خلائق ہیں۔ یہ اولین و آخرین کے سردار ہیں یہ اللہ تعالیٰ کے محبوب ہیں، یہ کہتے ہوئے سفر پر روانہ رہی۔ کسی منزل میں بھی بنی سعد کی سواریوں سے پیچھے نہ رہی۔

حضرت حلیمہ فرماتی ہیں کہ حضورؐ میری گود میں رہے۔ ہر طرف گھاس نظر آتا منزل پر اترتے تو گدھی پیٹ بھر کر کھاتی گھر آئے تو حضور کی برکت سے میرے مویشی بکریاں

marfat.com

اور دوسرے چار پاؤں میں جہاں آگئی بکریوں کے پستانوں میں دودھ امڈ آیا۔ میرے جانور جدھر جاتے گھاس ہر سبز آتا پیٹ بھر کر آتے۔ گاؤں کے لوگ اپنے بچوں کو کہتے تم بھی اِدھر بکریاں چرایا کرو جہاں حلیمہ کی بکریاں چرتی ہیں وہ لوگ میری بکریوں کے ساتھ ساتھ اپنی بکریاں رکھتے اس برکت میں سے انھیں بھی حصّہ ملتا۔ میری بکریوں میں اضافہ ہوتا گیا، یہ حضورؐ کی برکات کا نتیجہ تھا۔ حضور سے ہر ایک محبت کرتا جو شخص بھی ایک بار حضورؐ کو دیکھ لیتا اس کا دل محبت سے بھر جاتا۔ اور مسرت وشادمانی سے مالا مال رہتا۔ مجھے اللہ تعالیٰ نے ایثار کا جذبہ دیا تھا جو کچھ پاتی اس میں اپنی قوم کو شریک کرتی۔

حضور لب کشا ہوئے:- جب حضورؐ باتیں کرنے لگے تو میں حیران رہ گئی، آپ نے سب سے پہلے اپنی زبان سے کہا اللہ اکبر، اللہ اکبر الحمد للہ رب العالمین۔ میں ہمیشہ حضورؐ کی وجہ سے راحت میں رہی۔ اللہ کی نعمتیں برسنے لگیں۔ حضورؐ نے میرے بستر یا جسم پر کبھی پیشاب نہیں کیا تھا وقتِ معمول پر اٹھتے میں پیشاب کراتی پھر آپ کو پانی سے دھوتی اس طرح سارا دن آپ صاف ستھرے رہتے مقررہ وقت پر پیشاب کرتے مقررہ وقت پر دودھ پیتے مقررہ وقت پر آرام فرماتے۔ جب تک آپ دودھ پیتے رہے میں نے اپنے خاوند سے کبھی جنسی اختلاط نہیں کیا یہ میرے دل میں حضور کے احترام اور محبت کی وجہ سے ایک جذبہ تھا تھوڑے سے بڑے ہوئے باہر آنے جانے لگے محلے کے بچوں کو کھیلتے دیکھتے مگر خود علیحدہ کھڑے رہتے۔ ایک دن مجھے پوچھنے لگے میرے بھائی کہاں ہیں آج نظر نہیں آرہے میں نے کہا میں قربان جاؤں وہ بکریاں لے کر چرانے کو گئے ہیں رات کو آج آجائیں گے آنکھوں میں آنسو لاکر رونے لگے اور کہا اے ماں! میں اکیلا یہاں کیا کرتا ہوں کل میں بھی ان کے ساتھ جاؤں گا میں نے کہا جیسے تمھاری مرضی۔

حضور چراگاہ میں:- حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم دوسرے دن بڑی خوشی سے اٹھے میں نے ہاتھ منہ دھلا کر آپ کے سر پر تیل لگا یا کنگھی کی، آنکھوں میں سرمہ ڈالا، نئے کپڑے پہنائے مہرہ یمانی بازو پر باندھا، نظر بد سے

marfat.com

بچانے کے لیے تعویذ باندھا۔ ایک لاٹھی ہاتھ میں دی۔ اور خراماں خراماں اپنے بھائیوں کے ساتھ روانہ ہوئے، صبح گئے شام کو بکریوں کو ساتھ لے کر گھر آ گئے۔ دوسرے دن بھی ایسے ہی گئے اور شام کو بکریاں واپس لے آتے۔ آپ کے ساتھ آپ کے دوسرے بھائی بھی جاتے ایک دن چراگاہ میں دوپہر کے وقت بکریاں چرا رہے تھے دوپہر کا وقت تھا حمزہ بھاگا بھاگا گھر آیا۔ وہ ڈر رہا تھا کانپ رہا تھا، ڈرا ہوا تھا۔ چلا رہا تھا۔ امی، محمدؐ کی خبر لو! خدا معلوم اب تک زندہ ہوگا یا نہیں، میں نے پوچھا کیا ہوا؟ اس نے بتایا ہم چراگاہ میں کھڑے تھے کھیل رہے تھے ایک شخص آیا اس نے میرے بھائی محمدؐ کو پکڑا، اور پہاڑ کی چوٹی پر لے گیا اسے لٹا لیا، اور سینہ چاک کر دیا، مجھے معلوم نہیں کہ اس کے ساتھ کیا ہوا ہوگا، مجھے نہیں معلوم وہ اب کہاں ملے گا؟

حلیمہ کہتی ہیں یہ سنتے ہی میں اور میرا خاوند چراگاہ کی طرف دوڑے بدحواس اور پریشان۔ دیکھا، حضور پہاڑی کے ایک ٹیلے پر زندہ وسلامت کھڑے ہیں اور مسکرا رہے ہیں۔ میں آگے بڑھی، سر اور منہ چوما، اٹھایا، گلے لگایا اور کہا میں قربان جاؤں تمھیں کیا ہوگیا تھا، فرمانے لگے خیر تھی، میں کھڑا تھا، میرے بھائی کھیل رہے تھے تین شخص آئے ایک کے ہاتھ میں چاندی کا لوٹا تھا دوسرے کے ہاتھ میں زمرد کا تشت تھا۔ اور تیسرے کے ہاتھ میں برف! مجھے پکڑا اور پہاڑ کی چوٹی پر لے جا کر لٹا دیا۔ میرا سینہ چیرا میں دیکھ رہا تھا مجھے کوئی تکلیف نہیں تھی۔ ایک شخص نے ہاتھ بڑھایا اور میری انتڑیاں باہر نکال دیں، اور اس برف سے خوب صاف کیا پھر اپنی جگہ پر رکھ دی۔ دوسرا اٹھا اس نے پہلے سے کہا ہٹ جاؤ! تمھیں جو کچھ حکم خداوندی ملا تھا بجا لائے ہو۔ وہ میرے پاس آیا ہاتھ بڑھا کر میرا دل سینے سے نکالا، دل کو چیرا اور ایک سیاہ خون وہاں سے نکالا۔ اور ایک طرف پھینک کر کہا یہ شیطان کا حصہ ہے۔ میرے دل میں کوئی چیز رکھ دی۔ پھر دل کو اپنی جگہ جوڑ دیا ایک نورانی انگوٹھی نکالی اس سے میرے دل پر مہر لگا دی۔ میرے رگ وجان میں اس انگوٹھی کی ٹھنڈک پھیلتی گئی۔ تیسرا آگے بڑھا اور کہنے لگا، ہٹ جاؤ تم نے اللہ کا حکم پورا کر دیا ہے۔ اپنا ہاتھ میرے سینے پر ملا، اور زخم درست ہوگیا مجھے نہایت محبت سے اٹھایا پھر تمام نے

marfat.com

میرا سر چوما اور کہا اب آپ کسی سے نہ ڈرنا ، آپ کی آنکھیں روشن رہیں گی ۔ ہمیشہ خوش خوش رہو گے ۔ پھر مجھے یہاں چھوڑ کر چلے گئے ۔ اور ہوا میں اڑ گئے ، اور دور تک مجھے نظر آتے رہے ۔

حضرت حلیمہ سعدیہ کہتی ہیں کہ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اٹھایا اور اپنے گھر لے آئی لوگوں نے مجھے مشورہ دیا کہ میں انھیں کسی کاہن کے پاس لے جاؤں تاکہ وہ بات سن کر اس کا علاج بتائے ۔ حضورؐ نے فرمایا مجھے کسی کاہن کے پاس لے جانے کی ضرورت نہیں میں درست ہوں ، لوگوں نے کہا نہیں وہاں جانا ضروری ہے حلیمہ کہتی ہیں کہ لوگوں نے اتنا اصرار کیا کہ میں حضور کو کاہن کے پاس لے گئی ۔ میں نے سارا واقعہ سنایا مگر کاہن کہنے لگا چھوڑو میں اس بچے کی زبانی سنوں وہ اپنی کیفیت خود بیان کرے ، حضورؐ نے اوّل سے آخر تک تمام واقعات بیان کیے ۔ کاہن اپنی جگہ سے کودا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اٹھا کر کہنے لگا ، لوگو ! آؤ اس بچے کو قتل کر دو ، اور مجھے بھی اس کے ساتھ ہی قتل کر دو ، اگر یہ بچ گیا اور جوان ہو گیا تو تمھیں اپنے دین سے برگشتہ کر دے گا خدا کی وحدانیت کی طرف بلائے گا ۔ تمھیں ایسے دین کی طرف دعوت دے گا کہ تم اس سے بیگانہ ہو حلیمہ کہتی ہیں میں نے کاہن کا یہ شور و غوغا سنا تو اس کے ہاتھ سے چھین کر گھر کی طرف لے آئی اور کاہن کو کہا :

"کیا تم دیوانے ہو ، اگر مجھے معلوم ہوتا کہ تم اس قسم کی یاوہ گوئی کرو گے تو کبھی یہاں نہ لاتی ۔ تم کسی شخص کو بلاؤ جو تمھیں قتل کر دے ، ہم تو محمدؐ کو زندہ دیکھنا چاہتے ہیں وہ زندہ رہیں گے ۔"

میں نے حضور کو لیا اور اپنے گھر لے آئی اس دن سے بنو سعد کے ہر گھر سے کستوری کی خوشبو آنے لگی ۔ میں دیکھا کرتی کہ ہر روز وہ شخص سامنے آتے ۔ اور حضور کو دیکھتے اور چلے جاتے ، لوگوں نے مجھے مشورہ دیا کہ میں اس بچے کو عبدالمطلب کے حوالے کر دوں اور اس امانت سے دست بردار ہو جاؤں ۔

حلیمہ سعدیہ کہتی ہیں ، میں نے ارادہ کر لیا کہ بچے کو واقعی حضرت عبدالمطلب کے حوالے

marfat.com

کردوں۔ مگر کسی نے منادی کرتے ہوئے کہا۔

"اے مکہ کی سرزمین تمھیں مبارک ہو آج سے تمھارا نور تمھارا کمال اور تمھارا چاند واپس آرہا ہے، آج سے مکہ کی سرزمین قحط سے محفوظ ہوگئی ہے۔ اور اب قیامت تک خزانوں سے مالامال ہوگی"۔

حضرت حلیمہ فرماتی ہیں میں اپنی گدھی پر سوار ہوئی حضور کو اپنے آگے بٹھایا اور مکہ مکرمہ سے باہر ایک دروازے پر آپہنچی وہاں کچھ قافلے موجود تھے۔ حضور کو میں نے وہاں ہی بٹھایا اور خود اپنے کپڑے درست کرنے کے لیے ایک طرف چلی گئی۔ مجھے وہاں ایک سخت دہشتناک آواز آئی، واپس آئی۔ تو حضور اس جگہ موجود نہ تھے۔ ادھر اُدھر دیکھا مگر آپ کو کہیں بھی نہ پایا میں نے لوگوں کے سامنے شور مچا دیا اور کہا لوگو! یہاں میرا بچہ تھا لوگوں نے کہا کونسا بچہ؟ میں نے کہا وہ بچہ جس کا نام محمد ہے۔ جس کی وجہ سے میرا مقدر بن گیا میں عزت سے نکل کر دولت مند بن گئی۔ میں اُسے لائی تھی تاکہ عبدالمطلب کے حوالے کر دوں یہ اس کی امانت ہے ابھی ابھی وہ یہاں تھا۔ مجھے لات وعزیٰ کی قسم ہے اگر یہ بچہ نہ ملا تو میں پہاڑ کی چوٹی سے گر کر جان دے دوں گی۔ لوگوں نے کہا، بی بی تم کیا کہہ رہی ہو؟ ہم نے کوئی بچہ نہیں دیکھا تم مذاق کر رہی ہو۔ تمھارے ساتھ محمد کب تھے۔ حلیمہ کہتی ہیں یہ وقت میرے لیے بہت سخت تھا لوگوں نے لاعلمی کا اظہار کر دیا تھا۔ کوئی میری بات نہ سنتا تھا میں رو رہی تھی، سر پیٹ رہی تھی اور واہ محمدا! واولدہ کہہ رہی تھی۔ حلیمہ یہ کہتی جاتی اور روتی جاتی اور لوگ بھی اسے دیکھ کر روتے اسی اثناء میں ایک بوڑھا آدمی لاٹھی پر ٹیک لگاتے لگاتے آیا اور حلیمہ کو کہا، سعدیہ تم کیوں رو رہی ہو۔ حضرت حلیمہ نے بتایا کہ میرا چاند سا بیٹا گم ہوگیا ہے بوڑھے نے کہا فکر نہ کر دتھیں میں ایسی جگہ لے جاتا ہوں جہاں سے تمھیں بچے کی گمشدگی کا علم ہو جائے گا اور تمھیں بچے کی اطلاع مل جائے گی۔

حلیمہ نے کہا، میں تمھارے قربان جاؤں مجھے فوراً بتاؤ وہ کون شخص ہے بوڑھے نے کہا وہ بت ہے جس کا نام ہبل ہے وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ضرور جانتا ہوگا میں تمھیں اس کے پاس لے چلتا ہوں۔ وہ تمھیں سب کچھ بتا دے گا میں نے چلا کر اس بوڑھے کو کہا

marfat.com

تیرا بڑا فرق ہو، تمھیں معلوم نہیں کہ جس دن میرا بیٹا محمد پیدا ہوا تھا لات و عزیٰ پر کیا گذری تھی، یہ بوڑھے نے کہا کیا کہہ رہی ہو یہ ہبل ہے میں اندر جاتا ہوں اور اس کے سامنے تمھارے بیٹے کا واقعہ بیان کرتا ہوں۔ وہ بوڑھا اندر گیا۔ سات بار بُت کا طواف کیا اس کا سر چوما اور کہا اے ہبل! تمھاری مہربانیاں سارے قریش پر رہی ہیں اور زمانہ قدیم سے ہم تجھے سجدہ کرتے آئے ہیں حلیمہ سعدیہ کہتی ہیں کہ اس کا بیٹا گم ہو گیا ہے اگر مہربانی کرو تو اس کا بیٹا واپس ملا دو، اور اس بیچاری کا فکر دور ہو جائے۔ وہ کہتی ہے اس بیٹے کا نام محمد ہے اس بوڑھے کی زبان سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نکلا ہی تھا کہ ہبل اور دوسرے بت منہ کے بل گر پڑے اور با آواز بلند پکار اٹھے کہ او بوڑھے! کس کا نام لے رہے ہو اس کے ہاتھوں ہماری تباہی آنے والی ہے۔ تم آج ہم سے کیا کہتے ہو؟"

حلیمہ کہتی ہیں میں نے بوڑھے کو باہر آتے دیکھا، اس کے دانت بج رہے تھے ٹانگیں کانپ رہی تھیں اس کے ہاتھ سے لاٹھی گر پڑی، رو رہا تھا اور کہہ رہا تھا حلیمہ! تیرے بیٹے کا اللہ مالک ہے۔ وہ گم نہیں ہو سکتا اسے آرام سے ڈھونڈو۔

حلیمہ فرماتی ہیں میں ڈر رہی تھی کہ اگر حضرت عبدالمطلب کو پتہ چلا کہ محمدؐ گم ہو گئے ہیں تو ان پر کیا گذرے گی۔ میں دوڑی دوڑی ان کے پاس گئی اس نے مجھے آتے دیکھا تو کہا، تم نیک بخت ہو یا بد بخت! میں نے کہا مجھ جیسا بد بخت کون ہو گا؟ عبدالمطلب فرمانے لگے کیا تم بیٹا کھو بیٹھی ہو؟

میں نے کہا ہاں۔ حضرت عبدالمطلب نے پوچھا کہ کسی قریشی نے حسد کر کے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کر دیا ہے۔ چنانچہ تلوار کھینچ کر باہر نکلے۔ عبدالمطلب جب تلوار لہراتے تو بڑے بڑے بہادر کانپ جاتے پھر غصے میں آکر یا آلِ غالب! یا آلِ غالب پکارتے۔ لوگ جمع ہوتے آج بھی آپ نے ویسے ہی کہا تو لوگ جمع ہو گئے۔ تمام قریش کہنے لگے تمھیں کیا ہو گیا ہے؟ عبدالمطلب نے کہا کہ میرا بیٹا محمد گم ہو گیا ہے۔ قریش نے کہا تم بیٹھو ہم پہاڑوں کی چوٹیوں صحراؤں کی وسعتوں اور جنگلوں میں گھوم جائیں گے۔ اور محمدؐ کو تلاش کریں گے قریش کے ان پر جوش نوجوانوں کے ساتھ عبدالمطلب بھی سوار ہوئے، قسمیں کھائیں کہ جب تک ہم محمد

marfat.com

صلی اللہ علیہ وسلم کو تلاش نہ کرلیں گے۔ نہ کھانا کھائیں نہ نہائیں گے اور نہ خوشبو کا استعمال کریں گے۔ ان لوگوں نے مکہ مکرمہ کی وادی کا کونہ کونہ چھان مارا مگر حضور کہیں نہ ملے عبدالمطلب چادر اوڑھے خانہ کعبہ کے دروازے پر حاضر ہوئے سات بار طواف کیا۔ اور یہ اشعار پڑھنے شروع کیے کہ :۔

یارب ردّ راکبی محمدا　　اردده علی واتخذ عندی یدا

یارب ان محمد لن یوجدا　　فاجمع قوی کلہم مبددا

ایک منادی والے نے آواز دی، اے زمین و آسمان میں رہنے والو، سن لو، محمدؐ کا اللہ تعالیٰ حافظ و ناصر ہے۔ وہ گم نہیں ہو سکتے۔ حضرت عبدالمطلب نے یہ آواز سن کر کہا اے ندا دینے والے! مجھے بتاؤ کہ محمد کہاں ہیں؟ کیا وہ تہامہ میں ہیں۔ وہ شجرہ یمن میں بیٹھے ہیں۔ عبدالمطلب نے ہتھیار زیب تن کئے اور گھوڑے پر سوار ہو کر روانہ ہوئے۔ راستہ میں ورقہ بن نوفل ملے، دونوں مل کر جا رہے تھے۔ ابو مسعود ثقفی آگے آگے جا رہے تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ایک درخت کے نیچے بیٹھے ہیں۔ پاس جا کر پوچھا بیٹا تم کون ہو؟ حضورؐ نے فرمایا ثقفی یہاں سے ہٹ جاؤ ابو مسعود بڑا متعجب ہوا کہ یہ بچہ اور یہ جرأت مندانہ حاضر جوابی! ثقفی نے پھر کہا، مگر بتاؤ تم کون ہو؟ آپ نے فرمایا میں سید عرب کا بیٹا محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب ہوں۔ ابو مسعود لوٹے تاکہ عبدالمطلب کو اطلاع دیں۔ اور قریشیوں کو بتائیں حضرت عبدالمطلب اور قریشی نوجوان بھی پہنچ چکے تھے حضرت عبدالمطلب نے پوچھا بیٹا تم کون ہو؟ حضورؐ نے فرمایا میں آپ کا بیٹا ہوں۔ عبدالمطلب نے کہا اپنا نسب سناؤ، حضور نے اپنا تمام نسب سنا دیا۔ عبدالمطلب نے حضور کو اٹھایا اور اپنی اونٹنی کے آگے بٹھایا اور سوار ہو کر مکہ مکرمہ کو روانہ ہوئے۔ کعبۃ اللہ میں پہنچے، طواف کیا اور کہا

اعنیلا بالواحد من شر کل حاسدٍ حضورؐ کو اٹھا کر گھر لائے، تمام قریش سکون سے اپنے اپنے گھروں میں آئے۔

حضرت حلیمہ نے حضرت عبدالمطلب کا شکریہ ادا کیا اور انعام و اکرام حاصل کر کے اپنے گھر کو روانہ ہوئیں۔ حضرت حلیمہ فرماتی ہیں کہ حضور کی خدمت کے بعد میں ہمیشہ خوشحال اور

marfat.com

فارغ البال رہی۔ ان نعمتوں کو بیان کرنے سے قاصر ہوں جو حضور کی خدمات کے صلہ میں مجھے ملیں۔

حضور مکہ مکرمہ میں:۔ حضرت عبدالمطلب کی زندگی کے آخری ایام تھے ایک دن آپ نے اپنے بیٹے ابوطالب کو بلا کر فرمایا تم جانتے ہو مجھے محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے کتنی محبت ہے۔ میں نے اسے ہمیشہ پیار سے پرورش کی ہے اب میں نے دیکھنا ہے کہ تم میرے حقوق کی کس طرح حفاظت کرتے ہو اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کس طرح خیال رکھتے ہو۔ حضرت ابوطالب نے اپنی خدمت گذاری کا یقین دلاتے ہوئے حضرت عبدالمطلب کو کہا۔

"اے والد محترم! مجھے وصیت کرنے کی ضرورت نہیں۔ محمد میرے بیٹے ہیں۔ میرے بھائی عبداللہ کے فرزند ہیں۔"

عبدالمطلب دنیا سے رخصت ہوئے۔ حضورؐ اب والد، والدہ اور دادا کی شفقتوں سے محروم ہو کر یتیم ہو چکے تھے۔ اب وہ حضرت ابوطالب کی زیر پرورش تھے وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی ذات اور اہل و عیال سے بھی زیادہ خیال رکھتے تھے۔ بلکہ ہمیشہ محبت سے کام لے کر حضور کو خوش دل رکھتے تھے۔

ان دنوں خزاعہ اور قریش کے لوگ شام والوں سے تجارت کیا کرتے تھے حضرت ابوطالب نے بھی سفر تجارت کا ارادہ کیا اور شام کو روانہ ہوئے اونٹ پر سوار ہوئے حضور نے اونٹ کی مہار پکڑی ہوئی تھی اور فرما رہے تھے۔ عم محترم! مجھے یہاں ہی چھوڑ جائیں گے حضرت ابوطالب کا دل اداس ہو گیا۔ اور کہا میں تو آپ کو اس سفر میں اپنے ساتھ رکھوں گا۔ چنانچہ حضور اکرم کو اپنی سواری پر آگے بٹھایا اور سفر شام کو روانہ ہوئے۔ یہ قافلہ ایک وادی میں فروکش ہوا۔ ایک درخت کے نیچے آرام کرنے لگے۔ پاس ہی ایک بت خانہ تھا۔ اس میں ایک راہب بحیرہ نامی رہتا تھا وہ ہر روز تین بار چھت پہ آتا اور دیکھا کرتا کہ عرب کی طرف سے کون آ رہا ہے۔ اس دن اس نے دیکھا تو ایک قافلے کو ایک درخت کے نیچے اترتے پایا بادلوں کا ایک ٹکڑا اہل قافلہ پر سایہ انداز ہے۔ راہب نے کہا خدا کی قسم! یہ بادل اس وقت تک

marfat.com

سایہ انداز نہیں ہو سکتے جب تک ان میں کوئی پیغمبر نہ ہو۔ اپنے غلام کو بلایا اور اسے کہا قافلہ میں چلے جاؤ اور انھیں کہو تمھیں معلوم ہے کہ بحیرہ اہلِ عرب کو کتنا پسند کرتا ہے۔ میرا یہ معمول ہے کہ کوئی بھی عربی یہاں سے گذرے وہ میرا مہمان ہوتا ہے اور میں اس کی دعوت کرتا ہوں آج بھی میرا دل چاہتا ہے کہ تم تمام لوگ میری دعوت قبول کرو۔ اور مجھے شرف مہمانی بخشو اور یاد رکھو تم میں سے کوئی شخص دعوت سے علیحدہ نہ رہے۔ غلام نے آکر پیغام دیا تمام قافلہ والے دعوت پر موجود ہوئے۔ لیکن محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اونٹوں اور سامان کی نگہداشت کے لیے وہاں ہی چھوڑ آئے۔ تمام آئے۔ بحیرہ پھر چھت پر چڑھ کر دیکھنے لگا کہ کوئی باقی تو نہیں رہ گیا۔ اس کی حیرانی کی انتہا نہ رہی۔ کہ بادل کا ٹکڑا ابھی تک وہاں ہی ہے۔ مہمانوں کو کہا۔

"تم وہاں کسی کو چھوڑ آئے ہو؟"

کہنے لگا، ایک یتیم بچہ ہے جو ہمارے سامان کی حفاظت کر رہا ہے اس کے کہنے پر حضور کو بلایا گیا۔ بحیرہ نے دیکھا اب بادل کا ٹکڑا اس کے اپنے چھت پر آگیا ہے۔ بحیرہ نے کھانا پیش کیا جب قافلہ والے کھانے سے فارغ ہوئے بحیرا کہنے لگا:۔

"یہ بچہ محمد کس کا بیٹا ہے؟"

انھوں نے بتایا۔" یہ ابو طالب کا بیٹا ہے"۔ بحیرا نے کہا اس کے ماں باپ زندہ نہیں ہو سکتے تم سچی سچی بات کرو۔ ابو طالب نے بتایا یہ بچہ میرے بھائی عبداللہ کا بیٹا ہے یتیم ہے میں ہی اس کی نگہداشت کرتا ہوں۔ بحیرہ نے کہا اب تم نے سچ کہا ہے اب علیحدہ ہو کر میری بھی ایک بات سن لو۔ یاد رکھو یہ بچہ اللہ کے پیغمبروں میں سے ایک پیغمبر ہے۔ ان کے کندھوں میں ایک مہرِ نبوت ہے۔ تم اس کا خیال رکھنا یہ قافلہ شام کے سفرِ تجارت پر آگے بڑھا اور تھوڑے ہی دنوں واپس مکہ آگیا۔

ابو طالب کی کفالت:۔ مکہ میں حضور کے شب و روز اپنے چچا ابو طالب کے زیر کفالت گذرتے رہے ایک دن ابو طالب نے عرض کی بیٹا میں نے ایک بات کرنا ہے مگر مجھے بات کرتے شرم محسوس ہوتی ہے۔ حضور نے فرمایا! عمِ محترم! آپ بلا جھجک فرمائیں کیا بات ہے؟ ابو طالب نے کہا آپ کو معلوم ہے کہ آپکی والدہ اور والد کا

marfat.com

انتقال ہو چکا ہے اور انھوں نے کوئی دنیاوی چیز ورثے میں نہیں چھوڑی تھی میرا دل چاہتا تھا کہ میرے پاس بہت سا مال و دولت ہوتا میں تمھاری اچھی طرح پرورش کر سکتا پھر تمھارے لیے بڑی خوب صورت عورت کا رشتہ حاصل کرتا۔ کاش میں اپنی زندگی میں ساری خوشیاں دیکھ سکتا۔ خدیجہ بنت خویلد جو ایک تاجر عورت ہے اسے کارندوں کی ضرورت ہوتی ہے اور تجارت کے کاروبار روانہ کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے مال و دولت اور تجارت کے بدلے انھیں بھی روزی دیتا ہے کیا آپ پسند کریں گے کہ میں آپ کو اس عورت کے ساتھ کاروبار میں لگا دوں۔ اس طرح اللہ تعالیٰ آپ کے لیے روزی کا سبب لگا دے اور میں آپ کی شادی بھی کر سکوں۔ حضورؐ نے فرمایا، عم محترم! مجھے آپ کے حکم سے اختلاف نہیں آپ جو کچھ سمجھتے ہیں اس میں میری بہتری ہوتی ہے۔ ابو طالب اٹھے اور حضور کو لے کر خدیجہ کے گھر پہنچے، دروازہ کھٹکھٹایا، غلام آیا، ابو طالب نے کہا خدیجہ کو اطلاع دو کہ ابو طالب ملنا چاہتا ہے۔ خدیجہ نے آپ کو اندر بلا لیا۔ دیکھا کہ خدیجہ ایک تخت پر جلوہ فرما ہیں اور اس کی خدمت میں صد کنیزیں کھڑی ہیں۔ کہنے لگی :۔

"اے عم محترم! آج آپ نے کیسے تکلیف فرمائی میرے لائق کوئی خدمت ہو تو بتائیں "

حضرت ابو طالب نے کہا میں حاضر ہوا ہوں اور میں اللہ تعالیٰ سے تمھارے کاروبار میں وسعت کی دعا کرتا ہوں۔ خدیجہ نے فرمایا۔ یہ اس کی نعمت اور کرم ہے۔ آپ بھی مجھے کسی خدمت کا موقعہ دیں۔ حضرت ابو طالب فرمانے لگے :۔

"میرا یہ بھتیجا محمد الامین میرے بھائی عبداللہ کا بیٹا ہے میں اسے آپ کے پاس اس لیے لایا ہوں کہ آپ اپنے تجارتی کاروبار میں انھیں کام کرنے کا موقعہ دیں شاید اسے بھی تمھاری ان نعمتوں سے اپنا حصہ مل جائے تمھارے پاس بہت سے کارندے ہیں وہ اپنا اپنا نصیب لے جاتے ہیں میرے بیٹے محمد بھی اس بات کے مستحق ہیں اور میں یقین دلاتا ہوں کہ یہ دوسروں سے بہتر ثابت ہوں گے "

marfat.com

خدیجہ نے کہا۔ مجھے منظور ہے میں اور کارندوں کو ایک اونٹ دیتی ہوں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو دو اونٹ دوں گی۔ پھر حضورؐ کو مخاطب کر کے کہا، آپ سفر کی تیاری کریں اور اسی وقت اپنے غلام میسرہ کو بلایا اور کہا: میں اپنے چچازاد بھائی محمدؐ کو اس دفعہ سفر تجارت پر روانہ کر رہی ہوں۔ اس کی خدمت میں کوتاہی نہ کرنا اور کسی کام میں ان کی رائے سے اختلاف نہ کرنا۔ میسرہ نے کہا بسروچشم! ابوطالب گھر واپس آ گئے اور حضور وہاں ہی رہے۔

سفر تجارت:۔ حضور اور حضرت خدیجہ کے غلام میسرہ سفر شام پر روانہ ہوئے میسرہ کے پاس بڑا مال تھا ایک منزل آگے بڑھا تو بادل کا ایک ٹکڑا سایہ فگن ہوا۔ حضور کی برکت سے سارے قافلہ پر سایہ ہو گیا بحیرانے اب کی بار بھی قافلہ والوں سے پوچھا تم کون لوگ ہو۔ میسرہ نے آگے بڑھ کر کہا میں تو میسرہ ہوں خدیجہ کا غلام اور ہم لوگ شام جا رہے ہیں۔ بحیرہ حضور کے پاس آیا اور بڑے پیار سے آپ کا سر چوما اور کہا میں آپ پر آج ایمان لایا ہوں اور میں شہادت دیتا ہوں کہ تم وہی پیغمبر آخر الزماں ہو جس کا ذکر توریت میں پھیلا ہوا ہے۔ اے محمد! مجھے وہ تمام علامات جو توریت میں بتائی گئی ہیں آپ کی ذات میں موجود ملی ہیں مگر ایک مہر نبوّت جو آپ کے کندھوں کے درمیان ہے زیارت نہیں کر سکا۔ حضورؐ نے کندھوں سے قمیص اتاری تو بحیرہ نے مہر نبوّت کی زیارت کی۔ اسے بوسہ دیا اور پکار کر کہا

اشهد ان لا اله الا الله واشهد انك رسول الله، النبی الامی الذی بشربك عیسٰی بن مریم

حضرت عیسٰیؑ نے فرمایا تھا، اس درخت کے نیچے سوائے پیغمبر کے دوسرا کوئی شخص نہیں ٹھہر سکے گا۔ وہ رسول عربی ہوگا، مکّی ہوگا، ہاشمی ہوگا۔ صاحب حوض کوثر ہوگا، صاحب لوای حمد ہوگا صاحب فضیلت ہوگا، صاحب ناقہ ہوگا، صاحب قول لا الٰہ الا اللہ ہوگا، صاحب تاج و برداہ ہوگا، بہشت کے دروازے کو سب سے پہلے کھٹکھٹانے والا ہوگا۔ پھر میسرہ کو کہا۔ اے غلام محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو یہودیوں کے شرارت سے محفوظ رکھنا وہ حضور کے

marfat.com

دشمن ہیں اور ہمیشہ درپے آزار رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے شر سے حضور کو محفوظ رکھے۔

اب یہ قافلہ شام کو روانہ ہوا۔ مگر بصرہ میں ہی نفع پر مال فروخت کر کے واپس آگیا۔ اس سال معمول سے زیادہ نفع ہوا تھا۔ میسرہ نے اپنی ساری زندگی میں اس قدر نفع نہ دیکھا تھا۔ میسرہ نے راستہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا کہ مجھے چالیس سال ہو گئے ان تجارتی سفروں میں مگر میں نے آج تک اتنا نفع اور اتنی آسانیاں حاصل نہیں کیں جتنی اس سفر میں ملیں۔ میں عام طور پر دھوکہ اور فریب سے بھی روپیہ حاصل کرتا رہا مگر اس دفعہ نہایت ایمانداری سے اتنا نفع ہوا، یہ سب آپ کی برکت سے ہولے ہے۔ اس دفعہ جب خدیجہ کو صورتحال سے آگاہی ہو گی تو دو اونٹوں کی بجائے اگلے سفر پر آپ کو تین اونٹ دیے جائیں گے۔ حضور اپنی اونٹنی پر بیٹھے اور مکہ مکرمہ پہنچے۔ خدیجہ کا معمول تھا کہ وہ اپنے گھر میں شاہانہ دربار لگاتیں، ستر کنیزیں زرق برق لباس میں خدمت میں کھڑی رہتیں۔ فخر و غرور اور ناز دلدا کی زیادتی کی وجہ سے تخت سے نیچے قدم نہ اٹھا کرتی۔ کارندے اس کے سامنے حاضر ہوتے اور اپنا اپنا حساب دیتے۔ اس دفعہ حضورؐ بھی ان لوگوں میں تھے۔ مگر خدیجہ نے گھر ہی سے حضورؐ کو اونٹ پر سوار دیکھا تو یوں معلوم ہوا کہ آپ کے سر پر ایک شاہی چھتر ہے اور دو فرشتے تلواریں لیے کھڑے ہیں۔ سر پر بادل سایہ کر رہے ہیں گرداگرد خوبصورت پرندے اڑ رہے ہیں۔ خدیجہ نے دور سے یہ نظارہ دیکھا تو اسے خیال تک نہ تھا کہ یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری ہے، دل میں کہنے لگیں۔ خداوندا! یہ کون شخص ہے غور سے دیکھا تو محمد رسول اللہ تھے۔ حضرت خدیجہ اپنے تخت سے بے اختیار اٹھیں۔ گھر کے دروازے پر آ کھڑی ہوئیں۔ حضور کو اونٹنی سے نیچے اترتے دیکھا خدیجہ کو ابھی بھی شبہ تھا کہ وہ محمد نہیں ہیں۔ حضورؐ نے خدیجہ کو اس نفع کی بشارت دی اور دورانِ سفر کے واقعات بیان کیے۔ خدیجہ نے پوچھا میسرہ کہاں ہے؟ آپ نے فرمایا وہ تو ابھی قافلہ کے ساتھ وادی میں ہے۔ جلد ہی پہنچنے والا ہے۔ اسی دوران میسرہ بھی حاضر ہوا اور حضورؐ کی امانت دیانت اور برکات کو ہدیہ تحسین پیش کرنے لگا۔

marfat.com

خدیجہ نے میسرہ کو علیحدہ بلایا۔ اور کہا اب مجھے محمد کے مفصل حال بتاؤ وہ سفر میں کیسے رہے۔ میسرہ نے بتایا۔ مجھے بحیرہ راہب نے یقین دلایا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم عام آدمی نہیں ہیں پیغمبر ہیں اور مجھے کہا تھا کہ انھیں یہودیوں سے بچانا۔ وہاں کے دشمن جان ہیں۔ مگر اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو ان پر غالب نہیں ہونے دے گا۔ خدیجہ نے میسرہ کو کہا یہ باتیں کسی دوسرے کو نہ بتانا۔ آج سے تم اور تمہارے بیٹے آزاد ہیں۔ میرے مال سے تمھیں اس دفعہ دس ہزار درہم ملیں گے۔ دوسری طرف حضرت خدیجہ نے حضور نبی کریم کو کہا اب آپ جائیں اور کل حضرت ابوطالب کو لے کر میرے پاس آئیں۔

حضرت خدیجہ حضور کے نکاح میں:۔ دوسرے دن حضور نے اپنے چچا کو پیغام دیا کہ خدیجہ بلا رہی ہیں حضرت ابوطالب کو یہ فکر دامن گیر تھی۔ کہ شاید نوعمر بھتیجے سے کاروبار میں کوئی کوتاہی ہوگئی ہے حضور کو کہا، خیر تو ہے خدیجہ مجھے بلا رہی ہیں۔ ساری رات حضرت ابوطالب ایسے تفکرات میں کروٹیں بدلتے رہے۔ مگر حضورؐ نے یقین دلایا۔ چچا محترم! فکر نہ کرو۔ اللہ میرا رازق ہے وہ اچھا روزگار دینے والا ہے۔ علی الصباح حضرت ابوطالب اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خدیجہ کے گھر آئے اس نے پردے کے پیچھے سے ہی ابوطالب کو کہا آپ میرے چچا عمرو بن نوفل کے پاس تشریف لے جائیں اور اسے کہیں کہ مجھے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح کرنے کی اجازت دے۔

ابوطالب نے کہا: خدیجہ ایسا مذاق تو نہ کرو! تم تو اپنی کنیز کو بھی محمد کے نکاح میں نہیں دے سکتی۔ خدیجہ نے کہا: یہ کام اللہ کی طرف سے ہو رہا ہے۔ آپ فوراً جائیں حضرت ابوطالب دس معززین مکہ کو لے کر عمرو بن نوفل کے پاس گئے۔ وہ اس وقت شراب میں دھت تھا، مست اور خوش باش کھڑا تھا۔ سب نے سلام کیا اس نے جواب دیا حضور کو مخاطب کر کے کہنے لگا:

محمد۔ مرحبا، اہلاً وسہلاً۔ مجھے خدا اور لات وعزیٰ کی قسم ہے میں تمھیں اپنا عزیز دوست سمجھتا ہوں۔ آج تم پہلے سے بھی زیادہ عزیز دکھائی دیتے ہو۔ جو حاجت چاہو گے، پوری

marfat.com

کروں گا۔ اس کی باتوں سے آنے والوں کی حوصلہ افزائی ہوئی۔ ابوطالب آگے بڑھے اور کہا میں آپ کو سلام کہنے حاضر ہوا ہوں۔ آپ اپنے بھائی کی بیٹی خدیجہ کو میرے بھتیجے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دے دیں۔ محمد یہاں موجود ہیں۔ عمرو بن نوفل نے کہا "اے معاشر قریش! تم گواہ رہنا، میں نے خدیجہ بن خویلد کو محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب کے نکاح میں دے دیا ہے اب مہر خود مقرر کر لو"

خطبہ ابوطالب: اس مجلس میں جو خطبہ نکاح حضرت ابوطالب نے پڑھا اس کے الفاظ یہ ہیں:۔ الحمد للہ الذی جعلنا من ذریۃ ابراہیم ونسل اسماعیل صلوات اللہ علیہما وجعل مسکننا بیتا محجوبا وحرما آمنا وجعلنا حکاما علی الناس اجمعین ط ان ابن اخی ھذا لا یوزن برجل الا رجح علیہ وان لہ خطبا جلیلا ونبا عظیما وان کان فی المال قلا فان المال رزق حائل وحظ زائل وقد خطب الیکم رغبۃ فی خدیجتکم وقد بذل لہا من الصداق حکمکم عاجلۃ وآجلہ والسلام علینا وعلیکم۔

ترجمہ:۔ اس اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے ہمیں ورثہ ابراہیم عطا فرمایا اور حضرت اسماعیل کی اولاد سے پیدا فرمایا۔ ہماری جگہ حجاب میں رکھی تاکہ ہم دشمنوں سے محفوظ رہیں۔ ہم اس حرم میں جس میں ہر شخص امن میں رہتا ہے ہمیں تمام انسانوں پر حاکم بنایا ہے۔ مجھے قسم ہے کہ میرا بھتیجا حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کسی سے مقابلہ نہیں کرتا، کسی سے موازنہ نہیں کرتا تاوقتیکہ وہ خود مقابلہ یا موازنہ میں نہ آجائے۔ اس کے سامنے بڑے عظیم کام ہیں جو اس نے سرانجام دینے ہیں۔ اس کے سامنے عظیم خبریں ہیں جنھیں اس نے پورا کرنا ہے اگرچہ وہ مالِ دنیا سے تہی دست ہے تاہم میں واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ مالِ دنیا تو ایک گردش کرنے والا رزق ہے۔ اور ایک گم ہونے والا حصہ ہے۔ یہ آپ کے سامنے حاضر ہوا ہے اور حضرت خدیجہ کی تم لوگوں سے

marfat.com

درخواست کرتا ہے وہ ایک معین مہر ادا کرنے کو تیار ہے جس طرح آپ لوگوں کی مرضی ہوگی فوری ادائیگی یا بعد میں ادائیگی جس سے آپ مطمئن ہوں ہم آپ لوگوں کے ممنونِ احسان ہیں"۔

اس خطبہ نکاح کے بعد حضرت خدیجہ نے اپنی کنیزوں کو دف بجانے کا حکم دیا رقص کرنے کو کہا ایک یمانی چادر بھیجی تاکہ حضرت خدیجہ کے چچا کو پہنا دی جائے۔

نکاح کی مجلس سے فارغ ہوئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے چاہا کہ اپنے چچا جناب ابوطالب اور دوسرے قریش کے ساتھ ہی اپنے گھر چلے جائیں۔ مگر سیدہ خدیجہ نے آپ کی چادر کا دامن پکڑا اور کہا آپ کہاں جا رہے ہیں؟ فرمایا اپنے گھر! خدیجہ نے فرمایا اب یہ آپ کا گھر ہے۔ چچا محترم کو جانے دیں وہ اونٹ خریدیں اور صبح ذبح کرکے دعوت کریں۔ حضور حضرت خدیجہ کے کہنے پر وہاں ہی رہے۔ خوش و خرم رات گذاری۔ حضرت ابوطالب کی خوشی کی انتہا نہ تھی۔ وہ کہتے تھے اللہ تعالیٰ نے میری اس ذمہ داری کو نہایت خوش اسلوبی سے پورا کیا۔ صبح ہوئی خدیجہ کے چچا شراب کی مستی سے ہوش میں آیا۔ تو کہنے لگا یہ رونق یہ دف کی آواز یہ رقص و سرور کیوں ہے؟ لوگوں نے کہا یہ اس کا نتیجہ ہے جو تم نے کہا کہنے لگا میں نے کیا کہا ہے، لوگوں نے کہا تم نے رات اپنی بھتیجی خدیجہ کو محمد بن عبداللہ کے نکاح میں دے دیا ہے۔ کہنے لگا یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ میری امیر بھتیجی خدیجہ ایک یتیم اور غریب نوجوان کے ساتھ بیاہی جائے۔ لوگوں نے کہا ہاں تم نے ایسا ہی کیا ہے پھر خدیجہ سے تم نے یمانی چادر بھی قبول کرلی ہے۔ وہ چاہتا تھا کہ وہاں سے اٹھ کر خدیجہ کو گالیاں دے اور گھر جا کر شور و غل مچائے۔ حضرت خدیجہ خود آئیں اور کہنے لگیں چچا آپ محمد بن عبداللہ کے حسب و نسب کے منکر ہیں کہنے لگا نہیں لیکن وہ تو ایک غریب نوجوان ہے حضرت خدیجہ نے کہا اگر وہ غریب ہے تو میرے پاس اتنی دولت ہے کہ وہ میرے لیے، اس کے لیے اور تمہارے لیے کافی ہے۔ چچا نے کہا، خدیجہ اگر تم محمد پر راضی ہو تو میں راضی ہوں۔

غارِ حرا کا مقیم :- حضورؐ حضرت خدیجہ کے ساتھ زندگی گذارتے رہے آپؐ کی عمر چالیس سال ہوگئی۔ ایک دن آپ مکہ شہر سے باہر ایک پہاڑ

marfat.com

جسے جیادلا صفر کہا جاتا تھا پر جا نکلے وہاں حضرت جبرائیل نے آواز دی یا محمد، حضور نے پلٹ کر دیکھا، دائیں بائیں کسی کو نہ پایا۔ اس واقعہ کے بعد آپ بے ہوش ہو کر گر پڑے چند لوگوں نے دیکھا تو اٹھا کر گھر لے آئے۔ حضرت خدیجہ کو کہنے لگے تم نے ہمارا در دیوانے آدمی کو اپنا خاوند بنالیا ہے۔ حضرت خدیجہ تخت سے اتریں حضورؐ کو سنبھالا، آپ کا سر جھولی میں رکھا آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا اور کہا میں نے ایک رسول کو اپنا خاوند بنایا ہے۔ حضورؐ نے اپنی آنکھیں کھولیں۔ ہوش میں آگئے۔ حضرت خدیجہ کہنے لگیں میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں آپ کو کیا ہو گیا تھا۔ تم نے کیا دیکھا جس سے ڈر گئے ہو۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا مجھے ایک آواز آئی۔ جس سے میں ڈر گیا تھا۔ حضرت خدیجہ کو تسلی ہوئی اور کہا کل آپ پھر وہاں ہی جانا، اگر فرشتہ ہو گا تو آج پھر آواز آئے گی۔ اگر یہ شیطانی کارنامہ ہوا تو آج نہیں آئے گا۔ حضور دوسرے دن بھی وہاں گئے۔ جبرئیل کی وہی آواز سنائی دی مگر نظر نہ آیا۔ حضور پھر بے ہوش ہو گئے۔ لوگ آپ کو پھر اٹھا لائے۔ اور حضرت خدیجہ کے گھر پہنچایا۔ قریشی لوگ خوش تھے کہ اب حضرت خدیجہ کا خاوند دیوانہ ہو گیا ہے اور حضرت خدیجہ کو بھی ایسی ہی باتیں کہتے تھے۔

حضرت خدیجہ نے حضور کے ہوش میں آنے کے بعد کیفیت پوچھی تو آپ نے کل والے واقعات سنائے۔ حضرت خدیجہ خوش تھیں کہ یہ شیطانی کارنامہ نہیں نہ دیوانگی ہے یہ تو حضورؐ کی رسالت کا آغاز ہے حضورؐ کی خدمت میں عرض کی آپ پھر وہاں ہی جائیں۔

تیسرے دن حضورؐ پہاڑی پر پہنچے، تو آواز آنے کی بجائے حضرت جبرئیل نہایت خوبصورت اور خوش تر انداز میں ظاہر ہوئے۔ ان کے ظاہر ہونے سے ساری وادی خوشبو سے مہک اٹھی، اور فرمایا یا محمد! اللہ تعالیٰ نے آپ کو سلام بھیجا ہے اور فرمایا ہے آپ میرے رسول ہیں۔ آج کے بعد کائنات ارضی کے تمام انسانوں، جنوں اور ہر مخلوق کو دعوت توحید دیں گے پھر جبرئیل نے سوال کیا آپ مجھے نہیں پہچانتے میں آپ نے فرمایا نہیں حضرت جبرئیل نے بتایا، میں اللہ کا فرشتہ جبرئیل ہوں۔ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ یہ کہتے ہوئے حضرت جبرئیل نے زمین پر پاؤں مارا۔ ایک چشمہ جاری ہو گیا۔ اور جبرئیل کہنے لگے آپ اس پانی سے

marfat.com

وضو کرلیں اور وضو کا طریقہ بتاتے گئے۔ نماز ادا کی، سورہ اقراء پڑھائی۔ کہتے ہیں اس دن اللہ کے حکم سے حضور نے جبرئیل علیہ السلام کی اقتداء کی۔ جبرئیل آسمانوں کی طرف پرواز کر گئے۔ حضور واپس گھر آئے راستہ میں ہر ایک درخت، پودا، اور پتھر السلام علیک یا رسول اللہ پکارتا۔ گھر پہنچ کر حضرت خدیجہ کو سارا واقعہ بیان کیا۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نبوت و رسالت کے انعام و کرامت سے حضرت خدیجہ بہت خوش خرم تھیں۔ ان پر خوشی کی وجہ سے ایک مدہوشی کی کیفیت طاری تھی۔ حضورؐ نے حضرت خدیجہ کو ہوش میں لانے کے لیے چہرے پر پانی کے چھینٹے مارے۔ ہوش میں آئیں تو زبان سے اقرار کیا۔

اشهد ان لا الٰہ الا اللہ انك محمد الرسول اللہ حضورؐ نے حضرت خدیجہ کے ساتھ ہی اللہ کی نماز ادا کی [1]

اسی دوران حضرت علی کرم اللہ وجہہ حاضر ہوئے۔ حضور کو نماز پڑھتے دیکھا پوچھا یہ کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا ہم اس طریقہ سے اللہ کی عبادت کرتے ہیں اور اللہ کے دین میں یہی طریقہ ہے۔ اللہ کے پیغمبر اسی طریقہ نماز کو اختیار کرتے ہیں۔ میں اللہ کا رسول ہوں یہ سنتے ہی حضرت علی نے کہا (اشهد ان لا الٰہ الا اللہ انك محمد الرسول اللہ حضرت علیؓ کی شہادت کے بعد ابھی چند لمحے گذرے تھے کہ حضرت ابو طالب بھی آگئے۔ حضورؐ کو دیکھا تو پوچھا یہ کیا معاملہ ہے؟ حضورؐ نے تفصیل سے بتایا یہ اللہ کا پسندیدہ طریقہ عبادت ہے میں اعلان کرتا ہوں اللہ ایک ہے اس کے بغیر کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ اور میں اللہ کا رسول ہوں حضرت ابو طالب نے کہا: یہ عجیب طریقہ ہے تاہم اسے ابھی لوگوں سے پوشیدہ رکھو، حضرت علی نے عرض کی جان پدر! یہ دین میں نے بھی پسند کیا ہے اور اس پر ایمان لایا ہوں حضورؐ نے حضرت ابو طالب کو کہا، عم محترم! آپ بھی اقرار کریں مگر انھوں نے کہا تم لوگ اس پر ثابت قدم رہنا، کوئی شخص تمھیں نقصان نہ پہنچائے۔ جب تک اسلام مضبوط نہ ہو

---

[1] کیفیت اول وحی کے واقعات کو سیرت پاک کی دوسری کتابوں میں ذرا دوسرے انداز سے بیان کیا گیا ہے یہاں مصنف نے اختصار سے کام لیا ہے سیرت کی دوسری کتابوں کو بھی سامنے رکھا جائے (مترجم)

marfat.com

اور اللہ کا دین ظاہر نہ ہو جائے۔

حضور اپنی والدہ ماجدہ کے پاس دو سال ہی رہے تھے حضرت آمنہ کو یہ اشارہ ہوا تھا کہ اس بچے کی پرورش ابوطالب کے ذمہ ہے۔ چنانچہ ابوطالب نے آپ کو پچیس سال تک نگہداشت میں رکھا۔ اس عمر تک سارے مکہ والے آپ کو محمد الامین کہہ کر پکارتے آپ علیحدگی پسند تھے۔ کبھی کبھی غارِ حرا تک چلے جاتے۔

بعض روایات میں یوں بھی آیا ہے کہ ایک بار حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کوہ ثبیر پر گئے۔ اس کی چوٹی پر چڑھنے کا ارادہ کیا۔ پہاڑ سے آواز آئی یا رسول اللہ! اس کی چوٹی پر نہ جائیں یہاں سانپ بچھو رہتے ہیں آپ پھر غارِ حرا کے دروازے تک آئے وہاں سے آواز آئی، یہاں نہ سانپ ہیں نہ بچھو۔ اس پہاڑ پر غار تھی اہلِ حرم اکثر وہاں جایا کرتے تھے۔ حضورؐ بھی اسی غار میں جاتے، آتے جاتے راستہ میں ہر پتھر اور درخت سے آواز آتی۔ السلام علیک یا رسول اللہ!

رمضان میں حضرت جبرئیل ایک دن ریشم کا ایک ٹکڑا لائے جس پر کچھ لکھا تھا حضور کو کہا آپ اسے پڑھیے۔ آپ نے فرمایا میں تو پڑھا نہیں کرتا۔ جبرئیل نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بھینچا اور پھر چھوڑ دیا اور کہا اب تو پڑھیے۔ حضورؐ نے پھر فرمایا میں نہیں پڑھا کرتا پھر سخت بھینچا اور چھوڑ کر کہا پڑھیے آپ ڈر گئے۔ اور فرمایا میں کیا کروں حضرت جبرئیل نے کہا اقرأ باسم ربک الذی خلق ــــــ اب حضور نے فرمایا میں تو اللہ کے نام سے پڑھا کرتا ہوں۔

حضرت خدیجہ نے حضور سے دریافت فرمایا کہ جب جبرئیل آپ کے پاس جن حالات میں آئیں مجھے اسی وقت بتائیں۔ حضورؐ نے فرمایا جبرئیل آئے ہیں۔ حضرت خدیجہ نے فرمایا آپ میرے بائیں ران پر بیٹھیں حضور نے ویسے ہی کیا۔ حضرت خدیجہ نے پوچھا کیا اب جبرئیل نظر آ رہے ہیں کہا ہاں۔ پھر حضرت خدیجہ نے فرمایا اب آپ میرے دائیں طرف آ کر بیٹھیں اور دیکھیں کہ جبرئیل نظر آتے ہیں آپ نے ویسا ہی کیا۔ فرمایا حضور نے فرمایا ہاں جبرئیل مجھے نظر آ رہے ہیں اب حضرت خدیجہ نے سر سے دوپٹہ ہٹا کر بال بکھیر دیے اور حضورؐ سے پوچھا کیا اب بھی جبرئیل نظر آتے ہیں آپ نے فرمایا اب نہیں حضرت خدیجہ

marfat.com

رضی اللہ عنہا نے کہا آپ کو خوش خبری ہو کہ جبرئیل واقعۃً فرشتہ ہیں۔ نہ شیطان ہیں نہ جن۔
اسی رمضان کے مہینہ میں سورہ اِنَّآ اَنْزَلْنٰہُ نازل ہوئی کہتے ہیں سب سے پہلے جو آیت رمضان
میں نازل ہوئی وہ شہر رمضان الذی انزل فیہ القرآن تھی حضورؐ نے فرمایا مجھے
مژدہ دیا گیا ہے کہ میں تمھیں بشارت دوں کہ اللہ تعالیٰ نے جواہرات کا بنا ہوا ایک محل جنت
میں تیار کرایا ہے۔ جو خدیجہ کے لیے ہے اس گھر میں کوئی غم و فکر نہ ہوگا۔ چند روز تک وحی نہ آئی
اس کی وجہ یہ تھی کہ حضور کی خدمت میں ایک عورت آئی اور اس نے مسئلہ دریافت کیا آپ
نے فرمایا میں کل جواب دوں گا۔ دوسرے دن آئی تو حضور نے پھر جواب نہ دیا۔ عورت نے
غصہ میں کہا آپ کا شیطان آپ کا دشمن ہوگیا ہے حضرت جبرئیل آئے اور سورہ والضحیٰ نازل
فرمائی اور مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰى اسی بات کی طرف اشارہ تھا۔

حضرت علی ابن ابی طالب روایت کرتے ہیں کہ حضورؐ نے فرمایا میں نے کبھی کسی ایسی
چیز کی طرف اپنی خواہش کا اظہار نہیں کیا جس کی طرف زمانہ جاہلیت میں عام لوگ کیا کرتے تھے
ہاں ایک رات مجھے ایسے کام سے اللہ نے بچایا جو میں لوگوں کی دیکھا دیکھی کرنے کا ارادہ کر
بیٹھا تھا۔

ایک دن میں مکہ کے نوجوانوں کے ساتھ بکریوں کی رکھوالی کر رہا تھا میں نے اپنے
ریوڑ کے مالک کو کہا۔ میری بکریوں کی حفاظت کرنا میں شہر مکہ میں جاکر بلد دیکھ آؤں میں وہاں
گیا۔ جاتے ہی میرے کانوں میں دف اور باجے کی آوازیں آئیں۔ میں نے پوچھا یہ کیا ہے؟
لوگوں نے بتایا۔ فلاں شخص نے فلاں شخص کی بیٹی سے شادی کرنی ہے میں وہاں بیٹھ گیا
اور ان لوگوں کو دیکھنے لگا۔ دیکھتے دیکھتے وہاں ہی نیند آگئی۔ صبح سورج کی دھوپ نے بیدار
کیا۔ ایک بار اور ایسا ہی واقعہ درپیش آیا۔ تو مجھے نیند آگئی۔ اس کے بعد جب تک مجھے رسالت
نہیں ملی میں نے کبھی میلہ یا تماشا نہیں دیکھا۔

قریشی ایک بت کی پرستش کرتے تھے۔ اس کی تعظیم و تکریم کرتے۔ سر منڈوا کر
اس کے سامنے سجدہ کرتے۔ قربانیاں دیتے۔ سال میں ایک ایسا دن آتا کہ عید کا سماں
ہوتا۔ سارا دن رات وہاں میلہ لگتا۔ ابو طالب اپنی ساری قوم لے کر ڈیرہ جاتے حضورؐ کو کہتے

marfat.com

آپ بھی آیا کریں۔ بڑی رونق ہوتی ہے۔ مگر حضور ہمیشہ انکار کرتے۔

ایک بار حضرت ابوطالب اور آپ کی پھوپھیوں نے زور دیا کہ اس دفعہ تو آپ کو ہم ضرور لے چلیں گے۔ مگر آپ وہاں سے بھاگ گئے۔ کچھ دیر کے بعد واپس آئے اور ہانپ اور کانپ رہے تھے۔ پھوپھیوں نے پوچھا آپ کو کیا ہوا؟

آپ نے فرمایا:۔ "مجھے ڈر آرہا ہے کہیں میں بیمار نہ ہو جاؤں"

کہنے لگیں:۔ "اللہ تعالیٰ آپ جیسے خوش عادات انسان کو بیمار نہیں کرتا"

پھر پوچھنے لگیں:۔ "آپ نے کیا دیکھا تھا"

حضورؐ نے فرمایا:۔ میں بڑے بت کے پاس سے گذرا، میرے سامنے ایک سفید اور دراز قد آدمی آیا، چلا کر مجھے کہا:۔ یہاں سے ہٹ جاؤ پھر میں ان لوگوں کی عید گاہ میں نہ گیا"

حضرت ابن عباس روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ ابوطالب چاہ زمزم کی مرمت کر رہے تھے۔ حضورؐ ان دنوں ابھی بچے تھے۔ آپ پتھر اٹھا اٹھا کر لاتے ایک دفعہ ابوطالب نے حضور کا تہبند لیا اور اس میں پتھر اٹھانے کے لیے آگے بڑھا حضور بیہوش ہو گئے۔ حضور ہوش میں آئے، ابوطالب نے پوچھا، بیٹا تمھیں کیا ہو گیا تھا۔ فرمایا مجھے ایک سفید جامہ آدمی نظر آیا۔ اس نے مجھے کہا:۔

پہن لو، حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ نبوت کی سب سے پہلی علامت یہ تھی کہ حضور کو کہا، "پہنیں"۔ اس دن کے بعد حضور کی شرمگاہ پر کسی کی نظر نہ پڑی۔

حضرت جعفر بن سلیمان الضبعی روایت کرتے ہیں کہ لوگوں نے عبدالرحمٰن بن جبیش سے پوچھا کہ اے جبیش! حضور نے اس وقت کیا کیا۔ جب شیطان نے آپ سے مکر کرنا چاہا تھا۔ کہنے لگے ایک بار پہاڑوں اور وادیوں سے تمام شیطان جمع ہو گئے۔ اور حضور کو قتل کرنے کا عزم کر لیا۔ ان کے درمیان ہی ایک ایسا شیطان تھا جس کے ہاتھ میں آگ کا ایک شعلہ تھا۔ حضور پر پھینکنا چاہتا تھا۔ حضور ان دیوؤں اور شیطانوں کو دیکھ کر ڈر گئے۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام حاضر ہو کر کہنے لگے یا رسول اللہ! آپ یہ تعویذ پڑھیں

marfat.com

حضور نے پڑھا یہ الفاظ تھے۔

تعویذ رسول صلی اللہ علیہ وسلم یہ اعوذ بکلمات اللہ التامات التی لا یجاوزھن بر

ولا فاجر من شر ما خلق وذراء وبراء ومن شر ما ینزل

من السماء وما یعرج فیھا ومن شر ما ذراء فی الارض ومن

شر یخرج منھا ومن شر کل طارق الا طارقا یطرق بخیر یا رحمٰن

یہ پڑھ کر فرمایا وہ آگ ٹھنڈی ہوگئی۔ اور اللہ تعالیٰ نے ان کو شکست دی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے لوگوں نے پوچھا یا رسول اللہ! آپ کو یاد ہے کہ

حضرت عبدالمطلب کب فوت ہوئے تھے۔

آپ نے فرمایا ہاں۔ میں اس وقت آٹھ سال کا تھا۔

marfat.com

۲

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود پاک

حدثنا ابوعمرو محمد بن جعفر بن محمد بن مطر رحمۃ اللہ علیہ قال حدثنا الحباب بن محمد الشتری قال حدثنا عثمان بن حفص قال حدثنا نوح بن قیس قال حدثنا جابر بن خالد التیمی عن یوسف بن مازن الراسی۔

ایک شخص نے حضرت علی ابن طالب کرم اللہ وجہہ سے پوچھا حضور نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت اور اوصاف کیا تھے۔ حضرت علی نے فرمایا۔ حضور بہت لمبے نہیں تھے۔ درمیانہ قد رکھتے تھے۔ سفید رنگت اور روشن چہرہ، کشادہ پیشانی، ابرو پیوستہ دراز پلکیں، پنجہ مضبوط، جب چلتے تو یوں معلوم ہوتا کہ نشیبی زمین پر چل رہے ہیں۔ جب پسینے کے قطرہ رخسارِ مبارک پر رکھتے تو یوں معلوم ہوتا کہ مروارید ڈھلک رہے ہیں۔ میں نے آپ سا آپ سے پہلے اور بعد کوئی ایسا شخص نہیں سنا اور دیکھا جو آپ کا ثانی ہو۔

فداہ امی وابی صلی اللہ علیہ وسلم

جسم اطہر کے اوصاف:۔ ارباب احادیث بیان کرتے ہیں حضور کی نعت میں ہند ابی ہالہ کی حدیث سے عمدہ ہماری نظر سے نہیں گذری۔ ہند حسن بن علی کے خالو تھے ابو ہالہ خدیجہ کے شوہر تھے اور ہند اس کے لڑکے تھے۔ وہ حضور نبی کریم کے نعت گو اور مدحت سرا تھے حسن ابی علی رضی اللہ عنہما نے

marfat.com

ہند کو کہا۔ مجھے حضور کی نعت بیان کریں۔ میری دلی تمنا ہے کہ اپنے نانا نبی کریم کی نعت سنوں انھوں نے بتایا کہ حضور کا چہرہ انور چودھویں کے چاند کی طرح درخشندہ تھا۔ درمیانہ قد آپ کو نہ تو دراز قد کہا جا سکتا تھا نہ پستہ قد۔ سر مبارک متوازن اور خلقت خداوندی کا نمونہ تھا بال مبارک نہ تو سیاہ تھے اور نہ ہی سرخ۔ بلکہ سیاہی سرخی مائل تھے کھلی پیشانی، کمان دار ابرو دونوں ابرو کے درمیان ایک رگ تھی۔ جو غصے کے وقت ہی نمایاں ہوتی ناک بلند تھا جس پر نور کی کرنیں جھلکتی جو شخص غور سے نہ دیکھتا وہ یہ سمجھتا کہ آپ کا ناک بہت بلند ہے مگر غور سے دیکھنے والے کہتے کہ یہ میانہ ناک ہے رخسار میں نور کی ٹکریاں تھیں۔ جو ہموار اور متوازن تھیں ان پر حجت مند گوشت کی تہہ تھی۔ آنکھیں سیاہ، دندان مبارک سفید موتی کی طرح چمکدار سامنے والے دانت کشادہ تھے۔ سر کے بال لٹک کر سینہ تک پھیلے ہوتے، گردن ہرن کی طرح خوبصورت اور سفید یوں معلوم ہوتا کہ چاندی کی ڈھلی ہوئی ہے۔ دو کندھوں کے درمیان کشادہ جگہ، جن پر گوشت کی تہہ تھی۔ کبھی کپڑا اٹھتا تو نوری شعاعیں نکلتی دکھائی دیتی تھیں۔ سینہ سے ناف تک باریک بالوں کی ایک لکیر بنی تھی۔ جیسے کسی نے سیاہی سے ایک خط کھینچ دیا ہو۔ کشادہ سینہ، مہبت اور سینہ ہموار اور موزوں۔ پستانوں پر زیادہ گوشت نہ تھا۔ بازوؤں پر بال، ہاتھوں کی ہتھیلیاں کشادہ تھیں۔ ہاتھ اور پاؤں وزنی تھے پاؤں کے تلوے ہموار تھے۔ چلتے تو آہستہ چلتے جیسے نشیبی زمین پر چلا جاتا ہے۔ مڑ کر دیکھتے تو پوری گردن گھومتی آنکھیں ہمیشہ نیچی ہوتیں۔ جب چلتے تو احباب واصحاب پیچھے پیچھے چلتے جس سے ملتے پہلے سلام کہتے۔

اندازِ گفتگو:۔ حضرت حسن نے یہ نعت سن کر فرمایا۔ مجھے حضور کے اندازِ گفتگو کے متعلق بھی بتائیں۔ بتایا۔ آپ عام طور پر اندوہگیں رہتے اسی سوچ میں خوش رہتے۔ بات بوقتِ ضرورت فرماتے۔ لمبی خاموشی اختیار فرماتے۔ بات کرتے تو جامع ہوتی۔ گفتگو پر مغز ہوتی۔ دوران گفتگو کبھی فضول اور بے سود بات نہ کرتے، خالص اور بامعنی گفتگو فرماتے۔ درشت کلامی یا غصہ سے اظہار بیان نہ فرماتے تھے تحفہ کی بڑی قدر کرتے خواہ وہ حقیر اور تھوڑا ہی پیش کیا جاتا کبھی کسی کے تحفہ کی برائی نہ فرماتے

marfat.com

اور لوگوں کی برائیاں بیان کرنے کی بجائے تعریفی کلمات فرماتے۔ دنیا کی چیزوں پر کبھی غصہ نہ کرتے تھے۔ جب کوئی کسی کا حق دباتا تو آپ اس پر خفا ہوتے اور مظلوم کے لیے انصاف مہیا کرتے۔ اگر اپنا حق نہ ملتا تو ناراض نہ ہوتے بلکہ بخش دیتے۔ اشارہ فرماتے تو ساری انگلیوں سے اشارہ فرماتے۔ جب کسی چیز پر اظہار تعجب فرماتے تو سارا پنجہ ہلاتے جب بات کرتے دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھ لیتے۔ جب آپ کو غصہ آتا تو صرف منہ پھیر لیتے جب خوش ہوتے تو آنکھیں بر ہم فرماتے آپ کا ہنسنا بس مسکرانا ہی تھا آپ کھل کر ہنستے تو سامنے کے ایک دو دانت نظر آتے۔

حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما فرمایا کرتے ہیں یہ اوصاف اپنے بھائی حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے چھپائے رکھتا تھا۔ ایک بار میں نے بیان کیے تو مجھے یوں معلوم ہوا کہ حسین کو ساری باتیں پہلے ہی یاد ہیں۔ میں جو کچھ پوچھتا تو بتا دیتے۔ غالباً انھیں یہ ساری چیزیں حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے حاصل ہو چکی تھیں۔ حتیٰ کہ انھیں یہاں تک معلوم تھا کہ حضور گھر کس طرح تشریف لایا کرتے۔ کس طرح گھر سے باہر جایا کرتے، حضرت حسن نے حضرت علی سے دوبارہ گھر میں آنے اور جانے کے وہ آداب دریافت کیے جو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھے۔

حضرت علی فرماتے ہیں حضور نبی کریم گھر تشریف لاتے تو پہلے اجازت طلب فرمالیا کرتے۔ اپنے گھر کے اوقات کو تین حصوں میں تقسیم فرمایا کرتے۔ ایک حصہ اللہ تعالیٰ کے ذکر میں وقف فرماتے۔ ایک حصہ اپنی ذات اور لوگوں کے لیے، اور ایک حصہ اپنی ازواج مطہرات کے لیے عطا فرماتے۔ آپ کی عادت مبارکہ تھی کہ آپ کی امت میں سے صحابہ کبار آتے ان میں اہل علم یا وہ صحابہ جو دین کے مسائل جاننا چاہتے۔ آپ ایسے لوگوں کو مقدم جانتے کوئی ایک کام لے آتا۔ یا دو کام لے آتا، آپ آمین کہتے، لوگوں کی بات سنتے ان کی رائے کا احترام کرتے۔ فرمایا کرتے:۔

میں جو کچھ کہتا ہوں اس کا تعلق دین اور شریعت سے ہے صحابہ کو فرماتے، تم لوگ ایسے لوگوں کی حاجات میرے سامنے لایا کرو جو براہ راست مجھے اپنا کام نہیں

marfat.com

سکتے ۔ یاد رکھو! جو کسی کے کام کو آسان بنانے میں مدد دیتا ہے ۔ اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن ثابت قدم رکھے گا۔ صحابہ کرام آپ کی مجلس میں آتے تو یکجا بیٹھتے ۔ اپنی زبانوں کو ضبط رکھتے تھے ۔ جس چیز کی ضرورت نہ ہوتی اسے زبان پر نہ لاتے صحابہ کرام کو اکٹھا بٹھاتے ۔ آپ کی آپس میں محبت سے رہنا سکھاتے ۔ انھیں ایک دوسرے سے نفرت کرنے سے روکتے ۔ اگر کسی قبیلہ کا معزز یا سردار آتا ۔ اس کا بڑا احترام کرتے اسے اس کے قبیلہ پر سرداری دیتے ۔ اپنے صحابہ کو تلاش کر کے ان کے حالات و عافیت دریافت فرماتے ۔ لوگوں کے حالات لوگوں سے معلوم کرتے ۔ اگر کوئی نیک کام کرتا اس کی تعریف فرماتے ، اور تحسین کرتے ۔ جو کوئی برا کام کرتا ، تو اسے روکتے ۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بے خبر نہ رہتے ۔ اسی طرح اپنی ذات سے بھی بے خبر نہ ہوتے ۔ نیکی میں جلدی کرتے آپ کے نزدیک نیک انسان وہ تھے ۔ جو نیکی سے لوگوں کو فائدہ پہنچاتے آپ نصیحت فرماتے تو تمام لوگوں کو مخاطب فرماتے آپ کے سامنے بزرگ وہ لوگ ہوتے جو مہر و محبت کو پھیلاتے اور مسلمان بھائیوں سے حسنِ سلوک کرتے ۔

حسن رضی اللہ عنہ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نشست و برخاست کے بارے میں پوچھا ، آپ نے فرمایا آپ اٹھتے بیٹھتے ذکر الٰہی فرماتے جہاں بیٹھے اس جگہ کا خصوصی اہتمام نہ فرماتے ۔ اونچی جگہ پر بیٹھنا پسند نہ فرماتے ۔ کسی مجلس میں جاتے جہاں جگہ ملتی بیٹھ جاتے ۔ صحابہ کو بھی ایسا ہی کرنے کا فرماتے ۔ اپنے صحابہ میں کوئی چیز تقسیم فرماتے ہر ایک کو مساوی حصہ عطا فرماتے ۔ اور کسی کو محروم نہ فرماتے حتیٰ کہ کسی ایک کو یہ گمان نہ ہوتا کہ فلاں شخص زیادہ پسندیدہ ہے ہر ایک کو گمان ہوتا کہ وہی پسندیدہ ہے ۔ جس کے پاس بیٹھتے صبر و قناعت کی تلقین فرماتے ۔ جب تک آنے والا شخص جانے کی اجازت نہ لیتا خود اسے جانے کا نہ فرماتے ۔ جو شخص حاجت لے کر آتا اس کی حاجت پوری فرماتے ۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو خوش کلامی سے تسلی دیتے ۔ آپ کا علم ، بردباری اور خوش اطواری تمام صحابہ کے لیے وقف تھی ۔ تمام صحابہ سے اس طرح پیش آتے کہ باپ اپنے بیٹوں پر شفقت کرتا ہے ، تمام صحابہ آپ کی نگاہ میں یکساں تھے ۔ آپ کی مجالس ،

marfat.com

مجالس حلم ہوتی تھیں، آپ کی محافل، محافل حیا ہوتی تھیں، آپ کا کردار صبر و امانت کی
تفسیر تھا۔ رعب سے بات کرتے اور بلند آوازی سے پرہیز کرتے، لوگوں کے قبیلہ یا خاندان
کے خلاف کوئی بات نہ کرتے، ایک دوسرے پر پرہیزگاری کو معیار بلندی جانتے تھے نہایت
متواضع تھے۔ بزرگوں کو عزت و وقار سے پیش آتے چھوٹوں پر پیار و محبت فرماتے حاجت
مندوں پر ایثار فرماتے، غربا کی حمایت کرتے، صحابہ کے ساتھ بیٹھتے تو خوش خوش بیٹھتے، نہ
کبھی ترش روئی اختیار کرتے نہ سخت کلامی فرماتے، ان پر آوازہ نہ کستے فحش کلامی نہ کرتے
عیب شماری نہ کرتے بے جا تعریف نہ کرتے تھے، جو چیز پسند نہ آتی اس کے نقائص شمار
کرنے کی بجائے نظر انداز کر جاتے، لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے تو نا امید نہ جاتے

آپ نے تین عادات قطعاً ترک کی ہوئی تھیں، نفاق، بے فائدہ بات اور فضول
گفتگو۔ لوگوں سے تین عادات ترک کی تھیں۔ کسی کی بد تعریفیں کرنا، عیب جوئی کرنا اور
بدگوئی کرنا۔ ہاں جس چیز کو برا کہنے میں ثواب ہوتا اسے برا کہتے۔ آپ مجلس میں گفتگو
فرماتے تو سامعین سامنے سر جھکائے بیٹھتے اور غور سے سنا کرتے۔ یوں معلوم ہوتا کہ ان
کے سر پر پرندے بیٹھے ہیں۔ قطعاً کوئی حرکت نہ ہوتی جب حضور خاموش ہوتے تو صحابہ
گفتگو کرتے، آپ کے سامنے بیٹھے کبھی صحابہ ایک دوسرے سے الجھنا تو کیا اختلاف بھی
نہ کرتے اگر کوئی دوسرا بات کرتا تو آپ سنتے اور اس وقت تک خاموش رہتے جب تک
دوسرا بات نہ کر لیتا، اگر صحابہ کسی بات پر ہنستے تو آپ اس ہنسی میں ان کا ساتھ دیتے اگر
کسی بات پر تعجب کا اظہار کرتے، تو آپ بھی شرکت کرتے، اگر کوئی مسافر یا نووارد کسی
بات میں سختی کرتا تو آپ صبر فرماتے اور برداشت کرتے، صحابہ کو تلقین فرماتے اگر کوئی
حاجت مند آئے تو اس کی حاجت پوری کرو، کسی سے بلا وجہ تعریف سننا پسند نہ فرماتے
جب تک دوسرا بات کر رہا ہوتا اس کی بات نہ کاٹتے۔ حضور کی خاموشی چار چیزوں پر تھی
حلم، حذر، تقدیر اور تفکیر۔ تقدیر کا یہ مطلب ہوتا کہ ہر ایک پر ایک جیسی نگاہ ہوتی۔ ہر ایک
کی بات سنتے۔ تفکیر کا مطلب یہ ہوتا کہ ظاہری دنیا پر فکر فرماتے، اور فانی چیزوں کے
نتائج پر غور فرماتے۔ حذر کا مطلب ہوتا کہ اچھی بات پر عمل ہوتا اور صحابہ بھی اس پر عمل کرتے

marfat.com

بری چیز کو چھوڑ دیتے تاکہ صحابہ کرام بھی اس سے کنارہ کش ہو جائیں جس میں امت کی خیر ہوتی۔ اسی کو کرتے، جس میں دنیا اور آخرت کی بہتری ہوتی اس پر ثابت قدم رہتے تھے

امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ جب حضور کے اوصاف بیان فرماتے تو کہا کرتے آپ خوش نظر لمبے تھے۔ اور حقیر پست قد نہ تھے۔ اور آپ کی قد آوری اور پست روی دونوں متوازن اور موزوں تھیں۔ بال سخت نہ تھے نرم اور میانہ تھے، چہرے کا رنگ سفید روشن تھا آنکھیں سیاہ، پلکیں لمبی اور تمام جسم پر چھوٹے چھوٹے نرم بال تھے چھاتی سے پیٹ تک ایک باریک لکیر نظر آتی۔ ہاتھ اور پاؤں صحت مند، چلتے تو آہستہ چلتے مڑکر دیکھتے تو پوری طرح پلٹ کر دیکھتے۔ مہر نبوت دونوں کندھوں کے درمیان ہوتی آپ تمام لوگوں سے سخی، اور تمام مخلوق سے سچے تھے، ہر ایک سے نرم گفتگو۔ جو نظر بھر کر دیکھتا سہم کر نظر پھیر لیتا جو مجلس میں آتا آپ سے محبت کرنے لگتا میں نے آپ سے پہلے یا بعد کسی کو ایسا نہیں پایا جیسے آپ کا وجود پاک تھا صلی اللہ علیہ وسلم۔

ابو حمزہ انس بن مالک حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم تھے فرماتے ہیں کہ حضور اکرم انسانوں میں نیک ترین انسان تھے۔ قد کے لحاظ سے آپ کی مثال اور کسی میں نہ تھی۔ چہرہ درخشندہ، زبان خوش تر، لوگ آپ کے بدن سے خوشبو پاتے آپ کے ہاتھ ضرورت مندوں کے لیے ہمیشہ کشادہ تھے۔ میں نے زندگی بھر کستوری اور عنبر کی خوشبو کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بدن مبارک کی خوشبو سے بہتر نہیں پایا آپ کے ہاتھ سے ریشم اور حریر کبھی نرم نہیں دیکھے۔ صلی اللہ علیہ وآلہ الطاہرین وسلم۔

marfat.com

۴

اخلاقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

اخبرنا الشیخ الصالح ابو عمرو محمد بن جعفر بن محمد بن مطر قال حدثنا ابراہیم بن علی۔ قال حدثنا یحییٰ بن یحییٰ بن عبد الرحمٰن التمیمی قال اخبرنا ھیثم عن حمید عن انس۔ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا کلمہ انسان فی حاجتہ لم ینصرف حتیٰ یکون الاٰخر ھو الذی ینصرف:

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کوئی حاجت مند آتا تو اس وقت تک آپ اس سے واپس نہ جاتے جب تک اس کی حاجت پوری نہ کر دیتے۔ ایک بار نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اونٹ خریدا۔ اونٹ کا مالک ایک ناواقف شخص تھا۔ آپ نے اونٹ کی قیمت ادا کرنے کے بعد اس سے پوچھا میاں تم یہ بتاؤ کہ تمھیں اونٹ زیادہ محبوب ہے یا سونا؟ اس نے پوچھا آپ کون ہیں؟ آپ نے بتایا میں قریش کا ایک فرد ہوں۔ اس نے کہا جس طرح آپ کا حسنِ سلوک ہے میں نے کبھی قریش سے نہیں دیکھا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ انجیل میں لکھا ہوا ہے کہ نبی آخر الزماں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم درشت خو نہیں ہوں گے۔ بازاروں میں اونچی آواز سے باتیں نہیں کریں گے، بدی کو بدی سے نہیں بدلیں گے مگر برے کو معاف فرمائیں گے۔

صحابہ کرامؓ نے حضورؐ کے اوصاف بیان کرتے ہوئے بتایا آپ رحم دل تھے شرمیلے فراخدل، امیدوں کے امین، کم احسان اور نادار دوست تھے۔ ہمیشہ اللہ کا ذکر زبان پر رہتا۔ امانت دار، راز کو پوشیدہ رکھنے والے، کشادہ ہاتھ، کم رنجیدہ ہوتے، آرائش دنیا سے سروکار نہ تھا۔ سچائی کی راہوں کا چراغ تھے۔ لوگوں سے محبت کرنے والے، بردبار، سخی جہان، اللہ کے کاموں میں ہمہ تن مصروف۔ اللہ کے وعدوں کو پورا

marfat.com

فرماتے، عبادت الٰہی میں ہر وقت تیار، طالب رضائے خداوندی، خواہشات سے بے نیاز، غلطیوں کو معاف کرنے والے، مصائب پر صبر کرنے والے، اکثر روزہ رکھتے، اللہ کے سامنے سر بسجود ہوتے، رات بھر عبادت فرماتے، نہایت منکسر المزاج، مومنین کے دلوں کے قریب، دنیا سے بے نیازی، بلند ہمت، مسکینوں اور غریبوں سے محبت کرنے والے امیروں کے لیے طبیب، زندگی میں پاکیزگی کی مثال، نیکی کی طرف راغب، انصاف کے لیے مستعد، نیکوں کے لیے نیکی کی علامت، امت کے رہنما، چھوٹے بڑے کی تعظیم فرماتے چھوٹے پر شفقت فرماتے۔ ان کی تھوڑی سی نیازمندی کی قدر فرماتے، قیدیوں پر ترس فرماتے، بات کرنے میں بڑے آسان، تقسیم مال میں عادل، میدانِ جنگ میں بہادر، برائی پر خاموش رہتے، کم ہنستے، صرف مسکراتے، اچھی خبر پہنچاتے، نیکی میں ہاتھ کھلا رکھتے، کشادہ رُو، مگر زیادہ سوچتے، خوبصورت چہرہ، تبسّم فرماتے تو دل کھل اُٹھتے، خوش گفتار، سخاوت کرتے مگر احسان نہ جتاتے، دیر سے ناراض ہوتے، حلم میں جلدی کرتے، طبیعت میں لطافت، عادات میں خوش خلقی، نہ کسی کی عیب جوئی کرتے نہ کسی سے دھوکہ کرتے، زبان سے فحش بات نہ نکلتی، کسی کو عمر بھر گالی نہ دی، کسی کی غیبت نہیں کی، حرص، بخل مکر، فریب، بسیار گوئی، طمع، عیب چینی، حیلہ گری، احسان نمائی، طعنہ زنی، حسد، اکڑ، غداری، بے ہودہ گوئی، تکبرانہ رفتار اور فخر و غرور سے پاک تھے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ایک صحابی کے ساتھ یمن سے واپس آئے (آپ ان دنوں یمن گئے تھے۔ جب دوران نماز بات کرنے کی ممانعت نہ تھی) فرماتے ہیں کہ میں نے لوگوں کو نماز پڑھتے دیکھا۔ میں نے نماز کے دوران ہی پوچھا، کتنی رکعت پڑھی جا چکی ہیں۔ لوگوں نے مجھے غصّے سے گھورا، میں اتنا ڈرا کہ غالباً میرے خلاف کوئی آیت نازل ہو چکی ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہوئے تو مجھے بلایا مجھے جھڑکا نہیں محبت سے پاس بٹھایا۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! آپ پر میرے ماں باپ قربان ہوں۔ آپ جیسا استاد اور شفیق معلم میں نے نہیں دیکھا آپ نے فرمایا، نماز کی بنیاد تہلیل و تسبیح اور حمد خداوندی پر ہے۔

marfat.com

ایک شخص حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اس کے پاس ایک بوری (تھیلا) تھی۔ اور آتے ہی کہنے لگا۔ اس بوری کو کھجوروں سے بھر دیں یہ مال نہ تمہارا ہے نہ تمہارے ماں باپ کا۔ آپ نے اس کی بات سن کر فرمایا ایک بار پھر ایسے ہی کہو۔ اس نے پھر کہا۔ حضورؐ نے صحابہ کو حکم دیا کہ اس کی بوری کھجوروں سے بھر دی جائے۔ میں اپنے مال یا اپنے باپ کے مال سے نہیں دے رہا۔ ایسے ہی ایک اور شخص آیا اور کہا یا رسول اللہ مجھے اپنی سواری پر بٹھالیں۔ آپ نے فرمایا میں تمہیں نہیں بٹھاؤں گا اس نے دوبارہ سخت الفاظ میں کہا مجھے اپنی سواری پر بٹھائیں۔ آپ نے پھر فرمایا، ایسا نہیں ہو سکتا۔ وہ شخص مایوس ہو کر وہاں سے لوٹا، تو حضورؐ نے صحابہ کو فرمایا اسے واپس بلالاؤ میں اسے بٹھالیتا ہوں۔ صحابہ نے فرمایا، حضور آپ نے تو انکار فرما دیا تھا، اب یہ وعدہ شکنی اچھی نہیں۔ آپ نے فرمایا میں وعدہ شکنی کا کفارہ ادا کر سکتا ہوں مگر کسی حاجت مند کو مایوس نہیں لوٹا سکتا۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی اچھی چیز کو دیکھتے تو فرماتے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ اگر بری چیز دیکھتے تو فرماتے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی کُلِّ حَالٍ۔

ایک دفعہ ایک اعرابی مسجد میں داخل ہوا اور کھڑے ہو کر پیشاب کرنے لگا صحابہ نے اسے مارنا چاہا مگر حضورؐ نے انھیں روک دیا۔ اور فرمایا مارو نہیں اس کا علاج کرو پھر اعرابی کو بلایا اور فرمایا۔ میاں یہ اللہ کا گھر ہے۔ یہ عبادت کے لیے بنایا گیا ہے اعرابی باہر نکلا اور مسجد کی طرف منہ کر کے کہنے لگا یا اللہ! مجھے معاف کرنا، محمد کو بھی معاف کرنا، مگر دوسروں کو معاف نہ کرنا۔ آپ نے فرمایا تم نے اتنی سخی سے بہت کم مانگا ہے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ پاک کی گلیوں میں انصاری بچوں کو کھیلتے دیکھتے، تو ان کے سر پر شفقت کا ہاتھ رکھتے انھیں سلام کہتے اور ان کے لیے دعا فرماتے یہ امر واقعہ ہے کہ جب کسی کے زخم آتا یا کوئی پھوڑا ہوتا تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی انگلی سے لعاب دہن لگا کر اس پر رکھتے پھر تھوڑی مٹی لے کر اس زخم یا پھوڑے پر رکھتے اور فرماتے بِسْمِ اللّٰہِ رِیْقَۃُ بَعْضِنَا تُرْبَۃُ اَرْضِنَا شِفَاءُ

marfat.com

يَسْقِيْمُنَا بِاذْنِ رَبِّنَا ۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے ایک درویش یا مسکین کو روٹی کا ایک ٹکڑا دینے سے تین آدمی جنت میں جائیں گے۔ ایک صاحب خانہ، ایک اس کی بیوی جس نے روٹی پکائی تھی۔ ایک اس کا خادم جس نے روٹی درویش تک پہنچائی۔

ایک دن حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مال غنیمت تقسیم فرما رہے تھے۔ ایک آدمی اٹھا اور کہنے لگا یہ وہ تقسیم ہے جو اللہ کے لیے کر رہے ہو؟ حضورؐ نے غصہ سے اس کو دیکھا اور فرمایا اللہ تعالیٰ میرے بھائی حضرت موسیٰ علیہ السلام پر رحمت فرمائے انھیں تو اس سے بھی سخت باتیں سننا پڑتی تھیں لیکن صبر فرماتے تھے۔

مدینہ پاک میں ایک حبشی عورت نے حضورؐ کو گلی میں رکنے کو فرمایا۔ آپ رُک گئے اور اس کی خیریت دریافت کی۔ صحابہ کرام نے پوچھا یا رسول اللہ! یہ کون عورت ہے؟ آپ نے فرمایا یہ عورت مکہ میں خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس آیا کرتی تھی اور اس کے بالوں کو کنگھی کیا کرتی تھی۔ مجھے اس خدمت گذاری کا بڑا پاس ہے۔ حضورؐ بکری ذبح فرماتے گوشت کا ایک ایک ٹکڑا علیحدہ کرتے تو ایک ایک ٹکڑا ان عورتوں کے گھر بھیجا کرتے جو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے محبت کرتی تھیں۔

حضورؐ اپنے اصحاب کی بیماری پر ان کے ہاں عیادت کو جاتے اور انھیں بھی عیادت کرنے کی تلقین فرماتے انھیں سفر پہ جاتے الوداع فرماتے اور انھیں یہ عادت سکھاتے ان سے بغل گیر ہوتے، معانقہ فرماتے، مصافحہ کرتے ان کے چہرے کو چومتے اور انھیں محبت سے فرماتے میرے ماں باپ تم پر قربان ہوں (یہ آداب سکھانے کا عملی طریقہ تھا) اگر کوئی صحابی آدھی رات کے وقت بھی مہمان بنتا تو آپ تشریف لے جاتے اور آرام کا عذر نہ کرتے۔ سواری پر بیٹھتے تو بلا جبر کسی کو رکاب کے ساتھ دوڑانا پسند نہ فرماتے۔ اگر ہو سکتا تو اسے ساتھ سوار فرما لیتے ورنہ اسے پہلے فرماتے فلاں مقام پر پہنچ جاؤ میں بھی آرہا ہوں۔ بچوں کو کھیلتا دیکھتے تو پہلے انھیں سلام کہتے!

ایک بار حضورؐ قبا کی طرف جا رہے تھے، عربی گدھے پر سوار تھے حضرت

marfat.com

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ آپ کی خدمت میں ساتھ ساتھ تھے آپ نے فرمایا۔ ابوہریرہ تمھیں بھی بٹھالوں۔ ابوہریرہ نے عرض کی یارسول اللہ آپ کی مرضی۔ آپ نے فرمایا میرے پیچھے ہی سوار ہو جاؤ۔ حضرت ابوہریرہ ذرا بھارے بدن کے انسان تھے چڑھنے لگے تو سوار ہونے کی بجائے حضورؐ کو بھی نیچے گرا دیا۔ دوسری بار حضورؐ پھر سوار ہوئے تو حضرت ابوہریرہ کو پھر فرمایا بیٹھ جاؤ۔ وہ بیٹھنے کی بجائے حضورؐ سے چمٹے اور آپ کو نیچے گرا دیا تیسری بار حضورؐ نے پھر سوار ہو کر فرمایا، ابوہریرہ بیٹھ جاؤ۔ حضرت ابوہریرہؓ نے آپ کا پاؤں چوم کر عرض کی یارسول اللہ! آپ کو اللہ تعالیٰ نے اپنا برگزیدہ پیغمبر بنایا ہے میں ہر بار آپ کو گراتا جاؤں۔

ایک صحابی حضورؐ کی خدمت میں آتا تو اپنے لڑکے کو ساتھ لاتا وہ کئی بار آیا ہمیشہ اپنے بیٹے کو ساتھ اٹھا لاتا۔ ایک دن اکیلے ہی آیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمھارا بیٹا کہاں ہے؟ عرض کی یارسول اللہ! وہ بیمار ہے۔ بولتا نہیں خاموش رہتا ہے آپ اٹھے اور فرمایا میں اس کی عیادت کو تمھارے گھر جاؤں گا۔ آپ وہاں پہنچے۔ بچے کو دیکھ کر فرمایا۔ کیا تیرا دل چاہتا ہے کہ تو جنت کے جس دروازے بھی داخل ہو یہ بچہ وہاں کھڑا ملے۔ اور جو دروازہ کھولنا چاہو اسے یہ بچہ ہی کھولے صحابی نے عرض کی یارسول اللہ! یہ انعام صرف میرے ہی لیے ہے یا تمام صحابہ کے لیے۔ آپ نے فرمایا تمھیں خصوصاً مگر ان مسلمانوں کے لیے بھی جن کے بیٹے دین میں ثابت قدم رہتے ہیں

ایک جنگ کے بعد چند غلام لائے گئے حضورؐ انھیں تقسیم فرما رہے تھے ایک عورت کو دیکھا کہ رو رہی تھی۔ آپ نے اسے بلایا اور رونے کی وجہ دریافت فرمائی اس نے بتایا یارسول اللہ! مجھے میرے بیٹے سے جدا کر دیا گیا ہے۔ آپ کے ایک صحابی نے میرے بیٹے کو بنی عیس کے علاقہ میں فروخت کر دیا ہے۔ آپ نے ابواسید ساعدی کو بلایا۔ اور فرمایا تم نے ماں بیٹے میں جدائی ڈال دی ہے۔ اس نے بتایا یارسول اللہ! اس کا بیٹا اتنا کمزور تھا وہ سفر نہیں کر سکتا تھا۔ وہ اس کے ساتھ چل نہیں سکتا تھا۔ میں نے اسے وہاں ہی فروخت کر دیا۔ آپ نے فرمایا بہ نفس نفیس خود جاؤ

marfat.com

اور اس کے بیٹے کو لاؤ۔ ابو اسید گئے اس کے بیٹے کو دوبارہ خریدا اور مدینہ میں لائے۔ اور اس عورت کے حوالے کیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص ماں بیٹے کو جدا کرتا ہے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسے دوستوں سے جدا کر دے گا۔ حضورؐ نے مزید فرمایا یاد رکھو رات کو پرندوں کا شکار نہ کرو انھیں ان کے گھونسلوں میں بے آرام نہ کرو رات ان کی پناہ گاہ ہے۔

ایک رات ایک کافر حضورؐ کے گھر مہمان ٹھہرا۔ حضورؐ نے اس رات چھ بکریوں کا دودھ دوہا۔ وہ چھ بکریوں کا سارا دودھ پی گیا۔ حضورؐ خود کچھ کھائے پیئے بغیر سو گئے۔ صبح وہ کافر مسلمان ہوگیا۔ دوسرے دن ایک بکری کا دودھ دوہا تو وہ مہمان نے پی کر مزید پینے سے انکار کر دیا۔ حضورؐ نے فرمایا اَلْمُؤْمِنُ یاکل فی معاء واحد والکافر یاکل فی سبعۃ امعاء۔ مومن ایک آنت بھرتا ہے۔ مگر کافر سات آنتیں بھر کر کھاتا ہے۔

ایک دن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت جابر بن عبداللہ کے اونٹ پر سوار جا رہے تھے۔ حضورؐ نے جابر کو کہا۔ جابر یہ اونٹ میرے پاس فروخت کر دو حضرت جابر نے عرض کی یا رسول اللہ! یہ اونٹ آپ کا ہے۔ یا رسول اللہ! میرے ماں باپ بھی آپ پر قربان ہیں۔ آپ نے فرمایا نہیں جابر یہ مجھے فروخت کر دو۔ حضرت جابر نے عرض کی حضرت آپ اس طرح خوش ہیں تو میں نے بیچ دیا۔ حضورؐ نے حضرت بلال کو آواز دے کر کہا جابر کو اس کی قیمت دے دیں۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے پوچھا یہ اونٹ کسے پکڑاؤں؟ آپ نے فرمایا جابر اب جاؤ یہ اونٹ بھی تمھارا ہے اور یہ قیمت بھی تمھاری ہے۔ اللہ تمھیں مبارک کرے۔

ایک شخص حضورؐ کی بارگاہ میں حاضر ہوا ایک جنگ میں اس کی بیوی اور بچوں کو قیدی بنا لیا گیا تھا۔ وہ آیا اور اس نے انھیں سو اونٹ کے عوض خرید لیا۔ وہی شخص دوسری بار آیا اور حضورؐ کے ہاتھ کو بوسہ دیا۔ اور عرض کی مجھے اونٹ چاہیے آپ نے دس اونٹ لوٹا دیے ایک بار پھر آیا حضورؐ نے دس مزید لوٹا دیے اس طرح وہ بار بار

marfat.com

آتا ۔ اور دس دس اونٹ لے جاتا اس طرح پچاس اونٹ واپس لے گیا ۔ وہ رک گیا مزید کچھ طلب نہ کیا ۔ حضورؐ نے فرمایا اگر تم پھر بار بار آتے تو تمھیں بار بار اونٹ دیے جاتے

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو الہیثم بن التیہان رضی اللہ عنہ کو وعدہ دیا کہ جب قیدی آئیں گے تو اسے ایک خدمت گار دیا جائے گا ۔ ایک بار مالِ غنیمت کے ساتھ کچھ قیدی آئے یہ تین قیدی تھے ۔ دو تو صحابہ کو دے دیئے ایک رہ گیا ۔ اسی اثناء حضرت فاطمہ از ہرا گوشہ جگر رسول آئیں اور اپنے ہاتھ بڑھا کر عرض کی ۔ یا رسول اللہؐ ! چکی پیستے پیستے میرے ہاتھوں پر چھالے پڑ چکے ہیں ۔ ایک خدمت گذار مجھے بھی عنایت فرمائیں آپ نے ابو الہیثم کو بلایا اور حسب وعدہ وہ قیدی ان کے حوالے کر دیا ۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک بار ایک سائل حضورؐ کے دروازے پر آیا میں نے خادمہ کو کہا اسے کھانا دو ۔ خادمہ نے مجھے روٹیاں دکھائیں تاکہ اسے دے سکے ۔ میں گننے لگی تو حضورؐ نے فرمایا ۔ عائشہ گن کر روٹیاں نہ دیا کرو تاکہ تمھیں بھی گن کر ثواب نہ دیا جائے ۔ یاد رکھو اس وقت تک سورج طلوع نہیں ہوتا اور اس وقت تک غروب نہیں ہوتا جب تک دائیں اور بائیں کندھوں پر دو فرشتے آواز نہیں دے لیتے ۔ اے اللہ ! مجھے شرک سے پاک کر ۔ اور دوسرا کہتا ہے اے اللہ ! مجھے خیر و برکت عطا فرما ۔ خوش رہو ۔ آفتاب غروب ہوتے وقت ایک فرشتہ کہتا ہے ۔ یا اللہ ! جس نے تیرے راہ میں دیا ہے تو بھی اس کو اپنی رحمت سے عطا فرما اور دوسرا کہتا ہے جو شخص جمع ہی کر رکھتا ہے ۔ اس کا ضائع کر دے ۔

ایک بار ایک صحابی حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اس کی نئی نئی شادی ہوئی تھی حضور اسے کچھ تحفہ دینا چاہتے تھے اُٹھے اندر گئے ۔ حضرت عائشہ سے دریافت فرمایا کچھ چیز گھر میں ہے ۔ حضرت عائشہ نے فرمایا ایک تھیلا ہے ۔ جس میں تھوڑا سا آٹا ہے ۔ حضورؐ نے تھیلا اٹھایا اور اسے دے دیا ۔ وہ صحابی ساری زندگی اسی تھیلے سے آٹا کھاتا رہا ۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بازار میں جا رہے تھے ۔ آپ کے پاس صرف

marfat.com

آٹھ درہم تھے آپ بازار سے ضروریات روزمرہ خریدنا چاہتے تھے۔ ایک عورت دیکھی جو رو رہی تھی۔ آپ نے دریافت فرمایا۔ کیوں رو رہی ہو۔ کہنے لگی میں ایک شخص کی کنیز ہوں۔ اس نے مجھے دو درہم دیے تھے۔ تاکہ کچھ خرید لاؤں وہ گر گئے اب مجھے ڈر ہے کہ وہ مجھے پیٹے گا۔ حضورؐ نے اسے دو درہم عنایت فرما دیے۔ چھ درہم لے کر بازار گئے۔ چار درہم سے ایک کرتا خریدا۔ اور پہن کر واپس آگئے۔ راستہ میں ایک ضعیف الجسم بوڑھا دکھا وہ کہہ رہا تھا جو مجھے پہنائے گا اسے اللہ تعالیٰ پہنائے گا۔ حضورؐ یہ سنتے ہی واپس بازار گئے اور بقایا دو درہم سے ایک اور کرتا خرید کر اسے دے دیا۔ واپس آرہے تھے تو وہ کنیز پھر بازار میں کھڑی روتی نظر آئی آپ نے پوچھا اب کیا بات ہے؟ کہنے لگی میں نے ضروریات تو خرید لی ہیں مگر اب دیر ہو گئی ہے۔ مجھے ڈر ہے اب گھر جاؤں گی تو مجھے میرا مالک مارے گا۔ آپ نے فرمایا مجھے اپنے مالک کے پاس لے چلو۔ وہ حضورؐ کے ساتھ چل پڑی۔ اور انصار کے ایک محلے میں لے گئی۔ مرد تو گھر میں نہیں تھے البتہ عورتیں موجود تھیں۔ حضورؐ نے دروازے پر کھڑے سلام کیا۔ عورتوں نے حضورؐ کی آواز پہچان لی۔ مگر ادباً جواب نہ دیا۔ حضورؐ نے پھر سلام کہا انھوں نے پھر خاموشی اختیار کی۔ آپ نے تیسری بار پھر سلام کہا تو عورتوں نے بھی وعلیکم السلام کہا۔

کہنے لگیں۔ ہمارے ماں باپ آپ پر قربان ہوں یارسول اللہ ﷺ! آپ نے آج کیسے تکلیف فرمائی۔ حضور نے فرمایا کیا تم نے میری آواز نہیں سنی تھی۔ انھوں نے عرض کی یارسول اللہ! "سنی تھی"۔ مگر ہم چاہتی تھیں کہ آپ ہم پر اور ہمارے بچوں پر بار بار سلام کہیں اس سے ہمیں راحت ملتی تھی۔ آپ نے فرمایا تمھاری اس خادمہ کو دیر ہو گئی ہے یہ تمھاری مار پیٹ سے ڈرتی ہے۔ اسے معاف کر دینا۔ سب نے کہا یارسول اللہ! ہم نے آپ کا حکم بسر و چشم قبول کر لیا۔ آج آپ نے جو تکلیف فرمائی ہے اس کے بدلے میں اس کنیز کو آزاد کر دیا جاتا ہے۔ آپ نے قدم رنجہ فرما کر ہمیں بے پناہ عزت دی ہے۔ حضورؐ واپس آئے تو فرمانے لگے ان آٹھ درہموں سے زیادہ مبارک درہم میں نے نہیں دیکھے۔ ایک ننگے کو کپڑا مل گیا ایک غلام کو آزادی مل گئی۔ ایک کنیز کا ڈر دور ہو گیا

marfat.com

پھر آپ نے فرمایا۔

"جو مسلمان دوسرے مسلمان کو کپڑا پہناتا ہے جب تک وہ کپڑا پھٹ نہیں جاتا اللہ تعالیٰ اپنی رحمت نازل فرماتا ہے۔"

ایک سفر میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بلال رضی اللہ عنہ کو فرمایا۔ ہم سب سو رہے ہیں صحابہ تھکے ہوئے ہیں۔ صبح کے وقت کا خیال رکھنا اور سب کو جگا دینا حضرت بلال کو نیند نے ایسا مدہوش رکھا کہ سورج کی کرنیں پڑنے لگیں۔ تو تمام صحابہ اور بلال ابھی سو رہے تھے۔ صحابہ نے کہا بلال آج تم نے کیا کیا۔ حضورؐ نے حضرت بلال کو معاف کرتے ہوئے فرمایا کہ آج شیطان نے بلال کو غافل کر دیا تھا۔ وہ بلال کو سونے کے لیے اس طرح تھپتھپاتا رہا جس طرح بچوں کو سونے کے لیے تھپتھپایا جاتا ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے یہ دیکھ کر فرمایا یا رسول اللہ! میں شہادت دیتا ہوں کہ آپ خدا کے سچے رسول ہیں یہ حوصلہ یہ معافی رسولوں کو ہی زیب دیتی ہے۔

خیبر فتح ہوگیا۔ حارث یہودی کی بیٹی زینب نے لشکرِ اسلام کی دعوت پکائی۔ لیکن حضورؐ کے کھانے میں بکری کے بھنے ہوئے گوشت میں زہر ملا دیا۔ حضورؐ نے اس کی دعوت کو قبول فرمالیا۔ کیونکہ یہ زینب حضرت صفیہ کی خالہ کی بیٹی تھی دسترخوان بچھایا گیا بھنی ہوئی بکری رکھی گئی۔ حضورؐ نے ہاتھ بڑھایا تو گوشت پکار اٹھا میں زہر آلود ہوں یا رسول اللہ! حضورؐ نے اسے پھینک دیا صحابہ کو متنبہ کیا اس عورت کو بلایا گیا اور پوچھا کیا تم نے میرے لیے گوشت میں زہر ملایا تھا۔ اس نے کہا ہاں۔ میں نے سوچا اگر آپ پیغمبر ہیں تو آپ کو نقصان نہیں پہنچے گا۔ اگر آپ بادشاہ ہیں تو لوگ آپ کی فتوحات سے بچ جائیں گے۔ حضورؐ نے اسے بھی معاف کر دیا۔

آپ جب بھی نکاح فرماتے دعوتِ ولیمہ ضرور کرتے

ولیمہ دراصل شادی کی مہمانی ہوتی ہے آپ عام طور پر گوشت کھجور پیش کرتے اور ہدایت فرماتے تم لوگ بھی دعوت ولیمہ کیا کرو۔ اگرچہ ایک بکری ہی پکا سکو۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو ایسے شخصوں کو معاف کیا

marfat.com

کہ عام آدمی معاف نہیں کر سکتے۔ عام آدمی ایسے معاملہ میں برداشت نہیں کر سکتا ایک وہ یہودی جسے حضورؐ کے خلاف جادو کرتے پکڑا گیا تھا اسے پیش کیا گیا ولبید بن اعصم نے اقرار کر لیا تھا۔ مگر حضورؐ نے اسے بھی اپنی شانِ کریمی سے معاف کر دیا تھا۔ دوسرے وہ یہودی عورت جس نے بکری کے گوشت میں زہر ملا دیا تھا حضورؐ جانتے تھے اسے بھی معاف فرما دیا۔ حضورؐ صحابہ کو فرمایا کرتے مجھے میرے حق سے زیادہ کچھ نہ دیا کرو۔ میں اللہ کا بندہ ہوں اس کی مخلوق ہوں میں پہلے اس کا بندہ ہوں پھر اس کا پیغمبر ہوں اللہ کا نبی بھی ہوں اور اس کا بندہ بھی ہوں۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام کی خبر گیری فرماتے اگر کوئی بیمار ہوتا تو اس کی تیمار داری کے لیے اس کے گھر جاتے۔ ان کی دلدہی کرتے اگر وہ دور ہوتا تو اس کے لیے دعا فرماتے۔ اگر کوئی فوت ہوتا تو اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ کہہ کر دعائے مغفرت فرماتے۔ اگر آپ کو معلوم ہوتا کہ فلاں صحابی ناراض ہے یا اسے کچھ دلی رنج پہنچا ہے۔ تو آپ اپنے دوستوں میں فرماتے فلاں شخص کو ہم سے تکلیف پہنچی ہے وہ ہم سے ناراض ہے۔ وہ خفا ہے وہ روٹھا ہوا ہے ہم سے کوئی تقصیر دیکھی ہے، چلو اس کے گھر چلیں اس کے دل کو خوش کریں اور اسے راضی کریں۔

حضورؐ خصوصی طور پر انصاری صحابہ کی دلدہی فرماتے تھے۔ فرمایا کرتے ان لوگوں نے مجھ پر بہت مہربانیاں کی ہیں ان کا احسان ہے اور صحابہ کو فرماتے تم لوگ انصار کی ہمیشہ عزت کرو۔ میں ایک عرصہ تک ان کی نعمتوں سے بہرہ ور رہا ہوں۔ تم میں سے اگر کوئی با اختیار ہو جائے تو میری خاطر انصار سے رواداری اور محبت کا سلوک کرنا ان کے نیکوں سے نیکی کرنا ان کی برائی کو معاف کر دینا۔

ایک شخص عبداللہ نامی مدینہ پاک میں رہتا تھا۔ لوگ اسے حمار (گدھا) کہتے تھے وہ جب بھی حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوتا ایک پھل لیے آتا۔ اس میں پنیر ہوتا یا دوسری کوئی چیز جو اسے میسر آتی لے آتا۔ اور کہتا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں یہ سب سے تازہ چیز مدینہ پاک میں پہلی بار آئی ہے۔ میں آپ کی خدمت میں تحفہ لایا ہوں۔ آپ

marfat.com

اسے قبول فرماتے اور اس کی دلدہی کرتے وہ چلا جاتا اور خوش خوش سارا دن گذارتا ۔ عصر کی نماز کے وقت پھر حاضر ہوتا اس وقت تمام دیہاتی لوگ اور صحرانشین شہر سے فارغ ہو کر اپنے گھروں کو لوٹتے وہ آتا اور جس سے چیز خریدی ہوتی اسے ساتھ لے آتا اور کہتا حضورؐ! میں نے صبح جو تحفہ پیش کیا تھا اس شخص سے خریدا تھا ۔ آپ اس کی قیمت اسے دے دیں ۔ میرے پاس تو کچھ بھی نہیں ! حضورؐ مسکراتے اور اس شخص کو قیمت ادا کر دیتے ایک دن وہی شخص تھوڑا دودھ لایا ۔ حضورؐ نے پی لیا شام کو آیا اور اسی طرح کیا جسطرح عام طور پر کیا کرتا تھا ۔ ایک صحابی اٹھے اور غصے میں للکارا ۔ اللہ کا تم پر غضب ہو یہ کیا کرتے ہو روز آتے ہو اور یہ گستاخانہ حرکت کرتے ہو آپ نے اس صحابی کو فرمایا اسے کچھ نہ کہو ۔ تمھیں معلوم نہیں اسے اللہ اور اس کے رسول سے محبت ہے اسے پاس بلایا پیار سے باتیں کیں ۔ اور بے حد عزت کی ۔

ایک دن حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ حضورؐ کے گھر حاضر ہوئے حضورؐ کا پوچھا تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے بتایا مجھے معلوم نہیں حضورؐ کہاں گئے ہیں؟ وہ کھانا لینے گئے ہیں کیونکہ گھر میں کچھ بھی نہیں تھا ۔ حضرت عثمان لوٹ گئے ایک بکری ذبح کی اسے بھونا اور پھر دوبارہ حضورؐ کے گھر آئے اور بکری پیش کی ۔ ایک بڑا پیالہ پنیر بھی ساتھ تھا حضرت عائشہ کی خدمت میں پیش کیا ۔ حضورؐ واپس گھر آئے تو آپ نے ابھی کچھ نہ کھایا تھا ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سارا کھانا دستر خوان پر لا رکھا ۔ حضورؐ نے دریافت فرمایا یہ کہاں سے آیا ہے؟ حضرت عائشہ نے سارا واقعہ سنایا حضورؐ نے ہاتھ اٹھائے اور فرمایا اللھم لا ننسہ اے اللہ اسے نہ بھولنا ۔ میں اس شخص کا بدلہ کس طرح ادا کروں گا ۔

انصار کا ایک غلام حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے راستہ میں بیٹھا رہتا آپ نماز پڑھنے جاتے تو وہ بھی پیچھے پیچھے جاتا ۔ حضورؐ نماز شروع کرتے تو وہ غلام حضورؐ کے جوتے اٹھاتا اپنے کپڑے سے صاف کرتا حضورؐ واپس آتے تو نہایت ادب سے آپ کے سامنے رکھتا ۔ پہلے دایاں پاؤں پیش کرتا پھر بایاں جوتا سامنے

marfat.com

رکھتا۔ حضورؐ بہن لیتے ایک دن حضورؐ نے پوچھا تم کون ہو؟ کہنے لگا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں میں انصار میں سے ہوں۔ آپ نے پوچھا تم کو یہ کام کس نے سکھایا ہے۔ عرض کی یارسول اللہ! کسی نے نہیں سکھایا۔ میں نے دل سے چاہا کہ اس طرح آپ مجھ پر خوش ہوں گے۔ حضورؐ نے ہاتھ اٹھائے اور فرمایا بار خدایا! اس بچے نے میری خوشی حاصل کرنے کے لیے سب کچھ کیا ہے۔ اسے دنیا و آخرت میں خوش رکھ۔

جس دن مکہ فتح ہوا تو ابوسفیان کو گرفتار کر کے پیش کیا گیا۔ آپ کے چچا حضرت عباس بن عبدالمطلب حاضر خدمت ہوئے۔ اور کہنے لگے یارسول اللہؐ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ یہ لوگ آپ کا قبیلہ ہیں۔ آپ کا خاندان ہیں آپ کے بچے ہیں آپ کے خالو ہیں۔ آپ کے آباؤ اجداد کی اولاد ہیں اگر آج آپ انھیں معاف فرما دیں۔ تو بڑی مہربانی ہوگی۔ ابوسفیان اس شہر کا محترم اور معزز سردار ہے عمر رسیدہ بھی ہے۔ اس کے حال پر خصوصی رحم فرمائیں۔ تاکہ اس کی عزت اور شرف برقرار رہ سکے آپ نے اپنے چچا کی یہ باتیں سنیں تو اعلان کرا دیا آج جو شخص ابوسفیان کے گھر میں پناہ لے گا اس کو امن ہے۔ ابوسفیان نے کہا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں میرا گھر تو بکریوں کا گلہ بن جائے گا۔ آپ نے اعلان کرایا جو اسلحہ رکھ دے گا اسے بھی امن ہے۔ جو اپنے گھر کا دروازہ بند کر لے گا۔ اسے بھی امن ہے جو معافی مانگ لے گا اسے بھی امن ہے۔ اس اعلان کے بعد سارے اہلِ مکہ کو عام معافی دے دی گئی۔ کسی سے انتقام کسی سے ناراضگی یا غُصّہ کا اظہار نہ فرمایا۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ فتح مکہ کے دن اپنے بوڑھے والد کو حضورؐ کی خدمت میں لائے تاکہ اسلام قبول کر لیں حضورؐ نے فرمایا صدیق! اس ضعیف آدمی کو کیوں لے آئے میں خود اس کے پاس چلا جاتا۔ حضرت صدیق نے عرض کی۔ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں ان کے لیے آنا زیادہ اچھا تھا۔ آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر دولتِ ایمان لیتے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضورؐ کی عظمت کے سامنے اپنے والد کا احترام بھی برقرار رکھا۔

marfat.com

جس دن مکہ فتح ہوا۔ تو یہ افواہ پھیل گئی کہ حضرت علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ نے ابو جہل کی بیٹی اُمِ جمیل سے شادی کرلی ہے۔ حضورؐ کو اس افواہ سے بڑا ملال ہوا۔ خطبہ ارشاد فرمایا اور کہا:۔

"اللہ کے رسولؐ کی بیٹی اور اللہ کے دشمن کی بیٹی ایک گھر میں جمع نہیں ہوسکتیں فاطمہ میرا جگر گوشہ ہے جو اسے خوش رکھے گا اس سے میں خوش ہوں گا جو اسے ناراض کرے گا میں اس سے ناراض ہوں گا۔"

عکرمہ دامنِ ایمان میں

جس دن مکہ فتح ہوا ابو جہل کا بیٹا عکرمہ شہر چھوڑ کر بھاگ گیا اس کا ارادہ تھا کہ یمن میں پناہ لے لوگوں نے اسے راستے میں بتایا۔ آج حضورؐ نہ کسی کو سزا دے رہے ہیں نہ سرزنش کر رہے ہیں۔ بلکہ ہر ایک کو معاف فرما رہے ہیں۔ گزرے ہوئے حالات پر کسی کو کوئی گرفت نہیں ہے۔ عکرمہ واپس آئے مسجد الحرام میں ڈرتے ڈرتے داخل ہو رہے تھے حضور نے انھیں دیکھا۔ تو اٹھ کھڑے ہوئے اور اپنی چادر اتار کر عکرمہ پر پھینک دی۔ دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا۔ عکرمہ نے کہا اس دن سے میں نے حضورؐ سے ایک لمحہ بھی جدائی نہیں کی۔ مجھے آپ اپنے بیٹوں، باپ، حتٰی کہ اپنی جان سے بھی زیادہ محترم رہے۔ اسلام لے آئے اور جنگ اجنادین میں شہید ہوئے۔

زانوئے اشتر بہ بند

حضور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم ایک سفر کے دوران نماز کے لیے رُکے۔ جب نماز گاہ کے قریب پہنچے تو واپس آ گئے۔ صحابہ نے پوچھا آپ واپس کیوں آرہے ہیں آپ نے فرمایا میں اپنی اونٹنی کا زانو باندھنا چاہتا ہوں۔ صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہؐ! ہم باندھ دیتے ہیں۔ فرمایا بلا وجہ میں کسی سے خدمت نہیں لیتا خواہ وہ ایک مسواک ہی کیوں نہ ہو۔ ایک بار حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا میں نے کبھی کسی کام میں دیر نہیں کی تا وقتیکہ اس میں دیر ضروری نہ تھی۔ اسی طرح میں نے کوئی چیز کبھی رد نہیں کی۔ جب تک اس میں کوئی عیب نہ ہو ایک بار ہاشمی نوجوانوں کی ایک جماعت نے عرض کی یا رسول اللہ! ہمیں

marfat.com

صدقات وزکوٰۃ تقسیم کرنے پر عامل مقرر کردیں گے تاکہ ہم بھی فائدہ اٹھا سکیں۔ فرمایا یہ صدقات وزکوٰۃ تو تمام غریب لوگوں کا حق ہے ان میں نبی ، ان کی اولاد اور ان کے رشتہ دار کچھ نہیں لے سکتے۔

خوبصورت گھوڑا

ایک بار تبوک سے ایک خوبصورت اور تیز طرار گھوڑا پیش کیا گیا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی شکل وصورت بڑی اچھی لگی۔ اس گھوڑے کو بے حد پسند فرمایا ایک انصاری آگے بڑھا۔ اور کہا یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ یہ گھوڑا مجھے بخش دیجیے۔ آپ نے فرمایا یہ گھوڑا ہمارا ہی ہے۔ مگر مجھے اس کی شکل بڑی اچھی لگتی ہے۔ آج سے تم اس گھوڑے سمیت میرے پاس ہی رہا کرو۔

ردائے فاطمہ

ایک بار کچھ لوگ حضورؐ کی بارگاہ بے کس پناہ میں حاضر ہوئے ان کے کپڑے پھٹے ہوئے تھے۔ بلکہ وہ نیم عریاں بدن والے تھے حضورؐ سے کپڑوں کا سوال کیا۔ حضورؐ گھر کے اندر تشریف لے گئے کچھ نہ تھا ایک چادر تھی جو حضورؐ کی جگر گوشہ حضرت فاطمہ نے اوڑھ رکھی تھی۔ آپؐ نے بیٹی کو اپنے پاس بلایا اور فرمایا کیا تم اس چادر کے بدلے آتش دوزخ سے بچنا چاہتی ہو؟ حضرت فاطمہؓ نے کہا ہاں یا رسول اللہ! حضورؐ نے وہ چادر لی۔ یہ بڑی چادر تھی۔ باہر آکر ان لوگوں کو بانٹ دی۔

اونٹوں کا سودا

ایک شخص وادیِ بطحا سے آیا کہنے لگا یا رسول اللہؐ! میرے پاس چند اونٹ ہیں میں ان کو بیچنا چاہتا ہوں۔ مجھے ان کی قیمت کا اندازہ نہیں مجھے ڈر ہے کہ شہر والے لوگ مجھے دھوکہ دیں گے۔ کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ آپ میرے ساتھ چلیں تاکہ آپؐ کے تجربہ اور فراست سے مجھے مناسب قیمت مل جائے۔ حضورؐ نے فرمایا: ایک ایک اونٹ لاتے جاؤ اور مجھے دکھاتے جاؤ۔ حضورؐ ایک ایک کو دیکھتے جاتے اور اسے کہتے جاتے اسے اتنے کا بیچ دینا وہ بازار چلا گیا اور جس قدر قیمت حضورؐ نے مقرر کی تھی ایک ایک کرکے بیچ آیا دوبارہ حاضر خدمت ہوا

marfat.com

سے کہنے لگا۔ حضور آپ کے مشورے سے مجھے فائدہ ہوا ہے۔ اب آپ بھی اپنا کچھ حصہ قبول فرمالیں۔ حضورؐ نے فرمایا ایسا نہیں ہو سکتا۔ اعرابی نے کہا کچھ ہدیہ ہی قبول فرمالیں آپ نے انکار کر دیا۔ اعرابی نے بے پناہ منت سماجت کی۔ آپ نے فرمایا اچھا تم میرے لیے ایک ایسی اونٹنی لانا جو دودھ دیتی ہو اور اس کے ساتھ بچہ بھی ہو۔ حضور اپنے اونٹوں، گھوڑوں اور مویشیوں کو اپنے ہاتھ سے صاف کرتے بعض اوقات اپنی چادر مبارک سے بھی صاف فرماتے

مہمان کیلیے اجازت

مدینہ پاک کے چند لوگوں نے آپ کی دعوت کی آپ کے ساتھ پانچ صحابی بھی تھے۔ راستہ میں ایک اور صحابی بھی مل گئے۔ اب چھ صحابی اور آپ اس دعوت کے قریب پہنچے آپ نے چھٹے صحابی کو کہا۔ آپ ذرا یہاں رک جائیے میں اندر جاکر چھٹے آدمی کے لیے اجازت لے آؤں۔

حضورؐ فرمایا کرتے تھے میرے ساتھ نماز ادا کرتے وقت عقل و بصیرت رکھنے والے لوگ نزدیک تر کھڑے ہوا کریں۔ حضور نبی کریمؐ کسی برتن میں پانی یا کوئی کھانے کی چیز رکھتے اگر کوئی بلی اس میں سے کھانا شروع کرتی تو آپ اس وقت تک وہ برتن نہ اٹھاتے جب تک وہ کھانہ لیتی۔ یہ جانوروں پر حضور کا کرم تھا۔

پسینہ جسمِ اطہر

حضور سوتے۔ پیشانی پر پسینہ آتا تو اُمِ سلیم آتیں اور پسینہ جمع کرکے کسی شیشی میں بھر لیتیں۔ بیماروں کو دیتیں شفا پاتے۔ ایک بار حضور نبی کریم اُمِ سلیم کے گھر تشریف لے گئے دیکھا پانی کا بھرا ہوا ایک مشکیزہ لٹک رہا تھا آپ نے آگے بڑھ کر منہ کھولا اور پانی پی لیا ام سلیم اٹھیں سارا پانی کٹوروں میں بھر لیا مشکیزہ پھاڑ دیا۔ اور بیماروں کو پلاتیں جس سے وہ شفا پاتے۔

درخت کی دو ٹہنیاں

ایک بار حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک صحابی کو لے کر صحرا میں نکلے واپسی پہ ایک درخت کی دو ٹہنیاں نظر آئیں۔ سیدھی اور لمبی۔ نظروں کو بھائیں صحابی پاس آئے تو کہنے لگے یا رسول اللہؐ! یہ دونوں ٹہنیاں مجھے بڑی اچھی لگی ہیں۔ آپ ان میں سے ایک لے لیں آپ کا حق ہے

marfat.com

کہنے لگا۔ حضور آپ کے مشورے سے مجھے فائدہ ہوا ہے۔ اب آپ بھی اپنا کچھ حصہ قبول فرمالیں۔ حضورؐ نے فرمایا ایسا نہیں ہوسکتا۔ اعرابی نے کہا کچھ ہدیہ ہی قبول فرمالیں آپ نے انکار کر دیا۔ اعرابی نے بے پناہ منت سماجت کی۔ آپ نے فرمایا اچھا تم میرے لیے ایک ایسی اونٹنی لانا جو دودھ دیتی ہو اور اس کے ساتھ بچہ بھی ہو۔ حضور اپنے اونٹوں، گھوڑوں اور مویشیوں کو اپنے ہاتھ سے صاف کرتے بعض اوقات اپنی چادر مبارک سے بھی صاف فرماتے

مہمان کیلیے اجازت

مدینہ پاک کے چند لوگوں نے آپ کی دعوت کی آپ کے ساتھ پانچ صحابی بھی تھے۔ راستہ میں ایک اور صحابی بھی مل گئے۔ اب چھ صحابی اور آپ اس دعوت کے قریب پہنچے آپ نے چھٹے صحابی کو کہا۔ آپ ذرا یہاں رک جائیے میں اندر جا کر چھٹے آدمی کے لیے اجازت لے آؤں۔

حضورؐ فرمایا کرتے تھے میرے ساتھ نماز ادا کرتے وقت عقل و بصیرت رکھنے والے لوگ نزدیک تر کھڑے ہوا کریں۔ حضور نبی کریمؐ کسی برتن میں پانی یا کوئی کھانے کی چیز رکھتے اگر کوئی بلی اس میں سے کھانا شروع کرتی تو آپ اس وقت تک وہ برتن نہ اٹھاتے جب تک وہ کھانہ لیتی۔ یہ جانوروں پر حضور کا کرم تھا۔

پسینہ جسمِ اطہر

حضور سوتے۔ پیشانی پر پسینہ آتا تو اُمِ سلیم آتیں اور پسینہ جمع کر کے کسی شیشی میں بھر لیتیں۔ بیماروں کو دیتیں شفا پاتے۔ ایک بار حضور نبی کریم اُمِ سلیم کے گھر تشریف لے گئے دیکھا پانی کا بھرا ہوا ایک مشکیزہ لٹک رہا تھا آپ نے آگے بڑھ کر منہ کھولا اور پانی پی لیا ام سلیم اٹھیں سارا پانی کٹوروں میں بھر لیا مشکیزہ پھاڑ دیا۔ اور بیماروں کو پلاتیں جس سے وہ شفا پاتے۔

درخت کی دو ٹہنیاں

ایک بار حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک صحابی کو لے کر صحرا میں نکلے واپسی پہ ایک درخت کی دو ٹہنیاں نظر آئیں۔ سیدھی اور لمبی۔ نظروں کو بھائیں صحابی پاس آئے تو کہنے لگے یا رسول اللہؐ! یہ دونوں ٹہنیاں مجھے بڑی اچھی لگی ہیں۔ آپ ان میں سے ایک لے لیں آپ کا حق ہے

marfat.com

آپؐ نے فرمایا ہاں لیکن آج تم پہلے لے لو۔ تاکہ میں کہہ سکوں کہ میرے دوست نے اپنی پسند کو بخوشی قبول کیا ہے۔

مسجد کا احترام

حضورؐ کا معمول تھا نماز پڑھنے جاتے انصار کے محلہ سے گزرتے تو تکبیر کہتے جاتے لوگ آپ کے پیچھے پیچھے مسجد میں جاتے اور نماز باجماعت ادا کر لیتے۔

ایک بار آپ انصار کے ایک دوسرے محلہ میں تشریف لے گئے وہاں لوگ اپنے امام کے پیچھے نماز پڑھ رہے تھے مگر محراب میں کسی نے تھوک دیا تھا لوگ نماز سے فارغ ہوئے تو حضورؐ نے پوچھا اس مسجد کا امام کون ہے؟ امام نے کہا یا رسول اللہؐ! میں ہوں۔ آپ نے فرمایا تمھیں محراب میں پڑی ہوئی تھوک نظر نہیں آئی۔ آپ نے اس امام کو امامت سے معزول کر دیا۔ کچھ عرصہ کے بعد آپ پھر اس مسجد میں گئے دیکھا کہ محراب سے خوشبو آ رہی ہے۔ مسجد نہایت صاف ستھری ہے۔ آپؐ نے فرمایا اس مسجد کی دیکھ بھال کون کرتا ہے؟ لوگوں نے بتایا یا رسول اللہ! اس معزول امام کی بیوی نے مسجد کی صفائی کا اہتمام کیا ہے۔ محراب میں خوشبو کا اہتمام اسی کی وجہ سے ہے حضورؐ نے اس شخص کو دوبارہ بلایا، مسجد کی امامت عنایت فرمائی اور اس کی بیوی کی خدمات کی تعریف کی۔

مُردوں کو گالی نہ دو

ایک دفعہ ابولہب کے چند رشتہ دار حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہنے لگے حضورؐ آپ کے اُمتی ابولہب کو گالیاں دیتے ہیں جس سے ہمارا دل دکھتا ہے آپ نے صحابہ کو فرمایا مُردوں کو گالیاں نہ دو تاکہ زندوں کے دل نہ دکھیں۔

عبداللہ ابن عباس

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما پیدا ہوئے تو آپ کی خدمت میں پیش کیے گئے آپ نے اپنا لعاب دہن ان کے منہ میں ڈال کر فرمایا: اَللّٰھُمَّ فَقِّہْہُ فِی الدِّیْنِ وَعَلِّمْہُ التَّاوِیْل حضورؐ کی اس دُعا اور لعاب دہن کی برکت تھی۔ کہ حضرت عبداللہ ابن عباس امت کے

marfat.com

فقیہ اور عالم ہوئے۔ علم تفسیر کے ماہر ہوئے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا حضرت عبداللہ بن زبیر کو اٹھا کر حضورؐ کی خدمت میں لائیں حضورؐ نے اپنی انگلی سے تین بار شہد عبداللہ کو چکھایا۔ بعض دوسرے بچوں کے منہ میں کھجوروں کے ٹکڑے ڈالے، یہ بڑے ہو کر استاد زمانہ بنے۔

حضورؐ حکم فرماتے جب بچہ پیدا ہو تو اس کے بالوں کے وزن کے برابر چاندی صدقہ کی جائے۔ اسے سنت عقیقہ کہا جاتا ہے۔ حضورؐ نے نبوت و رسالت کے اعلان کے بعد اپنی ذات کے لیے عقیقہ کیا۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے جب بھی کسی نے کوئی چیز مانگی یا لی۔ نہ نہیں سنی اگر اس وقت وہ چیز موجود نہ ہوتی تو آپ وعدہ فرماتے اور فرصت اول میں اسے پہنچاتے حضورؐ کے زمانہ میں ایک عورت نے اپنے بیٹے کو کہا حضورؐ کے پاس جاؤ اور کہو میری ماں نے آپ کو سلام کہا ہے اور کہا ہے کہ مجھے کپڑا دیں جس سے میں اپنا کرتا بنا سکوں حضورؐ نے فرمایا میرے پاس تو اس وقت کوئی کپڑا نہیں جو دے سکوں۔ بچے نے کہا آپ اپنی چادر ہی دے دیں۔ آپ نے بچے کو کہا اچھا ٹھہرو میں اندر جا کر چادر لے آتا ہوں۔ آپ اندر گئے، چادر لائے اور بچے کو دے دی۔ وہ لے کر ماں کے پاس چلا گیا۔ ماں دوسرے بچے کو جو ابھی گودی میں تھا اٹھا لائی اور حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگی یارسول اللہ! اس کے لیے دعا فرمائیں یہ نیک نام ہو۔ حضورؐ نے اس بچے کو اپنی گود میں اٹھا لیا۔ بچے نے حضورؐ کی گود میں پیشاب کر دیا۔ ماں چلا کر آگے دوڑی کہ یہ بے ادبی ہے آپ نے فرمایا اسے پیشاب کر لینے دو۔ جب وہ پیشاب کر چکا تو آپ نے فرمایا مجھے اس بچے کے پیشاب سے کوئی تکلیف نہیں اس کے لیے دعا کی۔ اچھا سا نام تجویز فرمایا۔ اور گھر جا کر کپڑے دھو لیے۔

حضورؐ کی خدمت میں کوئی چیز آتی خواہ وہ تھوڑی ہوتی یا زیادہ آپ فرماتے

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ کَثِیْرًا الَّذِیْ بِہٖ نِعْمَتِہٖ تَتِمُّ الصَّالِحَاتُ

پھر دو رکعت نماز شکرانہ ادا فرماتے اور اللہ کا شکر ادا کرتے اگر کوئی ایسی چیز آجاتی

marfat.com

جو آپ کو پسند نہ ہوتی آپ فرماتے اَلحَمدُ لِلّٰہِ عَلیٰ کُلِّ حَالٍ ایک دن حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا گذر ایک مجذوب کے پاس سے ہوا۔ جو بیمار بھی تھا اور کمزور بھی۔ حضور نے فرمایا اَلحَمدُ لِلّٰہِ عَافَانِی مِمَّا ابتَلَاہُ بِہٖ پھر فرمایا اس شخص نے اللہ سے عافیت نہیں مانگی تھی۔

کام میں موافقت

حضورؐ ایک سفر میں تھے صحابہ کرام بھی ساتھ تھے آپ نے فرمایا ایک بکری ذبح کریں۔ ایک صحابیؓ نے کہا۔ میں بکری ذبح کروں گا۔ دوسرے نے کہا میں اس کی کھال اتاروں گا ایک نے کہا میں اسے پکاؤں گا حضورؐ اُٹھے اور فرمایا لکڑیاں میں لاؤں گا۔ صحابہؓ نے عرض کی حضور! آپ تکلیف نہ فرمائیں آپؐ نے فرمایا کوئی مضائقہ نہیں۔ اللہ تعالیٰ اس بات کو پسند نہیں فرماتا کہ دوستوں کے ساتھ چلے اور کسی کام میں حصّہ نہ لے۔ چنانچہ آپ اٹھے اور لکڑیاں اکٹھی کر کے لائے۔

ایک دفعہ زوردار آندھی چلی ایک شخص نے ڈھیلے ڈھالے کپڑے پہن رکھے تھے زوردار جھونکا آیا، کپڑے اڑ گئے اس نے آندھی کو گالی دی۔ حضورؐ نے فرمایا ہواؤں کو گالی نہ دو۔ وہ تو حکم کی پابند ہیں۔ آندھی آتی تو حضورؐ کا چہرہ غمزدہ ہو جاتا۔ جب بارش شروع ہوتی تو آپؐ کو اطمینان ہوتا اور خوش ہوتے۔

ایک دن حضور کھجوریں کھا رہے تھے گٹھلیاں پھینکنے کی بجائے بائیں ہاتھ میں جمع کرتے جاتے۔ ایک بکری وہاں سے گذر رہی تھی آپؐ نے بکری کو اپنی طرف بلا کر کھجوروں کی گٹھلیاں کھلا دیں۔ بکری جب تک کھاتی رہی حضورؐ نے اپنا ہاتھ کھلا رکھا حتیٰ کہ وہ کھا کر اپنے راہ چلی گئی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم خوشبو کا استعمال فرماتے تو آپ کا چہرہ چمک اٹھتا نورانی کرنیں پھیلنے لگتیں۔ آپ کے جسم پاک سے عنبر اور کستوری کی خوشبو آتی۔ اور رات کے وقت صحابہ اسی خوشبو سے آپ کو تلاش کر لیتے۔ سرمہ پہنتے تو تین سلائیاں دائیں آنکھ میں ڈالتے اور دو سلائیاں بائیں آنکھ میں ڈالتے فرماتے تین تین سلائیاں

marfat.com

دائیں بائیں آنکھ میں ڈالنی چاہییں۔ مگر ان میں کمی بیشی بھی کی جا سکتی ہے۔ روزے کی حالت میں بھی بسا اوقات سرمہ پہن لیتے۔ سرمہ ڈالتے تو اپنا چہرہ شیشے میں دیکھتے بالوں کو درست فرماتے۔ کبھی کبھی شیشے کا کام پانی کے عکس سے بھی لیتے۔ صحابہ کے پاس آتے تو پہلے اپنے چہرے اور کپڑوں کو درست فرما لیتے۔ اگر شیشہ نہ ہوتا تو حضرت عائشہ صدیقہ کے گھر پڑے ہوئے پانی سے چہرہ دیکھ لیتے۔ اور اپنے بال اور کپڑے درست فرما لیتے اور فرمایا کرتے اس بندے سے اللہ تعالیٰ بہت خوش ہوتا ہے جو دوستوں کے پاس جانے سے پہلے اپنے آپ کو درست کر لیتا ہے۔ سفر پر جاتے تو تیل، سرمہ دان، آئینہ، ناخن تراش مسواک، سوئی، دھاگہ، قرآن پاک ساتھ لیتے۔ دوران سفر کپڑے سی لیتے۔ جوتا اپنے ہاتھ سے درست فرماتے۔ چھینک آتی تو بلند آواز نہ کرتے۔ ہاتھ یا کپڑے سے منہ ڈھانپ لیتے۔ سبز کپڑوں کو پسند فرماتے۔ اپنے لیے کپڑے خود خریدتے، بعض اوقات نئے اور بعض اوقات نیم استعمال بھی خرید لیتے، پیراہن، جبکہ قبا اچھی طرح پہنتے۔ بعض اوقات اونی سیاہ گودڑی بھی زیب تن فرما لیتے اسی میں نماز ادا کر لیتے۔ بسا اوقات تنہا ایک لمبا کپڑا کندھوں پر سے پہن لیتے تھے۔

حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے حضورؐ کو کالے رنگ کا کمبل اوڑھے دیکھا تو اس میں سے آپ کے چہرے کی سفیدی چودھویں کے چاند کی طرح دکھائی دیتی۔ آپ پگڑی کے نیچے ٹوپی رکھتے۔ بعض اوقات ٹوپی بلا دستار پہنتے اور دستار بلا ٹوپی بھی پہنتے۔ میدان جنگ میں دو گوشہ خود پہنتے بسا اوقات ایسا ہوتا کہ سرخ پگڑی جس پر سیاہ دھاریاں ہوتیں پہنتے۔ حضورؐ کی دستار مبارک کا نام سحاب تھا۔ آپ نے اسے سر پر رکھا اور حضرت علی ابن ابی طالب کو عطا فرما دی۔ جب حضرت علی یہ سحاب (دستار) پہن کر حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوتے تو آپ فرماتے "اتاکم علی فی السحاب"، حضورؐ جب نئے کپڑے پہنتے تو فرماتے اَللّٰھُمَّ اَنْتَ کسوتنی لک الحمد اللھم انی اسئالک خیرنا صنع لہٗ واعوذبک من شر ما صنع لہٗ بسم اللّٰہ والحمد للّٰہ الذی کسانی ما اداری بہٖ عورتی

marfat.com

وا بجمل بہ فی الناس۔ آپ نئے لباس پہنتے ہی اللہ کا شکر ادا کرتے کسی درویش کو بلاتے پرانے کپڑے اسے بخش دیتے۔

حضورؐ کے پاس دو لباس تھے ایک لباس جمعۃ المبارک کو زیبِ تن فرماتے ایک کپڑا تھا جس سے وضو کے بعد چہرہ مبارک خشک فرماتے اگر یہ پٹکا نہ ہوتا تو چادر کے ایک کونے سے چہرہ خشک کر لیتے۔ سونے کی انگشتری پہنتے۔ لوگوں نے بھی سونے کی انگشتریاں پہننا شروع کر دیں۔ حضورؐ نے سونے کی انگشتری اتار پھینکی اس کے بعد آپ نے چاندی کی انگوٹھی پہننا شروع کر دی۔ اس میں نگینہ جڑا ہوتا۔ جو بعد میں مُہر کا کام دینے لگا۔ ایک وقت آیا آپ نے لوہے کی انگوٹھی پہنی۔ جس پر چاندی چڑھی ہوتی ایک انگوٹھی حضرت معاذ بن جبل یمن سے لائے اس پر ''محمد رسول اللہؐ'' لکھا ہوا تھا آپ نے اسے پسند فرمایا پہلے اسے دائیں ہاتھ کی انگلی میں پہنا پھر بائیں ہاتھ کی انگلی پر۔ جوتا پہنتے تو پہلے دایاں پاؤں پہنتے مگر جب جوتا اتارتے تو پہلے بایاں اتارتے۔ سوتے تو آنکھیں سوئی ہوتیں مگر دل بیدار رہتا۔ فرماتے میرا دل اللہ کے ذکر سے بیدار رہے اور میں سوئے ہوئے ہر بات سنتا رہتا ہوں۔ سوتے وقت آپ نے کبھی خراٹے نہ مارے نیند سے اٹھتے تو زبان پر یہ ہوتا: ''ھو اللہ لا شریک لہٗ آپ سوتے ہوئے بہت سی خوابیں دیکھتے۔ آپ فرماتے اللھم اجعلنی من افضل عبادك فی کلِ خیر متعلمتہ فی ھذا الیوم من نور تھدی بہ او رحمۃ تنشرھا او رزق تبسط او شر تدفعۃ او بلاء ترفعہٗ او ضر تکشفتہ۔

صبح کی نماز سے پہلے مسواک فرماتے۔ رات کو تین بار مسواک فرماتے سونے سے پہلے، نیند سے بیداری کے بعد اور نماز سے پہلے۔ عام طور وان کی لکڑی کی مسواک استعمال فرماتے وحی آتی تو حضورؐ کے سر مبارک میں گرانی ہوتی درد ہوتا سر پر مہندی لگاتے گھر میں قرآن پڑھتے۔ مگر نماز میں مختصر سورتیں ادا فرماتے۔ تاکہ عام مسلمان لمبی قراءت سے تنگ دل نہ ہوں۔ اکیلے ہوتے تو بہت روتے قرآن آہستہ آہستہ پڑھتے۔ آہستہ پڑھنے کی تلقین فرماتے۔ قرآن خوش آوازی سے پڑھتے عذاب کی

marfat.com

آیات پڑھ آتے تو بے حد روتے۔ حضورؐ نے عمر بھر کبھی کسی مسلمان کو گالی نہیں دی اگر کسی غیر مسلم کو بُرا کہا تو اس کا بھی کفارہ ادا کر دیا۔ کوئی عورت خدمت میں ہوتی تو آپ نے سرزنش کبھی نہ کی۔ نہ لعنت کہی۔ میدان جنگ میں اکثر مشرکین آپ پر قاتلانہ حملہ کرتے صحابہ کو تنگ کرتے تو صحابہ کرام کہتے حضورؐ ان مشرکین پر لعنت بھیجیں آپ فرماتے میں تو رحمت بن کر آیا ہوں۔ لعنت نہیں بھیج سکتا۔ آپ نے کسی کو اپنے ہاتھ سے نہیں مارا۔ تاوقتیکہ وہ شخص اللہ اور اس کے رسول کے خلاف جنگ پر آمادہ نہیں ہوگیا آپ کسی سے ناراضگی کا اظہار نہ کرتے اگر کرتے تو صرف اللہ کے لیے کرتے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ میں سات سال سے بھی زیادہ حضور نبی کریم صاحبِ کوثر و تسنیم کی خدمت میں رہا ہوں۔ میں اس خدا کی قسم کھاتا ہوں جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے حضورؐ نے ایک دن بھی مجھے ایسے کام کرنے میں سرزنش نہیں کی جسے آپ نے حکم دیا تھا اور میں اسے پورا کرنے سے قاصر رہا ہوں۔ میرا معمول تھا کہ جس چیز سے روکتے میں ہرگز نہ کرتا۔ آپ جسے پسند فرماتے میں اسے ضرور کرتا مگر آپ نے مجھے کبھی ملامت نہیں کی۔ بعض اوقات مشرکین عورتیں آپ کو گالیاں دیتیں آپ فرماتے انھیں چھوڑ دو۔ یہ چیز اللہ کی تقدیر میں ان کے حصہ میں تھی۔ آپ کے لیے جس طرح کا بچھونا بچھا دیا جاتے اس پر آرام فرماتے مگر اس کو بُرا نہ جانتے۔ اگر بستر بچھا دیا جاتا تو آرام فرما لیتے ورنہ زمین پر سونے سے بھی احتراز نہ فرماتے۔

گھر سے باہر نکلتے وقت اپنے دروازے پر کھڑے ہو کر کہتے بِسْمِ اللّٰہِ تَوَکَّلْتُ عَلَی اللّٰہِ۔ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بتایا کہ ایک دفعہ چند لوگ حضورؐ کی خدمت میں ایک خچر لائے جس کا نام شہبا تھا، حضورؐ اس پر سوار ہوئے مجھے بھی پیچھے بٹھا لیا ایسے ہی شاہِ روم نے بھی ایک خچر بھیجا جس کی لگام پشم اور دوسرے بالوں سے بنائی گئی تھی۔ ایک کمبل منگوا کر اس کی چار تہیں کر لیں اور اسے خچر پر بچھایا گیا اس پر خود بھی سوار ہوئے اور مجھے بھی پیچھے بٹھا لیا۔ ابھی تھوڑی دور گئے تھے کہ میرا سر ٹکرانے لگا آپ نے فرمایا! بیٹا اگر تمام زمین والے اور آسمان والے جمع ہو جائیں اور تمھیں فائدہ پہنچانے کی

marfat.com

کوشش کریں مگر اللہ نے تیرے مقدر میں نہ لکھا ہو تو وہ ایسا نہیں کر سکتے۔ حضرت ابن عباس نے عرض کی یارسول اللہ! اب میں کیا کروں۔ آپ نے فرمایا اگر اللہ کا حکم نہیں تو تجھے کوئی تکلیف نہیں ہوگی۔

اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کریمہ میں مکارم اخلاق یعنی اعلیٰ اخلاق و اوصاف جمع کر دیے تھے۔ عرب و عجم کے تمام معلّمین اخلاق آپ کے خوشہ چین تھے اسلام بذات خود ایک ایسا دین ہے جو مکارم اخلاق کا مجموعہ ہے۔ اس سے بڑھ کر اخلاق کی بلندی کسی مذہب میں نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی مرضی کے ذریعہ اسلام میں ہی حلال و حرام، محاسنِ اخلاق حضرت آدم سے لے کر حضورؐ کے والدین تک جمع فرمائے اس پر مستزاد یہ کہ حضورؐ کی ذات کریمہ جملہ اخلاق کا سرچشمہ تھی۔ آپ نسبًا با اخلاق اور عادتًا با اخلاق تھے۔ انسانوں میں کامل ترین انسان۔ حضورؐ فرمایا کرتے مجھے اللہ تعالیٰ نے مکارم اخلاق کے مکمل کرنے کے لیے بھیجا ہے۔ اپنے صحابہ کو تمام لوگوں سے بلند اخلاق رہنے کا حکم فرماتے۔ صحابہ کے سامنے پاؤں پھیلا کر نہ بیٹھتے۔ کسی مجلس میں تنگ جگہ نہ دیتے لوگوں کے لیے کھلی جگہ رکھتے۔ دوزانو بیٹھتے اکثر رو بقبلہ بیٹھتے۔

ایک بار ایک شخص مسجد میں آیا مسجد صحابہ سے پُر تھی آپ خود تنگ ہو گئے مگر دوسروں کو تنگ نہ کیا اس طرح آنے والے کے لیے اچھی جگہ مُہیا کر دی۔ اس نے کہا یارسول اللہؐ! کافی جگہ ہے آپ تکلیف نہ فرمائیں۔ آپ نے فرمایا مسلمانوں کو چاہیے کہ آنے والے کے لیے بہرحال جگہ خالی کریں۔ ایک دفعہ آپ کی دایہ (حضرت حلیمہ سعدیہ) حضورؐ کی خدمت میں آئیں۔ حضورؐ نے اپنی چادر مبارک بچھا دی۔ تاکہ وہ اس پر بیٹھ سکیں اور زبان سے فرمایا مرحبا یا امی! (امی خوش آمدید) بسا اوقات ان لوگوں کے لیے بھی اپنی چادر بچھا دیتے۔ جو اس کے حق دار نہیں ہوتے تھے۔ بسا اوقات ایسا بھی ہوتا کہ کوئی شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا آپ گھر پر تشریف فرما ہوتے تو اپنا گدا آنے والے کو پیش کر دیتے اگر وہ قبول نہ کرتا تو قسم دے کر اسے مجبور کرتے کہ وہ اس پر بیٹھے اگر کوئی شخص آپ کی خدمت میں بیٹھتا تو اس وقت تک نہ اٹھتے جب تک وہ خود نہ اٹھتا۔ ہاں اگر کسی مہم پر جانا

marfat.com

ہوتا تو اور بات ہوتی ۔ اس موقع پر بھی اس سے اجازت لیتے آپ کا معمول تھا کہ اکثر خاموش رہتے ۔ بات اسی وقت فرماتے جب انتہائی ضرورت ہوتی ۔ جب آپ بات ختم کر لیتے تو صحابہ اپنی بات کرتے ۔ آپ کی مجلس میں صحابہ کو اختلاف یا باہمی تنازعہ کرنے کی ہمت نہ ہوتی جب تک دوسرا بات کرتا آپ خاموش سنتے رہتے کسی کی بات کو نہ ٹوکتے ۔ اپنی مجلس میں دوسروں سے پہلے تبسم فرماتے ۔ صحابہ کے سامنے مسکراتے تاکہ وہ بھی خوشی محسوس کرسکیں ۔ کبھی کبھی مختصر سا قہقہہ لگاتے مگر عام طور پر صرف مسکراہٹ سے کام لیتے ۔ اس موقع پر آپ کے سامنے کے چند دانت ظاہر ہوتے قرآن پڑھتے وقت قیامت کے ذکر کے وقت ، وعظ و خطبہ کے وقت نہ مسکراتے نہ ہنستے ! اگر صحابہ کرام آپ کی مجلس میں مسکراتے تو یہ حضورؐ کی اتباع میں ہوتا تھا ۔

ایک دن حضورؐ اپنے صحابہ کی مجلس میں تشریف فرما تھے ۔ سامنے کھجوریں رکھی ہوئی تھیں ۔ حضرت صہیب آئے اس وقت ان کی آنکھیں درد کر رہی تھیں ۔ آنکھوں پر پٹی بندھی ہوئی تھی ۔ انھوں نے بھی آتے ہی صحابہ کے ساتھ کھجوریں کھانا شروع کر دیں ۔ حضورؐ نے فرمایا تم میٹھا کھا رہے ہو حالانکہ تمھاری آنکھیں دکھتی ہیں ۔ صہیب کہنے لگے یا رسول اللہ میں اس طرف سے کھاتا ہوں ۔ جس طرف میری آنکھ میں درد نہیں ہے ۔ حضورؐ ان کی بات پر بہت ہنسے ۔

ایک دن حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کھجوریں کھا رہے تھے جو خراب دانہ آتا تو آپ پھینک دیتے ۔ ایک صحابی نے عرض کی یا رسول اللہ ! آپ جن کھجوروں کو پھینک رہے ہیں مجھے عنایت فرما دیں ۔ آپ نے فرمایا جو چیز میں خود پسند نہیں کرتا تیرے لیے کیوں پسند کروں ؟ پھر آپؐ نے فرمایا جو کھجوریں میں کھا رہا ہوں تم بھی وہی کھاؤ ۔

ایک دن حضورؐ کھجوریں کھا رہے تھے ۔ سیدنا علی کرم اللہ وجہہ آئے ۔ اس دن آپ کی آنکھیں درد کر رہی تھیں ، آ کر کھجوریں کھانے لگے ۔ حضورؐ نے فرمایا میٹھا کھاتے ہو حالانکہ تمھاری آنکھیں دکھتی ہیں ۔ حضرت علی ایک طرف بیٹھ گئے اور حضورؐ کو کھاتے دیکھتے رہے ۔ آپؐ کو دیکھ کر ترس آیا ۔ سات دانے حضرت علی کی طرف پھینک کر کہا

marfat.com

طاق عدد نقصان نہیں دیتا۔

حضور نبی کریم صاحب کوثر و تسنیم صلی اللہ علیہ وسلم مہربان ترین شخصیت کے مالک تھے۔ بہترین مردمان۔ سودمند ترین مردمان۔ مہترین مردمان تھے۔ فرمایا کرتے اللہ کی مخلوق عیال اللہ ہے۔ اللہ کا محبوب وہ ہے۔ جو اللہ کے عیال سے محبت کرے۔ آپ مجلس سے اٹھتے تو فرمایا کرتے۔ سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُکَ وَاَتُوْبُ اِلَیْکَ حضورؐ مؤذن کی آواز سنتے تو فرماتے اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ فِیْ سَمْعِیْ نُوْرًا وَاجْعَلْ فِیْ اٰیَامِیْ نُوْرًا وَاجْعَلْ فِیْ خَلْقِیْ نُوْرًا وَاجْعَلْ فِیْ یَمِیْنِیْ نُوْرًا وَاجْعَلْ فِیْ شِمَالِیْ نُوْرًا وَاجْعَلْ خَوْفِیْ نُوْرًا وَاجْعَلْ یَجْتَنِبَیْ نُوْرًا اَللّٰھُمَّ عَمِّنِی النُّوْرَ۔ آپ بازار میں تشریف لے جاتے تو فرماتے اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ عَنْ خَیْرِہٖ وَخَیْرِ مَا فِیْہِ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّ مَا فِیْہِ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ یَمِیْنٍ فَاجِرَۃٍ وَمِنْ صَفْقَۃٍ خَاسِرَۃٍ۔ نیا چاند دیکھتے تو کہتے ھٰذَا لَرُشْدٌ وَخَیْرٌ آمنت بِالَّذِیْ خَلَقَکَ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ ذَھَبَ بِشَھْرِ کَذَا وَجَاءَ بِشَھْرِ کَذَا۔ اَللّٰھُمَّ اَھِلَّہٗ عَلَیْنَا بِالْاَمْنِ وَالْاِیْمَانِ وَالسَّلَامَۃِ وَالسَّلَامِ اَللّٰھُمَّ لِلّٰہِ الَّذِیْ بَدَاکَ ثُمَّ یُعِیْدُکَ اٰمَنْتُ بِالَّذِیْ خَلَقَکَ وَصَوَّرَکَ وَعَدَّلَکَ رَبِّیْ وَرَبُّکَ اللّٰہُ۔ تین بار کہتے۔

حضورؐ سفر پہ نکلتے تو کوشش فرماتے کہ جمعرات کو نکلیں دوران سفر نماز ادا کرتے تو کہتے دو رکعت نماز سے بہترین خلیفہ اور نائب اور کوئی نہیں ہوسکتا جب آپ سفر سے لوٹتے بچے استقبال کرتے تو حضورؐ خوشی کا اظہار فرماتے کھڑے ہو جاتے انھیں گود میں اٹھاتے اگر سواری پر ہوتے تو انھیں اٹھا کر سواری پر بٹھاتے بعض بچوں کو اپنے آگے بعض کو اپنے پیچھے بٹھا لیتے۔ اور بعض صحابہ کو فرماتے تم بھی ان بچوں کو اپنے ساتھ بٹھاؤ۔ بچے خوش ہوتے ایک دوسرے پر فخر کرتے آپس میں خوش ہو کر کہتے۔ مجھے حضورؐ نے اپنے آگے بٹھایا تھا مجھے بچھے تو پیچھے بٹھایا تھا۔ مجھے حضورؐ نے اپنی سواری کے

marfat.com

بٹھایا، بھتیں صحابہ نے سواری پر بٹھایا۔ سفر سے گھر پہنچتے تو کہتے۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَسْئَلُکَ خَیْرَ الْمُدْخَلِ وَالْمَخْرَجِ۔ بِسْمِ اللّٰہِ خَرَجْنَا وَبِسْمِ اللّٰہِ دَخَلْنَا وَعَلَی اللّٰہِ تَوَکَّلْنَا سب گھروالوں کو سلام کہتے جب کسی کو الوداع فرماتے تو اس کا ہاتھ پکڑ لیتے اور فرماتے زَوَّدَکَ اللّٰہُ التَّقْوٰی وَغَفَرَ ذَنْبَکَ وَجَعَلَکَ لِلْخَیْرِ حَیْثُ مَا تَوَجَّھْتَ۔ جب غزوہ ہوتے تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو فرماتے یہ دعا پڑھو:۔

اَذْھِبِ الْبَاْسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ فَاَنْتَ الشَّافِیْ لَا شِفَاءَ اِلَّا شِفَاءُکَ شِفَاءً لَّا یُغَادِرُ سَقَمًا

اگر کسی چیز سے خفا ہوتے تو دونوں ہاتھ باندھ لیتے ۔ اور معوذتین پڑھتے، ہوا میں تھوکتے ، دونوں جانب دیکھتے۔

اگر کسی بیمار کی عیادت کو جاتے جو قریب المرگ ہوتا تو پڑھتے :۔

اَسْأَلُ اللّٰہَ الْعَظِیْمَ رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ اِنْ یَّشْفِیْکَ یہ دعا سات بار فرماتے اس بیمار کو شفاء مل جاتی ۔ آپ عام طور پر مہندی سے علاج فرماتے ۔

ایک دفعہ آپ کے پاس یہودیوں کی ایک جماعت آئی انھوں نے آتے ہی کہا :۔

"السلام علیک یا محمد"

حضرت محمدؐ نے فرمایا "وعلیکم"۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ پردے میں یہ بات سن رہی تھیں۔ فرمایا علیکم السام والبرسام۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عائشہ ایسا نہ کہو نرمی سے دل نرم ہوتے ہیں۔

ایک شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوا عرض کرنے لگا :۔

"یارسول اللہ! مجھے کچھ نصیحت فرمائیں"۔ آپ نے فرمایا

"اتبع السیئۃ الحسنۃ تمحھا وخالق الناس بخلق حسنۃ"

ایک اور شخص آگیا اس نے بھی عرض کی یارسول اللہ! مجھے نصیحت کریں یا کوئی ایسا نسخہ بتائیں۔ جس سے میں بہشت میں چلا جاؤں ۔ فرمایا تم ہمیشہ اچھی بات

marfat.com

کیا کرو۔ اور کھانا تقسیم کیا کرو۔

حضورؐ شرمیلی طبیعت کے مالک تھے۔ آپ کا حیا کنواری لڑکیوں سے بھی زیادہ تھا۔ آپ جب کوئی مکروہ چیز دیکھتے تو منہ پھیر لیتے۔ ایک صحابیؓ کو حضورؐ نے فرمایا:۔

"تم میں دو عادتیں ہیں جنھیں اللہ تعالیٰ پسند فرماتا ہے:"

عرض کی یا رسول اللہؐ! "وہ کون سی؟"

فرمایا:"بردباری اور حیا"

اس نے پوچھا یہ عادتیں پرانی ہیں یا نئی؟

آپ نے فرمایا: "نئی"

فرمایا۔"اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ جبلنی علیٰ خلیقتین یحبھا اللہ والسلام

marfat.com

۴

اوصافِ اخلاقِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ

ہمیں حضرت ابو اسحاق ابراہیم بن محمد الدینوری نے مکہ مکرمہ سے روایت کی اور کہا کہ ہمیں ابو محمد عبداللہ بن وہب الحافظ الدینوری نے اور انھیں عباس نے اور انھیں سفیان نے محمد بن عجلان اور انھیں القعقاع بن حکیم نے انھیں جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہم نے اور انھیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے آپ نے فرمایا:۔

کفوا صبیانکم فحمتہ العشاء فانکم ما تدرون ما بیت اللہ من

خلقہ القوا الاناء اوکوا السقاء وغلقوا الباب واطفوا المصابیح

حضور نبی کریم مالک کوثر وتسنیم فداہ امی وابی صلاۃ اللہ علیہ وعلیٰ آلہ نے فرمایا سلام اونچی آواز سے کہو۔ لوگوں کو کھانا کھلاؤ۔ اور ان پر رحم کرو۔ رات کے وقت نماز پڑھو، جب لوگ ابھی سو رہے ہوں۔ حضورؐ نے منع فرمایا جدائی سے۔ اور وصل کا حکم دیا۔ آپ نے فرمایا مسلمان کے لیے مناسب نہیں کہ تین دن سے زیادہ ناراض رہے جو شخص سلام کرنے میں پہل کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سے خوش ہوتا ہے۔ جو شخص اپنے مسلمان بھائی سے تین دن سے زیادہ قطع تعلق رکھتا ہے اس کی جگہ جہنم ہے۔ حضورؐ غصّہ کو ناپسند فرمایا کرتے تھے۔ ایک دفعہ دو شخص ایک دوسرے سے خفا ہو کر حضورؐ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ ایک کی گردن کی رگیں تنی ہوئی تھیں اور آنکھیں سُرخ تھیں۔ آپؐ نے فرمایا اگر یہ غصّہ سے بھرا ہوا شخص اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ کہتا تو اس کا غصّہ ختم ہو جاتا۔

ایک اور شخص آیا اور کہا یا رسول اللہ! مجھے کوئی ایسا عمل سکھائیے جس سے

marfat.com

بہشت میں جا سکوں۔ آپ نے فرمایا۔ غصّہ نہ کیا کرو۔

حضور والدین سے نیکی کرنے کی تلقین فرمایا کرتے تھے۔ اور کہتے اولاد والدین کے احسانات کا بدلہ نہیں چکا سکتی۔ آپ نے فرمایا مدمن الخمر بہشت میں نہیں جائے گا مدمن الخمر وہ شخص ہے جسے والدین نے عاق کر دیا ہو۔ آپ لوگوں کو ماں باپ سے نیکی کرنے کی تائید فرمایا کرتے تھے۔ حق ہمسایہ کو محفوظ رکھنے کی ہدایت فرمایا کرتے۔ فرماتے اللہ تعالیٰ اس کی مدد کرے جو اپنے والد کی خدمت کرتا ہے۔ آپ نے فرمایا جبرئیل علیہ السلام ہمسایہ کی رعایت کا بار بار کہتے۔ کہ مجھے خیال پیدا ہوا کہیں ہمسایہ میراث کا حصہ دار تو نہیں بنا دیا جائے گا۔ حضورؐ نے فرمایا جسے اللہ اور اس کے رسول پر ایمان ہے اور روز قیامت کو بھی برحق جانتا ہے اسے ہمسایہ کے حقوق کا خیال رکھنا ہوگا۔ فرماتے:۔ اے اللہ مجھے بُرے ہمسایے سے پناہ میں رکھنا۔

آپؐ نے فرمایا جس شخص کی تین بیٹیاں ہوں اور ان کی صحیح پرورش کرتا ہو۔ اللہ تعالیٰ اسے جنت میں جگہ دے گا۔ جس کا بیٹا ہو اور وہ بیٹے کو بیٹی پر ترجیح دے گا اللہ تعالیٰ اسے بہشت عطا کرے گا۔ جس کی دو بہنیں یا دو بیٹیاں ہوں گی۔ ان سے اچھا سلوک کرے گا میں اور وہ بہشت میں اس طرح اکٹھے رہیں گے جس طرح یہ دونوں انگلیاں بعض احادیث میں یہ آیا ہے کہ اگر کسی شخص کے گھر ایک بیٹی یا بہن ہو تو بھی جنت میں حضورؐ کی قربت پائے گا۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خدمت گاروں سے کبھی سختی نہیں فرمائی حضورؐ بچوں کے قریب سے گذرتے تو پہلے سلام کہتے۔ گدھے پر سوار کرتے۔ اپنی بکریاں دوہتے۔ اونی کپڑے زیب تن فرماتے۔ فرمایا کرتے جو شخص گدھے پر سوار ہوتا ہے اونی لباس پہنتا ہے اور بکریوں کا دودھ دوہتا ہے اس کے دماغ سے تکبر بھاگ جاتا ہے فرمایا کرتے لبوں کے بال کٹواؤ مگر داڑھی نہ کٹواؤ۔ فرمایا کرتے کہ دس چیزیں مسلمانوں کے شعار ہیں۔ ان میں پانچ سر سے متعلق ہیں اور پانچ بدن کے متعلق ہیں:۔

سر کے متعلق شعار یہ ہیں:۔

marfat.com

۱۔ مونچھیں کٹوانا۔ ۲۔ کلی کرنا۔ ۳۔ ناک کو پانی سے دھونا۔ ۴۔ مسواک کرنا اور ۵۔ بالوں کو کنگھی سے درست کرنا۔

بدن کے متعلق پانچ چیزیں یہ ہیں:۔

۱۔ ختنہ کرانا۔ ۲۔ ناف کے نیچے کے بال تراشنا۔ ۳۔ بغل کے بال تراشنا۔ ۴۔ ناخن کٹوانا۔ ۵۔ ہاتھ دھونا۔ ان چیزوں کے علاوہ یاد رکھیں کہ کھانا کھانے سے پہلے اور بعد ہاتھ دھونا چاہیے۔ اور پھر سوتے وقت دائیں پہلو پر سوئے۔ اس طرح بعض اوقات دیوانگی کی بیماری لگ جاتی ہے۔ اپنے نفس کو ملامت کرنا چاہیے اور کوشش یہ کریں کہ باوضو سوئیں۔ حضورؐ نے فرمایا رات کو باوضو سویا کرو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لباس کے لیے ایک فرشتہ مقرر کیا ہے۔ رات کا وقت آئے تو یہ کہیے یا اللہ! اس بندے کو بخش دے کیونکہ صاف اور پاکیزہ سویا ہوں۔ رات کی نماز تہجد بارہ رکعت ادا کرے۔ نیند سے اُٹھے تو یہ دعا کہے:۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اَحْیَانَا بَعْدَ مَا اَمَاتَنَا وَاِلَیْہِ النُّشُوْر۔

حضورؐ نے فرمایا کہ جو لوگ قرآن پڑھتے ہیں۔ سفید بال رکھتے ہیں ان کا احترام کرنا چاہیے۔ صحابہ کرام حضور کے ہاتھ چوما کرتے تھے۔ حضورؐ انھیں منع نہیں فرمایا کرتے (ایک بار یہودیوں نے حضورؐ کے ہاتھ اور پاؤں چومے) کسی کے سامنے پاؤں پھیلا کر بیٹھنا اچھا نہیں۔ آپ نے فرمایا جو شخص یہ چاہتا ہے کہ لوگ اس کے لیے اٹھیں۔ اسے اپنا مقام دوزخ مقرر کرنا چاہیے۔ آپؐ نے فرمایا تم لوگ عجمیوں کی طرح ہر آنے والے کے لیے کھڑا نہ ہوا کرو۔ ہاں اگر کوئی معزز مسلمان آئے تو اس کی تعظیم کے لیے اٹھو اور اسے اچھی جگہ دو۔ جو شخص ملاقات کے لیے آئے اس کا احترام کرو۔ ایک دفعہ ایک خوب صورت نوجوان حضورؐ کی مجلس میں آیا۔ آپ نے اپنی چادر پھیلا دی۔ تاکہ وہ اس پر بیٹھ جائے۔ حالانکہ وہ شخص یہودی تھا۔ حضورؐ کی اس عادتِ کریمہ کو دیکھ کر اس نے اسلام قبول کر لیا ان کا اسم گرامی جابر بن عبداللہ انصاری (رضی اللہ عنہ) تھا۔ مجلس میں آتے وقت السلام علیکم کہتے۔ اور اسی طرح جاتے وقت بھی سلام کرتے۔ اگر مجلس سے اٹھ کر کسی کام کو جائے تو واپس

marfat.com

اپنی ہی جگہ پر بیٹھے۔ مجلس میں ایک ہی جگہ مقرر کر لینا اچھا نہیں۔ مسجد میں داخل ہو تو دو رکعت نماز پڑھے۔ ایک بار حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں بیٹھے ہوئے سلیک غطفانی سے پوچھا کہ آیا تم نماز پڑھ چکے ہو۔ اس نے کہا نہیں۔ آپ نے فرمایا۔ اٹھو پہلے نماز پڑھو پھر بیٹھو۔ کعبۃ اللہ میں داخل ہوتے وقت دایاں قدم پہلے اندر رکھے۔ جب مسجد سے باہر آئے تو بایاں قدم پہلے باہر نکالے۔ مسجد میں بیٹھے وقت قبلہ رو ہو کر بیٹھے مسجد میں اونچی گفتگو نہ کرے۔ کوئی چیز گم ہو گئی ہو تو اسے بلند آواز سے طلب نہ کرے۔ تلوار کشی نہ کرے۔ کسی قسم کے اسلحہ کی نمائش نہ کرے۔ مسجد سے اٹھے تو کہے۔

سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ۔

مسجد میں خرید و فروخت نہ کرے خواہ یہ خرید و فروخت جائز ہی کیوں نہ ہو۔

لوگوں سے ملاقات کرنا سنت ہے جو شخص گوشہ نشینی اختیار کر لیتا ہے اس سے ملاقات کرنے والا بدرجہا اچھا ہے۔ لوگوں کی تکلیف میں شریک ہو۔ ان کے غموں میں اظہار غم کرے۔ کسی کے پاس اجازت کے بغیر نہ جائے۔ حضور نبی کریمؐ نے اس معاملہ میں اتنی سخت تاکید فرمائی ہے کہ اگر کوئی شخص کسی کے ہاں بلا اجازت چلا جائے، تو اہل خانہ اگر اس کی آنکھیں نکال دیں تو اس کا کفارہ یا دیت ضروری نہیں۔

حضورؐ کی طرف خواہ مخواہ کوئی بات منسوب کرنا سخت بُرا ہے۔ آپؐ نے فرمایا جو شخص مجھ پر جھوٹ کی نسبت کرے وہ اپنا مقام دوزخ بنا لے۔

آنکھوں میں سرمہ لگانا سنت رسول ہے مگر پرندوں کے کھیل، دروغ گوئی، غیبت، ستارہ شناسی درست نہیں فرمایا جو شخص ستارہ شناسی یا نجوم کا علم سیکھتا ہے اس نے گویا جادو کی ایک شاخ سیکھی ہے۔ اپنے احباب کے ساتھ محبت کرنا سنتِ رسول ہے۔ مگر اس کے سامنے اس کی تعریف اور خوشامد کرنا بُری چیز ہے۔ آپ نے فرمایا تمہارے سامنے جو لوگ تمہاری تعریف کرتے ہیں۔ ان کے منہ میں خاک ڈالو، باہمی مشورہ کرنا سنت ہے یہ مشورہ نہایت درست دینا چاہیے۔ مگر کسی چیز کو گالی دینا یا لعنت کرنا جائز نہیں حضورؐ نے مردوں کو خوشبو استعمال کرنے کا حکم دیا ہے۔ مگر وہ

marfat.com

عورتیں جو گھر میں خدمت گزاری پر مامور ہوں وہ خوشبو سے پرہیز کریں۔ آپ نے فرمایا جو عورت خوشبو لگا کر گھر سے باہر نکلتی ہے اللہ کے فرشتے اس پر لعنت بھیجتے ہیں جب تک وہ واپس گھر نہیں آجاتی۔ عورت کے لیے تنہا سفر نہیں کرنا چاہیے۔ اور نہ ہی تنہا اپنے گھر میں سونا چاہیے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لاعدوی، ولاطیرۃ، ولا صفر یعنی اگر کسی کو متعدی بیماری ہو تو وہ دوسروں میں پھیلانے سے اجتناب کرے۔ جس طرح برص، جذام، تپ دق یا چیچک وغیرہ متعدی بیماری ہیں۔ فالِ بد کی کوئی حیثیت نہیں ہے اس سے پرہیز کرے۔ ماہ صفر کو بری فال کے طور پر خیال کرنا اچھا نہیں۔ اس میں کوئی حقیقت نہیں۔ حضورؐ نے جب یہ بات بیان کی تو مجلس میں ایک شخص اٹھا اور عرض کی یا رسول اللہ! یہ اونٹوں کو خارش کی بیماری ہوتی ہے۔ ان سے دوسرے اونٹ بھی متاثر ہوتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فَمَنْ اَجْرَبَ الْاَوَّلَ (سب سے پہلے اونٹ کو یہ بیماری کہاں سے لگی تھی۔) ایک روایت میں یہ بھی آیا ہے کہ ایک بار ایک جذامی آپ کے پاس آیا اور بیعت ہونے کے لیے اپنا ہاتھ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ میں رکھنا چاہا۔ حضورؐ نے فرمایا:۔

"تمھیں بیعت کر لیا گیا ہے تمھارے ہاتھ ملانے کی ضرورت نہیں تمھاری بیعت قبول ہے۔"

یہ واقعہ اسلام کے ابتدائی ایام کا ہے۔ حضورؐ ذاتی طور پر اس مجذومی سے ہاتھ ملانے کے خلاف نہیں تھے۔ مگر آپ کو دوسرے لوگوں کے جذبات کا احترام تھا کہ وہ اس طرح حضورؐ سے بیعت لینے سے ہچکچائیں گے۔ اور اس طرح اسلام کی اشاعت کا کام متاثر ہوگا۔

حضورؐ نے فرمایا۔ کہ مجلس اور اہلِ مجلس کا حق ادا کرو۔ اور یہ حق یوں ہے کہ آنکھیں نیچی رکھو۔ سلام کا جواب احترام سے دو اگر کوئی نابینا دیکھو تو اس کی راہنمائی کرو۔ اچھی باتوں کی ترغیب دو۔ بُرے کاموں سے منع کرو۔ اگر کسی مسلمان بھائی کے مشکل درپیش ہو تو اس کے رفع کرنے میں مدد کرو۔ جو شخص اپنے مسلمان بھائی کو کپڑا پہنائے گا۔

marfat.com

اللہ تعالیٰ اسے لباس عطا فرمائے گا جو شخص مسلمان بھائی کے مصائب کو دور کرے گا اللہ تعالیٰ اس کی مشکلات کو قیامت کے دن کم کر دے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کی مدد فرماتا ہے جو اس کے بندوں کی امداد کرتا ہے۔ یاد رکھو کہ کسی سائل کو اپنے دروازے پر آنے سے نہ روکو۔ جو علم حاصل ہو اسے چھپانے کی کوشش نہ کرو۔ بددل نہ ہو۔ بخیل نہ ہو۔ احسان جتانے سے پرہیز کرو۔ حضورؐ نے فرمایا۔ جو شخص اپنے احسانات جتاتا ہے وہ بہشت میں نہیں جائے گا۔

کھانا کھانے کے اسلامی آداب

بسم اللہ پڑھ کر کھانا شروع کرے۔ دائیں ہاتھ سے کھانا کھائے طعام کا احترام کرے۔ حضورؐ زمین پر پڑی ہوئی روٹی اٹھا لیا کرتے تھے۔ اور فرماتے میں روٹی اس طرح کھاتا ہوں۔ جیسے غلام۔ حضورؐ کھانا کھاتے تو فرمایا کرتے اے اللہ! اپنی دی ہوئی روزی ہمارے لیے مبارک فرما۔ اور اس سے بہتر روزی عطا فرما۔ جب گوشت کھاتے یا دودھ پیتے دعا کرتے۔ اے اللہ! اے اللہ اپنی رحمتوں سے اس میں اضافہ فرما۔

حضورؐ نے ایک موٹے آدمی کو دیکھا پوچھا تم کیا کھاتے ہو؟ اس نے بتایا ہمارے علاقہ میں غلہ نہیں ہوتا۔ میں گوشت اور دودھ ہی استعمال کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا تم نے دونوں طاقت بخش غذائیں جمع کر لی ہیں۔ گوشت بھی اور دودھ بھی یہ قوت بخش کھانے ہیں۔ حضورؐ کا معمول تھا کہ تنہا کھانا نہیں کھایا کرتے تھے۔ اور فرماتے ایک شخص کا کھانا دو کے لیے کافی ہے۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ تنہا کھانا کھانے والا شخص بدترین انسان ہے۔ اس طرح اللہ تعالیٰ کی رحمت کے دروازے بند ہو جاتے ہیں۔ حضورؐ کا معمول تھا کہ دستر خوان کے ریزے ٹکڑے اٹھاتے اور کھاتے آپ فرمایا کرتے تھے جو شخص دستر خوان کے ریزوں کو کھائے گا اس پر اور اس کے اہل و عیال پر بھوک نہیں آئے گی۔ حضورؐ نے روٹی کا ایک ٹکڑا زمین پر پڑا پایا۔ تو حضرت عائشہ صدیقہ

رضی اللہ عنہا سے کہا کہ اس نعمت خداوندی کا احترام کرو۔ جو لوگ اس رزق کی قدر کرتے ہیں ان سے اللہ کی رحمت منہ نہیں موڑتی۔

ایک بار حضورؐ نے حضرت ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کو دیکھا۔ کہ وہ دسترخوان سے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے اٹھا کر کھا رہے ہیں۔ حضورؐ نے تین بار فرمایا مبارک ہو مبارک ہو تمہیں مبارک ہو۔ حضرت ایوب انصاری نے عرض کی یارسول اللہ! صرف مجھے ہی یا کسی اور کو بھی۔ آپ نے فرمایا جو بھی ایسا کرے گا۔ اسے مبارک ہو۔ اللہ تعالیٰ ایسے انسان کو دیوانگی، جذام، فالج، ذات الجنب، زرداراور حمق جیسی بیماریوں سے محفوظ رکھے گا۔ حضورؐ نے فرمایا جو شخص مسلمانوں کو کھانے کے لیے دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے جنت میں مختلف کھانوں سے نوازے گا۔ اگر وہ پیاسا ہوگا تو اسے پانی ملے گا۔ اسے رفیق محترم سے پانی ملے گا جو شخص کسی مسلمان کو کپڑا پہنائے گا اللہ تعالیٰ اسے بہشت میں خوبصورت لباس دے گا۔ جو شخص اپنے مسلمان بھائی کی کوئی آرزو پوری کرے گا۔ اللہ تعالےٰ اسے ہزار نیکیوں سے نوازے گا۔ اور اس کے نامہ اعمال سے ایک ہزار گناہ دھل جائینگے اور اس کے ہزار درجے بلند کر دیے جائیں گے۔ اور اسے تین بہشتوں سے کھانا دیا جائیگا فردوس بریں سے، جنات عدن سے، اور جنت خُلد سے۔

حضورؐ نے فرمایا جو بیمار کو کچھ کھانے کو دے گا اللہ تعالیٰ اس کو بہشتی میووں سے نوازے گا۔ حضورؐ نے فرمایا کہ گرم کھانے میں برکت نہیں ہوتی اسے ٹھنڈا کر کے کھاؤ۔

شادی کے لیے مہمانوں کو دعوت شدید دینا چاہیے اور ان کی خدمت کرنا چاہیے۔ کیونکہ حضورؐ شادی پر مہمانوں کو دعوت کرتے تھے۔ آپ نے فرمایا جب کوئی شخص دعوت پر بلائے اسے رد نہ کرے۔ اور اجازت لے کر جائے۔ اگر روزہ بھی ہو تو دعوت پر جائے۔ دعا کرے اور کچھ دیر بیٹھ کر واپس آجائے۔ جو شخص دعوت قبول نہیں کرتا وہ گناہگار ہوگا۔ جو شخص اپنی دعوت پر صرف امراء کو ہی بلاتا ہے۔ اور غریبوں کو نہیں بلاتا وہ خلاف سنت کرتا ہے۔ ایک بار کسی نے حضورؐ کو ختنہ کی دعوت پر بلایا آپ نہ گئے مگر جب آپ کو شادی کی دعوت پر بلایا گیا تو آپ چلے گئے۔ مگر اسکے گھر جا کر دیکھا کہ لوگوں نے

marfat.com

دیواروں کے ساتھ ریشمی کپڑے لگائے ہوئے ہیں آپ نے دیکھ کر فرمایا کیا یہ دیواریں ننگی ہیں ۔ انھیں لباس پہنایا گیا ہے ۔ یا دیواریں سردی سے ٹھٹھر رہی تھیں انھیں گرم کر رہے ہو یہ بات کہہ کر آپ واپس آ گئے ۔

حضورؐ نے سبزی کھانے کو سنت قرار دیا ہے ۔ آپ نے فرمایا اگر میرا بھائی موسیٰ علیہ السلام صبر کرتے اور حضرت خضر علیہ السلام سے یتیم کی دیوار اور کشتی کے واقعات کا نہ پوچھتے تو اللہ تعالیٰ انھیں علم کے ہزار باب سکھا دیتا ۔ حضرت عبداللہ سلام نے پوچھا یارسول اللہ ! وہ کیا علوم تھے ؟ آپ نے فرمایا ساتویں آسمان کا علم ۔ عرش معلیٰ کے نیچے کا علم ہے ۔ اور بیت المعمور کا علم سدرۃ المنتھیٰ کے اوپر کا علم ۔ ہوا کا علم ، حضرت خضر علیہ السلام اور لیسع علیہ السلام دیوار چین کے پاس ہر روز ملتے ہیں ۔ ہر سال حج کرتے ہیں ۔ آب زمزم پیتے ہیں ۔ جو انھیں پورے سال کے لیے کافی ہوتا ہے ۔ ان کا کھانا کرنس ہوتا ہے ۔ یہ کھانا کھانے سے اس کے منہ میں خوشبو آتی ہے اس کے کھانے سے دانتوں میں درد نہیں ہوتا ۔

حضورؐ فرمایا کرتے تھے کہ کاسنی کھایا کرو اس پر بہشت کی نہروں کے پانی کے قطرے ٹپکتے ہیں ۔ حضورؐ کدو اور لہسن ملا کر پکواتے اور کھاتے ۔ فرماتے جو شخص یہ سبزی کھائے گا اس کے دل میں رقت پیدا ہو گی ۔ جس سے ذکر الٰہی میں لُطف آتا ہے اور ذہن کو قوت ملتی ہے ۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نمک کھانے کی اکثر تلقین فرماتے اور فرماتے کہ نمک کھانا کھانے سے پہلے اور آخر میں ضرور استعمال کرنا چاہیے اس سے اللہ تعالیٰ تین سو ساٹھ بیماریوں سے محفوظ فرماتا ہے ۔ ان بیماریوں میں ایک بیماری جذام ہے ۔ اور سنت یہ ہے کہ کھڑے ہو کر پانی نہ پئے کیونکہ اس سے بیماری کا آغاز ہوتا ہے ۔ اور اس سے شفا نہیں ہوتی ۔ ایک دفعہ صحابہ کرام پانی کا بھرا ہوا ایک ڈول لائے اور کھڑے کھڑے پانی پیا ۔ حضورؐ نے ان لوگوں کو دیکھا تو فرمایا بہتر ہوتا اگر بیٹھ کر پیتے ۔ کھڑے ہو کر پانی پینا ادب کے خلاف ہے ۔

ایک شخص نے حضورؐ کے سامنے کھڑے کھڑے پانی پیا ۔ آپؐ نے فرمایا کیا تم

marfat.com

چاہتے ہو کہ ایک بلی بھی تمہارے ساتھ پانی پیئے؟ اس نے کہا نہیں یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا شیطان تو بلی سے بھی برا ہے کھڑے کھڑے پانی پینے والے کے ساتھ شیطان پانی پیتا ہے۔ سنت یہ ہے کہ ٹوٹے ہوئے کوزے سے پانی نہ پیا جائے۔ اسی طرح چاندی اور سونے کے برتن میں پانی نہ پئے۔ سنت طریقہ یہ ہے کہ پانی پیتے وقت تین بار سانس لے۔ اور بسم اللہ کہہ کر پانی پینا شروع کرے۔ اور آخر میں الحمد للہ کہے۔ حضورؐ نے پھونک کر پانی پینے سے بھی منع فرمایا ہے۔ حضورؐ نے فرمایا گرم طعام پر پھونکیں نہ مارو کھانے کے دوران پھونکیں نہ مارو۔ شیشے میں پانی پینے سے درد جگر کا خطرہ ہوتا ہے مسلمانوں کو پانی پلانا سنت ہے۔ آپ نے فرمایا، ہر تشنہ جگر کا حق ہے، کہ اسے پانی پلایا جائے۔

حضورؐ نے فرمایا ایک شخص سفر پر تھا اس نے ایک پیاسے کتے کو دیکھا جو کنوئیں کے پاس بیٹھا ہے۔ اس شخص نے اپنا موزہ اتارا پگڑی سے باندھا اور کنوئیں سے پانی نکال کر پیاسے کتے کو پانی پلایا۔ اللہ تعالیٰ نے اسے اسی نیکی پر بخش دیا۔ صحابہؓ نے عرض کی یا رسول اللہ! کیا جانوروں کو پانی پلانے سے بھی ثواب ملتا ہے۔ آپ نے فرمایا جہاں جان ہے اسے پانی پلانے سے ثواب ملے گا۔ ایک شخص حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوا عرض کی حضور مجھے کچھ ایسا عمل بتائیں جس سے میں جنت میں جاؤں۔ اور دوزخ سے بچ جاؤں۔ آپ نے فرمایا سچ بولا کرو۔ اور سخاوت کیا کرو۔ اس نے کہا اس کی کسے طاقت ہے؟ آپ نے فرمایا کھانا کھلایا کرو۔ اور سلام کیا کرو۔ حضورؐ نے فرمایا ایک اونٹ لو، مشک رکھوا دو اور ان لوگوں کو پانی پلاؤ جنھیں پانی نہیں ملتا ابھی مشکیزہ نہ پھٹے گا اور اونٹ نہ مرے گا۔ کہ اللہ تعالیٰ تمھیں بہشت عنایت فرمائے گا وہ شخص اٹھا اللہ اکبر، اللہ اکبر کہتا ہوا نکلا۔

حضورؐ نے فرمایا دو جگہ بیٹھنے اور دو چیزیں پہننے سے منع فرمایا ہے ایک تو دھوپ اور سایہ میں بیٹھنا، دوسرے ایسے دو کپڑے پہننا جس سے عریانی ہو۔

آپ نے فرمایا اگر تم دھوپ میں بیٹھو اور دھوپ چلی جائے تو یہ بھی دھوپ اور سایہ

marfat.com

ہیں بیٹھنے کے مترادف ہے۔ حضورؐ نے فرمایا مسلمان کا مسلمان پر چھ چیزوں کا حق ہے سلام کہے، سلام کا جواب دے۔ کوئی مشورہ لے تو انکار نہ کرے۔ کسی کی چھینک سنے تو یرحمک اللہ کہے۔ بیمار کی عیادت کرے۔ مرنے والے کے جنازے پر جائے۔ اگر تین بار چھینک آئے تو یرحمک اللہ کہے اگر تین بار سے زیادہ چھینکیں آئیں تو زکام ہوگا۔

داناؤں نے کہا ہے۔ کہ چھینک والے کے لیے چھ چیزوں کو ملحوظ خاطر رکھنا چاہیے پہلے تو چھینک کی آواز آہستہ ہونی چاہیے منہ کپڑے یا ہاتھ سے بند کرے۔ گردن پر کپڑا رکھے۔ الحمدللہ کہے۔ یرحمک اللہ کہے۔ چھینک کے وقت فوراً الحمدللہ کہے۔ حضورؐ نے فرمایا جو شخص چھینک کے وقت الحمدللہ کہتا ہے اسے دانتوں کا درد نہیں ہوتا۔

ایک بار دو شخص حضور کی بارگاہ میں حاضر ہوئے دونوں کو چھینکیں آئیں ایک کے جواب میں آپ نے یرحمک اللہ مگر دوسرے کے لیے نہ کہا۔ اس نے کہا یارسول اللہ! آپ نے اس کے لیے یرحمک اللہ کہا مگر میری باری خاموش رہے۔ آپ نے فرمایا اس نے الحمدللہ کہا تھا مگر تم نے نہیں کہا تھا۔ حضورؐ نے فرمایا وہ بات درست ہوتی ہے جس کے ساتھ چھینک آئے۔ کہتے ہیں کہ صحابہ کرامؓ جب ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑتے تو سورۃ العصر پڑھتے کیونکہ یہ سنت رسول ہے۔

حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے فرمایا ایک دوسرے کے ہاتھ میں ہاتھ رکھو کیونکہ یہ سنت ہے۔ اور اس سے دوستی زیادہ ہوتی ہے۔ صحابہ نے کہا یارسول اللہ! ہم نے اسلام کی خاطر کمر جھکا دی ہے۔ آپ نے فرمایا یوں کہو۔ ہم نے اسلام کی خاطر ہاتھ میں ہاتھ ڈالا ہے۔ اگر دو مسلمان ایک دوسرے کے ہاتھ میں ہاتھ دیں تو جب تک اللہ تعالیٰ انھیں بخش نہیں دیتا وہ علیحدہ نہیں ہوتے۔ آپ نے فرمایا ایک دوسرے کے ہاتھ میں ہاتھ دینے سے کینہ ختم ہوجاتا ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ مسلمان کی سخاوت یہ ہے کہ وہ ہر شخص کو سلام کہے خواہ وہ اس کا واقف نہ ہو۔ سلام اللہ تعالیٰ کو بے حد پسند ہے یہ حضرت آدم کی سنت ہے۔ حضرت کے بیٹے اور تمام پیغمبر سلام کرتے تھے۔ مگر ابلیس نے ہر بار

marfat.com

رونا شروع کیا۔ جب مسلمان ایک دوسرے کو سلام کہتا ہے سلام عذاب سے امن کی علامت ہے۔ جس قوم نے سلام کہا وہ عذاب سے بچ گئی۔ سلام اللہ کے ناموں میں سے ایک نام سلام اور بہشت میں مختصر سا فاصلہ ہے۔ سلام مومنوں کے لیے فرشتوں کا ایک تحفہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَالْمَلٰٓئِكَةُ يَدْخُلُوْنَ عَلَيْهِمْ مِّنْ كُلِّ بَابٍ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ حضور فرماتے ہیں جو شخص اپنے بھائی کو سلام کہتا ہے، اللہ تعالیٰ کے فرشتے اس کے لیے نیکیاں لکھتے ہیں۔ جو شخص سلام کا جواب دیتا ہے اس کے نامہ اعمال میں بھی اتنی ہی نیکیاں لکھی جائیں گی۔ حضور سر کے بالوں اور داڑھی مبارک کو کنگھی کیا کرتے۔ اور جو بال کنگھی میں رہتے انھیں علیحدہ کر لیتے۔ اس طرح آپ دن میں دو بار داڑھی کو کنگھی فرماتے۔ فرماتے، کنگھی سے بیماریاں دور ہوتی ہیں حضور دو کپڑے پہنتے ایک تو نیم پنڈلی تک ہوتا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک بار اکیدر نے حضورؐ کی خدمت میں ریشم کا ایک جبہ بھیجا۔ لوگوں کو بڑا تعجب ہوا آپ نے فرمایا تمھیں تعجب ہے مجھے اللہ کی قسم ہے کہ سعد و معاذ کی پھٹی ہوئی پگڑی بہشت میں اس ریشمی کپڑے سے زیادہ قدر رکھتی ہے۔ حضورؐ کے پاس ایک دیبا کا جُبّہ تھا جب آپ جنگ پر جاتے پہن لیتے، آپ کا جوتا زرد ہوتا۔ علیہ السلام۔

marfat.com

نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کا لطیف مزاح

حَدَّثَنَا اَبُوْمُحَمَّدٍ عَبْدُ اللهِ بْنِ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِي بْنِ زِيَادَ الدَّقَاقِ الْعَدْلِ قَالَ اَخْبَرَنَا اَبُوْ اِسْحٰق اِبْرَاهِيْمِ بْنِ اِسْحَاقَ الْاَنْمَاطِي قَالَ حَدَّثَنَا شَرِيْكٌ بْنُ عَاصِمِ الْاَحْوَلُ عَنْ اَنَسٍ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كُنَّا نِّي رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا ذَا الْاُذُنَيْنِ ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ابوطلحہ کا ایک بیٹا تھا جو ام سلیم کے بطن سے پیدا ہوا تھا اس کا نام ابوعمیر تھا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس سے مزاح کرتے تھے اور اسے ہنساتے۔ اور خود بھی مسکراتے۔ ایک دفعہ اسے ہوگئی آپ ان کے گھر تشریف لے گئے۔ دیکھا کہ ابوعمیر بڑا افسردہ بیٹھا ہے پوچھا اسے کیا ہوا ہے؟ بتایا گیا کہ حضور اسے خارش ہوگئی ہے۔ حضورؐ نے فرمایا یا اَبا عمیر۔ ما فعل النغیر۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس مزاح میں چند نکتے قابل غور ہیں۔ جو صرف آپ سے ہی مخصوص ہیں۔ ایک تو یہ بات ہے کہ حضور انصار سے بڑا پیار کرتے تھے۔ دوسری بات یہ تھی کہ آپ حضرت اُمّ سلیم کے ہاں خصوصی طور پر تشریف لے جاتے تھے اور اس سے کھل کر باتیں کرتے تھے۔ تیسری بات یہ تھی کہ حضورؐ کی خوش خلقی دور نزدیک کے ساتھ یکساں تھی۔ چوتھی یہ کہ بچوں سے مذاق کرنا مباح ہے۔ پانچویں یہ کہ نام میں تصغیر بولنا جائز ہے۔ جیسے عمیر وغیرہ۔ چھٹے یہ کہ کنیت کا استعمال کرنا۔ ساتویں یہ کہ حیوان کو جب چھوٹا ہوتا ہے تصغیر سے پکارا جاتا ہے۔ آٹھویں یہ کہ حیوان کے کام کو انسان سے منسوب کرنا۔ مَا فَعَلَ النُّغَيْرُ۔ پھر حلال چیز کا شکار کرنا پھر بیت الحرام میں شکار کرنا جسے حرم کے باہر سے پکڑا ہو۔ گیارہویں

marfat.com

بات یہ ہے۔ افسردہ دل کو خوش کرنا سنتِ نبویؐ ہے۔ بارھواں یہ کہ مرغ خواہ بچہ دے یا انڈہ اسے پالنا جائز ہے۔

کہتے ہیں حضور کی پھوپھیوں میں سے ایک بوڑھی عورت نے عرض کی یارسول اللہؐ! دعا کریں مجھے بہشت میں جگہ ملے۔ آپ نے فرمایا "بہشت میں کوئی بوڑھی نہیں جائیگی۔" یہ سنکر وہ بڑی افسردہ ہوئی آپ نے فرمایا قیامت کے دن اللہ تعالیٰ تمام عورتوں کو جوان بناکر بہشت میں بھیجے گا۔ حضور مذاق فرماتے تو کہا کرتے مَا خَا لَیدَیْن۔ او دو ہاتھوں والے

ایک سفر میں حضورؐ کے پاس ایک عورت نے کہا۔ یارسول اللہؐ! مجھے اونٹ پر بٹھالیں آپ نے فرمایا تجھے اونٹ کے بچے پر بٹھاؤں گا۔ عورت نے کہا یارسول اللہ! میں بچے پر نہیں بیٹھوں گی۔ آپ نے فرمایا اچھا تمھیں اونٹنی کے بچہ پر بٹھاؤں گا اس نے کہا یارسول اللہؐ! وہ مجھے اٹھا نہیں سکے گا۔ آپؐ نے ہنس کر فرمایا اس عورت کو بتاؤ کیا اونٹ، اونٹ کا بچہ نہیں ہوتا۔

ایک دفعہ ایک عورت آئی۔ اور کہنے لگی یارسول اللہؐ! میرا شوہر بیمار ہے وہ آپ کو یاد کرتا ہے۔ آپؐ نے فرمایا اد ہو! اس کی آنکھ میں تو سفیدی ہے۔ وہ دوڑی دوڑی گھر آئی اور شوہر کی آنکھوں کو دیکھنے لگی۔ شوہر نے کہا کیا دیکھتی ہو؟ کہنے لگی! حضورؐ نے فرمایا ہے۔ "تمھاری آنکھوں میں سفیدی ہے۔" اس نے کہا اللہ کی بندی۔ حضورؐ نے سچ فرمایا ہے ہر ایک کی آنکھ میں سفیدی ہوتی ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں چھوٹی تھی تو حضورؐ کے ساتھ دوڑتی تو آگے نکل جاتی تھی۔ جب بڑی ہو کر موٹی ہوگئی تو حضورؐ مجھ سے آگے نکل جاتے اور میرے کندھوں پر ہاتھ رکھ کر فرماتے:۔

"میں نے اپنی باری اتار لی ہے۔"

کئی بار ایسا ہوا کہ حضرت ابوہریرہؓ آپ کے ساتھ چلتے آپ آگے نکل جاتے حالانکہ ابوہریرہؓ بڑے سبک رفتار تھے۔ حضرت سفینہ حضورؐ کے غلام نے بتایا کہ ہم لوگ صحابہؓ کے ساتھ سفر پر جارہے تھے ان کا سامان ان پر بوجھل تھا۔ حضورؐ نے مجھے حکم دیا کہ اپنی چادر

marfat.com

بچھا دوں۔

میں نے بچھا دی آپؐ نے ان سب کا بوجھ اس میں ڈال دیا۔ اور فرمایا تم سفینہ (جہاز) ہو۔ اٹھاؤ۔ میں نے اٹھالیا حضورؐ کے اس فرمان کی برکت سے اس دن کے بعد میں کتنا بھی بوجھ اٹھا لیتا تو مجھے بھاری محسوس نہ ہوتا۔ حضرت حسن اور حسین رضی اللہ عنہما ابھی بچے تھے تو حضورؐ انھیں کھلاتے اور فرماتے :۔

حَزُقَّةٌ حَزُقَّةٌ تَرَقَّ عَيْنَ بَقَّةٍ اَللّٰهُمَّ اِنِّي اُحِبُّهُ فَاَحِبَّهُ

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ عائشہ صدیقہؓ سے کہا مجھے معلوم ہے تم کب مجھ سے خوش ہوتی ہو؟ اور کب ناراض۔ حضرت عائشہؓ نے پوچھا وہ کیسے یا رسول اللہ؟ آپؐ نے فرمایا جب تم مجھ سے خوش ہوتی ہو تو قسم کھاتے وقت لا ورب محمد! مجھے محمد کے رب کی قسم ہے۔ مگر جب تم ناراض ہوتی ہو تو کہتی ہو" لا ورب ابراہیم " مجھے ابراہیم کے رب کی قسم ہے۔ حضرت عائشہؓ نے کہا :۔ یا رسول اللہ! یہ بات صحیح ہے۔

ایک دن حضرت حسین دوسرے بچوں کے ساتھ گلی میں کھیل رہے تھے حضورؐ نے آپ کو پکڑنا چاہا۔ تو وہ ادھر اُدھر بھاگتے رہے۔ آخر حضورؐ نے انھیں پکڑ لیا ایک ہاتھ سر پر رکھا ایک ٹھوڑی کے نیچے اور منہ چوم لیا۔

حضورؐ نے ایک بار حضرت عائشہ صدیقہ (جب وہ چھوٹی تھیں) کو دیکھا کہ گڑیاں سامنے رکھیں کھیل رہی ہیں آپؐ نے پوچھا عائشہ یہ کیا کر رہی ہو؟ کہنے لگیں یہ سلیمان علیہ السلام کا لشکر ہے آپ خاموش رہے اور مسکرا کر چلے گئے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ایک دفعہ میرے پیٹ میں شدید درد ہو گیا میں درد سے بے تاب تھا حضورؐ وہاں سے گذرے اور فرمایا ابوہریرہ نماز پڑھو درد ٹھیک ہو جائے گا حضرت ابوہریرہؓ نے ایسا ہی کیا۔ مگر حضورؐ نے فرمایا میں تو مذاق کر رہا تھا۔

ایک بار حضور نبی کریم صاحب کوثر و تسنیم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں آئے تو وہاں

marfat.com

امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ نظر آئے جو زمین پر لیٹے تھے۔ کندھے سے چادر اُتری ہوئی تھی۔ اور بدن گرد آلود تھا۔ حضورؐ کو دیکھ کر اٹھ بیٹھے حضورؐ بدن سے مٹی جھاڑتے جاتے اور کہتے جاتے ابو تراب بیٹھ جاؤ۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک دن حضرت ابو بکر (میرے والد مکرم) رضی اللہ عنہ میرے گھر آئے اور فرمانے لگے۔ حضورؐ سے دعا کرانا کہ اللہ تعالیٰ تمھارے سابقہ اور آئندہ گناہ بخش دے۔ حضورؐ رات کو گھر آئے آپ نے مجھے دیکھا کہ میں گڑیوں سے کھیل رہی ہوں پوچھا یہ کیا ہے۔ میں نے کہا یا رسول اللہ! یہ سلیمان کا لشکر ہے۔ یہ سن کر حضورؐ گھر سے نکلنے لگے۔ تو میں نے اٹھ کر حضورؐ کے گلے میں باہیں ڈال کر کہا یا رسول اللہ! میرے لیے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ میرے سابقہ اور آئندہ کے گناہ بخش دے حضورؐ نے ہاتھ اٹھائے اور کہا

"اے اللہ! عائشہ بنت ابو بکر کو بخش دے اس کی ظاہری اور باطنی بخشش فرما تاکہ اس کا کوئی گناہ نہ رہے۔"

پھر آپ نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا عائشہ! اب خوش ہو؟ میں نے کہا، ہاں یا رسول اللہ! میں اس اللہ سے بھی خوش ہوں۔ جس نے آپ کو سچا نبی بنا کر بھیجا ہے۔

آپ نے فرمایا۔

"عائشہ! آج تو میں نے تمھارے لیے خصوصی دعا کی ہے۔ مگر یہ دُعا میری امت کے لیے بھی ہے میں رات دن اپنی امت کے لیے یہ دعا کرتا ہوں یہ دعا قیامت تک آنے والے امتیوں کے لیے ہے۔"

حضورؐ نے ایک بار حضرت ابو ہریرہ کو فرمایا۔ زُرْنِی غِبًّا تَزْدَدْ حُبًّا (مجھے کبھی کبھی ملا کرو تاکہ محبت زیادہ ہو) اس حدیث کا سبب یہ ہے کہ ایک بار حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ آپ کو ملنے نہ آئے تو آپؐ نے پوچھا۔ ابو ہریرہ تم کہاں رہے؟ حضرت ابو ہریرہ نے کہا میں اپنی بہن کے پاس گیا تھا۔ آپؐ نے فرمایا میرے پاس زیادہ رہا کرو تم مجھے بے حد عزیز ہو۔ رشتہ داروں کے پاس زیادہ نہ جایا کرو تاکہ وہ تنگ نہ آجائیں۔

marfat.com

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا کہ زیادہ مذاق نہ فرماتے مگر جب کوئی صحابی غمگین ہوتا تو اسے خوش کرنے کے لیے مذاق فرماتے۔ لوگوں نے حضرت جعفر بن محمد الصادق سے پوچھا کیا حضورؐ کی طبیعت میں مزاح تھا؟ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے تو آپ کو خلقِ عظیم کا پیکر بنایا ہے آپ نے فرمایا:۔

واقعی آپ خلقِ عظیم کے مالک تھے۔ اللہ نے اپنے دوسرے پیغمبروں کے مزاج میں تھوڑی سی درشتی رکھی ہے۔ اور حضورؐ کی عادت مبارکہ میں نرمی اور رحمت رکھی تھی۔ یہ رحمت اور نرمی کا نتیجہ تھا کہ آپ امت سے بعض اوقات مذاق بھی فرماتے۔ بچوں سے مزاح کرتے۔ تاکہ صحابہ خوش رہیں۔ آپ فرمایا کرتے اللہ تعالیٰ ترش رو اور خشمگیں انسان پر خوش نہیں ہوتا۔

marfat.com

۶

قرآنِ پاک میں اسماءِ حضور صلی اللہ علیہ وسلم

اَلَّذِیْنَ یَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِیَّ الْاُمِّیَّ

اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام پاک میں اپنے رسول کو امی کے لقب سے پکارا پھر مزمل کہا پھر مدثر کہا، عبد کہا، اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ - تَبٰرَکَ الَّذِیْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰی عَبْدِہٖ - سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ - نذیر اور مبین کہا قُلْ اِنِّیْٓ اَنَا النَّذِیْرُ الْمُبِیْنُ ــــ احمد کہا ــ مِنْۢ بَعْدِی اسْمُہٗٓ اَحْمَدُ ــــ محمد کہا محمد رسول اللہ ــــ رحمت کہا وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ ــــ مصطفیٰ کہا اَللّٰہُ یَصْطَفِیْ مِنَ الْمَلٰٓئِکَۃِ رُسُلًا وَّمِنَ النَّاسِ ــــ رؤف کہا، رحیم کہا بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ ــــ صدق کہا وَالَّذِیْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَکَذَّبَ بِالصِّدْقِ اِذْ جَآءَہٗ ــــ اور نبی کہا یٰٓاَیُّھَا النَّبِیُّ ــــ رسول کہا یٰٓاَیُّھَا الرَّسُوْلُ کریم کہا اِنَّہٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ کَرِیْمٍ ــــ نور کہا قَدْ جَآءَکُمْ مِّنَ اللّٰہِ نُوْرٌ وَّکِتٰبٌ مُّبِیْنٌ ــــ نعمت کہا یَعْرِفُوْنَ نِعْمَتَ اللّٰہِ ثُمَّ یُنْکِرُوْنَھَا عبد اللہ کہا وَاَنَّہٗ لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللّٰہِ شاہد، مبشر، اور نذیر کہا، داعی، سراج منیر کہا۔ طٰہٰ اور یٰسٓ کہا۔ مذکر کہا فَذَکِّرْ اِنَّمَآ اَنْتَ مُذَکِّرٌ

marfat.com

۷

احادیث میں حضور اکرمؐ کے اسماءِ مُبارکہ

احادیث میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے یہ نام بیان فرمائے۔
محمد ــــ احمد ــــ مقفیٰ ــــ نبی رحمت ــــ الملحم
اس کتاب کے مؤلف (ابوسعید خرگوشی رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں کہ حضورؐ پرنور کے یہ نام ہیں۔

رسول علیہ السلام ــــ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ــــ احمد ــــ حاشر
ماحی ــــ عاقب ــــ خاتم ــــ نبی الرحمت ــــ الملحمتہ
متوکل ــــ غیث ــــ مقفیٰ

زبور شریف میں حضور کا نام نامیٔ محمودؔ ہے۔
کتاب ابراہیم میں آپ کا اسم گرامی " موددؔ" ہے۔
کتب عیسیٰ میں آپ کو مبلسقیط کہا گیا ہے۔
حضرت عیسیٰ علیہ السلام آپ کو " فارقلیط" کہتے تھے۔
ان اسماءِ گرامی کے علاوہ آپ کا لقب مبارک" ذبیح" ہے اَنَا اِبْنُ الذَّبِیْحَیْن
میں دو ذبیحوں کا بیٹا ہوں۔ یعنی اسماعیلؑ و عبداللہ۔

حضرت اسماعیلؑ کا واقعہ مشہور ہے کہ حضرت ابراہیمؑ نے خواب میں دیکھا، کہ میں اپنے بیٹے کو ذبح کر رہا ہوں۔ مگر حضرت عبداللہ کا واقعہ یوں ہے کہ:۔

حضرت عبدالمطلب نے خواب میں دیکھا کہ وہ حضرت عبداللہ کو قربان کر رہے ہیں کیونکہ عبدالمطلب نے قسم کھائی تھی کہ اگر اس کے ہاں دس بیٹے پیدا ہوئے تو وہ دسویں کو قربان کردے گا۔ حسنِ اتفاق سے دسواں بیٹا حضرت عبداللہ تھے۔ آپ نے اپنی قسم کے

marfat.com

مطابق عبداللہ کو ذبح کرنا چاہا، لوگوں نے ایسا کرنے سے منع کیا مگر آپ نے فرمایا میں نے تو نذر مانی ہوئی ہے اس پر حضرت عبداللہ کے تمام ماموؤں نے برملا کہا کہ ہم اپنی ہمشیرہ کے بیٹے کو ذبح نہیں ہونے دیں گے۔ چنانچہ یہ فیصلہ ہوا کہ شام میں جاکر وہاں کے کاہنوں سے اس نذر کی تعبیر پوچھی جائے۔ یہ لوگ وہاں گئے کاہنوں سے پوچھا ایک کاہن نے کہا، ان دس بیٹوں کے نام قرعہ ڈالا جائے بھلا کس کا نام آتا ہے۔ ایسا کیا گیا۔ حضرت عبداللہ کا نام نکلا اس نے کہا کہ ان پر دس اونٹ قربان کیے جائیں پھر قرعہ نکالا پھر حضرت عبداللہ کا نام نکلا۔ اب بیس اونٹ قربان کیے گئے۔ پھر قرعہ نکالا پھر حضرت عبداللہ کا نام آیا اس طرح بڑھتے بڑھتے سو اونٹ قربان کیے گئے۔ آخر کار سو اونٹ کے قربان کرنے کا قرعہ نکلا اس پر سب نے اظہار مسرت کیا۔ ایک سو اونٹ کعبۃ اللہ کے سایہ میں قربان کیے گئے اس دن سے ایک خون کے بدلے میں سو اونٹ دیت مقرر کی گئی۔ اس سے کم و بیش نہیں کی جاتی۔ اس دن سے حضرت عبداللہ کو ذبیح کے نام سے پکارا جانے لگا اللہ کا نام محمود ہے اور حضور کا نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔

کتاب کے مؤلف لکھتے ہیں کہ حضورؐ کی کنیت ابوالقاسم ہے آپ قیامت کے دن بہشت کو لوگوں کے درمیان تقسیم فرمائیں گے۔

حضورؐ کی صفات میں سے ایک نام راکب الجمل بھی ہے۔ آکل الذراع بھی ہے قابل الہدیہ بھی ہے۔ محرم المیتہ بھی۔ خاتم النبوت بھی حامل الہراوہ بھی۔[1]

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا توریت میں اسم گرامی ابوالرامل ہے کتاب شعیا میں نورالامم ہے۔ نُوْرُ اللّٰہِ الَّذِیْ لَا یَطْفِیْ وَھُوَ رُکْنُ الْمُتَوَاضِعِیْنَ

حضورؐ نے فرمایا اللہ کے نزدیک مجھے دس ناموں سے یاد فرمایا جاتا ہے۔ محمد۔ احمد۔ ماحی (کفر کو محو کیا) عاقب (خاتم الانبیاء) حاشر (قیامت کے دن لوگ آپ کے گرد

---

[1] صوفی برکت علی لودھیانوی صاحب دارالاحسان والہ نے حال ہی میں اسماء النبی پر ایک کتاب مرتب فرمائی ہے جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تقریباً دو ہزار اسماء گرامی جمع کیے ہیں (مترجم)

marfat.com

جمع ہوں گے) رسولِ رحمت ، رسولِ توبہ ۔ المقفیٰ ، رسول الملاء، قسم کامل ، جامع ۔ آپ نے فرمایا میں اوّل ہوں میں آخر ہوں ۔ ظاہر ہوں ، باطن ہوں ۔ حضور نے شب معراج کو فرشتوں کو درد کرتے سنا پوچھا جبرئیل ۔ یہ کیا ورد ہے یارسول اللہ ! آپ نبوّت میں اوّل ہیں اور بعثت میں آخرین ہیں ۔ حضورؐ سے پوچھا گیا آپ کو نبوّت کب ملی آپ نے فرمایا کُنْتُ نَبِیًّا وَّاٰدَمُ بَیْنَ الرُّوْحِ وَالْجَسَدِ ۔ میں اس وقت بھی پیغمبر تھا جب حضرت آدم علیہ السلام ابھی جان و تن کے درمیان تھے ۔

marfat.com

۸

اللہ تعالیٰ حضورؐ کے نام کی قسم کھاتا ہے

لَعَمْرُكَ اِنَّهُمْ لَفِیْ سَكْرَتِهِمْ يَعْمَهُوْنَ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں مَا خَلَقَ اللّٰهُ نفسا هی اکرم علیه من محمد صلی الله علیه وسلم وما اقسم بحیواة احد غیره :. اللہ تعالیٰ نے ایسا کوئی شخص پیدا نہیں فرمایا جو نبی اکرمؐ سے عزیز تر ہو۔ اللہ تعالیٰ نے کسی شخص کی قسم نہیں کھائی سوائے اپنے حبیب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے۔ آپ کی جان کی قسم کھائی لعمرک آپ کی رسالت کی قسم کھائی۔ یٰسٓ وَالْقُرْاٰنِ الْحَكِيْمِ اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ؕ آپ کی محبت کی قسم کھائی۔ وَالضُّحٰى وَاللَّيْلِ اِذَا سَجٰى سے وَمَا قَلٰى تک آپ کے مکارم اخلاق کی قسم کھائی۔ نٓ وَالْقَلَمِ اور اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ ؕ

لوگوں نے حضرت عائشہ صدیقہ سے آپ کی خلق کی وضاحت پوچھی تو آپ نے فرمایا رسول خدا کا خلق تو قرآن ہے۔ آپ کی آنکھوں کی قسم کھائی فَلَآ اُقْسِمُ بِمَا تُبْصِرُوْنَ آپ کے ذکر کی قسم کھائی قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ پھر طٰہٰ کہہ کر قسم کھائی۔ پھر حضرت جبرئیل علیہ السلام کو اُفقِ مبین پر دیکھنے کی قسم کھائی۔ فَلَآ اُقْسِمُ بِالْخُنَّسِ۔ وَلَقَدْ رَاٰهُ بِالْاُفُقِ الْمُبِيْنِ آپ کو خفا کرنے والوں کے خلاف قسم کھائی كَلَّا لَئِنْ لَّمْ يَنْتَهِ لَنَسْفَعًا بِالنَّاصِيَةِ آپ کے شہر کی قسم کھائی لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ ؕ آپ کی شریعت کی قسم کھائی۔ آپ کے زمانے کی قسم کھائی وَالْعَصْرِ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ۔

marfat.com

۹

اعضائے رسول کا قرآن میں تذکرہ

اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب محترم کی محبت کے پیش نظر آپ کے اعضاءِ بدن کا تذکرہ فرمایا ہے آپ کی ذات کا ذکر فرمایا۔ لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ آپ کے چہرے کا ذکر فرمایا۔ قَدْ نَرٰی تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِی السَّمَآءِ آپ کی آنکھوں کا تذکرہ فرمایا مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی پھر آنکھوں کا ذکر کیا لَا تَمُدَّنَّ عَیْنَیْكَ آپ کے کانوں کا ذکر فرمایا یَقُوْلُوْنَ هُوَ اُذُنٌ آپ کے دل کا ذکر فرمایا مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا آپ کے سینہ مبارک کا ذکر فرمایا فَلَا یَكُنْ فِیْ صَدْرِكَ حَرَجٌ اور اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ مزید فرمایا وَلَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّكَ یَضِیْقُ صَدْرُكَ قلب مبارک کا ذکر فرمایا نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِیْنُ عَلٰی قَلْبِكَ آپ کے کلام کا ذکر فرمایا وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰی آپ کی پشت مبارک کا تذکرہ فرمایا اَنْقَضَ ظَهْرَكَ آپ کی شکل وصورت کا ذکر فرمایا لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ آپ کے ہاتھوں کا ذکر فرمایا وَلَا تَجْعَلْ یَدَكَ آپ کے خلق کا ذکر فرمایا وَاِنَّكَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ آپ کی عمر کا تذکرہ فرمایا لَعَمْرُكَ آپ کی زبان کا ذکر فرمایا لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ۔ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم۔

marfat.com

۱۰

انبیائے کرام پر فضیلت رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

حضور نبی کریم صاحب کوثر و تسنیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے اپنے انبیاء پر چھ مقامات پر فضیلت عطا فرمائی ہے۔ جوامع الکلم، نصرت بالرعب۔ مالِ غنیمت کو حلال فرمایا۔ ساری زمین کو میرے لیے مسجد بنا دیا (کائنات ارضی کی مٹی کو میرے لیے پاک بنا دیا)، تمام کائنات کا رسول بنایا۔ خاتم النبیین قرار دیا

وہب بن منبہ کہتے ہیں کہ جب موسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے تورات کی الواح دیں تو ان پر حضور سرور کائنات اور ان کی امت کی تعریف لکھی ہوئی تھی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی یا اللہ! میں ان الواح کو اپنی امت کے سامنے کس طرح پڑھوں گا ان میں تو محمد رسول اللہ اور ان کی امت کی تعریف ہے۔ میں ان پر کس طرح احسان کروں گا جب کہ ان میں حضور کی امت کا ہی ذکر خیر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا موسیٰ! مجھے اپنے جلال کی قسم ہے۔ اور مجھے اپنے مقام کی قسم ہے۔ کہ میں اس شخص پر اس وقت تک راضی نہ ہونگا جب تک وہ میرے حبیب کو پسند نہ کرے اور اس بات کا اقرار نہ کرے کہ میرے حبیب محمد الرسول اللہ بہترین خلائق ہیں۔ مجھے اپنے جلال کی قسم ہے میں توریت کے ذریعہ یہ ظاہر کروں گا کہ محمد میرا حبیب ہے۔ اور اسے تمام کائنات پر فضیلت ہے اگر تمھاری امت اس فضیلت کا اقرار کرلے تو بہتر ہے۔ ورنہ انکار کرنے والوں پر اپنے قہر کے فرشتے مسلط کروں گا جو انھیں اپنی آواز کی کڑک سے ہلاک کردیں گے۔ اے موسیٰ! یاد رکھو۔ توریت کا دیباچہ میرے حبیب کے اوصاف سے پُر ہے۔ توریت کا خاتمہ میرے حبیب کی فضیلت سے پُر ہے۔ انجیل کا ابتدائیہ حبیبِ خدا کے اوصاف سے مزین ہوگا انجیل کا خاتمہ حبیبِ خدا کے ذکر سے مزین ہوگا۔ پھر آپ کے صحابہ کے ذکر سے مذکر ہوگا زبور کا

marfat.com

دیباچہ اس طرح ہے۔ محمد رسول اللہ خیر من نظلہ السماء، حضورؐ ان تمام مخلوقات سے بہتر ہیں جن پر آسمانوں نے سایہ کیا ہے۔ وہ صاحب مصاف ہوگا وہ پیغمبر رحمت ہوگا، وہ سال کی بہار ہوگا، وہ معدنِ خیر ہوگا وہ سالار انبیاء ہوگا، وہ پیشوائے نیکاں ہوگا۔ وہ میرے بندوں کا نور ہوگا۔ وہ معدنِ حکمت ہوگا۔ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

اے موسیٰ! جان لو محمد میرا برگزیدہ بندہ ہے۔ نہ وہ درشت خو ہے نہ سخت گو ہے۔ نہ بازاروں میں آوازیں بلند کرے گا وہ برائی کا بدلہ برائی سے نہ دے گا بلکہ معافی سے دے گا۔ اس کا ملک شام ہوگا۔ اس کا مولد مکہ ہوگا۔ اس کا مقام مدینہ ہوگا۔ اس کا لشکر انصار ہوگا۔ وہ ناقہ عضبا پر سواری کرے گا۔ جو اس کے پیچھے چلے گا وہ سیدھی راہ پائے گا۔ جو اس کی مخالفت کرے گا گمراہ ہوگا۔ اے موسیٰ! ان بنی اسرائیل والوں کو بتا دیں کہ ان کا توریت پر ایمان لانے کا کوئی فائدہ نہیں۔ ان کا موسیٰ پر ایمان لانے کا کوئی فائدہ نہیں، ان کا انجیل پر ایمان لانے کا کوئی فائدہ نہیں، ان کا عیسیٰ کی نبوت کا اقرار کرنا، کوئی فائدہ نہیں۔ جب تک محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور فضیلت کا اقرار نہ کریں وہ بنی ہاشم کے مبارک قبیلے سے ہے اسے امت میں اس لیے بھیجا گیا ہے کہ اللہ کی رحمتیں نازل ہوں۔

حضور قیامت کے دن خطاب فرمائیں گے۔ اس دن بے سہارا لوگوں کی شفاعت کریں گے ان کے زمانہ میں رحمت نازل ہوگی۔ ان کا مولد ایک بزرگ شہر میں ہوگا ان کی قبر مبارک ایسے مقام پر ہوگی جہاں جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہوگا ان کا دین دنیا کے بہترین مذاہب میں سے ہوگا۔ ان کی شریعت تمام شریعتوں سے اچھی ہوگی ان کی اتباع بہترین اتباع ہوگی۔ ان کے دو کندھوں کے درمیان مہر نبوت ہوگی۔ ان کا شعار نیکی پر ہوگا۔ راست گفتار ہوں گے۔ عدل و انصاف ان کی زندگی کا خاصہ ہوگا۔ لباس تقویٰ اور پرہیزگاری کا ہوگا۔ وہ ہجرت کر کے مدینہ منورہ میں جائیں گے۔ ان کے وزراء میں سے حضرت صدیق اکبر اور عمر فاروق ہوں گے۔ ان کے حواری طلحہ اور زبیر ہوں گے

marfat.com

میں اللہ ہوں اس کا رب ہوں۔ مجھے علم غیب ہے۔ ان کے خلیفہ حضرت صدیق ہوں گے۔ وہ زمین و آسمان میں صدیق ہوں گے حضرت عمر بن الخطاب شہادت پائیں گے۔ حضرت عثمان مظلومیت میں شہادت پائیں گے۔ ان کی خلافت کا آغاز حضرت صدیق سے ہوگا اور اختتام حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ پر ہوگا۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کہا میرے نبی کی اُمت اُمتِ مرحومہ ہوگی وہ ایک دوسرے پر شفقت کریں گے۔ آپس میں شیر و شکر ہوں گے۔ میں ان سے عذاب ہٹالوں گا۔ اور اپنی نعمتوں کے دروازے کھول دوں گا۔ ان کے گناہ معاف کر دوں گا ان کی نیکیاں مقبول ہوں گی۔ ان کی کوششیں مشکور ہوں گی۔ جو شخص میرے حبیب پر ایمان لائے گا اسے راست گوئی حاصل ہوگی۔ اور وہ گناہوں سے رہائی پالے گا۔ جو میرے حبیب پر ایمان نہ لائے گا وہ کافر ہوگا اور جھوٹا ہوگا وہ میری مخلوق میں سے راندہ ہوگا۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ میرے حبیب میرا یہ احسان ناقابلِ منت ہے کہ میں نے آپ کو سات چیزوں سے نوازا ہے۔ اوّل آسمان و زمین میں آپ سے بزرگ تر انسان پیدا نہیں کیا دوسرے میں نے ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبروں کو آپ کا اور آپ کی امت کا مشتاق بنا دیا ہے۔ تیسرے میں نے آپ کی اُمت کو زیادہ مالدار نہیں بنایا تاکہ وہ حساب قیامت میں زیادہ پریشان نہ ہوں۔ چوتھے آپ کی امت کے لوگوں کو لمبی عمریں نہیں دیں تاکہ وہ زیادہ گناہ نہ کرسکیں۔ پانچویں آپ کی اُمت کو زیادہ طاقت ور نہیں بنایا تاکہ اس کے سردار پہلی امتوں کے سرداروں کی طرح خدائی کا دعویٰ نہ کرنے لگیں۔ چھوٹیں آپ کی اُمت کو آخرین امت بنایا تاکہ زیادہ دیر تک زیر زمین نہ رہنا پڑے ساتویں آپ کی اُمت پر زیادہ سختی نہیں کی گئی حالانکہ بنی اسرائیل والے اگر اپنے کپڑے پر خون کا دھبا پاتے تو دھونے سے پاک نہ ہوتا بلکہ انھیں وہ حصّہ کاٹنا پڑتا تھا اگر کسی حصّہ جسم سے گناہ کرتے تو اس حصّے کو کاٹے بغیر پاک نہ ہوتا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک بار حضورؐ کی خدمت میں ایک یہودی حاضر ہوا کہنے لگا حضورؐ! کیا حضرت آدم کا رتبہ بلند تھا یا آپ کا؟ آپ نے فرمایا مجھے اللہ تعالیٰ

marfat.com

زیادہ رتبہ دیا ہے۔ یہودی کہنے لگا آپ غلط کہہ رہے ہیں آپ نے فرمایا مجھے اللہ تعالیٰ نے پانچ درجات سے نوازا ہے۔ جو حضرت آدم کو نصیب نہیں ہوئے۔ اگرچہ آدم میرے باپ ہیں مگر مجھے جن نعمتوں سے نوازا گیا ہے وہ انھیں نہیں دی گئیں۔ میں فخر تو نہیں کرتا مگر اس کی نعمت کا شکر ادا کرتا ہوں۔ یہودی نے پوچھا وہ پانچ درجات کیا ہیں۔ آپ نے فرمایا حضرت آدم سے جونہی لغزش ہوئی تو انھیں نزدیک سے ہٹا دیا گیا۔ اور ان کا لباس اتار دیا گیا ان سے کھانے پینے کی چیزیں ہٹا دی گئیں اگر میری اُمت سے کوئی شخص گناہ کرتا ہے تو نہ اسے اپنے دروازے سے دور ہٹاتا ہے۔ نہ اسے اپنے گھر سے باہر نکل جانے کا حکم دیتا ہے دوسرے یہ کہ حضرت آدمؑ سے لغزش ہوئی تو ان کے تن سے کپڑے اتار دیے لیکن میری امت کا کوئی فرد گناہ کرتا ہے تو کپڑوں سے عاری نہیں کیا جاتا۔ تیسرے یہ کہ حضرت آدمؑ کی لغزش کی وجہ سے آدم وحوا کو ایک دوسرے سے جدا کر دیا گیا۔ مگر میری امت میں گناہ کی وجہ سے مرد اور عورت کے درمیان جدائی نہیں ڈالی جاتی۔ چوتھے یہ کہ حضرت آدم علیہ السلام کے گناہ کو افشاء کر دیا گیا مگر میری امت کے گناہوں پر پردہ پوشی فرمائی جاتی ہے۔ پانچویں یہ کہ حضرت آدمؑ کی توبہ اس وقت تک قبول نہیں کی گئی جب تک بیت المعمور نہیں بنایا گیا۔ اور اس کا طواف نہ کر لیا گیا۔ مگر میری اُمت کے افراد کے گناہ بارش کے قطروں اور سمندروں کی لہروں سے بھی زیادہ ہوں تو جب وہ اظہار ندامت کرے اللہ تعالیٰ اسے معاف کر دیتا ہے یہودی کہنے لگا یا رسول اللہؐ! آپ نے درست فرمایا ہے میں بھی آج سے آپ کی رسالت پر ایمان لاتا ہوں اور کلمہ شہادت پڑھ کر مسلمان ہوتا ہوں۔ آپ نے فرمایا تم اللہ کا شکر ادا کرو کہ اس نے تھیں لاالٰہ الا اللہ پڑھنے پر پابندی نہیں لگائی۔ حالانکہ بنی اسرائیل والوں کو ایسا کرنے کی اجازت نہیں بنی اسرائیل اگر ایک بار لاالٰہ الا اللہ کہتے تھے تو وہ چالیس دن تک عورتوں کے پاس نہیں جا سکتے تھے۔ وہ چالیس دن تک گوشت نہیں کھا سکتے تھے۔ اپنے کپڑے پاک رکھتے تھے اور چالیس دن تک صحرا میں تنہا گذارتے تھے پھر کہیں اللہ تعالیٰ ان کی زبان پر سے لاالٰہ الا اللہ کو قبول فرمایا کرتا تھا۔ میری اُمت باوجود یکہ دن رات گناہ کرتی ہے مگر کلمہ پڑھنے سے محروم نہیں ہوتی۔ چنانچہ مجھ سے اور میری اُمت سے بڑھ کر فضیلت

marfat.com

حاصل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے میری امت کو کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّةٍ قرار دیا ہے۔

یحییٰ بن معاذ رازی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اے اللہ! تیری یہ کتنی بڑی نعمت ہے جو تو نے اُمتِ محمدیہ پر کی ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ کسی قوم کی تعریف نہیں کرتا۔ صرف امت محمدیہ کو خیرامت فرمایا ہے۔ امت محمدیہ کی ایک اور فضیلت یہ ہے کہ لوح و قلم کو پیدا کیا گیا۔ قلم جہاں تک چاہا چلتی گئی۔ وہ گزشتہ امتوں کے حالات لکھتی گئی۔ امت محمدیہ کے گناہ لکھنے شروع کیے تو اس امت کے گناہ پہلی امتوں سے کہیں زیادہ تھے۔ اللہ تعالیٰ نے قلم کو حکم دیا اب رک جاؤ اور لوح محفوظ پر میرے حبیب کے دو شہزادوں حسن اور حسین کا نام لکھو۔ قلم کو تعجب ہوا حیران ہوئی کہ ان ناموں سے کیا مراد ہے؟ اللہ تعالیٰ نے قلم پر نگاہ ڈالی، تو قلم کا سینہ چاک ہو گیا۔ اس کی سیاہی اللہ کی ہیبت سے خشک ہو گئی۔ اللہ نے فرمایا۔ اے قلم لکھو کہ امت گناہ گار ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ آمرزگار ہے۔ قلم نے جھک کر کہا اے اللہ! اگر مجھے علم ہوتا کہ تو اس امت پر اس قدر مہربان ہے تو میں اس کے گناہ لکھنے کی جراءت نہ کرتی۔

جب حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی الواح لے کر آئے تو کہا اے اللہ! میں دیکھ رہا ہوں کہ الواح پر محمدؐ اور اس کی اُمت کی تعریف لکھی ہوئی ہے اللہ نے فرمایا۔ وہ کیسے؟ عرض کی یہ ایسی اُمت ہے جو نیت کرے تو نیکی کی مالک بن جاتی ہے۔ مگر جب تک گناہ کا ارتکاب نہ کرے اس کے نامہ اعمال میں گناہ نہیں لکھا جاتا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ایک اُمت ایسی ہے جو ساری امتوں کے آخر میں آئے گی،

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا میں ایک ایسی امت دیکھ رہا ہوں جو گناہ کرتی ہے تو اسے نیکی کا ثواب ملتا ہے۔ اور جب ایک نیکی کرتی ہے تو اس کو دس نیکیاں ملتی ہیں اللہ نے فرمایا یہ امت آخری نبیؐ کی امت ہو گی۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا یا اللہ میں ایک ایسی امت دیکھ رہا ہوں کہ اگر وہ فرض کی ادائیگی میں بھی کوتاہی کریں تو تُو اسے معاف فرماتا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ اُمت آخر زمان میں ہو گی۔

marfat.com

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا اے اللہ میں ایسی امت دیکھ رہا ہوں جو جہاد کریگی
اللہ نے فرمایا یہ اُمّت آخری زمانہ میں ہو گی۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا یا اللہ! میں ایک ایسی امت دیکھ رہا ہوں کہ جب تک یہ اُمّت جنت میں داخل نہیں ہو گی جنت تمام امتوں کے لیے حرام ہو گی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ اُمّت آخری زمانہ میں ہو گی۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا یا اللہ! یہ کون سی امت ہے؟ اللہ نے فرمایا، یہ میرے نبی محمد رسول اللہ کی امت ہو گی۔ حضرت موسیٰؑ نے عرض کی اے اللہ اس امت کو میری امت بنا دے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ موسیٰ! میرے محمد کی اُمّت کے علماء انبیاء سے کم رتبہ نہیں ہوں گے۔ اور میرے محبوب کی امت کے عام لوگ دوسری امتوں کے علماء سے بلند رتبہ ہوں گے۔ یاد رکھو میرے محبوب کا رتبہ تمام انبیاء پر ایسے ہی ہے جیسے ان کا ان کی اُمّت پر ہے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم کسی بچے کا نام محمد رکھو تو اس کا احترام کرو۔ مجلس میں آئے تو اسے اچھی جگہ بٹھاؤ اس سے غصّہ والی بات نہ کرو۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ کو کہا۔ کیا تم چاہتے ہو کہ میں تمہارے قریب تر ہو جاؤں۔ حضرت موسیٰ نے عرض کی ہاں یا اللہ! یہ قربت تمہاری زبان، آنکھ، دل، رازِ دل اور جان سے بھی زیادہ ہو حضرت موسیٰؑ نے کہا۔ ہاں اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ تم میرے محبوب محمدؐ پر درود پڑھا کرو، اور نبی اسرائیل کو آگاہ کر دو کہ جو شخص محمد رسول اللہ کی نبوت کا انکار کرے گا قیامت کے دن میں اسے ان فرشتوں سے سزا دلواؤں گا جنھیں زبانیہ کہا جاتا ہے۔ اور میرے اور ان کے درمیان حجاب ہو گا۔ اے موسیٰ! بنی اسرائیل کو یہ بات پہنچا دو۔ کہ میرا احمد برکت ہے رحمت ہے اور نور ہے جو شخص اس سے محبت کرتا ہے میں اس سے محبت کروں گا خواہ اس نے میرے محبوب کو دیکھا ہے یا نہیں دیکھا۔ ایسے شخص کی زندگی کے علاوہ مرنے کے بعد بھی قبر میں اس پر اپنی رحمتیں نازل کروں گا۔ اور اسے مرنے کے بعد کسی قسم کا ڈر نہیں ہو گا۔ قیامت کے دن اسے حساب سے درگذر کروں گا۔ اور پُل صراط پر بلا دھڑک گذرے گا۔

marfat.com

اے موسیٰ! میرے نزدیک محترم انسان وہ ہو گا جو میرے محمدؐ پر ایمان لائے گا اس کی نبوت سے انکار نہیں کرے گا، اس سے دشمنی نہیں کرے گا اے موسیٰ! مجھے قسم ہے اپنی ذات کی کہ آسمانوں اور زمینوں کے بنانے سے پہلے، دنیا و آخرت پیدا کرنے سے پہلے مجھے اس بات کی خواہش ہے کہ جو شخص یہ گواہی دے کہ میں اللہ واحد ہوں، اور محمد میرا رسولِ برحق ہے۔ میں ایسے شخص کو دوزخ کی آگ سے محفوظ رکھوں گا۔ عزرائیل کو حکم دوں گا کہ اس کی جان نہایت نرمی سے نکال۔ منکر و نکیر کو حکم دوں گا کہ سوالات قبر میں اسے کسی قسم کا خوف نہ ہو۔

ایک رات حضرت عائشہ صدیقہ رات کے وقت کچھ سی رہی تھیں سوئی زمین پر گر گئی ادھر دیا بجھ گیا۔ اندھیرے میں اچانک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اندر تشریف لائے، اور ان کے آنے سے روشنی ہوئی اور گری ہوئی سوئی مل گئی۔ اور آپ سیتی رہیں حضورؐ نے فرمایا اس شخص پر بے حد افسوس ہے جو مجھے قیامت کے دن نہ دیکھے گا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا یارسول اللہ! وہ کون شخص ہے؟ جو آپ کو قیامت کے دن نہ دیکھ سکے گا۔ آپؐ نے فرمایا بخیل۔ حضرت عائشہؓ نے پوچھا یارسول اللہ بخیل کون ہے؟ فرمایا بخیل وہ ہے جس نے میرا نام نامی سنا اور درود نہ پڑھا۔ احادیث میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت آدم علیہ السلام پر اس طرح بھی فضیلت دی کہ اسے اپنے ید قدرت سے پیدا فرمایا۔ اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کو بھی پیدا فرمایا۔ مگر اس نور محمدیؐ کو حکم دیا کہ وہ عرش عظیم کا طواف کرے۔ یہ نور حضرت آدم کی پیدائش سے پانچ سو سال پہلے طواف میں مصروف رہا صلی اللہ علیہ وسلم۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما رعایت کرتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے الواح توریت کو دیکھا تو بڑے خوش ہوئے عرض کی یا اللہ تو نے جتنا کرم مجھ پر کیا ہے شاید ہی کسی اور پر کیا ہو۔ فرمایا تمھیں معلوم ہے ایسا کیوں ہے۔ عرض کی نہیں فرمایا میں نے اپنے بندوں کے دلوں پر نگاہ ڈالی تو تمھارا دل سب سے متواضع پایا۔ میں نے اسی وجہ سے تمھیں اپنی رسالت کے لیے منتخب فرمایا مہرباتوں کے لیے آزادی دی۔ کلیم اللہ بنایا۔ اب میں نے تمھیں

marfat.com

جو کچھ دیا ہے اس کا شکریہ ادا اسی طرح کر سکتے ہو کہ میری توحید پر قائم رہو اور میرے محمد سے پیار کرو صلی اللہ علیہ وسلم ۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ایک دن پوچھا اے اللہ ! محمدؐ کون ہیں ؟ فرمایا محمد وہ ہے جن کا نام میں نے عرشِ معلّی کی پیشانی پر لکھا ہوا ہے ۔ اس سے دو ہزار سال پہلے کہ میں نے آسمانوں اور زمینوں کو پیدا فرمایا تھا ۔ محمدؐ میرے رسول ہیں ۔ میرے محبوب ہیں میری مخلوق کے برگزیدہ ۔ حضرت موسیٰ کہنے لگے اگرچہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم برگزیدہ ہیں مگر میری اُمت پر تیرے اتنے احسانات ہیں کہ کسی دوسری اُمت پر نہیں اس کے سر پر بادلوں کا سایہ فرمایا انھیں شہد سے میٹھا من وسلویٰ عطا فرمایا اللہ تعالیٰ نے فرمایا، ہاں مگر میرے محبوب کی اُمت تو تمام امتوں سے ایسے ہی برگزیدہ ہے جس طرح میرا نبی تمام نبیوں سے ۔

حضرت موسیٰ نے عرض کی ۔ کاش میں حضور نبی کریمؐ کی امت کو دیکھ لیتا اللہ تعالیٰ نے فرمایا تم انھیں نہیں دیکھ سکتے ہاں اگر تم یہ چاہو کہ ان کی آواز سنو تو میں سنوا دوں ۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے خواہش کا اظہار کیا ۔ تو اللہ تعالیٰ نے آواز دی، یا امت محمد ! باپوں کے اصلاب اور ماؤں کے رحموں سے پیدا ہونے والے روحوں نے جواب میں کہا لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ ! یہ اس قدر دلکش آواز تھی کہ اسے حاجیوں کے لیے تلبیہ بنا دیا اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے امت محمدؐ ! میرا درود ہو تم پر ۔ میری رحمت ہو تم پر میری بخشش ہو تم پر ۔ مجھے قسم ہے میری رحمت میرے قہر پر غالب ہے ۔ میرے عذاب پر بخشش غالب ہے ۔ میں تمھاری التجائیں عرض کرنے سے پہلے بخشوں گا ۔ تمھارے گناہ کرنے سے پہلے بخش دیتا ہوں ۔ یہ گناہ خواہ سمندروں کی جھاگ سے بھی زیادہ ہوں ۔

ایک روایت میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جب اپنے محبوب نبی کریم صاحب کوثر و تسنیم کو پیدا فرمایا تو اپنا احسان جتانے کے لیے فرمایا ۔ "اے محمد ! وَمَا كُنْتَ بِجَانِبِ الطُّوْرِ" تو کیا آپ اس وقت طور کی وادی پر موجود نہیں تھے ۔ جب میں نے ندا دی تھی ۔ آپ نے عرض کی اے اللہ ! میں اس وقت بھی تیرا ہی رسول تھا حضرت ابن عباس فرماتے ہیں

کہ مجھے اللہ کی قسم! آخر تک کسی ماں نے حضور نبی کریم جیسا شجاع، سخی اور فصیح بیٹا نہیں جنا۔ آپ کی شجاعت کی ایک مثال ہے۔ کہ جنگِ ہوازن میں تمام اسلامی لشکر میدانِ جنگ سے شکست کھا کر بھاگ گیا۔ تو حضورؐ تنِ تنہا کھڑے رہے۔ بلکہ کفار پر حملہ آور ہوتے اور فرماتے جاتے تھے لا ابرح حتی یحکم اللہ الی لی۔ وھو خیر الحاکمین۔ آپ کی سخاوت کی ایک مثال یہ ہے کہ ہوازن کی فتح کے بعد آپ کے سامنے مالِ غنیمت کا ڈھیر لگا دیا گیا۔ تمام کا تمام مسلمانوں میں تقسیم کر دیا۔ خود خالی ہاتھ اُٹھے۔ آپ کی فصاحت کا ایک نمونہ نجاشی کے نام اس خط میں ملتی ہے۔ جس کے چند جملے نیچے درج کرتے ہیں۔

نجاشی کے نام نبی کریم کا نامۂ گرامی

کانا فی التقۃ منا بلک منک وکانک فی الرقۃ علینا منا لانا مادمنا لک لامین الاملنا ولد خفنا الا امنا۔ ہمارا کہنا ہمارے وثوق کی علامت ہے جو تمھارے حق میں ہے۔ تمھارا کہنا رحمت و شفقت کا وہ اظہار ہے جو تم ہمارے لیے کرتے ہو۔ تم ہم میں سے ہی ہو۔ اس لیے کہ ہم نے تمھیں کسی دنیاوی کام کے لیے منتخب نہیں کیا مگر ہم نے وہ کام کر لیا ہم کسی کام سے ڈرے نہیں حتیٰ کہ ہم اس کام سے بےفکر ہو گئے۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو فرمایا۔ بنی اسرائیل کو آگاہ کر دیجیے کہ اگر کسی نے میرے نبی کے حکم کا ایک جملہ بھی رد کیا تو میں اسے دوزخ میں ڈال دوں گا۔ اے موسیٰ مجھے امت محمد کا اتنا خیال ہے کہ اگر ان کا ایک فرد صبح کی نماز سے چاشت تک دو رکعت نماز اشراق ادا کرے گا۔ تو میں اس کے دن رات کے سارے گناہ معاف کر دوں گا۔ وہ زندہ ہوتے بھی میری پناہ میں ہو گا۔ مرنے کے بعد بھی میری پناہ میں رہے گا۔ اللہ تعالیٰ نے

---

[1] ان عربی الفاظ کے معانی اسرار و رموز سے پُر ہیں۔ حضور نبی کریمؐ کے ان صحابہ پر نجاشی کا بہت بڑا احسان تھا۔ جو ہجرت کر کے حبشہ میں پہنچے۔ حضور نبی کریم اس وقت الٰہی زبان میں خط لکھتے۔ جو مکتوب الیہ کے علاوہ دوسروں کی سمجھ سے بالا ہوتا۔ اور فصاحت و بلاغت کا ایک نمونہ ہوتا عربی دان حضرات ان الفاظ کی فصاحت کا صحیح اندازہ کر سکتے ہیں (مترجم)

marfat.com

اپنے محبوب کو قربت خاص سے نوازا اور فرمایا فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی۔ دنیا کی کوئی مخلوق اس قربت کا اندازہ نہیں لگا سکی۔ اللہ تعالیٰ نے جو قربت قاب قوسین میں بیان فرمائی ہے اس کا اندازہ اللہ ہی کو ہے۔ اے محمدؐ! میں نے آدم کو دنیائے آسمان کے سایہ میں رکھا ہے مگر آپ کو اپنی ذات کے قریب تر کر لیا ہے۔ دَنَا فَتَدَلّٰی نوح علیہ السلام کو کشتی دی تاکہ وہ نجات پائیں مگر آپ کو براق کی سواری دی تاکہ آپ ملاقات کر سکیں۔ حضرت ابراہیم کو اپنا خلیل بنایا۔ مگر آپ کو اپنا حبیب بنایا۔ حضرت اسمٰعیل کے لیے میں نے دنبہ قربان کرایا مگر تیری خاطر قیامت کے دن یہود، ترسا اور مجوس قربان کر دیے جائیں گے۔ حضرت موسیٰ سے وادی طور پر باتیں کیں مگر آپ سے عرش معلےٰ پر گفتگو کی۔ حضرت یونس کو مچھلی کے پیٹ سے نجات دلائی مگر آپ کی اُمت کو آپ کے طفیل قبر کی تاریکی سے نجات دی۔ قیامت کے دن یہ لوگ اندھیروں سے نجات پائیں گے۔ گناہ کی ظلمتوں سے نجات پائیں گے۔ یہ آپ کے نور کی کرنوں کا صدقہ ہوگا صلی اللہ علیہ وسلم۔

حضرت سہل بن عبداللہ بیان فرماتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم کے قالب میں روح رکھنا چاہی۔ تو حضور کا نام نامی آیا۔ اور اس دن سے حضرت آدم کی کنیت ابا آدم رکھی گئی۔ بہشت کے درختوں پر ایک پتہ ایسا نہیں جس پر حضورؐ کا نام نہ لکھا ہوا ہو۔ بہشت میں ایک درخت بھی ایسا نہیں جسے لگاتے وقت حضورؐ کا نام نہ لیا گیا ہو۔ اللہ تعالیٰ نے تمام چیزوں سے پہلے حضورؐ کا نام رکھا۔ ہر چیز کے نام کے آخر حضورؐ کا نام لیا جاتا ہے۔ اسی کا نام خاتم النبیین ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یَا نَارُ کُوْنِیْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا کہا، آتش نمرود ٹھنڈی پڑ گئی۔ مگر دوسری طرف اپنے حبیب کے خلاف آتش باطنی ٹھنڈی کر دی۔ اور عرب کا ہر ایک مغرور محبت رسول میں فدا ہو گیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھوں مُردوں کو زندہ کیا۔ حضورؐ نے مردہ دلوں کو زندہ کر دکھایا وَمَنْ کَانَ مَیْتًا فَاَحْیَیْنٰہُ (جو بھی مردہ تھا اسے زندہ کر دیا) حضرت عیسیٰ علیہ السلام مادرزاد اندھوں کو بینا کر دیا کرتے تھے۔ مگر حضورؐ کے پاس دوڑ کے آئے ایک مادرزاد اندھا تھا

marfat.com

دوسرا گونگا تھا۔ حضورؐ نے دعا فرمائی۔ نابینا اسی وقت بینا ہو گیا اور گونگا باتیں کرنے لگا۔
حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اے اللہ تم نے مجھے برگزیدہ فرمایا ہے۔ اور مجھ سے باتیں کی ہیں۔ کیا میرے بعد کسی دوسرے پیغمبر کو بھی یہ قدرومنزلت دی جائے گی اللہ تعالیٰ نے فرمایا موسیٰ: مجھے اپنی عزت وجلال کی قسم ہے میں ایک ایسا پیغمبر بھیجوں گا جس کی طفیل تمھاری امت کی نجات ہوگی۔ اور تم بھی اس کی شفاعت سے نجات پاؤ گے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام کے صلب میں حضرت یوسف اور جناب رسالت مآب حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان کمالات کی تقسیم پر گفتگو ہوئی تو حضرت یوسف علیہ السلام کو نسل آدم کے حسن وجمال سے وافر حصہ ملا۔ دوسری طرف حضرت محمد رسول اللہ کو نور، شرف، قوت، شجاعت، زہد وتواضع، خضوع، شفاعت، قرآن، ناقہ، براوہ، عصا، تلوار، نیزہ، رضا یقین، قنوع، لواءالحمد والکرسی، منبر، حوض کوثر، کاس رومی، نیک نامی، فصاحت بیان، خوش روئی، قانع دل، صابر بدن، ظاہری بخشش، فضائل کی نشانیاں، حکمات عالیہ معجزات باہرہ، حج، احرام، جہاد، روزہ رمضان، حرام کے مہینے، امر بالمعروف ونہی عن المنکر، کعبۃ اللہ، ستایہ، یہ تمام فضیلتیں حضور نبی کریم صاحب کوثر وتسنیم کو عطا کی گئی۔ صلوات اللہ علیہ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما ایک اور روایت میں بیان فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خلقت آدم کے باوجود حضرت شیث کی معرفت۔ حضرت نوح کی شجاعت، حضرت ابراہیم کی سخاوت، حضرت اسحاق کی رضا، حضرت یعقوب کی قوت، حضرت یوسف کا حسن، حضرت موسیٰ کی شدت، حضرت ایوب کا صبر، حضرت یونس کی اطاعت، حضرت داؤد کی آواز، حضرت صالح کی فصاحت، حضرت یحییٰ کا زہد، حضرت عیسیٰ کی عصمت، حضرت الیاس کا وقار، حضرت دانیال کی محبت اور حضرت یوشع کا جہاد عطا فرمایا۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔

؎ آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری!

marfat.com

اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب پاک صاحب لولاک کو ان تمام صفات عالیہ سے نوازا جو انبیاء کرام میں پائی جاتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام اور نوح علیہ السلام کو منتخب فرمایا۔

اِنَّ اللّٰہَ اصْطَفٰٓی اٰدَمَ وَنُوْحًا ط

حضرت ادریس کو رفعت شان دی۔

وَرَفَعْنٰہُ مَکَانًا عَلِیًّا ط

حضرت نوح کو اجابت دی۔

اَجَابَت بِہٖ نُوْحًا۔ وَلَقَدْ نَادٰىنَا نُوْحٌ فَلَنِعْمَ الْمُجِیْبُوْنَ

حضرت اسماعیلؑ کو فدیت دی۔

وَفَدَیْنٰہُ بِذِبْحٍ عَظِیْمٍ ط

حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خلت دی۔

وَاتَّخَذَ اللّٰہُ اِبْرٰھِیْمَ خَلِیْلًا ط

حضرت اسحٰق کو حلم دیا۔

بَشَّرْنٰہُ بِغُلٰمٍ حَلِیْمٍ ط

حضرت لوط علیہ السلام کو حکمت دی۔

وَلُوْطًا اٰتَیْنٰہُ حُکْمًا وَّعِلْمًا ط

حضرت یوسف علیہ السلام کو تعبیر الرؤیا دیا۔

وَعَلَّمْتَنِیْ مِنْ تَاْوِیْلِ الْاَحَادِیْثِ ط

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو قربت دی۔

قَرَّبْنٰہُ نَجِیًّا ط

حضرت داؤد علیہ السلام کو خلافت دی۔

اِنَّا جَعَلْنٰکَ خَلِیْفَةً ط

حضرت سلیمان علیہ السلام کو عطا دی۔

marfat.com

هٰذا اعطاؤنا

حضرت یحییٰ علیہ السلام کو حکمت دی۔

اٰتینٰہُ الحُکمَ صَبِیّاً ط

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو رفعت دی۔

وَرَافِعُکَ اِلَیَّ ۔

مگر ان حضرات انبیاء کے کمالات و فضائل کے ساتھ حضور پُر نور شافع یوم النشور کو جن خصوصیات سے نوازا۔

اوّل۔ اعلیٰ اخلاق:۔ وَاِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ ط

دوئم۔ عصمت:۔ وَاللّٰہُ یَعْصِمُکَ مِنَ النَّاسِ ط

سوئم۔ نصرت ایزدی:۔ وَیَنْصُرَکَ اللّٰہُ نَصْرًا عَزِیْزًا ۔

چہارم۔ فضل و علم:۔ وَکَانَ فَضْلُ اللّٰہِ عَلَیْکَ عَظِیْمًا ط

پنجم۔ محبتِ خداوندی:۔ قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ

ششم۔ قربت و وصلت:۔ ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰی ۔

کوئی ایسا شرف اور رتبہ نہیں جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے کسی نبی کو دیا ہو تو اس سے اپنے محبوب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو موصوف نہ فرمایا ہو۔ البتہ ہزاروں مخصات ایسے ہیں جن میں نبی کریم کو دوسرے انبیاء سے ممتاز فرمایا۔

(صلی اللہ علیہ وسلم)

marfat.com

۱۱

انبیاءِ کرام کے فضائل سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات کا موازنہ

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی باسناد صحیح حدیث میں بیان آیا ہے کہ آپ نے فرمایا مجھے اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ پر دو خصوصیتیں دیں۔ میرا شیطان (ہمزاد) کافر تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے اسے مسلمان بنادیا۔ اور میری بیویاں میری مددگار ہیں۔ اور پیغام رسالت میں امانت کرتی ہیں۔ حضرت آدم کا شیطان کافر تھا ان کی بیوی حواؑ شیطان کے بہکانے میں آگئی۔ اس طرح وہ حضرت آدم کے مصائب کا ذریعہ بنی۔ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو حکم دیا۔ کہ وہ حضرت آدم کو سجدہ کریں۔ حقیقت میں یہ سجدہ اللہ تعالیٰ کے لیے تھا جس کے حضرت آدم مظہر تھے۔ حضرت آدم کا مقام اس وقت قبلہ کا مقام تھا۔ جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو شب معراج کو بیت المقدس میں تین سو تیس انبیاء کرام کی امامت کے لیے مقرر فرمایا۔ حضرت ادریس کو رفعت آسمانی دی۔ مگر حضور نبی کریم کو رفعت عرش عطا کی۔ سُبۡحٰنَ الَّذِیۡۤ اَسۡرٰی بِعَبۡدِہٖ لَیۡلًا۔ حضرت ادریس علیہ السلام کو وفات کے بعد بہشت کے کھانے عطا فرمائے۔ مگر حضور علیہ السلام کو یہ نعمتیں زندگی میں ہی عنایت فرمائیں (ابیت عند ربی یطعمنی ویسقینی) میں تو رات اپنے رب کے پاس ہوتا ہوں جو مجھے کھلاتا ہے اور پانی پلاتا ہے) حضرت نوح علیہ السلام کو کشتی دی۔ تاکہ وہ پانی کے سینے پر تیر سکے۔ مگر حضور کے لیے پتھر سینۂ آب پر تیرتے رہے۔ اور یہ معجزہ کشتی سے زیادہ قوی ہے۔

کہتے ہیں عکرمہ ابن ابوجہل ایمان لانے لگے تو حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر حاضر ہو کر معجزہ کا مطالبہ کیا۔ آپ نے فرمایا تم جو معجزہ چاہو دیکھو گے۔ آپ کے پاس ہی پانی کا ایک تالاب تھا جس کے ارد گرد پتھر پڑے تھے۔ آپ نے فرمایا جاؤ، اور

marfat.com

اس پتھر کو کہو کہ تمھیں خدا کا رسولؐ بلا رہا ہے۔ عکرمہ اُٹھے پتھر کو کہا وہ پانی میں تیرتا ہوا حضورؐ کے پاس آکر ٹھہرا۔ عکرمہ نے کلمہ پڑھا، ظاہر ہے پانی پر لکڑی کی کشتی کا چلنا تو آسان ہے مگر پتھر کا آنا حیران کُن ہے۔

غضب ورحمت

کہتے ہیں کہ حضرت نوحؑ کی قوم نے آپ پر بے پناہ زیادتیاں کیں، ان کی سرکشی اور نافرمانیوں سے تنگ آکر حضرت نوح نے بد دعا کی۔ اللہ نے قبول کرلی۔ اور نوح کے غصّے نے انھیں ہلاک کر دیا حضور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کو اپنی قوم سے اتنی تکالیف اٹھانا پڑیں۔ کہ اس کی مثال نہیں ملتی۔ اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتہ مقرر کیا۔ جو پہاڑ اٹھا کر پھینک سکتا تھا حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا۔ آپ حکم دیں تو ان تمام کو آنِ واحد میں تباہ کر دوں۔ مگر حضورؐ نے صبر کیا اور فرمایا۔ اَللّٰھُمَّ اھْدِ قَوْمِیْ فَاِنَّھُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ (اے اللہ میری قوم کو ہدایت دے وہ تجھے پہچانتے نہیں) حضرت ابراہیم کے لیے آگ تیار کی گئی۔ مگر حضرت کے سامنے مسخر ہوگئی۔ دنیا کی آگ حضرت ابراہیم کے سامنے مسخر ہوئی مگر اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب اکرمؐ کے لیے آتشِ جہنم کو مسخر کر دیا۔ دنیا کی آگ تو جہنم کی آگ کے مقابلہ میں کوئی حیثیت نہیں رکھتی۔ قیامت کے دن جہنم کی آگ کو حکم ہوگا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تابع احکام ہو جا۔ جسے وہ چاہیں جلانا اور جسے وہ حکم دیں محفوظ کر دینا۔

خلیل اور حبیب

حضرت ابراہیم علیہ السلام، اللہ تعالیٰ کی خلّت میں مخصوص تھے۔ مگر حضور نبی کریم صاحبِ فیضِ عمیم، محبت و خلّت میں مخصوص تھے۔ جس شخص کو محبت اور خلّت دونوں ہوں وہ صاحبِ خلّت سے افضل ہوگا بعض علماءِ کرام نے حبیب اور خلیل کے مراتب کو بڑے لطیف انداز سے بیان کیا ہے بعض کہتے ہیں کہ ہر حبیب خلیل ہوتا ہے جس طرح ہر رسول نبی ہوتا ہے۔ اور ہر نبی رسول نہیں ہوتا۔ چنانچہ خلیل وہ ہوتا ہے جس کا ہر کام اللہ کے حکم پر ہو۔ مگر حبیب وہ ہوتا ہے جس کا ہر کام اللہ کی رضا ہو۔ رسولِ اکرمؐ کی رضا سے قبلہ تبدیل کر دیا گیا اور یہ تبدیلی

marfat.com

اپنے حبیب کی رضا پر بھی۔ فرمایا:۔
فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰهَا ۔ ایک اور مقام پر فرمایا۔ وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى (ہم آپ کو اتنا دیں گے کہ آپ راضی ہو جائیں گے) خلیل وہ ہوتا ہے، جس کے کچھ امور دنیا کے متعلق ہوں۔ اور کچھ عقبیٰ کے لیے ہوں۔ مگر حبیب وہ ہوتا ہے جس کے سارے کام اپنے مولیٰ کے لیے ہوں۔ خلیل وہ ہوتا ہے جسے اللہ آزماتا ہے۔ پھر اسے منتخب فرماتا ہے۔ مگر حبیب وہ ہوتا ہے جسے اللہ تعالیٰ بلا آزمائش قبول فرماتا ہے خلیل وہ ہوتا ہے جسے اللہ تعالیٰ کی یاد سے محبت ہو۔ مگر حبیب وہ ہوتا ہے جسے اللہ کی ذات سے محبت ہو، خلیل وہ ہوتا ہے جسے مہربانی کا انتظار ہو۔ مگر حبیب وہ ہوتا ہے جسے اسے دیدار کا انتظار ہوتا ہے۔

خلیل کسی واسطہ سے خدا تک رسائی پاتا ہے مگر حبیب کسی واسطے کے بغیر ہی رسائی حاصل کرتا ہے۔ فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنٰى خلیل وہ ہوتا ہے جس کی مغفرت کسی طمع سے ہو وَالَّذِيْ أَطْمَعُ أَنْ يَّغْفِرَ لِيْ مگر حبیب وہ ہوتا ہے جسے یقینی مغفرت ہوتی ہے۔ بلکہ اس کی طفیل دوسرے کی مغفرت ہوتی ہے۔ لِيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ (ہم نے آپ کی طفیل اگلے اور آیندہ لوگوں کے گناہ بخش دیے) خلیل دروازہ کھٹکھٹاتا ہے مگر حبیب کے لیے دروازے کھلتے جاتے ہیں، خلیل محبت کے عالم میں کہتا ہے حَسْبِيَ اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ۔ مگر حبیب کو خود خدا کہتا ہے۔ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ خلیل نے چاہا کہ وَاجْعَلْ لِّيْ لِسَانَ صِدْقٍ فِي الْآخِرِيْنَ حبیب کو فرمایا وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ خلیل نے چاہا وَاجْنُبْنِيْ وَبَنِيَّ أَنْ نَّعْبُدَ الْأَصْنَامَ مگر حبیب کو فرمایا إِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا۔ حضرت خلیل نے کہا وَأَرِنَا مَنَاسِكَنَا مگر حبیب کو کہا لِنُرِيَهُ مِنْ اٰيٰتِنَا خلیل نے چاہا کہ وَاجْعَلْنِيْ مِنْ وَّرَثَةِ جَنَّةِ النَّعِيْمِ ؁ اور حبیب کو بلا درخواست کہا إِنَّا أَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ (ہم نے آپ کو کوثر عطا کیا)

marfat.com

خلیل وہ ہوتا ہے جو اللہ کی عبادت ڈر کر کرے چنانچہ حضرت ابراہیم نماز ادا کرتے تو آپ کا روان رواں اللہ کے ڈر سے کانپ جاتا۔ اِنَّ اِبْرٰھِیْمَ لَحَلِیْمٌ اَوَّاہٌ مُّنِیْبٌ حبیب وہ ہوتا ہے جو اللہ کی عبادت محبت اور دیدار خداوندی کے لیے کرے۔ خلیل نے کہا اِنِّیْ ذَاھِبٌ اِلٰی رَبِّیْ (بے شک میں اپنے رب کی طرف جانے والا ہوں) مگر حبیب کے لیے حکم ہوا سُبْحٰنَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ۔ خلیل خود جا رہا ہے مگر حبیب کو لے جایا جا رہا ہے۔ اگر کوئی یہ سوال کرے کہ حضرت ابراہیم کی خلت کو کیوں ظاہر کیا گیا۔ اور محبتِ رسولؐ کو ظاہر نہیں کیا گیا اس کے دو جواب ہیں ایک تو یہ کہ اللہ تعالیٰ نے خود اپنی محبت کو ظاہر فرمایا اور کہا فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ۔ دوسری وجہ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے اس قول سے ظاہر ہوتی ہے آپ نے فرمایا۔ اِذَا اَحْبَبْتَہٗ شَھَرَکَ وَنَادٰی عَلَیْکَ وَاِذَا حَبَّکَ شَھَرَکَ وَنَادٰی عَلَیْکَ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لیے دریا کو دو لخت کر دیا گیا۔ دریا زمینی چیز ہے مگر حبیب خدا کے اشارۂ انگشت سے چاند کو دو لخت کیا گیا جو آسمانی چیز ہے۔ حضرت موسیٰ کے عصائے پتھروں سے پانی جاری کیا گیا۔ مگر حضور نبی کریمؐ کی انگلیوں سے پانی کے چشمے جاری فرمائے گئے۔ نَبَعَ الْمَاءُ مِنْ بَیْنِ اَصَابِعِہٖ۔

حضرت جابرؓ کی روایت ہے کہ ایک سفر میں حضورؐ کے صحابہ کو پیاس نے تنگ کیا۔ حضورؐ نے ایک بہت بڑا پیالہ منگوایا اپنا مبارک ہاتھ اس میں رکھا آپ کی انگلیوں میں سے پانی کے چشمے جاری ہو گئے تمام لشکر نے پانی پیا۔ جابر رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا اس سفر میں کتنے صحابہ تھے تو آپ نے بتایا ایک ہزار چھ سو۔

حضرت موسیٰ کو ید بیضا دیا گیا حضور پرنور کو نور عطا فرمایا گیا۔ آپ جہاں تشریف فرماتے دائیں بائیں روشنی ہوتی لوگ آج تک روضہ اطہر کی زیارت کو حاضر ہوتے ہیں تو نور کی کرنیں روضہ منور سے نظر آتی ہیں۔ یہ کرنیں بعض حضرات نے آسمان تک جاتی دیکھی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ سے کلام فرمایا۔ توریت کی الواح عنایت فرمائیں۔ مگر حضورؐ کو اپنی قربت سے نوازا۔ جو کسی دوسرے کو نصیب نہیں ہوئی۔ ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰی

marfat.com

فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنىٰ حضرت داؤد علیہ السلام اپنے گناہ پر روتے رہے یہاں تک کہ آپ کے درد کے ساتھ پہاڑ بھی رونے لگے۔ مگر حضورؐ نماز ادا فرماتے تو آپ کا سینہ خوفِ خداوندی سے ابلتا۔ اور یہ طریقہ دوامت کے اکثر حضرات کو ملا۔ حضور علیہ السلام نماز ادا کرتے تو پاؤں متورم ہو جاتے اللہ تعالیٰ نے فرمایا مَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰٓى آپ اتنا روتے کہ بے ہوش ہو جاتے صحابہ عرض کرتے یا رسول اللہ! کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو بخش نہیں دیا؟ اور آپ کی طفیل اگلوں اور پچھلوں کے گناہ معاف نہیں کر دیے گئے۔ پھر آپ کیوں روتے ہیں؟ فرمایا میں اس کا شکر گذار بندہ ہوں۔

حضرت داؤد علیہ السلام کو یہ معجزہ دیا گیا کہ ان کے ہاتھ میں لوہا نرم ہو جایا کرتا تھا مگر حضورؐ کے ہاتھ لگنے سے اُمِ معبد کی بکریوں کے خشک پستان دودھ سے بھر گئے۔ حضرت سلیمانؑ کو ہوا پر حکمران بنا دیا۔ مگر نبی کریمؐ کے لیے براق کی سواری دی گئی جو ایک لحظہ میں زمین سے سدرۃ المنتہیٰ تک لے گئی۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کو ہوا ایک ماہ کا راستہ ایک دن میں طے کراتی تھی مگر حضورؐ ایک آن میں زمین و آسمان کی وسعتوں کو طے کر نے گئے۔

واقدی نے لکھا ہے کہ حضورؐ ایک پہاڑ کی غار میں تشریف لے گئے اس پتھر یلی غار نے آپ کے لیے مناسب جگہ مہیا کی۔ یہ بات حضرت داؤد کے معجزے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دریا میں راستہ بنانے سے کم نہیں ہے۔ حضرت صالح علیہ السلام نے اپنی اونٹنی کو سخت پتھر سے نکالا تھا۔ مگر ہمارے پیغمبر علیہ السلام کی صداقت کے لیے ایک آدمی پتھر سے برآمد ہوا اور کہنے لگا۔ اَللّٰهُمَّ اَرْفَعْ لَهٗ ذِكْرًا۔ اَللّٰهُمَّ اَوْجَبْ لَهٗ اَجْرًا۔ اَللّٰهُمَّ اَحْطُطْ لَهٗ وِزْرًا۔

حضرت موسیٰ کا معجزہ تھا کہ اپنا عصا پھینکتے تو اژدہا بن جاتا مگر حضورؐ کھانے کیلیے ہاتھ بڑھاتے تو زہر آلود گوشت پکار اٹھتا کہ میں زہر آلود ہوں۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کو اتنی وسیع سلطنت دی گئی کہ اس کی مثال کسی اور کے ہاں نہیں ملتی۔ مگر حضور علیہ السلام کے پاس ان خزائن کی کنجیاں تھیں۔ جنھیں آپ نے قبول نہ فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے دنیا کی سلطنت کے برعکس آپ کو حوضِ کوثر کا مالک بنا دیا۔ یہ وہ سلسبیل ہے جس سے تمام

marfat.com

مخلوق سیراب ہوگی ۔ آپ کو تاجِ شفاعت سے نوازا۔ جو دنیا کی تمام بادشاہتوں سے اعلیٰ اور ارفع ہے ۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو "مقامِ محمود" عطا فرمایا۔ اس مقام پر اولین و آخرین خوش ہوں گے ۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کے سامنے دیو سر گرفتہ کھڑے رہتے مگر کبھی کبھی بغاوت بھی کر دیتے ۔ حضرت سلیمان انھیں قید کرتے اور انھیں سزا دیتے، مگر ہمارے حضورؐ کی خدمت میں لیلۃ الجن کو ہزاروں جن اور دیو حاضر ہوئے ایمان لائے اور آپ کی رسالت کی تصدیق کرتے ۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اِذْ صَرَفْنَا اِلَیْکَ نَفَرًا مِنَ الْجِنِّ ۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کو جانوروں کی بولیاں سکھا دیں مگر ہمارے نبی اکرمؐ کے سامنے اونٹ اور ہرنیاں آکر شکایت کرتے ۔

کہتے ہیں کہ ایک صحابی نے ایک پرندے کے بچے کو پکڑ لیا وہ جانور حضورؐ کے سر پر چونچ مارتا ، فریاد کرتا ، آپ کو امداد کے لیے پکارتا حضورؐ نے اس صحابی کو حکم دیا کہ اسے چھوڑ دو۔

حضرت یحییٰ علیہ السلام کو بچپن میں ہی فہم و حکمت سے نوازا گیا تھا اٰتَیْنٰهُ الْحُكْمَ صَبِيًّا ۔ خوف خداوندی سے روتے ، روزہ ہمیشہ رکھتے مگر اللہ کا شکر ادا کرتے اس مقام پر بھی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا امتیازی رویہ قابلِ ذکر ہے حضرت یحییٰ کے زمانہ میں بت پرستی نہیں تھی ۔ ایام جاہلیت کی عصبیتیں نہیں تھیں مگر حضور نبی کریمؐ کو جن حالات کا سامنا کرنا پڑا وہ انتہائی شدید تھے ۔ بتوں کی بہتات ، بت پرستوں کا تعصب ، قوم کی جاہلیت کا مظاہرہ ، مگر بایں ہمہ حضورؐ نے سچائی کا معیار قائم کیا امانت کو برقرار کیا ۔ روزہ وصال (یعنی مسلسل روزہ) رکھتے ۔ اللہ کے خوف سے اتنا روتے کہ مصلّیٰ تر ہو جاتا ۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی برکات سے اگلی اور پچھلی قوموں کے گناہ معاف فرمائے

اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو کوڑھی اور جذامی کو صحت یاب کرنے کا معجزہ دیا۔ مگر حضورؐ کے سامنے جب ایسے واقعات آئے تو آپ کا ایک امتیازی وصف سامنے آئے ۔ معوذ بن عفراء نے شادی کرنا چاہی ۔ لوگوں نے مشہور کر دیا کہ معوذ کو تو جذام ہے چنانچہ عورت نے معوذ کے گھر جانے سے انکار کر دیا ۔ معوذ حضور کی خدمت میں

marfat.com

حاضر ہوئے، صورت حال کا شکایت کی۔ حضورؐ نے فرمایا اپنے پہلو سے کپڑا ہٹاؤ ایک لکڑی پکڑ کر اس پر مَل دی۔ وہ برص اور اس کا داغ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ختم ہو گیا ایک عورت حضورؐ کے پاس حاضر ہوئی اس کے پاس ایک مشکیزہ گائے کے گھی کا بھرا ہوا تھا اس کے ساتھ ہی اس کی بچی تھی۔ جو مادرزاد اندھی تھی۔ حضورؐ نے ایک لکڑی پکڑ کر بچی کی آنکھوں پر پھیری۔ آنکھیں روشن ہو گئیں۔ حضرت قتادہ نعمان رضی اللہ عنہ کو جہاد و قتال کے دوران آنکھ پر زخم آیا۔ جس سے آنکھ کا ڈھیلا باہر نکل آیا۔ حضورؐ نے اس ڈیلے کو پکڑ کر چشم خانہ میں رکھا۔ اور اپنا ہاتھ پھیر دیا۔ آنکھیں درست ہو گئیں۔ قتادہ کہتے ہیں کہ اس آنکھ کی روشنی دوسری آنکھ سے زیادہ تھی۔ اور ساری عمر اس میں کمی نہیں آئی۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کشتگان بدر کے لاشوں کو مخاطب فرمایا اور ایک ایک کا نام لے کر پکارا، یہ مردہ زندہ کرنے سے کم بات نہیں تھی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس ید بیضا تھا۔ رات کو روشنی دینا، دن کو روشنی سے چھپائے رکھتے، مگر ہمارے نبی کریمؐ نے ایک بار صحابہ کو ایک لکڑی دی جو روشنی کرتی جاتی تھی اور صحابہ اس سے راہ دیکھتے جاتے۔ حضرت ابراہیمؑ نے بتوں کو توڑا، حضور اکرمؐ نے فتح مکہ کے بعد کعبۃ اللہ سے تین سو ساٹھ بت توڑ ڈالے۔ اور بت پرستوں کو سرنگوں کر دیا۔ حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی پتھر سے نکلی مگر حضرت صالح علیہ السلام سے بات نہ کر سکی۔ ہمارے رسولؐ کے سامنے ایک اونٹ آیا اور عرض کرنے لگا حضور میں بوڑھا ہو گیا ہوں میرے مالک ابھی تک مجھ پر ظلم کرتے ہیں۔ میری فریاد کا مداوا فرمائیں۔ حضورؐ نے کسی آدمی کو بھیج کر وہ اونٹ خرید لیا آپؐ نے اسے رہائی دلوائی۔ حضرت یعقوب علیہ السلام بے پناہ نیکیوں کا حصہ رکھتے تھے۔ ان کے صلب سے بڑی اولاد ہوئی۔ قرآن نے اس اولاد کو اسباط کے نام سے یاد فرمایا ہے۔ مریم بنت عمران انھی کے فرزندوں میں سے تھیں۔ اور بہت سے پیغمبر آپ کی اولاد میں سے تھے۔ ہم کہتے ہیں کہ سب کچھ درست ہے مگر ہمارے آقا و مولا جناب محمد رسول اللہ کو اللہ تعالیٰ نے فاطمہ جیسی بیٹی دی جو سیدۃ النساء العالمین کہلائیں حسن و حسین رضی اللہ عنہما جیسے نواسے دیے۔ قرآن کریم دیا۔ کلام قدیم دی اس کی

marfat.com

حفاظت اپنے ذمہ لی ۔ حکمت کے دروازے آپ پر کھول دیے ۔ یہ فضیلت تمام فضائل سے اعلیٰ ہے کہتے ہیں حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے لختِ جگر حضرت یوسف کی جدائی پر بڑا طویل صبر کیا ۔ حالانکہ حضرت یعقوب کے اور بیٹے بھی بہت سے تھے ۔ مگر ہمارے رسولِ اکرم نے اپنے اکلوتے بیٹے ابراہیم پر جس صبرِ جمیل کا مظاہرہ فرمایا تھا ۔ وہ اپنی مثال آپ تھا ۔ اللہ کی رضا پر حضور کا سرِ تسلیم خم کرنا بڑی امتیازی کارنامہ تھا حضرت یوسف علیہ السلام کو حسن وجمال سے بڑا حصہ ملا تھا ۔ مگر نبی کریم کے حسن وجمال کی حقیقت کسی طرح کم نہ تھی ۔ معوذ بن عضرا کی بیٹی ربیع سے پوچھا گیا کہ حضورؐ کتنے حسین ہیں ۔ فرمانے لگیں ۔ آپ کا حسن ایسا ہے جیسے آفتاب نکلے اور ساری دنیا پر روشنی پھیلا دے ۔ حضرت یوسف علیہ السلام کو بڑی تلخیاں برداشت کرنا پڑیں ۔ فراقِ پدر ۔ غداری برادرانِ یوسف ۔ مسافری ، غربت ۔ مگر ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے غربت ، منافرت ، حرمِ پاک سے جدائی ، مدینہ پاک کی ہجرت ، بے اختیار سفر ، یہ تلخیاں کم نہ تھیں آپ قیامِ مدینہ کے دوران مکہ کی طرف منہ کر کے فرماتے مجھے معلوم ہے کہ تو اللہ کا محبوب خطۂ زمین ہے ۔ اگر تیرے باشندے مجھے باہر نہ نکالتے تو میں کبھی تیرے در و دیوار سے جدا نہ ہوتا ۔ اس بات پر اللہ تعالیٰ نے قرآن کی آیت اتاری ۔

اِنَّ الَّذِیْ فَرَضَ عَلَیْكَ الْقُرْاٰنَ لَرَآدُّكَ اِلٰی مَعَادٍ ط

حضرت یوسف کنوئیں میں رہے مگر حضور غار میں رہے وہ حادثہ تھا ، یہ دشمنوں کا گھیرا تھا ۔ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

marfat.com

۱۲

قرآن پاک میں کمالات مصطفیٰ

اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کے واقعہ میں فرمایا وَعَصیٰ آدَمُ رَبَّهٗ فَغَوٰی ط قرآن پاک نے حضرت آدم علیہ السلام کی لغزش کا تذکرہ فرمایا۔ حضرت نوح علیہ السلام کے واقعہ میں فرمایا:۔

فَلَا تَسْئَلْنِ مَا لَیْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ

حضرت یونس علیہ السلام کے متعلق فرمایا:۔

وَذَا النُّوْنِ اِذْ ذَّهَبَ مُغَاضِبًا فَظَنَّ اَنْ لَّنْ نَّقْدِرَ عَلَیْهِ ط

حضرت داؤد علیہ السلام کو یاد فرماتے ہوئے فرمایا:۔

لَقَدْ ظَلَمَكَ بِسُؤَالِ نَعْجَتِكَ

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ذکر فرمایا تو کہا:۔

فَوَكَزَهٗ مُوْسٰی فَقَضٰی عَلَیْهِ

یہ تمام آیات ان جلیل القدر پیغمبروں کی لغزشوں کا ذکر کرتی ہیں مگر ہمارے آقائے دو مولا جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر فرمایا تو کہا:۔

لِیَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ (ہم نے آپ کے طفیل سابقہ اور آئندہ امتوں کے گناہ معاف کر دیے)

مفسرین نے یہاں وضاحت بیان فرماتے ہوئے بیان کیا کہ "ما تقدم" سے مراد حضرت آدم سے آپ تک تمام انبیاء کی لغزشیں ہیں۔ اور "وما تاخر" سے مراد اپنی امت کے گناہ ہیں۔ ایک اور مقام پر فرمایا عَفَا اللّٰهُ عَنْكَ لِمَ اَذِنْتَ لَهُمْ حضرت کو انتباہ سے مقدم رکھا۔

marfat.com

میثاق انبیاء

اللہ تعالیٰ کے فرمان واذ اخذنا من النبیین میثاقھم ومنک ومن نوح کی تشریح میں مفسرین لکھتے ہیں کہ ہم نے اپنے پیغمبروں سے عہد لیا جن میں حضرت نوح، ابراہیم، موسیٰ، عیسیٰ علیہم السلام جیسے جلیل القدر رسول بھی شامل تھے۔ کہ میرے محمدؐ کی نبوت اور شان کی ہدایت و تصدیق کرنا اس طرح حضورؐ کی ذات بابرکات کو حضرت نوح، ابراہیم، موسیٰ اور عیسیٰ پر مقدم رکھا جارہا ہے۔ اور اسے میثاق مستقیم بتایا گیا ہے۔ واخذنا منھم میثاقاً غلیظاً۔ میں حضور نبی کریم کی شان کو بلند فرمایا ہے۔

نام وصفات

اللہ تعالیٰ نے ہر ایک پیغمبر کو اس کے ذاتی نام سے یاد فرمایا یا آدم۔ یا نوح، یا ابراہیم، یا لوط، یا شعیب، یا ہود، یا صالح یا داؤد، یا موسیٰ، یا عیسیٰ، یا یحییٰ۔ غرضیکہ ہر نبی کا نام لیا۔ مگر جب اپنے حبیب مکرم کو خطاب کیا۔ تو فرمایا:۔

یا ایھا النبی انا ارسلنٰک شاھداً (اے میرے نبی میں نے آپ کو شاہد بنا کر بھیجا)

ایک اور مقام پر فرمایا:۔

یا ایھا الرسول لا یحزنک (اے رسول اکرمؐ آپ خوف نہ کریں)

تربیت ادب

اللہ تعالیٰ نے مومنین کو فرمایا کہ جب وہ میرے رسول سے بات کریں تو اپنی آواز دبا آہستہ رکھیں۔ یہ تعظیم مصطفیٰ کی تربیت تھی۔ اور انھیں انتباہ کیا کہ اگر وہ ایسا نہ کریں گے تو ان کے اعمال ضبط کر لیے جائیں گے۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نہایت پست آواز سے گفتگو فرماتے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بات کرتے وقت کانپ جاتے لیکن اگر کوئی صحابی اونچی آواز سے بات کر بیٹھتا تو آپ اس کا جواب اونچی آواز سے دیتے یہ حضورؐ کی شفقت تھی مبادا صحابی کی اس غلطی پر اللہ تعالیٰ اس کے اعمال نہ ضبط کرلے۔ اللہ تعالیٰ نے ساری امت کو حضورؐ کو ذاتی نام سے مخاطب کرنے سے منع فرما دیا۔ لا تجعلوا دعاء الرسول بینکم کدعاء بعضکم بعضا

marfat.com

(نبی محترم کو ان ناموں سے نہ پکارا کرو جن ناموں سے تم ایک دوسرے کو پکارتے ہو)، یہ شرف کسی دوسرے پیغمبر کو نہیں دیا گیا۔ ہر پیغمبر کو اس کی اُمت نے ایسا ہی خطاب کیا یَا نُوْحُ قَدْ جَادَلْتَنَا ۔ یَا هُوْدُ مَا جِئْتَنَا بِبَیِّنَةٍ ۔ یَا صَالِحُ قَدْ كُنْتَ فِیْنَا مَرْجُوًّا ۔ مگر جب حضورؐ کا ذکر آیا تو فرمایا ۔

اِنَّ الَّذِیْنَ یُنَادُوْنَكَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرٰتِ اَكْثَرُهُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ (جو لوگ آپ کو حجرے کی دیوار سے کھڑے ہو کر بلند آواز سے بلاتے ہیں وہ آپ کے آداب سے بے خبر ہیں)۔

ذاتی اور صفاتی نام

اللہ تعالیٰ کے اسماء دو قسم کے ہیں ایک وہ جو صرف اللہ کی ذات سے ہی مختص ہیں ۔ کسی مخلوق پر نہیں بولے جاتے، خالق، رزاق، بعض اسماء ایسے ہیں جو دوسرے پیغمبروں پر بھی بولے جاسکتے ہیں ۔ اگر کسی نام میں دو صفتیں ہیں تو ایک صفت انبیاء میں بھی پائی جاتی ہے لیکن جہاں اللہ تعالیٰ کے دو اوصاف ہوں وہاں دوسرے انبیاء کرام کے لیے صرف ایک صفت کا بیان کیا گیا ہے حضرت نوح علیہ السلام کی تعریف میں فرمایا گیا ۔ اِنَّهٗ كَانَ عَبْدًا شَكُوْرًا (وہ اس کا شکر گذار بندہ تھا) اور اللہ تعالیٰ نے اپنی تعریف میں یوں فرمایا اِنَّ رَبَّنَا لَغَفُوْرٌ شَكُوْرٌ (بیشک ہمارا رب بخشنے والا بھی ہے اور شکر کردہ بھی ہے) حضرت نوح تنہا مشکور کہلائے حضرت ابراہیم کو لَحَلِیْمٌ اَوَّاهٌ مُّنِیْبٌ مگر اللہ تعالیٰ نے اپنے بارے میں اِنَّ اللّٰهَ لَعَلِیْمٌ حَلِیْمٌ ۔ حضرت ابراہیم صرف حلیم ہیں مگر اللہ تعالیٰ علیم بھی ہے حلیم بھی ۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو وَجَآءَكُمْ رَسُوْلٌ كَرِیْمٌ کہا مگر اپنے لیے فرمایا اِنَّ رَبِّیْ لَغَنِیٌّ كَرِیْمٌ ۔ یعنی حضرت موسیٰ کریم ہیں مگر اللہ تعالیٰ غنی بھی ہے کریم بھی ۔ غرضیکہ جہاں جہاں انبیاء کرام کی تعریف فرمائی، ایک صفت کے ساتھ فرمائی ۔ جہاں اپنا ذکر فرمایا، دو تعریفی اسماء استعمال کیے ۔ اب اس سلسلہ میں اپنے حبیب مکرم جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر فرماتا ہے تو دو یا دو سے زیادہ الفاظ مدح استعمال کرتا ہے لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِیْزٌ عَلَیْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِیْصٌ عَلَیْكُمْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ

marfat.com

دوسری طرف اپنی ذات کے لیے وہی الفاظ مدح اِنَّ اللّٰہَ بِالنَّاسِ رَؤُفٌ رَّحِیْمٌ اپنے حبیب کے لیے رؤف رحیم فرمایا اور اپنے لیے بھی رؤف الرحیم فرمایا۔

کفار کا رد اللہ تعالیٰ نے مشرکین مکہ کے ان الزامات کا رد فرمایا جن کے ذریعہ وہ حضور نبی کریم کو شاعر اور مجنوں کہتے تھے۔ ویقولون ائنا لتارکوا الھتنا لشاعر مجنون۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا نہیں نہیں وہ تو حق پر ہیں اور صدق پر ہیں بل جاء بالحق وصدق المرسلین۔

ایک اور مقام پر فرمایا:۔ ام یقولون شاعر۔ کیا یہ لوگ آپ کو شاعر کہتے ہیں؟ حالانکہ وما علمناہ الشعر (ہم نے انھیں شعر نہیں سکھایا) ایک اور مقام پر کفار نے کہا ان ھذا الا افک افتریہ داعانہ علیہ قوم آخرون اللہ تعالیٰ نے اس کے رد میں فرمایا لقد نعلم انھم یقولون انما یعلمہ بشر یہ تمام حضورؐ کی تخصیص ہے کسی نبی کی جب تکذیب کی گئی تو اس نبیؑ نے خود اس کا جواب دیا۔ مگر ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کی گئی۔ تو اللہ تعالیٰ نے خود جواب دیا۔ حضرت نوح علیہ السلام کو ان کی قوم نے کہا انا لنریٰک فی ضلال مبین (ہم آپ کو گمراہی میں پا رہے ہیں) حضرت نے خود ہی جواب دیا قال یاقوم لیس بی ضلالۃ (اے قوم میں تو گمراہ نہیں ہوں) حضرت ہودؑ کو کہا گیا انا لنریٰک فی سفاھۃ (ہم آپ کو بیوقوف پاتے ہیں) حضرت ہود نے جواب دیا قال یاقوم لیس بی سفاھۃ (اے قوم میں تو بیوقوف نہیں ہوں) حضرت موسیٰ علیہ السلام کو فرعون نے کہا انی لاظنک یاموسیٰ مسحورًا (اے موسیٰ مجھے گمان ہے کہ تم سحر زدہ ہو) حضرت موسیٰ نے خود ہی جواب دیا وانی لاظنک یافرعون مثبورًا (اے فرعون میں تو تجھے مثبور پاتا ہوں) دوسری طرف کفار مکہ نے جب حضور رسالتمآبؐ کو مجنون کہا تو اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف سے جواب دیا وما صاحبکم بمجنون (ہمارا حبیب مجنون نہیں ہے)

فضل خداوندی اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل کرم کا انبیاء کرام کے لیے اظہار کیا حضرت یوسف علیہ السلام کے بارے میں فرمایا ذٰلک من فضل

marfat.com

اللہ علینا وعلی الناس۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کے متعلق فرمایا ھذا من فضل ربی۔ حضرت داؤدؑ کے متعلق فرمایا ولقد اٰتینا داؤد منا فضلا۔ الغرض تمام پیغمبروں کے متعلق تنہا فضل کا لفظ بیان فرمایا مگر اپنے حبیب محترم کیلیے جب ذکر فرمایا وکان فضل اللہ علیک عظیما (آپ پر فضل عظیم ہے) دوسری جگہ ان فضلہ کان علیک کبیرا (آپ پر بڑا فضل ہے)

پیغمبر انسانیت اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کو ایک خاص قوم یا قبیلہ کے لیے مبعوث فرمایا اِنَّا اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰی قَوْمِہٖ (ہم نے نوح کو ان کی قوم کے لیے بھیجا۔ پھر فرمایا وَاِلٰی عَادٍ اَخَاھُمْ ھُوْدًا (قوم عاد کی طرف ان کے بھائی ہود کو بھیجا) وَاِلٰی ثَمُوْدَ اَخَاھُمْ صٰلِحًا (قوم ثمود کی طرف ان کے بھائی صالح کو بھیجا) وَاِلٰی مَدْیَنَ اَخَاھُمْ شُعَیْبًا (اہل مدین کی طرف حضرت شعیب کو بھیجا) وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰی بِاٰیٰتِنَا وَسُلْطٰنٍ مُّبِیْنٍ۔ اِلٰی فِرْعَوْنَ وَمَلَاْئِہٖ ہم نے حضرت موسیٰ کو بنی اسرائیل اور فرعون اور ان کے سرداروں کی طرف بھیجا مگر اپنے حبیب لبیب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام مخلوقات کے لیے مبعوث فرمایا وَمَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا کَآفَّۃً لِّلنَّاسِ (ہم نے آپ کو تمام انسانوں کا پیغمبر بنایا) بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا خود حضورؐ نے فرمایا، بُعِثْتُ الی الخلق کافۃ (میں ساری مخلوق کی طرف بھیجا گیا ہوں)

حضور نبی کریمؐ کو انسانوں اور جنوں کے لیے بھیجا گیا۔ احمر و اسود، گورے اور کالے کے لیے بھیجا گیا۔ (بعثت الی الاحمر والاسود) یعنی حضور جنوں اور انسانوں، احمر و اسود کے پیغمبر ہیں۔ مگر جنوں کے لیے فرمایا اِذْ صَرَفْنَآ اِلَیْکَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ حضور جن آپ کی خدمت میں حاضر ہوں۔ مگر دوسری طرف فرمایا ارسلناک للناس رسول (مگر آپ انسانوں کے رسول ہیں)

رسولؐ کی محبت اللہ کی محبت ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کی محبت کو اپنی محبت قرار دیا۔ فرماتا ہے، قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ (آپ فرما دیجیے

marfat.com

اگر تم اللہ سے محبت کرنا چاہتے ہو تو میری اتباع کرو۔ اللہ تعالیٰ تمہیں محبت کرنے لگے گا)
ایک اور مقام پر فرمایا وَمَا اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا
(جو تمہیں تمہارا رسول دے اسے لے لو، جس سے منع کرے اس سے رُک جاؤ) اُمّتِ
رسولؐ کو حکم ہے جب تمہیں کسی معاملہ میں اختلاف ہو تو کتاب اللہ اور رسول اللہ کی طرف
رجوع کرو۔ اسی میں اللہ کی رضا ہے اَطِيْعُوا اللّٰهَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ ط

اللہ تعالیٰ دوسرے انبیاءکرام کو پیغام رسانی کے لیے وحی فرمایا کرتا تھا مگر اپنے
نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے مخصوص درجہ دیا۔ اور فرمایا نزل بہ الروح الامین
علیٰ قلبک ایک اور مقام پر فرمایا نزل علیٰ قلبک یہ پیغام ہر وقت آپ کے دل پر
نافذ ہوتے رہتے تھے۔ مگر دوسرے انبیاءکرام کے متعلق فرمایا اِنَّآ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ كَمَآ
اَوْحَيْنَآ اِلٰى نُوْحٍ وَّالنَّبِيّٖنَ مِنْۢ بَعْدِهٖ

حضورؐ کے دشمن

عاص بن وائل السہمی نے حضورؐ پر طعنہ دیا اور مشہور کر دیا کہ
آپ ابتر (بے اولاد) ہیں۔ مرنے کے بعد آپ کا نام لینے
والا کوئی نہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے اس الزام کو رد فرمایا اور اسے پھر مہلت نہ دی کہ
ایسی بدزبانی کر سکے۔ فرمایا اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ (آپ کا دشمن ہی ابتر ہے)
جو آپ کا دشمن ہے وہی بے اولاد اور بے نام ہوگا اس کا نام دنیا ئے ہستی سے ختم کر دیا جائے
گا مجبوراً کبھی کبھی اس کا نام حضورؐ کے نام کے ساتھ لیا جائے گا۔

حضورؐ کی ازواجِ مطہرات

اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریمؐ کے اہل وعیال کے
بارے میں فرمایا النبی اولی بالمومنین
من انفسہم وازواجہ امہاتہم (اللہ کا رسولؐ مومنین کو جان سے بھی عزیز تر
ہے۔ اور ان کی ازواجِ مطہرات مومنوں کی مائیں ہیں) بعض حضرات نے کہا ہے یہاں
ازواج کی جگہ یہ نہیں فرمایا کہ رسول اللہ کی بیٹیاں مومنوں کی بہنیں ہیں۔ اس کا جواب ہے
کہ احترام رسول کی انتہائی بات کہ رسول کی زوجہ مطہرہ سے کوئی امتی نہ نکاح کر سکے، نہ
بیوی بنا سکے یہ معاملہ بیٹیوں کے معاملہ میں نہیں ہے۔ کیونکہ بیٹی سے نکاح نہ ہونا ناکامی

marfat.com

اور مایوسی کی علامت ہے لیکن بیوی کے ساتھ دوسرا شادی کرے تو یہ بات بڑی ناگوار گذرتی ہے۔

حفاظت کتاب اللہ

اللہ تعالیٰ نے اس کلام پاک کی حفاظت کا خود ذمہ لیا، جو اپنے نبی محترم پر قرآن پاک کی شکل میں اتاری تھی۔ اِنَّا لنحن لہ لحافظون (ہم اس کے حفاظت کرنے والے ہیں) مگر یہ فضیلت کسی اور پیغمبر پر اترنے والے کلام کو نہیں دی گئی۔ یہی وجہ ہے کہ ان کتابوں میں تغیر و تبدل ہوا۔ لوگوں نے اپنی مرضی سے تحریف و ترمیم کی۔ یُحَرِّفُوْنَ الْکَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِہٖ مگر قرآن پاک میں آج تک ایک زیر زبر کی بھی تبدیلی نہیں آئی۔

اللہ تعالیٰ نے تین چیزوں کی قسم کھائی۔ نٓ ۔ وَالْقَلَمِ وَمَا یَسْطُرُوْنَ۔ وَاِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ قلم کی قسم کھائی، خلق رسول کی قسم کھائی۔ یہ آپ کی فضیلت ہے دوسرے کسی پیغمبر کے اوصاف کی قسم نہیں کھائی۔ حضرت ابراہیم کو حلیم فرمایا، حضرت اسمٰعیل کو صادق الوعد کہا۔ حضرت ادریس کو صدیق کہا۔ حضرت داؤد علیہ السلام کو نعم العبد کہا، مگر کسی کی صفت سے قسم نہیں کھائی۔

دوسرے انبیاء کرام کے اسماء گرامی اپنی اپنی جگہ بے حد متبرک ہیں مگر اپنے نبی کا اسم گرامی اپنے ناموں سے نکالا۔ حمید اور محمود سے محمد کو نکالا۔ یہ حضورؐ کے نام کی خصوصی فضیلت ہے۔ حضرت ابوطالب نے حضورؐ کی تعریف کرتے ہوئے یہ نکتہ خاص طور پر بیان کیا ہے۔

وشق لہ من اسمہ لیجلہ　　فذوالعرش محمود وھذا محمد

تاریخ میں لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر بھیجے۔ ان میں سے تین سو تیرہ (۳۱۳) مرسل تھے۔ باقی تمام کے تمام نبی تھے۔ ہر رسول نبی تو ہو سکتا ہے مگر ہر نبی رسول نہیں ہو سکتا۔

امت رسولؐ کی فضیلت

اللہ تعالیٰ نے بیعت رضوان کے بعد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ مومنوں پر راضی ہوگیا جب ان لوگوں نے

marfat.com

بی کریم سے شجرِ رضوان کے نیچے بیعت کی تھی۔ حضورؐ سے بیعت کو اپنی رضا قرار دیا۔ مگر دوسرے انبیاء کی اُمت کے ساتھ یہ شفقت یا خصوصیت نہیں ہے۔ حضرت عیسیٰؑ کے حوارین یا دوستوں کا ذکر کیا تو یہ فضیلت نہیں دی گئی۔ حضورؐ کے صحابہ کا ذکر تمام کتابوں میں کیا۔ تورات وانجیل میں ذکر فرمایا۔

دعاؤں کا انداز دوسرے پیغمبر جب دعا مانگتے تو رب کا لفظ استعمال کرتے حضرت آدم نے کہا۔ رَبَّنَا ظَلَمْنَا۔ حضرت نوح نے کہا رَبِّ إِنَّهُمْ عَصَوْنِي۔ رَبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْأَرْضِ۔ اللہ تعالیٰ نے ایسی ہی دُعا حضورؐ کو سکھائی۔ قُلْ رَبِّ زِدْنِي عِلْمًا۔ رَبِّ أَعُوذُ بِكَ مِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِينِ مگر ان دعاؤں میں جو خصوصی بات سکھائی وہ دوسرے پیغمبروں کے ہاں نہیں پائی جاتی قُلِ اللَّهُمَّ مَالِكَ الْمُلْكِ۔ قُلِ اللَّهُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ۔ یہ اَللّٰهُمَّ کا لفظ صرف نبی کریم کی دعاؤں میں خاص ہے۔ لفظ رب عام ہے جو مخلوق کے ساتھ بھی بولا جا سکتا ہے۔ رَبُّ الدَّارِ۔ رَبُّ الْبَيْتِ۔

جو چیزیں دوسرے انبیاء کو بعد از التماس دیں وہ اپنے نبیؐ کو بلا مانگے عطا کیں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دُعا کی رَبِّ اشْرَحْ لِي صَدْرِي اے اللہ میرے سینے کو کھول دے۔ حضورؐ کے لیے فرمایا أَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ (ہم نے آپ کا سینہ کھول دیا) حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی وَاجْعَلْ لِي وَزِيرًا مِنْ أَهْلِي هَارُونَ أَخِي (میرے بھائی ہارون کو میرا وزیر بنا دے) مگر حضور نبی کریمؐ کے لیے بلا مانگے صحابہ کو وزیر بنایا۔ حضورؐ فرمایا کرتے۔ زمین پر ابوبکر، عمر، اور علی رضی اللہ عنہم میرے وزیر ہیں اما ترضی ان تکون بمنزلۃ ھارون من موسیٰ

اللہ کا کام رسولؐ کا کام ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے کام کو اپنے رسولؐ کا کام قرار دیا یا رسول اللہ! جو آپ سے بیعت کر رہے ہیں وہ مجھ سے بیعت کر رہے ہیں۔" جو آپ کی اطاعت کر رہے ہیں وہ میری اطاعت کر رہے ہیں، "یہ کنکریاں جو آپ نے ماری ہیں وہ میں نے ماری ہیں"۔ حضورؐ کے حکم سے

marfat.com

حلال وحرام کا نفاذ ہوتا رہا ۔ حالانکہ یہ اختیار کسی اور نبی کو نہیں دیا گیا ۔ جہاد و قتال ہر جگہ اپنی ذات کے لیے حلال کردیا گیا ۔ پھر ابوسفیان کا گھر جہاں قتل پر پابندی نہیں تھی ۔ حضورؐ کے حکم سے حرم بن گیا ۔ وَمَنْ دَخَلَ دَارَ اَبِیْ سُفْیَانَ فَھُوَ اٰمِنٌ ۔

سابقہ امتوں پر سختیوں کو حضورؐ کی امت کے لیے آسان بنادیا گیا ۔ یُرِیْدُ اللّٰہُ بِکُمُ الْیُسْرَ کی بشارت دی گئی ۔ سابقہ امتوں کی ریاضتوں کو حضور کی امت سے اٹھالیا گیا اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے رزق کے تمام خزانے عطا فرما دیے اللہ کا مال رسولؐ کا مال کہلانے لگا فرمایا یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الْاَنْفَالِ قُلِ الْاَنْفَالُ لِلّٰہِ وَالرَّسُوْلِ ۔ لوگ آپ سے انفال کے متعلق دریافت کرتے ہیں ۔ انھیں کہہ دیں کہ یہ میرا مال اللہ اور اس کے رسول کا ہے پھر فرمایا مالِ غنیمت کے بارے میں پوچھنے والوں کو فرما دیجیے کہ خمس اللہ اور رسول کے لیے ہے ۔ حضور علیہ السلام واحد رسول ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے مالِ غنیمت حلال فرمایا حضورؐ نے فرمایا رزقی فی ظل سیفی (میرا رزق تو میری تلوار کے سایہ کے نیچے ہے) یہ شرف دوسرے انبیاء کرام کو نہیں تھا ۔ کوئی شبانی کرتا رہا ۔ بعض کھیتی باڑی کرتے ۔ بعض محنت مزدوری کرتے ۔

ملائکہ کی امداد

اللہ تعالیٰ نے اپنے فرشتوں کو اپنے حبیب کی نصرت اور امداد کیلیے مقرر فرمایا آپ کفار سے جنگ کرتے تو اللہ کے فرشتے امداد کو آتے کسی پیغمبر کو یہ شرف حاصل نہیں ہوا کہ وہ فرشتوں کی میدانِ جنگ میں نصرت حاصل کرسکے ۔ حضرت داؤد کے بارے میں فرمایا وَقَتَلَ دَاوٗدُ جَالُوْتَ مگر حضرت محمد رسول اللہؐ کے بارے میں فرمایا یُمِدَّکُمْ رَبُّکُمْ بِثَلٰثَۃِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِکَۃِ (تین ہزار ملائکہ امداد کو حاضر ہوئے) ایک اور مقام پر فرمایا ۔ بِخَمْسَۃِ اٰلٰفٍ (پانچ ہزار فرشتے امداد کرتے رہے) ایک جگہ فرمایا اَنْزَلَ جُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْھَا (اس قدر فرشتے آئے کہ دیکھے نہیں جاسکتے تھے

ایک روایت میں ہے کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جنگ احزاب سے لوٹ رہے تھے ۔ آپ نے زرہ اتاری ۔ اسلحہ رکھا حضرت جبرائیل علیہ السلام حاضر ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ ابھی ہتھیار نیچے نہ رکھیں ۔ ہم فرشتوں نے ابھی تک ہتھیار نہیں اتارے

marfat.com

چنانچہ آپ اسی وقت اُٹھے، ہتھیار اٹھائے اور بنی قریظہ اور بنی النضیر پر لشکر کشی کر دی۔

میدانِ بدر کے ایک صحابی نے بتایا میں میدانِ کارزار میں سرگرمِ جنگ تھا، کہ مجھے آواز آئی اے حیزوم ہٹ جاؤ۔ میں نے دیکھا کہ میرے آگے جانے والا کافر کٹا ہوا پڑا تھا حالانکہ میں نے اس پر تلوار نہیں ماری تھی۔ اس کا سر دھڑ سے جُدا پڑا تھا۔

اپنے نبی پاک کو اللہ تعالیٰ نے کوثر عطا فرمایا، مقامِ محمود سے نوازا، مقامِ محمود کو اولین اور آخرین پسند کرتے ہیں۔ اور تمام انبیاء بھی اس پر رشک کرتے ہیں، یہ مقامِ شفاعت ہے۔ کوثر بہشت کی ایک نہر ہے۔

رحمۃٌ للعالمین

اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر کو رحمت عالمیان بنا کر بھیجا وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ۔ یہ عالمیان مومنین بھی ہیں اور کافر بھی۔ حضورؐ دونوں کے لیے باعث رحمت ہیں۔ کُنْتُمْ عَلٰی شَفَا حُفْرَۃٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَکُمْ مِّنْھَا (تم آگ کے کنارے پر کھڑے تھے تمھیں وہاں سے بچالیا) یہ آیت مومنوں کے کے لیے رحمت کی علامت ہے دوسری جگہ فرمایا وَمَا کَانَ لِیُعَذِّبَھُمْ وَاَنْتَ فِیْھِمْ (یا رسول اللہؐ! میں ان کافروں پہ عذاب اس لیے نہیں بھیجتا کہ آپ ان کے پاس ہیں) اس طرح حضورؐ کافروں کے لیے بھی رحمت ہیں حالانکہ سابقہ کافروں کو عذاب کا نشانہ بننا پڑا۔ بعض قومیں سنگسار کر دی گئیں، بعض زلزلہ سے تباہ ہو گئیں، بعض زمین میں دھنس گئیں۔ بعض پانی میں غرق ہو گئیں۔ مگر حضورؐ کے زمانے کے کفار ہر قسم کے عذاب سے محفوظ رہے یہ آپ کا شرف تھا۔

ایک بار کفار نے مشہور کر دیا کہ حضورؐ پر وحی نہیں آتی بلکہ آپ جادوگر ہیں اللہ تعالیٰ نے نجم کی قسم کھائی اور فرمایا اِنْ ھُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی یہ شرف تھا نبی کریم کا پھر فرمایا فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی یہ خاص شرف اور مقام قربت صرف حضورؐ کو ہی نصیب ہوا۔ یہ قرب مکانی نہیں تھا بلکہ جاہ و منزلت کا قرب تھا۔

اللہ تعالیٰ نے تمام پیغمبروں کو حکم دیا کہ وہ میرے حبیب کی آمد کی بشارت دیں اور آپ کی رسالت اور شریعت تا قیامِ قیامت رہے گی پھر حضورؐ کی امت کو بہترین

marfat.com

اُمت شمار کیا گیا کُنۡتُمۡ خَیۡرَ اُمَّۃٍ (تم بہترین امت ہو) بہترین اُمت کا رسول بھی بہترین ہوتا ہے۔ یہ خاصہ ہے حضورؐ کی اُمت کا کسی دوسرے نبی کی امت کو یہ مقام نہیں ملا۔ اگر کسی نبی کی امت کی تعریف کی گئی ہے۔ تو پوری امت کی نہیں، بعض حضراتِ اُمت کی تعریف کی گئی۔ جیسے فرمایا ومن قوم موسیٰ امۃ یھدون بالحق (حضرت موسیٰ کی امت کے بعض لوگ حق کی ہدایت پاتے تھے۔)

صحابہ کی جانثاری

اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک کو حضور نبی کریم اور اس کی اُمت کا شرف قرار دیا۔ فرمایا وانہ لذکر لک ولقومک قرآن پاک کو زبان عربی میں نازل فرمایا تاکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان کو شرف بخشا جائے۔ اللہ تعالیٰ نے اُمتِ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ارباب فرد اور دانش مند قرار دیا۔ حضورؐ کی ذات اپنی ساری امت سے عاقل ترین تھی۔ یا اولی الالباب فرمایا۔ مگر پہلے انبیاء کی امتوں کو اگرچہ کھانے پینے کی چیزیں دیں۔ جیسے قومِ موسیٰ کو من وسلویٰ عطا کیا۔ وہ کہتے کہ ہم ان دو چیزوں پر صبر نہیں کر سکتے ہیں پیاز، لہسن اور ادرک کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی شکمی خواہشات کا تذکرہ کرتا ہے۔ ان کی نادانی اور جہالت کا ذکر کرتا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم چند دنوں حضرت موسیٰ علیہ السلام سے علیحدہ رہی۔ تو گوسالہ پرستی کرنے لگی۔ حضرت موسیٰ عمالقہ کی سرزمین میں آئے تو قوم نے کہا آپ اور آپ کا خدا جنگ کرے ہم یہاں بیٹھے دیکھتے ہیں۔ مگر حضورؐ کی امت کے ایک فرد نے بھی ایسا نہیں کہا۔ حضورؐ نے میدان جنگ میں قدم رکھا تو صحابہ کرام نے کہا یا رسول اللہ! ہم بنی اسرائیل کی طرح یہ نہیں کہیں گے کہ ہم یہاں بیٹھے ہیں۔ بلکہ ہم آپ کے ساتھ، جنگل، بیابان، صحرا میں جائیں گے۔ اور اپنی جانیں اور مال قربان کرتے جائیں گے۔ اُمتِ مصطفیٰ کی محبت اور عشق کی یہ بات تھی کہ سیدنا عمر فاروق حجرِ اسود کو چومنے لگے تو کہا اے اللہ مجھے معلوم ہے یہ محض ایک پتھر ہے اس میں کوئی نفع یا نقصان کی صلاحیت نہیں ہے۔ اگر میں اسے اپنے نبی کو بوسہ دیتے نہ دیکھتا تو اسے کبھی نہ چومتا۔ حضورؐ کی وفات پر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اٹھے اور فرمایا یاد رکھو

marfat.com

حضورؐ کا وصال ہوگیا ہے۔ ہم حضورؐ کی عبادت نہیں کرتے تھے۔ ہم اللہ کی عبادت کرتے ہیں وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے زندہ ہے جس طرح صحابہ حضور کی ظاہری زندگی میں جانیں نثار کرتے تھے۔ ویسے ہی آپ کے بعد بھی جہاد میں جاتے رہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضورؐ کی عدم موجودگی میں حضورؐ کے بستر پر رات بسر کی اور یہ ثابت کر دیا کہ صحابہ حضورؐ کے سامنے اور بعد میں ایک جیسے جانثار ہیں۔ صحابہ ہمیشہ نبی کریم کی ذات کو اپنے بیٹوں، اہل و عیال، مال و دولت حتیٰ کہ جان سے بھی زیادہ عزیز رکھتے تھے۔

ایک مسلمان عورت حمنہ دختر جحش کو معلوم ہوا کہ اس کا بیٹا، خاوند اور باپ میدانِ اُحد میں شہید ہو گئے ہیں تو کہنے لگی میرا بھائی کہاں ہے؟ لوگوں نے بتایا وہ بھی شہید ہوگیا ہے۔ کہنے لگی میرا شوہر کہاں ہے؟ بتایا گیا وہ بھی شہید ہو گئے۔ پوچھنے لگی حضورؐ نبی کریم کہاں ہیں؟ لوگوں نے بتایا وہ آرہے ہیں۔ کہنے لگی جب حضورؐ زندہ ہیں تو مجھے کوئی غم نہیں۔ سارا جہان زندہ ہے۔ میرے تمام بھائی، والد، خاوند اور بیٹے آپ پر قربان ہوں۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔

اُمتِ مصطفیٰ کی بہشت میں تعداد

اللہ تعالیٰ نے بہشت کو یاد فرمایا، اور پہلی امتوں کا ذکر کیا فرمایا کہ پہلی امتوں کے زیادہ لوگ بہشت میں ہوں گے۔ اور امت محمدیہ کے کم لوگ بہشت میں ہوں گے۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ کیا آپ اس بات پر راضی ہو جائیں گے کہ آپ کی امت تو کم ہو مگر دوسرے انبیاء کے امتی بہشت میں زیادہ ہوں آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے یقین دلایا ہے کہ میری امت دوسرے تمام انبیاء کی امتوں کے برابر بہشت میں ہو گی پھر اللہ تعالیٰ نے مزید فضل فرمایا، اور فرمایا کہ حضورؐ کی امت کی اسّی صفیں ہوں گی جبکہ تمام انبیاء کی امتیں چالیس صفوں میں ہوں گی۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کے دشمنوں کو بڑے عذابوں میں مبتلا کیا ابوجہل نے ایک دفعہ اعلان کیا۔ کہ اگر میں نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو نماز میں سجدہ کرتے ہوئے دیکھ لیا تو آپ کی گردن پر اپنا پاؤں رکھ دوں گا۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے

marfat.com

حضورؐ کو کہا۔ یارسول اللہ! آپ خصوصی طور پر کعبۃ اللہ میں جائیں حجرِ اسود کو بوسہ دیں۔ اقراء باسم ربک پڑھیں، فارغ ہوکر سجدہ فرمائیں اور جب تک ابوجہل نہ آئے سجدہ سے سر نہ اٹھائیں حضور کعبۃ اللہ میں گئے اور تمام چیزیں جنھیں حضرت جبرئیل نے بیان کیا تھا کیں لوگوں نے ابوجہل کو بتایا کہ حضور حجرِ اسود کے پاس سجدہ میں ہیں۔ ابوجہل دوڑا دوڑا آیا حضورؐ کے نزدیک پہنچا ہی تھا کہ دہشت زدہ ہوکر واپس لوٹا۔ لوگوں نے دیکھا افتاں خیزاں بھاگ رہا ہے۔ پوچھا کیا ہوگیا واپس کیوں آگئے۔ کہنے لگا میرے اور محمدؐ کے درمیان ایک عضیل اونٹ منہ کھولے کھڑا تھا اگر میں اور آگے جاتا تو مجھے چیر پھاڑ جاتا میں نے واپس آنے میں ہی سلامتی جانی حضورؐ سجدہ سے اٹھے صحابہ کو فرمایا اگر وہ میرے نزدیک آتا تو فرشتے اسے ٹکڑے ٹکڑے کرجاتے۔

علمِ غیب سے اطلاع اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صاحب کوثر و تسنیم کو ان حالات سے آگاہ فرمادیا تھا جو مستقبل میں آنے والے تھے۔

عالم الغیب فلا یظہر علی غیبہ احدا۔ الا من ارتضیٰ من رسول۔ وہ عالم الغیب ہے وہ غیب پر کسی شخص کو مطلع نہیں کرتا ہاں اپنے رسولوں میں جسے چاہتا ہے اسے علم غیب دیتا ہے۔ اس رسول سے مراد محمد رسول اللہ ہیں حضور نبی کریم کو میدانِ جنگ کے حالات اور اس کے نتائج سے آگاہ کردیا جاتا تھا حضورؐ فرمایا کرتے تھے۔ کہ جبرئیل میرے دل میں وہ چیز ڈال دیا کرتے تھے جو کچھ ہونے والا ہوتا تھا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو فرمایا گیا کہ آپ ایسے لوگوں سے جنگ کریں گے جو خارجی کہلائیں گے۔

اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں پر لعنت بھیجی ہے جو آپ کو دکھ دیا کرتے تھے اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ لَعَنَہُمُ اللّٰہُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ (جو لوگ میرے رسول کو تکلیف دیتے ہیں ان پر اللہ تعالیٰ کی لعنت دنیا میں بھی ہے اور آخرت میں بھی مگر اس سے پہلے انبیاء کی امت جب انھیں دکھ دیا کرتی تھیں تو قرآن بیان کرتا ہے وَلَقَدْ کُذِّبَتْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِکَ علی ما کذبوا اوذوا۔ مگر

marfat.com

ہاں ہم انھیں لعنت نہیں کی ۔ یہ خصوصیت صرف حضورؐ کے مخالفین کے ساتھ رہی ۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کی امت کو قصاص اور بدلے کی اجازت دی النفس بالنفس والعین بالعین (جان کے بدلے جان اور آنکھ کے بدلے آنکھ) مگر یہ شرف پہلی امتوں کو نہیں ملا ۔ قصاص کے حکم کے باوجود ایک دوسرے کو معاف کر دینے کی اجازت دی اور فرمایا ومن عفی لہ من اخیہ شیئ فاتباع بالمعروف (اگر کوئی اپنے بھائی کو معاف کر دے تو یہ بات اس کے لیے امر معروف ہے) یہ خصوصیت صرف امت رسول کے لیے ہے ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے میری ہی امت کو درگذر کرنے کا اختیار دیا اسی لیے میری امت کے گناہوں سے درگذر فرماتا رہا ۔

اذانِ نماز

اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو بعض مخصوص طریق عبادت عطا فرمائے جو پہلے انبیاء کو نہیں تھے ۔ نماز کے لیے اذان حالانکہ دوسرے انبیاء ناقوس سرود، وغیرہ نماز کی علامتیں تھیں ۔ پھر فرمایا وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ (ہم نے آپ کا ذکر بلند فرمایا) جس جگہ میرا ذکر ہو گا میرے حبیب کا بھی ہو گا ۔ جہاں اللہ کا نام لیا جائے گا اس کے حبیب کا بھی لیا جائے گا ۔

قبلہ کا تعین

اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب پاک کے لیے کعبۃ اللہ کو قبلہ مومنین قرار دیا ۔ حالانکہ اس سے پہلے تمام انبیاء کا قبلہ بیت المقدس کا تھا ۔ اس کی وجہ یہ ہوئی کہ یہودی اور ترسا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو طعنہ دیا کرتے تھے کہ آپ لوگ ہمارے قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز ادا کرتے ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہیں بار بار آسمان کی طرف اٹھتی تھیں ۔ حتیٰ کہ جبریل علیہ السلام نے آکر کہا یا رسول اللہ! آپ کے دل میں جس طرف منہ کر کے نماز پڑھنے کی تمنا ہے کر لیجیے ۔ قَدْ نَرٰی تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَآءِ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰهَا ۔

اُمت پر رضامندی

اللہ تعالیٰ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت پر راضی ہوا ۔ اور قرآنِ پاک میں بعض مقامات پر اس کا ذکر بھی ہوا ہے ۔ لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ (اللہ تعالیٰ مومنین پر راضی ہو گیا) وَرَضُوْا عَنْهُ

marfat.com

(اور مومنین بھی اللہ پر راضی ہوگیا) حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی اُمت کے لیے کہا عَجِلْتُ اِلَیْکَ رَبِّ لِتَرْضٰی (میں اپنے رب کی رضا چاہتا ہوں) مگر کہیں لفظ رَضِیْتُ استعمال نہیں کیا گیا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تمنا اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو فضیلت دی چنانچہ موسیٰ علیہ السلام نے تمنا کا اظہار کیا اے اللہ مجھے اُمتِ محمدیہ میں پیدا فرما۔ اُمت محمدیہ نماز ادا کرتی ہے اور زکوٰۃ ادا کرتی ہے۔ یہ فضیلت صرف امت رسولؐ کو ہی ہے۔

رسولِ رحمت کی خصوصیت حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ میدان احد میں شہید کر دیے گئے۔ ان کے اعضاء کاٹ لیے گئے حضور نے اپنے چچا کو اس حالت میں دیکھا تو فرمایا کہ میں کفار کے پچاس آدمیوں کے اعضاء کاٹوں گا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے آپ کو صبر کرنے کا حکم فرمایا۔ اور معاف کرنے کی تلقین کی وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُكَ اِلَّا بِاللّٰهِ پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا جن لوگوں کو عذاب دیا گیا ہے ان کے بدلے عذاب دینے والوں کو ویسا ہی عذاب دیا جائے گا۔ پھر ایک معرکہ میں حضور نبی کریمؐ نے یہودیوں کو قتل کرنے کا حکم دیا مگر اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیبِ رحمت کو معاف کرنے کا حکم دیا فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاصْفَحْ (انھیں معاف فرما دیں اور ان سے درگذر کریں) رحمت اور شفقت کا حکم کسی دوسرے نبی کو نہیں دیا۔ انھیں اختیار دے دیا کہ وہ جس طرح چاہیں کریں۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے ہُدہُد کو تہدید کی۔ مگر اللہ تعالیٰ نے انھیں معاف کرنے کا نہیں کہا۔ حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو تباہ کرنے کا کہا اللہ تعالیٰ نے انھیں نہیں روکا۔

آسمانوں پر حکومت اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریمؐ کے اشارے سے چاند کو دو ٹکڑے فرمایا۔ اور ستاروں کی گردش کو حضورؐ کی خواہش کے تابع کر دیا مگر یہ اختیار کسی دوسرے نبی کو نہیں دیا۔

اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریمؐ پر قرآن نازل فرمایا قرآن کو مختلف ناموں سے یاد فرمایا

marfat.com

کتاب، کلام، معدیٰ، رحمت، نور، فرقان، شفا، ذکر، تبیان، عہد، حکیم، علی، مبین، صراطِ مستقیم، صحفِ مطہرہ، بیان، بلاغ، بشریٰ، موعظہ، مبارک، لیکن پہلے انبیاء کی کتابوں کو صرف صحف کہا۔ اِنَّ ھٰذَا لَفِی الصُّحُفِ الْاُوْلٰی۔ اٰتَیْنَا دَاوٗدَ زَبُوْرًا پھر فرمایا اِنَّا اَنْزَلْنَا التَّوْرٰىةَ فِیْهَا هُدًی وَّ نُوْرٌ۔ اس طرح ایک دو ناموں کے علاوہ دوسرے ناموں سے یاد نہیں کیا۔ مگر قرآن کے بہت سے نام بیان فرمائے یہ قرآن کی عظمت اور جلالت کی وجہ سے تھی۔ اور قرآن کی جلالت اپنے حبیب کی جلالت کے اظہار پر تھی۔

ایک عالمِ دین نے ایک ایسی کتاب لکھی جس میں احکام حیض لکھے۔ ایک مجوسی نے وہ کتاب دیکھی اس میں یہ آیت تھی کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا یَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْمَحِیْضِ قُلْ هُوَ اَذًی مجوسی نے یہ آیت پڑھ کر فرمایا۔ مسلمانوں کی کتاب برحق ہے۔ اس ایک آیت میں اتنی تفصیل بیان کر دی ہے کہ ایک مبسوط کتاب میں نہیں ہو سکتی وہ مجوسی اسی بات پر ایمان لے آیا۔ یہ قرآن کا اعجاز ہے کہ دوسروں میں نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ نے امت رسول کے بعض افراد کو خلافتِ دنیا و دین دی ہے اور اس خلافت کو اللہ نے پسند فرمایا ہے وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِی الْاَرْضِ اللہ تعالیٰ نے مومنوں کیلیے وعدہ فرمایا ہے کہ جو نیک اعمال کریں گے انھیں دنیا وی اقتدار دیا جائیگا یہ دلیل ہے اس بات کی کہ قرآن برحق ہے اور اُمتِ رسول بلاد مشرق و مغرب کے حکمران بنی۔ یہ قرآن کی عظمت کی ہی دلیل نہیں حضور کی فضیلت کی بھی دلیل ہے۔

اللہ تعالیٰ نے یہودیوں کو جو عام انبیاء کے دشمن تھے دنیا بھر میں خوار و حقیر کیا ان پر ذلت مسکنت مسلط کر دی گئی۔ ہر شہر میں ذلت دی ان کی شکلیں بدل دیں۔ اگرچہ زمانۂ قدیم میں بادشاہ بھی تھے۔ مگر وہ اللہ کے نبیوں کو قتل کر دیا کرتے تھے۔

پھر ان لوگوں نے حضرت عیسیٰ کے خلاف بھی قتل کا حکم صادر فرما دیا عرب کی سرزمین میں اہلِ خیبر، فدک قریظہ کے یہودی اعلیٰ النسل کے یہودی تھے۔ مگر آج وہ ہر جگہ ذلیل و خوار ہیں اگرچہ یہ قوم مال و دولت میں اپنا ثانی نہیں رکھتی۔ مگر پیغمبروں کی دشمنی کی بنا پر ذلت میں مبتلا رہی۔

marfat.com

۱۲

معجزاتِ نبی کریم

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم

جس رات حضور نبی کریم صاحب کوثر و تسنیم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت فرمانے لگے۔ تو آپؐ کی خدمت میں صرف سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ موجود تھے پھر عامر بن فہیرہ راستہ دکھانے کے لیے عبداللہ بن اریقط تھے جب یہ تمام حضرات ام معبد بن الخزاعیہ کے خیمہ میں پہنچے (ام معبد ایک کار کن عورت تھی جو خیمہ کے دروازے کے سامنے بیٹھی نظر آئی) اس سے حضورؐ نے کھجوریں، گوشت مانگا۔ تاکہ تمام لوگ کھا سکیں مگر اس کے پاس کوئی بھی چیز نہ تھی۔ کہنے لگی کاش آج میرے پاس کوئی چیز ہوتی تو میں مہمانی کر سکتی۔ اور مجھے کسی چیز کے خریدنے کی بھی ضرورت نہ ہوتی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خیمہ کے ایک کونہ پر نگاہ ڈالی دیکھا ایک بکری کھڑی ہے۔ فرمایا، اُمِّ معبد! یہ بکری کس کی ہے؟ کہا یہ بکری تو ہماری ہی ہے۔ مگر بیماری اور کمزوری کی وجہ سے گلہ کے ساتھ چلنے سے بھی معذور ہے۔ آپ نے پوچھا اس کا دودھ ہے؟ اُمِّ معبد نے کہا یہ تو اتنی بیمار ہے کہ دودھ دینے سے بھی قاصر ہے۔ حضورؐ نے فرمایا اگر تم اجازت دے دو تو میں اس کا دودھ دوھ لوں۔ کہنے لگی میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں اگر آپ ایسا کر سکتے ہیں تو مجھے کیا انکار ہے؟ آپؐ نے بکری کو پکڑا اپستانوں پر ہاتھ لگایا اور زبان سے فرمایا اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لھافی شاتھا اے اللہ ان کی بکری میں برکت دے۔ اللہ کی قدرت دودھ بہنے لگا۔ پیالہ لیا دودھ دوہا۔ پہلے اُمِّ معبد کو دیا تاکہ وہ سیر ہو کر پی لے۔ پھر ایک ایک صحابی کو دیا۔ وہ پیٹ بھر کر پی چکے سب کے آخر خود پیا۔ اور فرمایا ساقی القوم آخرھم شربا (قوم کو پلانے والا پینے میں آخر ہوتا ہے) صحابہ نے ایک ایک بار اور پیا۔ اور روانہ ہوئے۔ اور پیالہ اُمِّ معبد کے حوالہ کر دیا۔

marfat.com

اور روانہ ہوئے۔

کچھ دیر بعد اُم معبد کا خاوند دوسری بکریاں لیے گھر آیا۔ خیمہ میں دودھ دیکھا پوچھا یہ کہاں سے آیا ہے؟ ام معبد نے بتایا۔ آج ایک مبارک ہستی کا یہاں سے گذر ہوا اور تمام واقعہ سنایا اس کا شوہر کہنے لگا جن لوگوں کا تم ذکر کر رہی ہو وہ تو قریشی سردار ہے۔ اسے تمام مکہ والے تلاش کرتے پھر رہے ہیں۔ اب مجھے اس کے اوصاف اور شکل و صورت بتاؤ۔ ام معبد نے کہا وہ ایک روشن چہرہ، کشادہ رو، خوش خو، سیاہ چشم پیوستہ ابرو، سر کے بال سیاہ، بلند گردن، گھنی داڑھی والے انسان تھے۔ خاموش رہتے تو باوقار نظر آتے بات کرتے تو بزرگی اور سنجیدگی ظاہر ہوتی۔ باتیں موتی کی لڑیاں تھیں بات کرتے تو حلاوت جھڑتی۔ بلند آواز دور و نزدیک کو سنائی دیتی۔ نزدیک والے آواز کی شیرینی سے مسحور ہو جاتے میانہ قد، بلند قامت، مگر بلند قامتی، درازقدی سے نہ ملتی۔ نہ لمبے اور نہ کوتاہ قد تھے۔ وہ دونوں ساتھیوں کے درمیان ایک شاخ گل نظر آتے تھے۔ آپ کے ساتھی بات سنتے تو ادب سے خاموش رہتے۔ اگر بات کرنے کی اجازت پاتے تو نہایت آہستہ گفتگو کرتے۔ اُم معبد کے شوہر نے کہا خدا کی قسم یہ تو قریش مکہ ہے۔ ہم نے ان کی باتیں سنی ہیں۔ اگر اس وقت میں یہاں ہوتا تو خدمت بجا لاتا اور ان کے ساتھ چلتا اگر اب بھی مجھے مل گئے۔ تو میں ایسا ہی کروں گا مکہ میں اس رات آسمانوں اور زمینوں کی فضاؤں میں یہ اشعار سنائی دیے حالانکہ کوئی شخص دکھائی نہ دیتا تھا۔

جزی اللہ رب الناس خیر جزائہ   رفیقین حلا خیمتی ام معبد

ھما نزلا بالبر وارتحلا بہ   فافلح من امسی رفیق محمد

فنال قصی ما زوی اللہ عنکم   بہ من فعال لا تجازی وسودد

سلوا اختکم عن شاتہا وانائہا   فانکم ان تسألوا الشاۃ تشہد

اتاہا بشاۃ حائل فتحلبت   لہ بصریح ضرۃ الشاۃ مزید

فغادرہ رھنا لدیہا لحالب   تدرلہا فی مصدر ثم مورد

marfat.com

حضرت حسان بن ثابت الانصاری نے ان اشعار کا جواب لکھا۔

لقد خاب قوم زال عنهم نبیّهم — وقدس من یسری الیهم ویغتدی
ترحل عن قوم فزالت عقولهم — وحل علی قوم بنور مجدد
هداهم به بعد الضلالة ربهم — وارشدهم من تبع الحق یرشد
وهل یستوی ضلال قوم تسفهوا — عما وهداة یهتدون به مهتد
لقد نزلت منه علی اهل الیثرب — رکاب هدی حلت علیهم باسعد
نبی یری مالا یری الناس حوله — ویتلوا کتاب اللّٰه فی کُلّ مشهد
وان قال فی قوم مقالة غائب — فتصدیقها فی صحوة الیوم او غد
لیهن ابابکر سعادة جده — بصحبته من یسعد اللّٰه یسعد

ولیهن بنی کعب مکان فتاتهم — ومقعدها للمومنین بمرصد

چنانچہ صبح اہلِ مکہ نے حضور نبی کریمؐ کو نہ دیکھا تو ام معبد کے خیمہ کی طرف آئے وہ لوگ جو ابھی تک ہجرت نہ کر سکے تھے۔ وہ بھی حضورؐ کے بعد روانہ ہو کر آپ کی خدمت میں پہنچ گئے۔

حضرت علی کرم اللّٰہ وجہہ بیان فرماتے ہیں کہ میں حضور کی خدمت میں ہوتا ہم کسی درخت یا پتھر کے نزدیک سے نہ گذرتے جس سے ہم سلام کی آواز نہ سنتے۔ یہ حضور نبی کریمؐ کا معجزہ تھا۔

ایک صحابی بیان کرتے ہیں کہ میں دریا کے کنارے پر کھڑا تھا میرے غلاموں نے ایک ایسی مچھلی پکڑی جس پر نقش و نگار پڑے تھے۔ میں نے غور سے دیکھا تو اس کے دائیں کان کی سفیدی میں لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ اور بائیں کان کی سفیدی پر محمد رسول اللّٰہ لکھا ہوا تھا۔

نبی کریم صلی اللّٰہ علیہ وسلم کی علاماتِ نبوت سے شبِ معراج ہے آپ مکہ مکرمہ سے

marfat.com

مسجد اقصیٰ پہنچے۔ حالانکہ شام کے وقت اپنے اہل و عیال کے ساتھ تھے اور رات کے آخری حصہ میں پھر واپس آ گئے۔ لوگوں کو اطلاع دی ایک طبقہ جسے نور معرفت نہ ملا تھا۔ انکار پر اٹھ کھڑا ہوا۔ لیکن ایک طبقہ جسے نور ایمان ملا تھا تسلیم کرتا گیا۔ دشمنوں نے اپنی طاقت کے ساتھ نور خداوندی کو فرد کرنے پر زور لگایا۔ اور دعوتِ حق کو دبانے پر اڑے رہے۔ مگر اللہ تعالیٰ نے مشرکین کی مخالفت کے باوجود اس نور کو درخشاں رکھا حضور نے ایک ایسے کارواں کے آنے کی خبر دی جو شام کے ملک میں محو سفر تھا۔ اور قافلہ میں ایک اونٹ کا ذکر کیا تاکہ لوگوں کو یقین آجائے کہ یہ خبر اللہ کے بغیر کوئی نہیں دے سکتا جب قافلہ پہنچا تو تمام نشانیاں بیان کرتے گئے۔

سراقہ بن مالک

حضورؐ مدینہ کو ہجرت کر رہے تھے۔ سراقہ بن مالک نے آپ کا تعاقب کیا۔ وہ حضورؐ کو تکلیف پہنچا کر قریشِ مکہ سے انعام و اکرام لینا چاہتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اسے بڑی لمبی زندگی دی۔ اور اسے حضورؐ کی ساری باتوں پر ایمان و یقین ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ نے زمین کو حکم دیا۔ کہ وہ اس کے گھوڑے کے چاروں پاؤں کو گرفت کرلے۔ حالانکہ وہاں سخت پتھریلی زمین تھی۔ سراقہ کو معلوم ہوا کہ یہ اللہ کی پکڑ ہے بلند آواز سے چلایا یا رسول اللہ! میں آپ کے متعلق کسی کو اطلاع نہیں دوں گا۔ مجھے چھوڑیے حضورؐ نے رحمت کی نگاہ فرمائی اور اسے نجات مل گئی۔ سراقہ بڑا دانا آدمی تھا۔ اس نے سوچا کہ حضور مستقبل میں کامیاب ہوں گے۔ آپ کے صحابہ ایک اہم مقام پائیں گے۔ کہنے لگا حضور! مجھے امان دیں۔ حضور نے وعدہ فرما لیا چنانچہ اسی دن سے اسے نور ہدایت اور ایمان کی روشنی ملی۔

حضورؐ مکہ سے مدینہ روانہ ہوئے تو راستہ میں ایک ایسی غار تھی جہاں مکہ والے اکثر آیا جایا کرتے وہ اتنی عام جگہ تھی کہ کوئی دن ایسا نہ گذرتا کہ اس غار میں کوئی نہ کوئی نہ گیا ہو۔ مگر ان تمام دنوں میں ایک شخص بھی ادھر نہ بڑھا۔ مکہ والے حضور کی تلاش میں وہاں پھرتے پھراتے پہنچے۔ اللہ تعالیٰ نے انھیں محجوب کر دیا۔ ان کی آنکھوں پر پردہ پڑ گیا ایک مکڑی نے غار کے دروازے پہ جالا تن دیا۔ وہ تلاش میں ناامید ہو گئے۔ اور اللہ تعالیٰ نے اپنے

marfat.com

حبیب کو ان کافروں سے محفوظ فرمایا۔

ابوجہل کا کردارِ بد ابوجہل کی ہمیشہ یہ کوشش رہی کہ وہ نورِ نبوت کو بجھا دے ایک دن اس نے مکہ میں ایک مسافر آدمی سے اونٹ خریدے مگر اس کی پوری قیمت ادا نہیں کر رہا تھا۔ یہ شخص قریشیوں کے پاس شکایت لے کر گیا چلاتا رہا۔ اور کہتا مکہ والو! کیا کعبۃ اللہ کی حرمت یہی ہے۔ کہ ایک مسافر لٹ جائے اور کوئی اس کی امداد نہ کرے۔ یہ مقام تو محافظت کرتا ہے میں مسافر ہوں ابوجہل نے مجھے لوٹ لیا ہے۔ مگر میری کوئی مدد نہیں کرتا۔ کافروں نے مذاقاً کہا کہ تم رسول اللہ کے پاس جاؤ وہ روپیہ دلا دیں گے۔ وہ مسافر آیا حضور کی خدمت میں واقعہ بیان فرمایا۔ حضور اُٹھے اس کے ساتھ ہو لیے ابوجہل کا دروازہ کھٹکھٹایا ابوجہل نے حضورؐ کی آواز پہچان لی باہر آیا، دہشت زدہ کانپتا ہوا کہنے لگا۔ کیا حکم ہے حضور؟ آپ نے فرمایا۔ اس غریب آدمی کا حق ادا کر دو۔ سنتے ہی فوراً اس کے بقایا روپے ادا کر دیے باہر آیا لوگوں نے طعن و تشنیع کی۔ کہ تم نے یہ کیا کیا۔ اور حضور کے کہنے پر رقم دے دی۔ ابوجہل کہنے لگا جو کچھ میں نے دیکھا ہے۔ تم نہیں دیکھ سکے۔ خدا کی قسم! میرے سر پر ایک زبردست اونٹ منہ کھولے کھڑا تھا۔ اگر میں لمحہ بھر انکار کرتا تو مجھے کھا جاتا۔ لوگوں کو پتہ چل گیا کہ وہ صحیح کہتا ہے۔

ابوجہل ہمیشہ حضورؐ کی دلآزاری میں لگا رہتا۔ ایک دن دیکھا کہ کعبۃ اللہ میں حضورؐ سجدہ میں پڑے ہیں۔ اس نے اپنی فتح کا یہ موقع غنیمت جانا۔ ایک بہت بڑا پتھر اٹھایا حضورؐ پر مارنے کے ارادے سے آگے بڑھا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے اس پتھر کو اس کے ہاتھ کے ساتھ منجمد کر دیا۔ وہ نہ تو گرا سکتا تھا نہ مار سکتا تھا۔ جب اسے معلوم ہو گیا کہ یہ اللہ کی گرفت ہے۔ تو چلایا یا محمد۔ مجھے اس مصیبت سے نجات دلائیں۔ حضور نے اٹھ کر دیکھا تو پتھر ہاتھ سے جدا ہوا۔

اُمِّ شریک حضور نبی کریم ایک بار ایک عرب عورت اُمِّ شریک کے پاس گئے اس عورت نے حضور کی دعوت کی۔ وہ اندر سے ایک مشکیزہ لائی جس میں

marfat.com

وہ گھی رکھا کرتی تھی۔ مگر وہ حیران رہ گئی۔ کہ اس دن مشکیزہ خالی تھا۔ حضورؐ نے مشکیزہ پکڑا، ہلایا اور اُمّ شریک کو واپس پکڑا دیا۔ اس نے دیکھا کہ گھی سے پُر تھا۔ اُمّ شریک نے تمام صحابہ کی دعوت پکائی۔ تمام کے تمام سیر ہو گئے۔ مگر مشکیزے میں گھی ابھی تک باقی تھا۔

حضور ایک درخت کے پیچھے سے گذرے اس کے بے شمار پتے تھے۔ بڑی شاخیں تھیں ایک تناور تنا تھا۔ حضور نے اس درخت کو حکم دیا وہ آپ کے ساتھ ساتھ چلنے لگا حضور نے اسے پھر حکم دیا کہ وہ اپنی جگہ نصب ہو جائے۔

سدرۃ النبیؐ

جنگ طائف میں حضورؐ اپنی اونٹنی پر سوار جا رہے تھے آپ ایک وادی سے گذرے جب جسے کہا کرتے تھے۔ وہاں درختوں کے گنجان جھنڈ تھے۔ حضورؐ اپنی سواری پر چلتے چلتے سو رہے تھے۔ درخت کے نیچے سے گذرے تو درخت دو ٹکڑے ہو گیا۔ تاکہ حضورؐ کے سفر میں رکاوٹ نہ آئے۔ اور حضورؐ کے آرام میں خلل نہ آئے۔ یہ درخت آج تک دو نیم موجود ہے۔ اور حضورؐ کے معجزے کا اظہار کر رہا ہے۔ وہاں کے لوگ اس درخت کا بڑا احترام کرتے ہیں۔ اور اسے سدرۃ النبیؐ کہتے ہیں۔ وادی کے چرواہے وہاں جاتے ہیں اردگرد کے تمام درختوں کے پتے جھاڑ کر اپنے مویشیوں کو کھلاتے ہیں مگر سدرۃ النبی کو ہاتھ نہیں لگاتے احترام کرتے ہیں تبرک جانتے ہیں یہ حضورؐ کی نشانی اور دلیل نبوت اب تک موجود ہے۔

استن حنانہ

حضورؐ مدینہ پاک کی مسجد میں ایک ستون کے ساتھ کھڑے ہو کر خطبہ دیا کرتے تھے۔ نمازیوں کی تعداد بڑھی تو منبر کی ضرورت محسوس ہوئی۔ چنانچہ مسجد میں منبر بنا لیا گیا۔ اب اس منبر پر تشریف فرما ہوئے۔ مگر وہ ستون رونے لگا۔ اس کی دردناک آواز سے ہر شخص کا دل پسیج گیا۔ حضورؐ نے اس ستون کو تسلی دی۔ جنت میں ساتھ رہنے کا وعدہ فرمایا۔ قبر کھودی۔ اس میں دفن کر دیا لوگ دیکھتے ہیں۔ حضورؐ کا حسنِ سلوک، حضور اس سے باتیں کرتے اور مسلمانوں کے ایمان مضبوط ہوتے گئے۔

marfat.com

ایک چرواہا بکریاں چرا رہا تھا۔ بکریاں چراتے چراتے غنودہ ہوگیا۔ ایک بھیڑیا آیا ایک بکری کو منہ میں دبایا اور بھاگ نکلا چرواہے کی آنکھ کھلی۔ اس کے پیچھے بھاگا دور جا کر بھیڑیے نے بکری چھوڑ دی۔ اور چرواہے کو مخاطب کر کے کہنے لگا تم میری روزی کو مجھ سے چھینتے ہو۔ یہ مجھے میرے اللہ نے روزی دی ہے۔ چرواہا حیران ہو کر کہنے لگا حیرانی ہے کہ بھیڑیا بھی باتیں کرنے لگا ہے۔ بھیڑیے نے کہا اس سے حیران کن بات یہ ہے کہ محمد رسول اللہ مکہ میں دعوت حق دے رہے ہیں۔ تو تم یہاں غافل پھر رہے ہو وہ چرواہا وہاں سے روانہ ہوا۔ مکہ آیا اور حضورؐ پر ایمان لا کر دولت دین و دنیا سے مالا مال ہوگیا یہ سارا واقعہ اپنی قوم کو سنایا۔ اور سب کو اسلام میں لے آیا۔

ایک دفعہ حضورؐ نے کھجوروں کے دو درختوں کو اشارہ کیا دونوں زمین چیرتے ہوئے آگے بڑھے ایک جگہ اکٹھے ہوگئے۔

ایک یہودی عورت نے حضورؐ کے لیے بکری بھون کر اس میں زہر ملا دیا۔ دستر خوان چنا گیا۔ صحابہ ساتھ بیٹھے۔ حضورؐ نے فرمایا اسے اٹھالو۔ یہ تو زہر آلود ہے تمام صحابہ نے ہاتھ کھینچ لیے۔

کھانے میں برکت جنگ احزاب میں ایک ایسا وقت آیا کہ تمام صحابہ کرام سے خوراک ختم ہوگئی ہر شخص یہ محسوس کرنے لگا کہ اب ہم بھوک سے مر جائیں گے۔ ایک صحابی نے تمام دوستوں کی دعوت کا اعلان کیا۔ حالانکہ اس کے پاس صرف دو تین آدمیوں کے لیے کھانا تھا۔ مگر تمام صحابہ اٹھے۔ حضورؐ نے حکم دیا کہ کھانے کے برتن کا منہ ڈھانپ دیا جائے پھر اللہ تعالیٰ سے برکت کی دعا مانگی۔ تین ہزار صحابہ کھانا کھا چکے تو ابھی برتن میں کھانا باقی تھا۔ تمام کے تمام سیر ہو کر اٹھے۔

ہرنی کی ضمانت ایک سفر میں حضورؐ نے دیکھا کہ ایک ہرنی جال میں پھنسی پڑی ہے ہرنی نے حضورؐ کو دیکھا تو فریاد کی۔ یا رسول اللہ! میرے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں دودھ سے بھوکے اور پیاسے میرا انتظار کر رہے ہیں میں یہاں جال میں پھنسی ہوں مجھے چھڑا دیجیے۔ بچوں کو دودھ پلا کر پھر آجاؤں گی۔ حضورؐ نے اسے چھڑا دیا اور

marfat.com

وہاں ہی بیٹھے رہے حتیٰ کہ وہ واپس آگئی اور شکاری کے حوالے کر دیا۔ مگر حضور نے اس کی سفارش کی۔ شکاری نے اسے چھوڑ دیا۔ آج تک اس مقام پر ایک مسجد بنی ہوئی ہے۔ اہلِ محبت وہاں نماز ادا کرتے ہیں۔ اور ان کے دلوں میں ہرنی کی یاد تازہ ہو جاتی ہے۔

جنگ تبوک کے موقعہ پر صحابہ کے پاس تھوڑی سی کھجوریں رہ گئیں حضور کے پاس آئے۔ حضورؐ نے کھجوریں رکھیں اور ہاتھ پھیرا حضورؐ کی برکت سے صحابہ کی اتنی بڑی تعداد نے کھجوریں کھائیں اور حضورؐ نے بسم اللہ کہہ کر سب کے لیے خوراک بہم پہنچائی لیکن وہ کھجوریں اپنی مقدار میں باقی تھیں۔

جنگِ تبوک میں ہی ایک ایسا وقت آیا کہ لشکر کے پاس پانی نہ رہا۔ دور دراز تک پانی کا نام ونشان تک نہ تھا۔ صرف ایک صحابی کے پاس ایک آدمی کے لیے پانی موجود تھا حضور نے اپنے ترکش سے ایک تیر نکالا اور ایک صحابی کو کہا اس جگہ اسکو گاڑ دو۔ پانی کا چشمہ جاری ہو گیا۔ (وہاں آج تک کنواں موجود ہے) صحابہ نے سیر ہو کر پانی پیا۔ اتنی تعداد میں صحابی پانی پیتے رہے۔ پھر اپنے مشکیزوں میں بھی بھرتے رہے اس وقت تین ہزار صحابہ تھے جن کے گھوڑے اور مویشی بھی تھے۔

انگلیوں سے چشمے جاری ہو گئے

ایک سفر میں حضورؐ کے بہت سے صحابی ہمسفر تھے پانی ختم ہو گیا۔ پیاس کی وجہ سے لوگ مرنے کے قریب ہو گئے۔ صحابہ نے حضور سے شکایت کی۔ حضور نبی کریم نے فرمایا، ہم نے اللہ پر توکل کر لیا ہے آپ نے ایک مشکیزہ منگوایا اس میں اتنا پانی تھا کہ چند لوگ پی سکتے تھے۔ حضورؐ نے اپنا ہاتھ مشکیزے کے منہ کے سامنے رکھا۔ اور انگلیوں کے درمیان سے پانی بہانا شروع کر دیا۔ اعلان کیا کہ پہلے انسان پانی پئیں پھر چارپاؤں کو پلائیں۔ اس سفر میں ایک ہزار افراد تھے۔ سب کے سب سیر ہو گئے۔ حضورؐ نے فرمایا "اشھد انی رسول اللہ حق"

کنوئیں کا پانی

ایک دفعہ چند لوگ آئے حضورؐ سے شکایت کی کہ ان کے کنوئیں کا پانی کڑوا ہے۔ حضورؐ خود ان کے ساتھ تشریف لے گئے آپ نے

marfat.com

کنوئیں پر کھڑے ہو کر تھوڑا سا آب دہن کنوئیں میں ڈالا۔ کنوئیں کے پانی میں پرشور جوش ہوا۔ پانی کی کڑواہٹ زمین میں چلی گئی ابھی تک اس کنوئیں کا پانی میٹھا ہے لوگ پیتے ہیں یہ کنواں آج تک انھی لوگوں کی اولاد کی ملکیت ہے۔ جو حضور کو وہاں لے گئے تھے ایسے بہت سے واقعات حضورؐ کی زندگی میں آئے۔ آپ کے ان معجزات سے متاثر ہو کر لوگوں نے مسیلمہ کذاب کو کہا کہ آپ بھی کوئی ایسا معجزہ دکھائیں۔ مسیلمہ کذاب ایک مشہور کنوئیں پر آیا آب دہن ڈالا مگر اس کا پانی گدھے کے پیشاب کی طرح بدبودار اور گندہ ہو گیا کوئی حیوان بھی اس پانی کو نہیں پی سکتا تھا آج تک یہ کنواں بھی موجود ہے۔

ایک عورت اپنے گود کے بچے کو حضورؐ کی خدمت میں لائی عرض کی یارسول اللہ! یہ بیمار بچہ ہے اس کو دعا کریں۔ حضورؐ نے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا اس کی بیماری دور ہو گئی اہل یمامہ نے مسیلمہ کذاب کے پاس ایک بیمار بچے کو پیش کیا مسیلمہ نے اپنا ہاتھ بچے کے سر پر پھیرا۔ وہ گنجا ہو گیا۔ اس بچے کی اولاد آج تک گنجا سر ہوتی ہے اور یہ لوگ یمامہ میں موجود ہیں۔

عبد القیس کی بھیڑیں

عبد القیس قبیلہ کے چند لوگوں نے کچھ بھیڑیں خریدیں حضور کی خدمت میں لائے۔ حضور انھیں کوئی ایسی نشانی لگائیں کہ یہ بھیڑیں دوسری بھیڑوں میں پہچانی جاسکیں۔ آپ نے ان بکریوں کے کانوں پر اپنی انگشت مبارک لگائی تو وہاں سفیدی ظاہری ہو گئی آج تک ان کی بھیڑوں کی نسل سے لاکھوں بھیڑیں ہیں۔ مگر ہر ایک بھیڑ کے کانوں کے پاس سفیدی ہوتی ہے اور عرب کے لوگ دیکھ کر کہہ دیتے ہیں کہ عبد القیس کے قبیلہ سے ہیں۔

رحمت کا بادل چھٹ گیا

ایک بار مدینہ پاک میں بے پناہ بارش ہوئی مکانات گرنے لگے۔ مدینہ والوں کو خطرہ پڑ گیا کہیں سیلاب نہ آجائے۔ حضورؐ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ اس وقت بادلوں کے پہاڑ آ رہے تھے اور زور دار بارش ہو رہی تھی۔ حضور تشریف فرما تھے لوگوں نے فریاد کی حضورؐ نے اپنے ہاتھ اٹھا کر فرمایا حوالینا ولا علینا (رحم پر نہ برسو، اِدھر اُدھر چھٹ جاؤ) اسی وقت بادل

marfat.com

چھٹ گئے۔ مدینہ کا مطلع صاف ہوگیا اس معجزہ سے لوگوں کو بڑا تعجب ہوا۔

میدانِ بدر میں کافروں کے ہزار لڑاکا نوجوان موجود تھے۔ مگر اسلامی لشکر میں ان کا تیسرا حصہ تھا۔ میدانِ کارزار گرم ہوا۔ حضورؐ نے مٹی کی ایک مٹھی اٹھائی اور کافروں کے لشکر کی طرف پھینکی۔ ایک شخص بھی ایسا نہ تھا۔ جس کی آنکھ میں اس مٹی کا ذرہ نہ پڑا ہو یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کا ہاتھ تھا۔ اور نبی پاک صاحبِ لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ تھا۔

ایک دفعہ بہت سے عرب جمع ہوکر اپنے بُت کے لیے قربانی کر رہے تھے ناگاہ اس بُت کے اندر سے آواز آئی۔ لوگو! تم میں ایک حق گو انسان پیدا ہوا ہے۔ لوگ اس آواز سے ڈر گئے۔ وہاں سے لوٹنے لگے یہ وہ زمانہ تھا جب حضورؐ نے پہلی بار اعلانِ رسالت فرمایا تھا۔ ان لوگوں میں سے اکثر آگے چل کر مسلمان ہو گئے۔

اعلانِ رسالت سے پہلے حضور نبی کریم نے دو سفر ایسے کیے جس کے دوران آپ کے سر پر بادل سایہ کرتے رہے۔ اور یہ واقعہ اکثر لوگوں نے اپنی آنکھوں دیکھا تھا۔ جس سے کوئی بھی انکار نہیں کرسکتا تھا۔

گمشدہ اونٹنی

ایک دفعہ حضور سرورِ کائنات کی اونٹنی گم ہوگئی اِدھر اُدھر تلاش کرنے لگے۔ کافروں نے کہا دیسے تو وحی انھیں غیب کی خبریں دیتی ہے مگر اپنی اونٹنی کا پتہ نہیں چل رہا۔ حضورؐ نے کفّار کا یہ طعن سُنا تو چند لمحے غور فرمایا۔ اسی وقت اعلان کیا میری اونٹنی فلاں مقام پر فلاں درخت کے نیچے کھڑی ہے لوگ گئے واقعی اونٹنی وہاں کھڑی تھی۔

چاند کے دو ٹکڑے

ایک بار آسمان پر چاند اشارۂ انگشتِ حضور چاند دو ٹکڑے ہوگیا۔ قرآن پاک نے اس واقعہ کو اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ میں بیان فرمایا ہے اس معجزہ کو ساری دنیا نے دیکھا۔

منافقین کا یہ معمول تھا کہ حضور نبی کریمؐ کے فرمان پر کوئی کام نہ کرتے بلکہ حضورؐ اپنے مخلص صحابہ کو حکم دیتے۔ تو یہ لوگ عیب جوئی کرتے اور طرح طرح کی روکاوٹیں ڈالتے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو افشاء فرما دیتا۔ حتیٰ کہ منافقوں میں یہ بات مشہور ہوگئی کہ ہم

marfat.com

جو کچھ کرتے ہیں یا کہتے ہیں۔ مدینہ کے پتھر حضور نبی کریم کو اطلاع دے دیتے ہیں ان کے دل کے ارادے بھی حضور پر مطلع ہو جاتے۔ وہ یہ سارے معجزات اور آیات دیکھتے مگر دل کی آنکھوں سے اندھے ہی رہتے۔

ایک دفعہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ حاضر خدمت ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ! میرے مالکوں نے مجھے حکم دیا ہے کہ اپنے کھجوروں کے پودے زمین میں لگاؤں میں لگاتا ہوں وہ لگتے نہیں۔ حضورؐ اٹھے۔ ایک ایک پودا اپنے ہاتھ سے لگایا۔ اتنے بار آور ہوئے کہ مدینہ والے حیران رہ گئے۔ یہاں تک کہ مدینہ میں کوئی شخص بیمار ہوتا ان کھجوروں سے میوہ کھاتا تو تندرست ہو جاتا یہ حضور کی برکات کی ایک علامت تھی۔

ایک دفعہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سلمان فارسی کو مرغی کے انڈے جتنا بڑا سونے کا ٹکڑا دیا۔ تاکہ اسے بیچ کر اپنا قرضہ ادا کر سکیں۔ حضرت سلمان نے عرض کیا یا رسول اللہ! اس سے تو میرے قرضے کا چوتھا حصہ بھی ادا نہیں ہوگا۔ آپ نے سونا پکڑا۔ اس پر اپنی زبان پھیری اور فرمایا جاؤ اس سے سارا قرضہ بیباق ہو جائے گا۔ حضرت سلمان نے وہ سونا بیچا سارا قرضہ ادا ہو گیا۔

جادو کا اثر

ایک دفعہ یہودی جادوگروں نے حضور نبی کریم پر جادو کر دیا جس سے آپ سخت بیمار ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ نے اطلاع دی کہ فلاں کنوئیں میں جادو کی ایک کڑی پڑی ہوئی ہے۔ حضرت علی کنوئیں میں اُترے اور بالوں کی ایک رسی نکال لائے۔ کھولتے جاتے حضور کو صحت ہوتی جاتی۔ حتیٰ کہ ساری رسی کھل گئی اور آپ صحت یاب ہو گئے۔

حضور نبی کریم کے کندھے پر مہر نبوت ابھری ہوئی تھی۔ اس پر لکھا تھا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللہ۔ وحدہ لاشریک لہٗ توجہ حیثت شئت فانک منصور۔ حضور نبی اکرم خیبر میں گئے۔ فرمایا۔ اللہ اکبر۔ خربت خیبر انا اذا نزلنا بساحتہ قوم فساء صباح المنذرین۔

حضور نبی کریم صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات سے ایک معجزہ قرآن کریم ہے

marfat.com

اس میں اوّل و آخر کی تمام خبریں جمع کر دی گئی ہیں ۔ لوگوں کے باہمی فیصلے اسی میں ہیں ۔ اور قیامت تک اسے انسانیت مستفیض ہوتی رہا کرے گی ۔

حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ ایک بار حضور مسجدِ نبوی میں تشریف فرما تھے ۔ صحابہ کرام حلقہ باندھے موجود تھے ۔ مہاجر بھی تھے ۔ انصار بھی تھے ۔ بنی سلیم سے ایک اعرابی آیا اس کا نام سعید تھا یا معاذ ۔ اس نے ایک سوسمار (گوہ) اٹھائی ہوئی تھی ۔ اور اپنے آستین میں چھپا رکھی تھی ۔ آتے ہی کہا مجھے خدا کی قسم ۔ آج تک کسی ماں نے آپ سے زیادہ جھوٹا پیدا نہیں کیا ۔ اور میں نے آپ سے زیادہ دشمن اور کوئی نہیں پایا ۔ اگر میرا بس چلتا تو میں تلوار کے ایک وار سے آپ کا سر قلم کر دیتا ۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے نہ رہا گیا ۔ اٹھے اور چاہا کہ اسے پکڑ کر ختم کر دیں ۔ حضورؐ نے فرمایا کاد الحلیم ان یکون نبیًّا (نرمی کرو، نرمی کرو) عمر صبر کرو ۔ یہ پیغمبروں کی نشانی ہے ۔ پھر آپ نے اس اعرابی کو مخاطب فرمایا اللہ کی قسم ! میں اس آسمان کے نیچے امین ہوں ۔ اور آسمانوں پر فرشتے بھی میری تعریف کرتے ہیں ۔ میں زمین پر امین ہوں اور زمین والے بھی میری تعریف کرتے ہیں ۔ اے اعرابی میری مجلس میں اچھی بات کرو ۔ اور میرے متعلق اچھے کلمات کہو ۔ اعرابی نے کہا یا محمد ! آپ مجھے ملامت کرتے ہیں ۔ کہ میں نے سچی بات کہی ہے ۔ مجھے لات و عزیٰ کی قسم ہے میں اس وقت تک ایمان نہیں لاؤں گا جب تک یہ سوسمار (گوہ) آپ کی رسالت کی شہادت نہیں دے دیتی ۔ حضورؐ نے گوہ کو مخاطب کر کے کہا تم بتاؤ میں کون ہوں ؟ اور تیرا خدا کون ہے ؟

گوہ نے کہا میرا خدا زمین و آسمان کو بنانے والا ہے ۔ تری اور خشکی پر اس کی بادشاہی ہے ۔ آپ محمد بن عبداللہ ہیں ، پیغمبروں کے راہنما و پیشوا ہیں ، متقیوں کے امام ہیں ، امت کے قائد ہیں جو آپ پر ایمان لائے گا نجات پائے گا ۔ آپکی اتباع کرنیوالا اللہ کا محبوب ہو گا ۔ مگر جس نے آپ کی نافرمانی کی وہ ہمیشہ نقصان میں رہے گا ۔ اور دروغ گو ہو گا ۔

---

marfat.com

ایک اعرابی کی تربیت

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں میں نے حضورؐ سے وہ سوسمار مانگا۔ تاکہ اسے پالوں اور کچھ چیز کھلاؤں مگر اس دن کے بعد اس نے کوئی بات نہ کی۔ اب اعرابی بڑا خوش ہوا۔ اور خوش خوش واپس جانے لگا۔ حضورؐ نے فرمایا کیا تم اللہ کے ساتھ مذاق کرتے ہو۔ کہنے لگا یا رسول اللہ! میں مذاق نہیں کرتا۔ حقیقت یہ ہے کہ جب میں آپ کے پاس آیا تو ساری زمین پر مجھے آپ جیسا دشمن دکھائی نہیں دیتا تھا۔ مگر اب مجھے ساری زمین پر آپ جیسا محبت کرنے والا نظر نہیں آتا۔ حضورؐ نے فرمایا۔ اسلام لے آؤ۔ بچ جاؤ۔ اعرابی نے کہا اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدَ الرسول اللّٰه۔

حضور نبی کریمؐ اعرابی کے اسلام لانے پر بے حد خوش ہوئے اپنی جگہ سے اٹھے اس کے ہاتھ پر تین بار اپنا ہاتھ رکھا۔ فرمایا اعرابی تم آئے تھے تو کافر تھے اب واپس جا رہے ہو اسلام لے کر جا رہے ہو۔ پھر فرمایا کیا تمہارے پاس دنیا کی دولت ہے؟ کہنے لگا یا رسول اللہ! مجھے اللہ کی قسم ہے کہ بنی سلیم میں سے مجھ سے کوئی شخص بھی غریب تر نہیں ہے۔ حضورؐ نے صحابہ کو دیکھتے ہوئے فرمایا۔ آج کون اس اعرابی کو ایک اونٹنی دے گا۔ میں ضامن ہوں کہ اس شخص کو قیامت کے دن میں اونٹنی دوں گا۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف اٹھے یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان! میرے پاس دس ماہ کی سرخ اونٹنی ہے۔ اگر آپ حکم فرمائیں تو اعرابی کو دے دوں۔ یہ اشعث بن قیس نے مجھے غزوۂ تبوک کے موقعہ پر تحفہ دی تھی۔ حضورؐ نے فرمایا ابن عوف تم نے اپنی اونٹنی کی تعریف کی ہے۔ میں بھی اس اونٹنی کی تعریف کرتا ہوں۔ جو میرے پاس ہے۔ فرمایا میری اونٹنی سرخ موتی سے بنی ہے۔ اس کی گردن سرخ یاقوت کی ہے۔ اس کے کان زمرد کے ہوں گے۔ ہاتھ پاؤں جواہرات سے مزین ہوں گے۔ اس پر کپڑے ریشم اور کمخواب کے ہوں گے۔ اے ابن عوف! تم اس اونٹنی پر چڑھ کر خراماں خراماں میرے حوض کے پاس آؤ گے پھر فرمایا اے اعرابی اس خوبصورت اونٹنی پر بیٹھ جاؤ۔ اعرابی بیٹھا تو آپ نے فرمایا منہ ادھر کرو۔ منہ ادھر کرو۔ اس نے ایسا ہی کیا۔ پھر آپ نے فرمایا پشت ادھر کر دپشت

marfat.com

ادھر کرو۔ اس نے ایسا ہی کیا۔ پھر آپ نے فرمایا اب پیچھے اُتر آؤ وہ نیچے اتر آیا فرمایا اے اعرابی ایمان اس وقت تک مکمل نہیں ہوتا جب تک نماز نہ ہو اور نماز اس وقت تک مکمل نہیں ہوتی جب تک قراءت قرآن نہ کی جائے۔ پھر فرمایا تم قرآن پاک کی چند سورتیں یاد کر لو تاکہ تمھارا دین درست ہو جائے۔ اعرابی نے کہا یا رسول اللہ! مجھے یاد کرا دیجیے آپ نے اسے سورۂ فاتحہ پڑھائی قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ پڑھائی قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ پڑھائی قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھائی۔ اعرابی ان سب سورتوں کو یاد کر تا گیا کہنے لگا یا رسول اللہ! کتنا پاکیزہ کلام ہے جو آپ مجھے سکھا رہے ہیں کتنا اچھا دین ہے جو آپ مجھے سکھا رہے ہیں۔ حضورؐ نے فرمایا تم شکر ادا کیا کرو۔ اللہ تعالیٰ شکر کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

فریادی اونٹ

حضرت نافع انصاری رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہے حضور اپنے صحابہ کے ساتھ ایک سفر میں گئے۔ راستے میں ایک بدمست اونٹ دوڑا دوڑا آرہا تھا۔ اور بلند آواز سے غُرّا رہا تھا۔ صحابہ نے کہا یا رسول اللہ! ہم تو اس اونٹ سے ڈر رہے ہیں مبادا آپ کو تکلیف پہنچائے آپ نے فرمایا نہیں وہ تو میری پناہ میں آرہا ہے۔ آتے ہی اپنے ہونٹ حضورؐ کے کانوں سے لگا دیے۔ اور کہنے لگا۔ یا رسول اللہ! میں اللہ اور اس کے رسولؐ کی پناہ میں آیا ہوں اور اپنے مالکوں کی شکایت کرتا ہوں۔ میں بچہ تھا اس وقت سے مجھے بار برداری پر لگا دیا گیا۔ ساری عمر بار برداری کرتا رہا۔ اب بوڑھا ہو گیا ہوں تو مجھے ذبح کرنے کے درپے ہیں۔ اسی دوران اونٹ کے مالک آپہنچے اور اونٹ کا مطالبہ کرنے لگے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم چاہتے ہو کہ میں تمھیں اس اونٹ کے حالات سے آگاہ کروں۔ انھوں نے کہا یا رسول اللہ ہم حاضر ہیں حضورؐ نے فرمایا تم نے اس اونٹ کو اس وقت خریدا تھا جب یہ بچہ تھا آج تک یہ تمھاری خدمت کرتا رہا ہے اب اسے ذبح کرنے کا ارادہ کر رہے ہو۔ ان لوگوں نے کہا یا رسول اللہ واقعی آپ سچ کہہ رہے ہیں۔ کہنے لگے مگر اب آپ جو حکم فرمائیں ہم حاضر ہیں آپؐ نے فرمایا اسے آزاد کر دو۔ صحرا میں چرنے دو۔ انھوں نے اونٹ کو آزاد کر دیا تھوڑی دور جا کر

marfat.com

اونٹ دوڑا ہوا آیا اور حضورؐ کو سجدہ کرنے لگا۔ حضورؐ کے صحابہ نے یہ دیکھ کر کہا یا رسول اللہ! یہ حیوان سجدہ کر رہا ہے ہم کیوں نہ آپ کو سجدہ کریں آپؐ نے فرمایا اللہ کے بغیر کسی کو سجدہ کرنا درست نہیں اگر یہ درست ہوتا تو میں عورتوں کو حکم دیتا کہ وہ اپنے خاوندوں کو سجدہ کیا کریں۔

غضباء کی محبت

حضرت عبدالرحمن رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک بار حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ فرما رہے تھے اور صدقہ اور زکوٰۃ کے فضائل پر روشنی ڈال رہے تھے۔ مجلس سے ایک نوجوان اٹھا اور کہنے لگا۔ یا رسول اللہ! "میری اونٹنی غریبوں کے لیے ہے"۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس اونٹنی کو دیکھا اور فرمایا یہ اونٹنی میرے لیے خرید لی جائے۔ صحابہ نے خرید لی۔

ایک دن حضرت عمر فاروقؓ حضورؐ کی خدمت میں بیٹھے تھے آپؐ نے فرمایا۔ عمر! میں تمھیں آج ایک عجیب بات سناتا ہوں میں ایک رات اپنے گھر جا رہا تھا اس اونٹنی نے مجھے کہا اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ میں نے کہا بَارَكَ اللّٰہُ فِیْكِ۔ کہنے لگی میری ماں فلاں قریشی کے پاس تھی وہ جب دودھ دوہتا تو اسے چارہ ڈالتا جب دودھ نہ دوہتا چارہ نہ ڈالا کرتا۔ میں اس کی پانچویں بیٹی ہوں۔ زمانہ جاہلیت میں کفار کی یہ رسم تھی کہ اگر کوئی اونٹنی پانچواں بچہ دیتی تو اس پانچویں بچے کو بتوں کے قربان کر دیتے، اور اسے مقدس جانتے، کوئی کام نہ لیتے آزادانہ گھومنے دیتے، اس کی پشم بھی نہ اتارتے ایک اعرابی نے مجھے عاریتاً پکڑ لیا۔ میں اس سے بھاگ گئی اور چراگاہ میں چرنے لگی مجھے گھاس سے آواز آئی۔ ادھر آؤ تم تو نبی آخرالزماں کے لیے پیدا کی گئی ہو۔ رات کا وقت ہوتا تو جنگل کے درندے اور پرندے آوازیں دیتے اور ایک دوسرے کو کہتے۔ خبردار اس اونٹنی کو کوئی تکلیف نہ دے یہ محمد رسول اللہؐ کی اونٹنی ہے۔ اب اللہ تعالیٰ نے آپ کے قدموں میں پہنچایا ہے میں نے اسے پوچھا تمھارے مالک کا نام کیا ہے؟ کہنے لگی، غضبا چنانچہ میں نے اس اونٹنی کا نام بھی غضباء رکھا اور اسے اللہ کے نام پر چھوڑ دیا۔

حضور نبی کریم کے وصال کا وقت قریب آیا۔ تو یہ اونٹنی حضورؐ کے پاس حاضر ہوئی

marfat.com

اور کہنے لگی۔ حضورؐ! مجھے وصیت فرمائیں تاکہ بعد میں اس پر عمل کروں۔ حضورؐ نے فرمایا بَارَكَ اللّٰهُ فِيْكِ تم میری بیٹی کی ملکیت ہو۔ وہ دنیا و آخرت میں تمھاری سواری کریں گی عضباء کہنے لگی۔ یارسول اللہ! آپ کے بعد مجھ پر اور کوئی سواری نہ کرے۔ حضورؐ نے فرمایا ہاں۔ میری بیٹی فاطمہ کے بغیر کوئی سواری نہ کرے گا۔

حضورؐ کے وصال کے بعد عضباء بڑی افسردہ خاطر رہی۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا باہر آئیں تو اونٹنی کہنے لگی۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ يَا بِنْتَ رَسُوْلِ اللّٰهِ۔ میں اس دنیا میں رہنا نہیں چاہتی۔ مجھے بیچارہ یہ گھاس اچھا نہیں لگتا میرے رسولِ رحمت چلے گئے ہیں اب میں دنیا میں رہنا نہیں چاہتی۔ صلوات اللہ علیہ۔

حضرت عائشہ کی زبانی حضرت عروہ بیان کرتے ہیں۔ کہ جن دنوں اللہ تعالیٰ نے حضور کے ہاتھ پر خیبر فتح کیا تو ان دنوں مالِ غنیمت کا جو حصہ ملا اس میں چار جوڑے موزے دس اوقیہ چاندی اور سونا اور ایک گدھا۔ گدھا حضورؐ سے ہم کلام ہوتا۔ حضورؐ اس پر سواری فرماتے حضورؐ نے پوچھا تمھارا کیا نام ہے؟ اس نے بتایا عفیر بن یزید بن شہاب بن حشفہ اور کہا کہ میرا مالک ایک یہودی تھا وہ سوار ہوتا تو میں اسے زمین پر گرا دیتا۔ وہ مجھے سزا دیتا، پیٹتا حضورؐ نے فرمایا اب تم کیا چاہتے ہو؟ کہنے لگا یارسول اللہ! مجھے کوئی خواہش نہیں ہے مگر میرا باپ مجھے کہا کرتا تھا کہ میرے آباؤ اجداد میں سے تقریباً ستر گدھے ایسے گذرے ہیں جن پر انبیاء سابقہ نے سواری کی ہے۔ اب میرے سوا اس نسل میں اور کوئی نہیں رہا۔ میری سواری صرف نبی آخر الزماں جن کا اسم گرامی محمد ہے کریں گے۔ حضورؐ نے اس گدھے کا نام یعفور رکھا اور اس دن سے اسی پر سواری کرتے۔ گھر آتے تو کسی صحابی کو بلانا ہوتا تو آپؐ اس گدھے کو بھیجتے وہ صحابی کے گھر جاتا اور دروازے پر سر مارتا۔ جب صاحبِ خانہ باہر آتا تو وہ اشارہ کرتا وہ سمجھ جاتا کہ حضورؐ نے طلب فرمایا ہے۔ حضورؐ کے وصال سے صرف تین دن یہ گدھا زندہ رہا۔ ایک کنوئیں کے کنارے جا پہنچا اور افراطِ غم میں اپنے آپ کو اس میں گرا لیا اسی کنوئیں کو اس کی قبر بنا دیا گیا وہ حضورؐ کے فراق میں دھاڑیں مار تا رہتا تھا۔

marfat.com

جن لوگوں نے میدانِ اُحد میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دندان مبارک زخمی کر دیے تھے۔ ان پر اللہ تعالیٰ کا عذاب یوں آیا کہ کئی نسلوں تک ان کی اولاد کے سامنے والے دانت ٹوٹے ہوتے۔

مکہ کے درخت مدینہ میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ پاک میں پہلی مسجد کی تعمیر کرنے لگے تو آپ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو کہا کہ مجھے چند درختوں کی ضرورت ہے جن میں یہ نشانیاں ہوں سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا یا رسول اللہ! مکہ مکرمہ میں میری ایک حویلی ہے جس میں آپ کے بیان کردہ بہت سے درخت ہیں۔ ان کی لمبائی اور چوڑائی بس اتنی ہے جتنی آپ بیان فرما رہے ہیں۔ کاش کہ وہ درخت آج یہاں ہوتے۔ تو میں مسجد کی تعمیر کے لیے پیش کرتا۔ حضورؐ نے مسکرا کر فرمایا تم چاہتے ہو کہ وہ درخت مدینہ میں آجائیں حضرت ابوبکر نے کہا ہاں یا رسول اللہ! حضورؐ نے مکہ کی طرف اشارہ فرمایا وہ درخت ایک لحہ میں مدینہ منورہ میں آپہنچے۔ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خواہش کے مطابق تعمیر مسجد میں کام آئے

بدرسے گشتہ ام حضور نبی کریم صاحبِ کوثر و تسنیم ایک سفر پر جا رہے تھے مگر پانی ختم ہو گیا۔ پیاس کا غلبہ ہوا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو حکم دیا کہ ایک آدمی ساتھ لے جائیں اور پانی تلاش کر کے لائیں۔ حضرت علی تھوڑی دور گئے تو ایک حبشی غلام اونٹ پر سوار جا رہا تھا۔ اس کے پاس پانی کا ایک مشکیزہ تھا۔ آپ نے فرمایا تمھیں رسول اللہ بلا رہے ہیں۔

حبشی کہنے لگا تم جادوگر کو رسول اللہ کہتے ہو۔ میں تو وہاں نہیں جاؤں گا حضرت علی نے اسے پکڑا اور حضورؐ کی خدمت میں لا کھڑا کیا۔ حضورؐ نے مشکیزہ لیا۔ سارا پانی استعمال کیا۔ صحابہ کو پلایا۔ مویشیوں کو پلایا۔ مشکیزے پُر کر لیے۔ مگر اس کے مشکیزے میں اسی طرح پانی موجود رہا۔ حضورؐ نے صحابہ کو فرمایا اس حبشی مہمان کی تواضع کرو۔ صحابہ ہر طرف سے اپنی اپنی چیزیں لے آئے۔ روٹی، کھجوریں، روپے پیسے غرضیکہ اس کی جھولی بھر دی۔ حضورؐ نے اپنا دستِ مبارک اس کے چہرے پر پھیرا، چہرہ

marfat.com

چمکنے لگا۔ رنگ سفید ہو گیا۔ واپس گیا تو اس کے آقاؤں نے اسے پہچاننے سے انکار کر دیا۔ مگر وہ حیران تھے۔ اونٹ ہمارا ہے سامان ہمارا ہے چیزیں ہماری ہیں۔ مگر سوار ہمارا نہیں۔ غلام نے پاس جا کر تمام واقعہ سنایا۔ وہ بھی اسلام لائے اور غلام بھی مسلمان ہو گیا۔ ؎

دیدہ ام صدرے وبلدے گشتہ ام   صاحبِ صدرے وقدرے گشتہ ام

نامِ محمد

لوگوں نے محمد بن عدی بن سواد بن خیثم سے پوچھا کہ تمہارے والدین نے تمہارا نام محمد کیسے رکھ دیا۔ اس نے کہا یہ سوال میں نے اپنے والد سے کیا تھا۔ اس نے بتایا کہ ہم بنی تمیم کے چار آدمی تھے۔ میں تھا۔ سفیر بن مجاشع بن دارم تھا یزید بن عمرو بن جابیہ بن حرقوص تھا۔ اور اسامہ بن مالک بن جندب تھا۔ ہم سفرِ شام میں نکلے ایک پانی کے چشمے کے قریب پہنچے وہاں درختوں کا ایک جھنڈ تھا اور پاس ہی ایک بت خانہ تھا وہاں ایک راہب نظر آیا۔ راہب نے ہماری باتیں سنیں تو اسے معلوم ہوا کہ ہم عرب ہیں۔ ہمارے پاس آیا کہ تم جو زبان بولتے ہو وہ یہاں کی زبان نہیں ہے ہم نے کہا ہم مضر سے آئے ہیں۔ راہب نے کہا کون سے مضر سے۔ ہم نے بتایا خندف سے۔ راہب نے کہا:۔

"مجھے اللہ کی قسم ہے تمہارے درمیان ایک پیغمبر آنے والا ہے۔ اب تم جلدی کرو اور اپنا ایمانی حصّہ اس سے حاصل کرو۔ تاکہ تمہیں صحیح راستہ مل جائے وہ خاتم النبیّین ہے اور اسمِ گرامی محمد ہے۔"

ہم واپس آئے، اپنے اپنے گھروں میں پہنچے تو ہر ایک کو اللہ تعالیٰ نے ایک ایک بیٹا دیا ہم نے ہر ایک کا نام محمد رکھا۔ یہ راہب کے قول کے مطابق تبرکاً نام رکھا گیا تھا۔ اور ہر ایک کے دل میں یہ آرزو تھی کاش محمد اس کا بیٹا ہوتا۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قیصر اور کسریٰ کے نام خط لکھے تاکہ وہ اسلام قبول کرلیں۔ قیصر نے آپ کا مکتوب سرہانے کے نیچے رکھ لیا اور بڑا اچھا جواب دیا کسریٰ نے خط لیا اور پھاڑ دیا۔ اور فیروز دیلم کو یمن میں خط لکھا اور حکم دیا کہ وہ مدینہ

marfat.com

جا کر حضور کو گرفتار کر کے لے آئے۔ یا اسے قتل کر دے۔ حضورؐ نے سنا تو فرمایا اس نے ہمارا مکتوب پھاڑا ہے۔

"اَللّٰھُمَّ مَزِّقْ مُلْکَہٗ کَمَا مَزَّقَ کِتَابِیْ (اے اللہ اس کے ملک کے ٹکڑے ٹکڑے فرما دے اس نے میرے مکتوب کے ٹکڑے کیے ہیں)۔"

فیروز حضورؐ کے پاس آیا۔ کسریٰ کا حکم سنایا۔ حضورؐ نے فرمایا میرے اللہ نے مجھے اطلاع دی ہے کہ تمھارے بادشاہ کو کل رات قتل کر دیا گیا ہے۔ فیروز نے یہ بات سنی تو ڈر گیا اور کچھ نہ کر سکا۔ واپس گیا تو اسے خبر ملی واقعی کسریٰ کو اس کے بیٹے نے اسی رات قتل کیا تھا۔ جس رات حضورؐ نے بتایا تھا۔ فیروز نے اسلام قبول کر لیا، اور اہلِ یمن کو بھی دعوتِ اسلام دی۔ اور مختلف ممالک کے لوگ بھی وہاں موجود تھے، دامنِ اسلام میں آ گئے۔

ایک شخص عیسلی نامی نے یمن میں نبوت کا دعویٰ کر دیا فیروز اور قیس نے اس کی نبوت کے دعویٰ پر اسے قتل کرنے کا پروگرام بنایا فیروز گیا تو اس وقت عیسلی سویا ہوا تھا فیروز نے اس کی گردن مروڑی اور قتل کر دیا۔

حضورؐ نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ جب تمھیں خلافت ملے تو اگر چند لوگ احتجاج کریں تو دست بردار نہ ہو جانا۔ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر کا محاصرہ کر لیا گیا اور اصرار کیا گیا کہ آپ خلافت سے دست بردار ہو جائیں حضرت عثمان رضؓ نے حضورؐ کا فرمان سنایا۔ اور فیصلہ کیا کہ میں خلافت سے علیحدہ نہیں ہوں گا حتیٰ کہ شہید ہو گئے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حضرت ابوبکر صدیق حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہم حاضر تھے۔ ساری وادی کانپنے لگی۔ کوہ حرا میں زلزلہ آ گیا۔ حضورؐ نے فرمایا۔ اثبت حری۔ فما علیک الا نبی وصدیق وشہید۔ مستقبل میں ایسا ہی ہوا۔

marfat.com

ایک دن حضرت طلحہ بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کو فرمایا اگر تم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے جنگ کی تو بڑا ظلم ہوگا۔ طلحہ نے حضرت علی سے جنگ کی۔ حضرت علیؓ نے انھیں حضورؐ کا فرمان یاد دلایا۔ اور اسے ڈرایا۔ طلحہ نے تلوار میان میں ڈالی۔ اور صلح کر لی۔ اسی طرح حضرت عمار یاسر کو کہا کہ تمھاری آخری غذا ایک پیالہ دودھ ہوگا اور ایک باغیوں کا گردہ تمھیں قتل کرے گا۔

جنگِ خندق کے دن حضورؐ کی خدمت میں دو مشت کھجوریں پیش کی گئیں آپ نے فرمایا انھیں زمین پر بکھیر دو۔ پھر آپ کے حکم سے ایک منادی نے اعلان کیا سارا لشکر جمع ہو جائے سارا لشکر کھجوریں کھاتا رہا سب سیر ہو گئے۔

ایک دفعہ حضور نبی کریم نے چند سنگریزے اٹھائے ان سنگریزوں سے تسبیح سنائی دی۔ ان سنگریزوں کو حضرت صدیقؓ کو دے دیا۔ وہ اسی طرح تسبیح کرتے رہے۔ پھر حضرت عمر کے ہاتھ دیے گئے۔ وہاں بھی تسبیح کرتے رہے حضرت عثمان کے ہاتھ میں دیے گئے وہاں بھی وہ تسبیح کرتے رہے۔

کھانے میں برکت

حضرت انس بیان فرماتے ہیں کہ میری والدہ نے ایک دفعہ حضورؐ کی اور آپ کے صحابہ کی دعوت پکائی۔ حضور صحابہ کی ایک خاصی تعداد لے کر ہمارے گھر تشریف لائے۔ میری والدہ نے عرض کی یارسول اللہ! میرے پاس تو بہت تھوڑا کھانا ہے۔ آپ اپنے اصحاب کو لے کر آ گئے۔ حضورؐ نے دعا فرماتے ہوئے فرمایا۔ فکر نہ کرو۔ اللہ اس کھانے میں برکت ڈال دے گا۔ پھر آپ نے فرمایا۔

"دس دس کی ٹولیاں آتی جائیں اور کھانا کھاتے جائیں، کھاتے جاتے اور واپس چلے جاتے۔ تمام کے تمام سیر ہو گئے۔ کھانا ابھی باقی تھا۔

ایک بار حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو حکم دیا کہ تمام آلِ عبدالمطلب کو جمع کیا جائے۔ دس دس کو کھانے کے لیے بٹھایا جائے یوں معلوم ہوتا تھا کھانا صرف دس آدمیوں کیلیے کافی ہوگا مگر حضورؐ کی برکت سے تمام لوگ سیر ہو کر

marfat.com

کھانے گئے اور ابھی کھانا بچ گیا۔

ابی بن خلف کے پاس ایک گھوڑا تھا۔ اسے تازہ گھاس کھلاتا اور پالتا اور لوگوں کو کہتا میں اس گھوڑے پر چڑھ کر حضور نبی کریم کو قتل کروں گا۔ جنگ اُحد تک وہ اسی بات پر اکڑتا رہا۔ میدانِ جنگ میں آیا تو زمین پر گرا۔ اب مرتے ہوئے بیل کی طرح آواز نکالتا لوگوں نے بتایا حوصلہ رکھو اتنا گہرا زخم تو نہیں۔ محض ایک خراش ہے۔ کہنے لگا تمھیں معلوم نہیں اگر یہ زخم تمام صفا والوں کو آتا تو تمام کے تمام ہلاک ہوجاتے یہ محمد کا زخم ہے وہ اسی زخم سے مرگیا۔

عتبہ کا حشر

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عتبہ بن ابولہب کے بارے میں پہلے ہی اعلان کردیا تھا۔ یہ عتبہ حضورؐ کے بدترین دشمن ابولہب کا بیٹا تھا حضورؐ کا داماد بھی تھا۔ حضورؐ نے اسے طلاق دینے کا کہا مگر وہ حضورؐ سے الجھ پڑا اور آپؐ کے کپڑے پھاڑ ڈالے حضورؐ نے فرمایا اَللّٰهُمَّ سَلِّطْ عَلَيْهِ كَلْبًا مِّنْ كِلَابِكَ (اے اللہ اس پر اپنے کتوں میں سے ایک کتا مسلّط فرمادے)۔

عتبہ کفار کے ایک تجارتی قافلے کے ساتھ شام کو جارہا تھا۔ شیر کی گرج سنی عتبہ کہنے لگا بخدا یہ شیر مجھے کھاجائے گا۔ لوگوں نے کہا تم ہمارے درمیان سوجاؤ شیر تمھیں کیسے کھاسکتا ہے؟ کہنے لگا مجھے محمدؐ نے شیر سے ڈرادیا ہے وہ جو کچھ کہتے ہیں سچ ہوتا ہے۔ قافلہ والوں نے اسے اپنے درمیان سلایا اور خود بھی سوگئے۔ آدھی رات کے وقت شیر دبے پاؤں آیا عتبہ کے پاس پہنچا، اسے سونگھا، اٹھایا اور لوگوں کے درمیان سے لے کر باہر چلا گیا تھا۔ وہ چلاتا رہا مگر کوئی بھی اسے نہ بچاسکا۔

حضرت زبیرؓ جنگ خیبر میں ایک شخص سے جنگ کررہے تھے جو شخص آپ کے مقابلے میں آیا تھا اس کا نام یاسر تھا۔ اس کی ماں صفیہ دختر عبدالمطلب تھی اس نے کہا، یا رسول اللہ! یاسر نے میرے بیٹے زبیر کو شہید کردیا ہے۔ آپ نے فرمایا نہیں نہیں۔ بلکہ آپ کے بیٹے نے اسے قتل کردیا تھا اسی طرح آپ نے محمد مسلمہ کو فرمایا کہ کافروں میں ایک پہلوان مرحب کو قتل کردو۔ اس نے کہا یا رسول اللہ! میرے لیے دعا کریں

marfat.com

پیتے جاتے، مشکیں بھرتے جاتے۔ حضورؐ نے فرمایا اگر تم میں سے کوئی شخص آئندہ آئے تو وہ دیکھ لے گا کہ اس پانی سے ساری وادی سرسبز ہو رہی ہے۔ آج تک حضورؐ کی برکت سے ساری وادی اتنی سرسبز و شاداب ہے۔ کہ میل ہا میل اتنی شادابی کہیں نظر نہیں آتی۔

ایک جنگی مہم پر آپ کے ایک صحابی ابوحشمہ پیچھے رہ گئے۔ چند روز بعد شریکِ جنگ ہوئے۔ وہ دن رات سفر کرتے رہے۔ پھر جا کر جنگِ تبوک کے مسلمان لشکر سے ملے۔ دور سے ایک شتر سوار آتا دکھائی دیا۔ لوگوں نے بتایا حضور کوئی سوار آرہا ہے۔ آپ نے فرمایا حشمہ ہوگا۔ واقعی چند لمحوں بعد وہ حضورؐ کی خدمت میں تھے۔

لمبے ہاتھ

ایک دن حضور نبی کریمؐ نے اپنی ازواج مطہرات کو اکٹھا کیا اور فرمایا تم میں سے لمبے ہاتھوں والی میرے بعد سب سے پہلے فوت ہوگی۔ حضورؐ کے وصال کے بعد تمام اُمّہات المومنین بیٹھیں اور اپنے اپنے ہاتھوں کی لمبائی دیکھتیں۔ حضرت سودہ کے ہاتھ ظاہری طور پر سب سے لمبے تھے۔ مگر سب سے پہلے حضرت زینبؓ کا انتقال ہوا۔ حضرت زینب بڑی سخی اور فراخ دل عورت تھیں اُمّ المساکین کہلائیں۔ غریبوں اور مسکینوں کو کھانا کھلاتیں۔ اسلامی لشکر کی خدمت کرتیں۔ عام خستہ حالوں کا مداوا فرماتیں۔ لوگوں کو اب پتہ چلا کہ حضور نبی کریمؐ نے فرمایا تھا۔ اَطْوَلُکُنَّ یَدًا۔ تم میں سے لمبے ہاتھوں والی اس سے مراد یہ تھی جس کے ہاتھوں میں سخاوت اور کرم ہو۔

شَاهَتِ الْوُجُوْه

ایک دن حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا روتی حضورؐ کی خدمت میں آئیں۔ حضورؐ نے پوچھا بیٹا کیوں رو رہی ہو؟ عرض کی یارسول اللہ! میں کیوں نہ روؤں؟ آج میں نے دیکھا ہے کہ قریشی ایک جگہ جمع ہیں۔ اور عہد کر رہے ہیں کہ وہ آپ کو قتل کر دیں گے۔ آپ نے فرمایا میری بیٹی تھوڑا سا پانی لاؤ۔ پانی لائی۔ تو آپ نے وضو فرمایا باہر آئے مسجد میں گئے راستہ میں حضورؐ نے ان کفار کو بیٹھے دیکھا۔ سب کے سب سر جھکائے بیٹھے تھے کسی کو

marfat.com

جراءت نہ ہوئی کہ نگاہ اٹھا کر حضورؐ کو دیکھ سکتا۔ آپؐ نے ایک مٹھی مٹی اٹھائی اور ان کی طرف پھینکی اور زبان سے فرمایا شَاهَتِ الْوُجُوْهُ یہ چہرے سیاہ ہو جائیں کہتے ہیں اس مٹی سے جس جس پر ایک ذرہ بھی پڑا وہ میدان بدر میں مارا گیا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جن دنوں تَبَّتْ یَدَا والی سورت نازل ہوئی۔ ابولہب کی بیوی حضورؐ کے پاس آئی اس وقت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی حضورؐ کے پاس بیٹھے تھے۔ عورت کو دیکھتے ہی کہا حضورؐ یہ بدزبان عورت ہے مجھے ڈر ہے آپ کو دیکھ کر بکواس نہ کرے۔ اور آپ دل آزردہ ہوں۔ حضورؐ نے فرمایا یہ مجھے نہیں دیکھ سکے گی۔ نزدیک آئی اور کہنے لگی صدیق! آپ کے دوست نے میری ہجو کہی ہے حضرت صدیق نے فرمایا لا و اللہ! نہیں نہیں وہ تو کسی کی ہجو نہیں کرتے۔ وہ تو نہیں کہتے۔ کہنے لگی تم سچ کہتے ہو اور واپس چلی گئی۔ حضرت صدیق نے پوچھا۔ حضور آپ اسے نظر نہیں آئے۔ آپ نے فرمایا ایک فرشتہ میرے اردگرد پر پھیلائے کھڑا رہا۔

حضور رسالت مآب نے اپنا ایک موزہ پہنا تھا دوسرے کی طرف ہاتھ بڑھایا۔ فضا سے ایک باز آیا اور دوسرا موزہ جھپٹ کر اٹھالے گیا۔ تھوڑی دور گیا تو اس موزے سے ایک سانپ گرا۔ آپؐ نے فرمایا اے ایمان والو! یاد رکھو آئندہ جب تک موزہ جھاڑ نہ لیا کرو نہ پہنا کرو۔

عروۃ الزبیر روایت کرتے ہیں کہ نصر بن الحارث ایسا شخص تھا کہ جب تک وہ حضورؐ کو تکلیف نہ دے لیتا چین سے نہ بیٹھتا تھا۔ ایک دن حضورؐ دوپہر کے وقت باہر نکلے بے پناہ گرمی تھی۔ آپ پشتہ جیحون کے پاس پہنچے حضورؐ کا معمول تھا کہ قضائے حاجت کے لیے آبادی سے بہت دور نکل جاتے۔ نصر بن الحارث نے حضورؐ کو تنہا دیکھا تو سوچا آج موقع غنیمت ہے حضورؐ کے پاس پہنچا۔ مگر ڈرتے ڈرتے واپس آگیا۔ ابوجہل نے دیکھا پوچھا تم کہاں گئے تھے۔ اور اس قدر خوفزدہ کیوں ہو کہنے لگا آج میں نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو اکیلے دیکھا تھا۔ خیال تھا جاکر قتل کر آتا ہوں۔ مگر میں نے راستہ میں سیاہ سانپ دیکھے جو منہ کھولے میری طرف

marfat.com

کیونکہ مرحب نے میرے بھائی کو قتل کیا تھا۔ وہ میدانِ جنگ میں نکلا اور اس نے حضورؐ کی دُعا سے مرحب کو واصل جہنم کر دیا۔

ایک جاسوس

حضورؐ کے صحابہ میں ایک شخص حاطب بن ملتعہ تھا وہ حضورؐ کے ساتھ مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورّہ آگیا تھا حضور نے فتح مکہ کے لیے لشکر تیار کیا۔ تو اس نے خفیہ طور پر کفارِ مکہ کو ایک خط لکھا۔ جس میں حضورؐ کے پروگرام سے آگاہ کر دیا۔ ایک عورت کو نہایت رازداری سے مکہ روانہ کر دیا اللہ تعالیٰ نے حضور کو اس عورت اور خط کے متعلق خبردار فرما دیا۔ حضور نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ کو روانہ کیا کہ اس عورت کو راستہ میں پکڑ لائیں۔ انھوں نے عورت کو راستہ میں جا لیا اور خط طلب کیا۔ اس نے اپنے بالوں میں چھپا رکھا تھا۔ اسے باندھ کر مدینہ میں لے آئے۔ اور حضور کی خدمت میں پیش کر دیا۔ خط پڑھا گیا۔ کسی کو بھیج کر حاطب کو بلایا گیا۔

فرمایا:۔ حاطب! کیا یہ خط تمھارا ہے؟ کہا ہاں یارسول اللہ! آپ نے فرمایا تم نے یہ کیا کیا؟ عرض کی حضور مجھے خدا اور رسولؐ سے محبت ہے مگر میں ایک غریب آدمی ہوں۔ اور مسافر بھی۔ میرے تمام رشتہ دار اور اہل و عیال ابھی تک مکہ میں ہیں مجھے ڈر تھا کہ کفار انھیں تکلیف دیں گے۔ میں نے یہ خط لکھ کر ان کے دلوں میں ایک رعایت پیدا کرنے کی کوشش کی تھی۔ تاکہ وہ میرے رشتہ داروں سے اچھا سلوک کریں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تلوار کھینچ لی۔ کہا اے غدار میں تجھے قتل کرنا چاہتا ہوں۔ حضورؐ نے فرمایا عمر اسے چھوڑ دو۔ کیونکہ جو لوگ مکہ سے ہجرت کر کے آئے ہیں انھیں اللہ تعالیٰ نے پناہ دی ہے وہ جو کچھ چاہیں کریں انھیں کچھ نہ کہیں۔

اکیدر کی گرفتاری

ایک دن جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے خالد بن ولید کو بلایا اور حکم دیا۔ دومتہ الجندل کے اکیدر کو گرفتار کر کے لاؤ۔ اکیدر بن عبدالملک قبیلہ کندہ کا بادشاہ تھا۔ نصرانی تھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خلاف جنگی تیاریاں کرتا رہتا تھا۔ آپ نے حضرت خالد کو

marfat.com

بتایا۔ اکیدر کو گاؤخر کے شکار کا بڑا شوق تھا۔ تم وہاں جاؤ گے تو وہ گاؤخر کا شکار کر رہا ہو گا۔ حضرت خالد بن ولید چاندنی رات میں دومۃ الجندل پہنچے۔

اکیدر آدھی رات کے وقت اپنے قلعہ پر اپنی محبوب عورتوں کے ساتھ عیش و عشرت میں تھا۔ گرمیوں کی رات میں چاندنی دور دور تک پھیلی ہوئی تھی۔ ایک گاؤخر نے قلعہ کی دیوار کو ٹھوکریں مارنا شروع کر دیں۔ اکیدر کی محبوبہ نے قلعہ سے جھانک کر دیکھا تو اکیدر کو اطلاع دی کہ شکار چاندنی رات میں خود آ پہنچا ہے کبھی ایسا بھی ہوا ہے وہ اٹھا اور کہنے لگا ایسا گھر آیا ہوا شکار کون چھوڑ سکتا ہے۔ نیچے آیا گھوڑے پر سوار ہوا کتے ساتھ لیے، قلعہ سے باہر نکلا گائے کا پیچھا کیا۔ تو خالد آگے تیار بیٹھے تھے۔ پکڑ کر گرفتار کر لیا اس کا بھائی حسان سامنے آیا اسے قتل کر دیا گیا راتوں رات حضرت خالد اسے پکڑ کر لے گئے۔ مدینہ پاک پہنچے حضورؐ کی خدمت میں پیش کیا مگر اس نے معافی مانگ کر امان حاصل کر لی۔ اور جزیہ ادا کرنا قبول کر کے رہائی پائی۔ اور واپس گھر چلا گیا۔ مسلمانوں نے حضرت خالد سے دریافت کیا آپ نے اسے قابو کیسے کر لیا فرمانے لگے مجھے حضورؐ نے بتایا تھا کہ اسے گائے کے شکار میں مشغول پاؤ گے پکڑ لینا پھر حضرت خالد نے لوگوں کو بتایا کہ کس طرح گائے نے قلعہ کی دیواروں کو سینگوں سے کھٹکھٹایا تو باہر نکل آیا۔

شاداب وادی

حضور نبی کریمؐ اپنے صحابہ کو لے کر ایک سفر پر روانہ ہوئے راستے میں پانی ختم ہو گیا۔ دور وادی مشقق میں صرف دو آدمیوں کے لیے پانی تھا۔ حضورؐ نے حکم دیا جو شخص بھی وہاں پہنچے پانی کو ہاتھ نہ لگائے جب تک ہم سب وہاں نہ پہنچ جائیں۔ منافقوں میں سے چند لوگ وہاں پہنچ گئے اور صاف ستھرا پانی استعمال کر لیا۔ حضورؐ پہنچے تو پانی ختم تھا۔ پوچھا کون پہلے آیا تھا؟ لوگوں نے بتایا کہ فلاں فلاں آیا تھا۔ آپؐ نے فرمایا میں نے تو منع کیا تھا۔ کہ کوئی بھی پانی نہ پیئے۔ باں ہمہ آپ پانی کے چشمے پر آئے۔ تھوڑے پانی میں ہاتھ ڈالا پانی کا چشمہ کھل گیا۔ آپ دعا کرتے جاتے اور لوگ پانی کا حوض سنتے جاتے تھے۔

marfat.com

لپک رہے ہیں میں واپس بھاگ آیا ہوں ۔ ابوجہل نے کہا یہ محمد کا جادو ہے ۔

حضرت عکرمہ بیان کرتے ہیں ایک دفعہ کفار نے اکٹھے ہو کر مشورہ کیا کہ آج ہم حضور کے ساتھ ایسا کریں گے ایسا کریں گے ۔ مگر حضور نے مٹی اٹھائی اور سورہ یٰسین پڑھتے پھینکتے گئے ۔ اور فھم لا یبصرون تک پڑھتے گئے سب دیکھتے رہ گئے حضور گزر گئے ۔

بدی کے غلغلے

کفار مکہ نے دیکھا کہ حضور نبی کریم کے اصحاب اور اہل ایمان میں اضافہ ہو رہا ہے ۔ اور روز بروز مسلمانوں کی اجتماعی قوت بڑھتی جا رہی ہے ۔ تو دار الندوہ میں جمع ہوئے اور مشورہ کرنے لگے ۔ کہ حضور کے متعلق کیا کیا جائے ؟ اب انکی قوت بڑھ گئی ہے ۔ اگر اب کوئی چارہ نہ کیا گیا تو پھر بات قابو سے باہر ہو جائے گی ۔ یہ بات ہو رہی تھی کہ شیطان شیخ نجدی کی شکل میں آ پہنچا لوگوں نے اسے دیکھ کر پوچھا تم کون ہو اور کہاں سے آئے ہو ؟ شیطان نے کہا میں نجدی ہوں تم جو کام کر رہے ہو میں اس میں شریک مشورہ ہونا چاہتا ہوں ۔ انھوں نے کہا یہ تو بہت مبارک بات ہے ۔ وہ اندر آیا اور ان کے ساتھ بیٹھ گیا ۔ اس وقت تمام قبیلوں کے بڑے بڑے لوگ موجود تھے ۔ ایک نے کہا تم دیکھ رہے ہو کہ محمد کا کام کہاں تک آ پہنچا ہے اسے ختم کرنے کا کوئی طریقہ ہونا چاہیے ۔ دوسرے نے کہا مکہ سے باہر نکال دینا چاہیے ۔ شیخ نجدی نے کہا یہ بات درست نہیں تم جانتے ہو کہ محمد کتنا خوش گفتار ہے جہاں جائے گا لوگوں کو ساتھ ملا لے گا ۔ اور تم پر حملہ کر دے گا ۔ عرب کے قبائل اس کی خوش زبانی پر گرویدہ ہو جائیں گے ۔ اور اس کے حکم پر مکہ پر ٹوٹ پڑیں گے ۔ ابوجہل نے اٹھ کر کہا ہر قبیلے کا ایک ایک آدمی چن لیا جائے ہر ایک تجربہ کار نوجوان ہاتھ میں تلوار اٹھا لے اور مل کر محمد کو قتل کر دیں ۔ اور یکجا حملہ کریں ۔ یکجا زخم لگائیں تاکہ اس کا قصاص یا دیت کسی قبیلہ پر نہ آئے تاکہ بنو ہاشم انتقام کے طور پر کسی قبیلے کے خلاف نہ ہوں ۔ اور یہ حقیقت ہے کہ بنو ہاشم سارے قبیلوں کے خلاف بیک وقت نہیں لڑ سکتے ۔ اگر دیت طلب کریں بھی تو مل کر ادا کر دیں گے ۔ شیخ نجدی نے کہا ۔ یہ رائے درست ہے اس سے اچھی رائے اور نہیں ہو سکتی ۔

marfat.com

یہ لوگ اس فیصلے کے بعد اپنے اپنے گھروں کو چلے گئے۔ جبرئیل علیہ السلام حضورؐ کی بارگاہ میں آئے اور کہا حضور آج کفار نے فیصلہ کیا ہے کہ آپ کو سوتے ہوئے قتل کر دیا جائے۔ اور اس طرح انھوں نے شبخون مارنے کا فیصلہ کیا ہے۔ حضورؐ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو بلایا اور فرمایا۔

"آج رات میرے بستر پر سونا یہ لوگ میرے خون کے پیاسے ہیں تمھیں کچھ نہیں کہیں گے۔"

مشرکین مکہ اپنے پروگرام کے مطابق جمع ہو گئے۔ حضورؐ ان کے سامنے سے گذرے مٹی لے کر ان کی طرف پھینکتے گئے۔ سورہ یٰسین کی آیات تلاوت فرماتے گئے فھم لا یبصرون تک پڑھا۔ کوئی ایسا شخص نہ تھا جس کے سر پر مٹی نہ پڑی ہو۔ آپ نکلے اور سفر ہجرت پر روانہ ہوئے۔ ایک شخص دوڑا دوڑا آیا اور کہنے لگا تم یہاں کھڑے کس کا انتظار کر رہے ہو۔ اللہ نے تمھیں ناامید کر دیا ہے۔ وہ گھر سے نکلے اور تمھارے سامنے سے گذرے۔ تم پر خاک ڈالتے گئے مگر تمھیں خبر نہ ہوئی۔ ہر ایک نے سر پر ہاتھ مارا ہر ایک کے سر پر مٹی پڑی تھی۔ علی الصباح حضرت علی کرم اللہ وجہہ بستر سے اٹھے تو کفار کو یقین آیا واقعی حضورؐ نکل گئے۔ اللہ تعالیٰ نے اس موقع پر یہ آیت نازل فرمائی اذ یمکر بك الذین کفروا لیثبتوك او یقتلوك

ایک بار عامر بن طفیل اور اربد بن قیس حضورؐ کی خدمت میں آئے۔ ان کا ارادہ تھا کہ آپ سے کوئی غداری کریں۔ عامر نے اربد کو کہا تھا کہ میں حضور کو باتوں میں مشغول کر لوں گا تم حملہ کر دینا۔ چنانچہ عامر نے کہا یا محمد! مجھ سے دوستی لگا لیجیے حضورؐ نے فرمایا مگر تم پہلے اللہ کی وحدانیت کا اقرار کرو۔ میری رسالت کی شہادت دو مگر وہ بار بار یہی کہتا رہا۔ مگر آپ اسے جواب دیتے گئے۔ مگر اربد نے اپنا وار نہ کیا بلکہ گم سم کھڑا رہا۔ عامر نے ایک بار اور کہا محمد مجھے دوست بنا لیجیے۔ حضورؐ نے سر ہلایا عامر اٹھا اور کہا خدا کی قسم مجھے سارا علاقہ سواروں اور پیادوں سے پر دکھائی دیتا ہے۔ جو مرنے مارنے پر آمادہ ہیں۔ دونوں واپس آ گئے حضورؐ نے فرمایا اے اللہ مجھے عامر کے

marfat.com

شر سے محفوظ فرمایا ہر اگر عامر نے اربد کو کہا تم نے اپنا کام کیوں نہ کیا؟ کہنے لگا میں نے اپنے سر پر اژدہاؤں کو منہ کھولے دیکھا۔ میں ڈر گیا اور ہاتھ پاؤں شل ہو گئے۔ واپس آ گئے۔ عامر تو طاعون کی بیماری سے مرگیا۔ اربد ایک اونٹ پر سوار تھا اس پر بجلی گری، اونٹ اور اربد دونوں جل گئے۔

ضماد کی بیعت

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک ضماد نامی آدمی تھا۔ وہ ان لوگوں کا علاج کیا کرتا۔ جن پر آسیب یا جن کا سایہ ہوتا۔ وہ مکہ میں آیا، لوگوں نے اسے بتایا کہ محمد مجنون ہے، شاعر ہے، کاہن ہے اور ساحر ہے۔ اس کا علاج کرو۔ ضماد کہنے لگا جب تک محمدؐ کو دیکھ نہ لوں علاج نہیں کرسکتا۔ وہ حضورؐ کے پاس لے گئے۔ ضماد نے کہا یا محمدؐ! میں تمہارا علاج کروں شاید اللہ تعالیٰ آپ کو شفا عطا فرمادے۔ آپ نے فرمایا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ، مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ۔ وَمَنْ یُّضْلِلْ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ۔ ضماد نے کہا۔ دوبارہ کہیے۔ حضورؐ نے پھر یہ الفاظ پڑھے ضماد نے کہا پھر فرمائیے آپ نے تیسری بار دہرائے۔ ضماد نے کہا میں نے کاہنوں کی باتیں سنی ہیں شاعروں کے شعر سنے ہیں۔ ساحروں کی چالیں دیکھی ہیں۔ مگر ایسی حکمت آمیز باتیں میں نے کبھی نہیں سنیں۔ یارسول اللہ! اپنا ہاتھ بڑھایئے میں آپ کے ہاتھ پر بیعت کرنا چاہتا ہوں۔ حضور نے اپنا ہاتھ اسے پکڑا دیا۔ اس نے اسلام قبول کرلیا بیعت کی اور اپنی قوم کی طرف سے بھی بیعت کی۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ ایک بار حضور پُر نور شافع یوم النشور نماز ادا کر رہے تھے۔ اور سجدہ میں پڑے تھے اسی اثنا میں ابوجہل آ گیا کہنے لگا یا محمد! تمہیں میں نے بارہا منع کیا ہے کہ اس طرح نہ سجدہ کیا کرو۔ نہ کھڑے ہو کر پڑھا کرو۔ مگر تم باز نہیں آتے۔ حضورؐ نے یہ سن کر بلند آواز اور سختی سے اسے ٹوکا ابوجہل نے کہا یا محمد! مجھے کس سے ڈراتے ہو اس علاقہ میں میرے ساتھیوں کے بغیر دوسرا

marfat.com

کوئی شخص نہیں ہے۔ مگر حضورؐ نے فرمایا میرا اللہ ابھی از بانیہ فرشتوں کو مسلط کر دیگا جو تجھے پکڑ کر لٹکا دیں گے۔

حضرت عبداللہ بن بریدہ نے اپنے والد کی زبانی روایت کی ہے کہ ایک دفعہ ایک شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی۔ یا رسول اللہ! میرے پاس انسان خور اونٹ ہے۔ جو کسی کے قابو نہیں آتا۔ اور کوئی شخص اس کی ناک میں مہار نہیں ڈال سکتا۔ حضورؐ اٹھے اور اس کے ساتھ چل پڑے۔ جب وہاں پہنچے تو اونٹ نے آپ کو دیکھتے ہی دو زانو ہو کر سر زمین پر رکھ دیا۔ حضورؐ نے اس کا سر پکڑا مہار اٹھائی اور اس کے ناک میں ڈال دی۔ اور اس کے مالک کے ہاتھ میں پکڑا دی۔ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ رضی اللہ عنہما نے دیکھ کر کہا واقعی آپ اللہ کے سچے رسول ہیں۔ حضورؐ نے فرمایا ہر شخص میرے رسول ہونے کی گواہی دیتا ہے سوائے کافر انسانوں اور کافر جنوں کے

رکانہ چاروں شانے چت ہوگیا

ابوامامہ کی روایت ہے کہ ایک شخص بنی ہاشم سے رکانہ پہلوان تھا۔ بڑا بہادر طاقتور اور اپنے زمانہ کا ناقابل تسخیر انسان تھا۔ وہ کافر تھا اور وادی اضم میں بکریوں کے گلے کی نگرانی کیا کرتا تھا۔ حضور نبی کریم حضرت عائشہ کے گھر سے نکلے اور اس وادی کی طرف چل دیئے حضور تنہا تھے۔ رکانہ آگے بڑھا۔ حضورؐ کے سامنے آکھڑا ہوا اور کہنے لگا یا محمد وہ تم ہی ہو، جو ہمارے بتوں کو برا بھلا کہتے ہو۔ لات و عزیٰ کو جھوٹا کہتے ہو اور اپنے ایک خدا کی دعوت دیتے ہو۔ اگر آپ میرے رشتہ دار نہ ہوتے تو میں آپ سے اس وقت تک بات نہ کرتا جب تک آپ کا سر قلم نہ کر لیتا۔ اب اپنے خدائے عزیز وحکیم کو بلاؤ جو آپ کو میرے ہاتھ سے نجات دلائے۔ آئیے ہم دونوں کشتی لڑیں تم اپنے اللہ سے مدد لے لینا میں لات و عزیٰ کو پکاروں گا اگر میں گر گیا تو میرے گلے سے وہ دس بکریاں لے لینا جسے آپ پسند کریں حضورؐ نے فرمایا بسم اللہ! اپنے خداؤں کو بلالاؤ۔ میں بھی اپنے خدائے عزیز وحکیم کو یاد کرتا ہوں حضورؐ نے اسے پکڑا اور چاروں شانے چت کر دیا۔ اور زمین پر لٹا کر سینے پر چڑھ بیٹھے رکانہ کہنے لگا یہ بات آپ نہیں کر سکتے تھے یہ آپ کے خدائے عزیز وحکیم نے کی ہے آجتک

marfat.com

کوئی شخص میری پشت زمین پر نہیں لگا سکا۔ بایں ہمہ میں ایک بار پھر کشتی لڑنا چاہتا ہوں۔ اگر اب کی بار مجھے گرادیا تو میں مزید دس بکریاں دینے کو تیار ہوں۔

حضورؐ نے ایک بار اور گرادیا۔ اور اس کے سینہ پر سوار ہو گئے۔ مگر وہ پھر بھی شکست نہ مانا کہنے لگا اگر ایک بار اور کشتی لڑیں اور مجھے گرادیں تو میں تیس بکریاں دوں گا۔ آپ نے تیسری بار چاروں شانے چت گرادیا۔ تو کہنے لگا۔

اب آپ تیس بکریاں لے جا سکتے ہیں۔

آپ نے فرمایا۔ "مجھے بکریوں کی ضرورت نہیں بس اب تم اسلام قبول کر لو اور جھوٹ کہنا چھوڑ دو۔ اور دوزخ جانے سے بچ جاؤ"۔

کہنے لگا میں اسلام نہیں لاؤں گا جب تک مجھے کوئی معجزہ نہ دکھائیں"

آپ نے فرمایا: "میرے اور تمھارے درمیان خدا گواہ ہے کہ تم معجزہ کے بعد ایمان لاؤ گے؟"

کہنے لگا: "مجھے منظور ہے پاس ہی ایک بہت بڑا تناور درخت تھا آپ نے اس درخت کو مخاطب فرما کر کہا ادھر چلے آؤ۔ درخت جڑوں سے اکھڑ کر آپ کے نزدیک آگیا۔

رکانہ نے کہا آپ نے بہت بڑا معجزہ دکھادیا ہے لیکن اب اسے کہو کہ واپس چلا جائے۔ اور اپنی جگہ پر نصب ہو جائے۔ حضورؐ کا اشارہ پاکر درخت اپنی جگہ واپس چلا گیا حضورؐ نے فرمایا۔ رکانہ اب تو ایمان لے آؤ۔ رکانہ کہنے لگا معجزہ تو بہت بڑا ہے مگر میں عورتوں اور بچوں کے طعنوں سے ڈرتا ہوں کہ وہ کہیں گے کہ میں نے ڈر کر اسلام قبول کر لیا ہے۔ حالانکہ دنیا جانتی ہے کہ آج تک مجھے کوئی نہیں گرا سکا۔ اور آج تک میں کسی سے نہیں ڈرا۔ اب آپ تیس بکریاں لے جائیے۔ حضورؐ نے فرمایا مجھے بکریوں کی ضرورت نہیں تم ایمان لے آؤ مجھے سب کچھ مل گیا۔ مگر وہ واپس چلا گیا۔ اسی اثناء میں حضرات ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہ پہنچے۔ عرض کی یا رسول اللہ! ہمیں ڈر تھا کہ آپ تنہا ادھر آنکلے ہیں کہیں رکانہ آپ کو تکلیف نہ دے۔ حضورؐ نے سارا واقعہ سنانے کے بعد فرمایا مجھے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ (اللہ لوگوں سے محفوظ رکھے گا)

marfat.com

جب اللہ تعالیٰ میرے ساتھ ہے مجھے کسی کا کیا ڈر ہے۔ حضرت ابوبکر اور عمرؓ نے کہا یارسول اللہ! آج تک کوئی رکانہ کو نہیں گرا سکا تھا۔ حضورؐ نے فرمایا: میرے ساتھ اللہ کی نصرت تھی۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ حضورؐ کے عم محترم ابوطالب بیمار ہو گئے۔ حضورؐ ان کی عیادت کو گئے۔ حضورؐ سے ابوطالب نے کہا اے جان عم! اپنے اللہ سے میرے لیے شفا کی دعا کریں حضورؐ نے فرمایا اللھم اشف عمی اے اللہ! میرے چچا کو شفا بخش دے ابوطالب اسی وقت اس طرح اٹھ بیٹھے جیسے کوئی قید سے نکلتا ہے۔ کہا اے جان برادر! جس اللہ نے تمھیں پیدا کیا ہے وہ تمھاری بات مانتا ہے۔ آپؐ نے فرمایا اے عم محترم! اگر آپ بھی میرے اللہ کی اطاعت کرلیں تو وہ آپ کی بات بھی مانا کرے گا۔

حضرت ابواسید بیان فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عباس کے گھر تشریف لے گئے اور فرمایا چچا۔ کل صبح آپ اور آپ کے اہل وعیال گھر رہیں مجھے ایک ضروری کام ہے۔ آپ دوسرے دن صبح کے وقت حضرت عباس کے گھر گئے تمام موجود تھے۔ آپ نے سب کو اپنے قریب کرلیا۔ اور اپنی چادر سب پر ڈال دی۔ تمام کے سرڈھانپ لیے۔ اور فرمایا اے اللہ یہ میرا چچا ہے۔ یہ میرے اہل بیت ہیں۔ جس طرح کہ میں نے انھیں اپنی چادر سے ڈھانپ لیا ہے۔ تو بھی اپنی رحمت سے آتش دوزخ سے ڈھانپ لے جب حضورؐ نے یہ دعا کہی تو در و دیوار سے آمین کی آواز آنے لگی۔

سہل بن ساعد سے روایت ہے کہ اُحد کے دن حضورؐ کی خدمت میں صحابہ نے کہا۔ یا رسول اللہ، فلاں شخص نے آج لڑائی میں کمال کردیا۔ جدھر جاتا لوگوں کو شکست دیتا جاتا تھا آپؐ نے فرمایا کون تھا وہ؟ صحابہ نے اسکی نشانیاں بتائیں۔ آپ نے فرمایا کون تھا؟ لوگوں نے اس کا حسب و نسب بیان کیا آپؐ نے فرمایا کون ہے؟ اسی اثنا میں وہ شخص سامنے آتا دکھائی دیا آپؐ نے دیکھ کر فرمایا یہ تو جہنمی ہے۔ یہ بات سن کر تمام صحابہ حیران رہ گئے۔ بھلا ایسا مجاہد جہنمی ہوسکتا ہے۔ کہنے لگے پھر ہم میں سے کون بہشتی ہوسکتا ہے اگر یہ شخص جہنمی ہے؟ صحابہ میں سے ایک

marfat.com

شخص نے کہا میں چند روز کے لیے اس کے ساتھ رہتا ہوں مجھے مہلت دیں تاکہ میں اس کے معاملات پر نگاہ رکھوں کہ یہ کیسا جہنمی ہے وہ اس کے ساتھ ہو لیا اور دیکھتا رہا کہ اس کی عاقبت کیسے ہوتی ہے۔ آخر کار اسے ایک زخم آیا۔ وہ درد کے مارے صبر کرنے کی بجائے موت مانگنے لگا۔ اور اپنی تلوار سے اپنے آپ کو ہلاک کر بیٹھا وہ شخص دوڑا دوڑا حضورؐ کی خدمت میں آیا۔ اور آکر کہنے لگا یارسول اللہ! میں گواہی دیتا ہوں آپ اللہ کے سچے رسول ہیں اس شخص نے خودکشی کر لی ہے۔ آپؐ نے فرمایا بعض لوگ ظاہرا اہلِ بہشت کے سے اعمال کرتے ہیں مگر جہنمی ہوتے ہیں بعض اہلِ جہنم کے کام کرتے نظر آتے ہیں اور جنت میں جاتے ہیں۔

شہد کا مشکیزہ

ایک عورت حضورؐ کی خدمت میں شہد کا بھرا ہوا مشکیزہ لے کر آئی اور نذر پیش کی۔ حضورؐ نے قبول فرما لیا تھوڑی دیر کے بعد وہ پھر آئی اور خالی مشکیزہ مانگا حضورؐ نے صحابہ کو حکم دیا کہ خالی مشکیزہ دیا جائے وہ لے گئی دوسری صبح دیکھا تو مشکیزہ بھرا ہوا تھا۔ وہ بڑی حیران ہوئی۔ حضور کے پاس آئی اور کہنے لگی یارسول اللہ! آپ نے شہد نہیں لیا۔ فرمایا نہیں شہد تو لے لیا مگر اللہ نے تمہارے مشکیزہ میں برکت دی ہے۔ وہ عورت ہر روز مشکیزے سے شہد نکالتی اور استعمال کرتی مدتوں وہ مشکیزہ شہد سے بھرا رہا۔ ایک عرصہ کے بعد اس نے وہ مشکیزہ بدل کر شہد دوسرے مشکیزے میں ڈال دیا۔ اور شہد ختم ہو گیا۔ حضورؐ نے سنا تو فرمایا اگر وہ شہد کا مشکیزہ نہ بدلتی تو قیامت تک اس سے شہد ملتا رہتا ختم نہ ہوتا۔

بدر کے دن عکاشہ بن محض کی تلوار ٹوٹ گئی۔ حضور کے پاس آیا اور کہنے لگا یارسول اللہ! میری تو تلوار ٹوٹ گئی ہے۔ حضور نے ایک لکڑی دے کر کہا جاؤ اس سے لڑو وہ سارا دن اس لکڑی سے لڑتے رہے۔ اور کفار کو قتل کرتے رہے۔ یہ لکڑی ایک عرصہ تک عکاشہ کے پاس رہی۔

marfat.com

۱۴

خصوصیاتِ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم

حضور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے لیے چند خصوصیات ایسی تھیں جو عام مسلمانوں کے لیے شریعت میں نہیں ہیں۔

حضورؐ بلا مہر نکاح فرما سکتے تھے۔ آپ بغیر ولی اور بغیر گواہ کے نکاح فرما سکتے تھے۔ حضورؐ کی ازواجِ مطہرات امت کے کسی فرد کے لیے جائز نہیں تھیں۔ وہ امہات المومنین تھیں۔ عورتوں کی حُرمت کے باوجود لڑکیوں کی حرمت نہیں آئی۔ اس کا جواب اہل شریعت نے یہ دیا ہے کہ بیوی کے نکاح ثانی سے ایک کراہت اور دل پر گرانی گذرتی ہے جب کہ یہ بات بیٹی کے لیے نہیں ہوتی۔ اگر حضورؐ کسی عورت کو بطور کنیز رکھتے تو اس کی ماں، بہن لڑکی آپ پر حرام نہیں ہوا کرتی تھی۔ آپ ایسے محرمات کو یکجا جمع کر سکتے تھے۔ اگر کوئی شخص کسی عورت سے نکاح کرتا اور حضورؐ اس سے نکاح کرنا چاہتے۔ تو حضورؐ اس سے نکاح کر سکتے تھے۔ اسی طرح حضورؐ چار بیویوں سے نکاح بیک وقت رکھ سکتے تھے۔ اگر کسی بیوی کو طلاق دیتے تو کسی دوسرے آدمی سے نکاح کیے بغیر دوبارہ نکاح میں لا سکتے تھے۔ اگر حضورؐ کی کسی بھی زوجہ سے کوئی غلطی ہوتی تو انھیں امت کی دوسری عورتوں کی نسبت دوگنا عذاب ہوتا۔ حضورؐ کو کسی ذمی عورت سے نکاح کی اجازت نہیں تھی یہ حضورؐ کی علو شان اور احترام کی وجہ سے تھا۔ کیونکہ ذمی نجس ہوتے ہیں۔ اور حضورؐ نجس کے ساتھ مناکحت نہیں کرتے۔

حضورؐ کے لیے مالِ غنیمت

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں مال غنیمت آتا تو آپ اس میں سے پانچواں حصہ (خمس) قبول فرماتے۔ اسی طرح فَی بھی قبول فرما لیتے۔ اگر غلام آتا یا کنیز آتی

marfat.com

کوئی جانور آتا تو تمام کے تمام تقسیم فرما دیا کرتے تھے۔ اپنا خمس اہل وعیال میں تقسیم کرتے۔ ہر ایک بیوی کے لیے ایک سو وسق سالانہ عطا فرماتے۔ ستر وسق کھجوریں اور بیس وسق جو دیتے۔ فَیٔ تقسیم فرماتے تو اس میں سے چار خمس قبول فرما لیتے۔

ابتدائی ایام میں آپ کے پاس تین مدات سے مال آتے۔ صدقات (زکوٰۃ) فَیٔ اور مالِ غنیمت۔ صدقات وزکوٰۃ کو یکسر رَد فرماتے اور اپنے لیے قبول نہ فرماتے۔ البتہ ان میں سے عاملین زکوٰۃ، مولفۃ القلوب، غازیانِ جنگ کو حصہ ملتا۔ باقی صدقات وزکوٰۃ کو علیحدہ رکھتے اور اسے درویشوں اور مفلوک الحال لوگوں کو دیتے ان میں سے درویش، مسکین، مسافر اور قیدی حصہ لیتے۔

البتہ مالِ غنیمت کو پانچ حصوں میں تقسیم فرما لیتے۔ چوتھا حصہ تو ان لوگوں کا ہوتا جو مالِ غنیمت لےکر آتے تھے۔ ایک حصہ کو پھر پانچ حصوں میں تقسیم فرماتے ایک حصہ اپنی ذات کے لیے رکھتے دوسرے حصوں کو اہل بیت خصوصاً بنو ہاشم میں تقسیم فرماتے اور بنو مطلب کو بھی اسی میں سے دیتے۔ ان حضرات میں امیر اور غریب کی کوئی تمیز نہ ہوتی۔ ہر ایک کو برابر کا حصہ ملتا۔ البتہ مرد یا مذکر کو دو حصے اور مؤنث کو ایک حصہ ملتا پھر پھر ایک حصہ یتیم مسلمانوں کو، ایک حصہ غریب مساکین مسلمانوں کو۔ ایک حصہ مسافروں کو۔ حضورؐ اپنا حصہ بھی عام مسلمانوں میں تقسیم فرما دیا کرتے تھے۔ حضورؐ کے ذاتی حصہ سے اخراجات، حکام، فضلائے اسلام، آئمہ، مبلغین، مؤذن، قاری، سرحد کی حفاظت کرنیوالے، اسلامی قلعوں میں مقیم حضرات کو تقسیم ہوتا۔

مالِ غنیمت اور فَیٔ میں یہ فرق ہے کہ مالِ غنیمت تو جنگ کے بعد قبضہ میں آنے والا مال ہے۔ مگر فَیٔ وہ مال ہے جو کفار شکست تسلیم کرنے کے بعد صلح میں ہدیۃً پیش کرتے ہیں۔

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے۔ کہ فَیٔ پانچ حصوں میں تقسیم کیا جاتا پھر پانچویں حصہ کو پانچ حصوں میں تقسیم کیا جاتا تھا۔ مگر فَیٔ کے چار حصے حضورؐ کے اہلبیت اور قائم مقام حضرات کا حق ہوتا تھا۔ حضور علیہ السلام پر یہ بات واجب کر دی گئی تھی کہ آپ مسلمانوں کے مال کی حفاظت اور تقسیم فرمائیں۔ اسی طرح نمازرات کی یعنی خجد

marfat.com

آپ پر واجب تھے ۔ نمازِ وتر آپ پر واجب تھی، مسواک آپ پر واجب تھی دوسری طرف صدقہ آپ پر حرام کر دیا گیا تھا۔ نظرِ خیانت آپ کے لیے حرام تھی ۔ یعنی آپ کی نگاہیں بھی خیانت کی مرتکب نہیں ہوسکتی تھیں ۔ مگر یہ بات اُمت کے افراد کے لیے نہیں انھیں نگاہ کے ۔ ہنے پر معافی مل جاتی ہے ۔ اگر آپ کوئی مکروہ یا ناشائستہ چیز دیکھتے تو اللہ اکبر کہتے ۔ آپ کے لیے تھوکنا حرام قرار دیا گیا ۔ آپ کے لیے دوسروں سے علم حاصل کرنا حرام قرار دیا گیا تھا ۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اتنا علم دیا تھا کہ ساری مخلوق کو اتنا علم نہیں دیا گیا ۔

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ میں تکیہ لگا کر کوئی چیز نہیں کھاتا لہسن ۔ پیاز اور بدبودار چیز نہیں کھاتا ۔ اس کی وضاحت فرماتے ہوئے کہتے اس بدبو سے اللہ کے فرشتے کراہت محسوس کرتے ہیں ۔ آپ بات کرتے تو وحی الٰہی کے حکم سے کرتے ۔ اپنی ذاتی خواہش سے کوئی حکم نہ فرماتے ۔ ہر روز ستر بار استغفار فرماتے ۔ اس شخص کی نمازِ جنازہ نہ پڑھاتے جس پر قرض ہوتا وہ محرمات سے نکاح کر سکتے تھے صوم وصال رکھتے ۔ سوتے وقت کبھی خراٹے نہ لیتے ۔ سونے کے بعد آپ پر وضو واجب نہ ہوتا آپ نماز بیٹھے کھڑے یکساں ادا کرتے ۔ اور آپ کے لیے ایک جیسا ثواب ہوتا ۔ وفات کے بعد آپ کا تمام اثاثہ صدقہ کر دیا گیا ۔ آپ اپنے بالوں کو صحابہ میں تقسیم فرماتے ۔ صحابہ محبت رسول میں یہ ہدیہ بطور تبرک رکھتے ۔ ایک روایت میں ہے کہ ایک بار ابو طیبہ نے آپ کے پچھنے لگائے خون نکلا تو محفوظ کر کے پی گیا ۔ آپ نے فرمایا ابو طیبہ تمھارا گوشت اب دوزخ کے لیے حرام ہوگیا ہے ۔

marfat.com

۱۵

انسابِ رسولِ کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما نے سرکارِ دو عالم جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا نسب نامہ ان الفاظ میں بیان کیا ہے۔

محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن النضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان بن ادد بن یامین بن لیسمب بن تبرح بن صابوح بن الیمسح بن نبت بن قیذار بن اسماعیل بن ابراہیم بن تارخ بن ناخور بن سروع بن ارغو بن فالج بن عامر بن شالح بن ارفخشاذ بن سام بن نوح بن لمک بن اخنوع (ادریس) بن مہلایل بن مادر بن قینان بن انوش بن شیث بن آدم علیہ السلام۔

ایک اور روایت جسے سیدنا صدیق اکبرابی قحافہ رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا ہے اس میں نبی کریم کا نسب نامہ اس طرح ہے۔

محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم (حضرت عبدالمطلب کا نام شیبہ بن ہاشم تھا) بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن النضر بن کنانہ بن خزیمہ (ان کا نام عامر بن حنذف تھا) اور وہی الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان بن ادد بن یدلغ بن سالف بن عامر بن منیر بن الصباح بن العوام بن امین بن منجب بن لعنت بن جمیل بن ثابت (یہی نبت بن اسماعیل ہیں) بن ابراہیم (خلیل الرحمن) بن آزر (سریانی میں

marfat.com

ان کا نام تارخ تھا) تارخ بن تاخور بن سارعوا بن ارعو (اوران کا عربی نام ہود تھا) ہود بن سوہیت بن فالج بن ارفخشد بن سام بن نوح بن لامک بن المتوشلخ بن اخنوک (دہی ادریس ہیں) ادریس بن برد بن مہلایل بن قینان بن انوش بن آدم علیہ السلام۔

رسولِ اکرم نے ہمیشہ اپنا نسب نامہ سیدنا ابراہیم تک ہی بیان فرمایا ہے آپ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے آگے نسب بیان نہیں فرمایا اور فرمایا کرتے تھے اس کے بعد اکثر نسب بیان کرنے والے غلط بیانی سے کام لیتے ہیں حضورِ اکرم کی زبانی جو نسب ثابت ہے وہ یہ ہے۔

محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن النضر بن کنانۃ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان بن ادد بن الہمیسع بن سلامان بن نبت بن جمیل بن اسمٰعیل بن ابراہیم صلوات اللہ علیہم اجمعین۔

marfat.com

۱۶

نبی کریمؐ کے ننہال

الحاکم ابوعبداللہ کی مشہور حدیث میں بیان کیا گیا ہے کہ حضور نبی کریم روف الرحیم صلوٰۃ اللہ الرحیم کی والدۂ ماجدہ کا اسمِ گرامی حضرت آمنہ تھا۔ آمنہ بنتِ وہب بن عبد مناف بن زہرہ بن کلاب بن مرہ۔ اس طرح حضرت سیدہ آمنہ کی والدہ ماجدہ کا اسمِ گرامی برہ بنت عبدالعزیٰ بن عثمان بن عبدالدار بن قصی بن کلاب تھا۔ (اور ان کی والدہ برہ اُمِ حبیب بنت اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی بن کلاب تھا) برہ بنت عوف بن عبید بن عویج بن عدی بن کعب بن لوئی بن غالب بن فہر بن مالک۔ (اور ان کی والدہ تلابہ بنت الحارث بن صعصعہ تھا) ان کی والدہ امیمہ بنتِ مالک بن عنم بن بنی لحیان تھا۔ حضورؐ کی والدہ کی نانی حضرت ام رہب بن عبدمناف جن کا اسم گرامی عمرہ بن درجز بن غالب تھا۔

حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا مکہ و مدینہ کے درمیان موضع ابواء میں فوت ہوئیں اور وہاں ہی ان کا مدفن بنا۔ ایک روایت میں یہ ہے کہ مکہ والوں میں مشہور ہے کہ ان کی قبر مکہ مکرمہ میں ہے۔ شعب ابی الاب کی قبر کے سامنے۔ یہ ابی رب آپ کے بزرگوں میں سے ایک بزرگ تھے۔ بعض روایات میں حضرت آمنہ کی قبر معلاۃ شریف میں سرائے رابعہ میں ہے جو اذاخر کے ٹیلے پر واقعہ ہے مگر مستند اور مشہور روایت ابواء والی ہی ہے۔

marfat.com

۱۷

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دادیاں

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے والد ماجد سیّدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ کی والدہ سلمہ بنت عمرو بن بنی النجار تھیں ۔ یہ سلمہ جو حضرت عبداللہ کی والدہ تھیں۔ حضرت ہاشم کے نکاح میں آنے سے پہلے احیحۃ بن الجلاح کے نکاح میں تھیں۔ ان سے عمرو بن احیحہ پیدا ہوئے تھے ۔ اس طرح وہ عبدالمطلب کے مادری بھائی تھے حضرت ہاشم کی والدہ عاتکہ بنتِ مرہ بن ہلال بن فالج بن بنی سلیم تھیں اور قصی کی والدہ فاطمہ بنت سعد بن ازد الشراہ تھیں ۔ اور کلاب کی والدہ نعم بنت سریر بن ثعلبہ بن مالک بن کنانہ تھیں ۔ کعب کی والدہ سلمی بنتِ محارب بن فہر تھیں ۔ لوئی کی والدہ وحشیہ بنتِ مرہ بن کنانہ تھیں اور غالب کی والدہ سلمیٰ بنتِ سعد بن ہذیل تھیں ۔ فہر کی والدہ جندلہ بنت الحارث الجرہمی تھیں ۔ مالک کی والدہ ہند بنت عزوان بن قیس بن عیلان تھیں ۔ نضر کی والدہ نضر بنت مزاحم بن تمیم بن مرہ تھیں ۔

حضورؐ فرمایا کرتے تھے انا ابن العواتك میں تین عاتکہ کا بیٹا ہوں ۔ یعنی حضورؐ کی دادیوں میں سے تین ایسی عورتیں تھیں جن کا اسم گرامی عاتکہ تھا ۔ حضورؐ فخریہ فرمایا کرتے انا ابن العواتك

marfat.com

۱۸

نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلم کے چچے

حضورؐ کے نو چچے تھے۔ یہ تمام کے تمام حضرت عبدالمطلب کے بیٹے تھے۔
حارث ۲۔ زبیر ۳۔ عباس ۴۔ حمزہ ۵۔ ابوطالب (ان کا دوسرا نام عبدمناف تھا) ۶۔ الغیداق (ان کا دوسرا نام حجل تھا) ۷۔ ضرار ۸۔ المقوم ۹۔ ابولہب (ان کا دوسرا نام عبدالعزی تھا) ان تمام چچاؤں میں سے صرف چاروں کے اولاد ہوئی تھی۔ حارث، عباس، ابوطالب اور ابولہب۔

حارث سب سے بڑے تھے۔ جب چاہِ زمزم کھودا گیا تو وہ اپنے باپ عبدالمطلب کے ساتھ تھے۔ حارث کے بیٹے ابوسفیان۔ مغیرہ، نوفل، اروی، ربیعہ اور عبدالشمس تھے۔ ابوسفیان بن حارث نے فتح مکہ کے دن اسلام قبول کیا۔ جنگِ حنین میں لشکر اسلام اور جنگ حنین میں وہ مسلمانوں کے لشکر کے ساتھ شریک جہاد تھے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے متعلق فرمایا تھا۔ ابوسفیان سید الفتیان اھل الجنۃ۔

نوفل بن حارث حمزہؓ اور عباسؓ سے بڑے تھے وہ میدانِ بدر میں حضرت عباسؓ کے ساتھ گئے تھے اور جنگِ خندق کے دوران اسلام لائے تھے۔ ان کے بہت سے بیٹے تھے۔ عبدالشمس کو حضور اکرمؐ عبداللہ کے نام سے پکارا کرتے تھے ان کی اولاد شام میں جا کر آباد ہو گئی تھی۔ اور اسی طرح ربیعہ کی اولاد بصرہ میں آباد ہوئی۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ

حضرت عباس ابن عبدالمطلب کی کنیت ابوالفضل تھی۔ آپ خانہ کعبہ کے شعبہ سقایا

marfat.com

(پانی کے انتظامات) اور زمزم کے نگران تھے۔ حضور نبی کریم نے فتح مکہ کے بعد یہ دونوں عہدے آپ کو ہی دے دیے۔ حضرت عباس نے جنگ بدر کے بعد مقام ابواء پر اسلام قبول کیا۔ فتح مکہ کے موقعہ پر آپ مکہ کے ان شرفاء اور رؤساء میں سے تھے۔ جنہوں نے آپ کا استقبال کیا۔ حضرت عثمان کے زمانۂ خلافت میں مدینہ پاک میں فوت ہوئے تھے۔ دفات کے وقت آپ کی عمر ۸۹ سال تھی۔ اور پیدائش عام الفیل سے تین سال پہلے ہوئی تھی۔ حضرت عثمان غنی نے خود آپ کی نماز جنازہ پڑھائی۔ حضرت عبداللہ بن عباس نے قبر میں اتارا۔ آپ کے نو بیٹے تھے۔ اور تین بیٹیاں تھیں۔ عبداللہ، عبیداللہ، الفضل، القثم، معبد، عبدالرحمٰن ان بیٹوں کی والدہ کا نام ام حبیبہ بنت لبابہ۔ ام الفضل بنت الحارث الہلالیہ جو حضرت میمونہ بنت الحارث (ام المومنین رضی اللہ عنہا) تھا۔ تمام، کثیر الحارث۔ بیٹیوں میں آمنہ اور صفیہ تھیں۔ فضل تمام بیٹوں میں بڑے تھے۔ مگر وہ شام کی سرزمین میں فوت ہوئے۔ معبد افریقہ میں گئے وہاں قتل کر دیے گئے۔ قثم سمرقند میں شہید ہوئے۔ حارث یمامہ میں فوت ہوئے۔ عبیداللہ یمن میں فوت ہوئے۔

حضرت ابوصالح رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ میں نے کسی ماں کے بیٹے نہیں دیکھے جو اتنی دور دراز مقامات پر علیحدہ علیحدہ فوت ہوئے ہوں، جس قدر حضرت عباس کے بیٹے ہوئے تھے۔ فضل شام میں، عبداللہ طائف میں، عبیداللہ یمن میں، قثم سمرقند میں اور معبد افریقہ میں۔

حضرت عبداللہ کی کنیت ابوالعباس تھی۔ یہ بہت بڑے مفسر اور عالم دین رسول تھے۔ بہتر سال تک زندہ رہے۔ اور طائف میں فوت ہوئے۔ آپ کی دفات عبداللہ بن زبیر کے معرکوں میں ہوئی۔ آپ عمر کے آخری حصہ میں بینائی سے محروم ہو گئے تھے۔ حضرت محمد بن الحنیفہ نے ۶۸ھ میں آپ کی نماز جنازہ ادا کی۔ آپ کے بیٹوں میں سے علی، عباس، محمد، الفضل، عبدالرحمٰن، عبیداللہ اور لبابہ (ان کی والدہ زرعہ بنت مشرح قبیلہ کندہ سے تھیں) آپ کے بیٹوں میں سے جس کے ہاں اولاد ہوئی وہ علی بن عبداللہ تھے۔ وہ بے حد زاہد تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو حسن وجمال کی دولت سے نوازا تھا سارا

marfat.com

دن رات اللہ کی عبادت میں رہتے ۔ دن رات میں ایک ہزار نوافل ادا کرتے ۔ آپ کی کنیت ابو محمد تھی ۔ ۱۱۸ھ میں فوت ہوئے ۔ جب کہ آپ کی عمر اسّی سال تھی آپ اس دن پیدا ہوئے جس دن حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی شہادت ہوئی تھی ۔ ان کے گیارہ بیٹے تھے اور تین بیٹیاں تھیں ۔ علی بن عبداللہ کے ایک بیٹے محمد بن علی تھے ۔ علی خضاب لگایا کرتے تھے ۔ جس کی رنگت سیاہ ہوتی آپ مہندی لگاتے تو سرخ ہوتی ۔ محمد ساٹھ سال کی عمر میں ۱۲۲ھ میں فوت ہوئے ۔ آپ خلفائے عباسیہ کے جدِ امجد تھے آپ کی والدہ کا نام عالیہ تھا ۔ جو حضرت عبیداللہ بن عباس کی بیٹی تھیں ۔ علی کے بیٹوں میں سے داؤد، عیسیٰ، سلیمان، صالح، اسمٰعیل، عبدالصمد، یعقوب، عبداللہ، عبیداللہ، عباداللہ اور بیٹیوں میں سے آمنہ، لبابہ اور ام عیسیٰ تھیں ۔ یہ تمام کے تمام لوگ نامور مسلمانوں کی حیثیت سے عالم اسلام میں ابھرے ۔

ابو طالب

حضرت ابو طالب حضورؐ کے مہربان چچا تھے ۔ آپ کا دوسرا نام عبدِ مناف تھا ۔ آپ کے بیٹوں میں سے حضرت علی، جعفر، عقیل، طالب رضی اللہ عنہم تھے ۔ اور بیٹیوں میں سے اُمِ ہانی (فاختہ) جمانہ (جن کی والدہ فاطمہ بنت اسد بن ہاشم تھیں) حضرت عقیل، حضرت جعفر سے دس سال بڑے تھے) جعفر حضرت علی سے دس سال بڑے تھے ۔ طالب کے علاوہ تمام حضرات کی اولاد تھی ۔ فاطمہ بنت اسد نے اسلام قبول کیا ۔ حضرت ابو طالب ہجرتِ رسول سے پہلے ہی فوت ہو گئے تھے ۔

ابولہب

حضورؐ کا یہ چچا جس کا دوسرا نام عبدالعزیٰ تھا ۔ اور کنیت ابو عتبہ تھی ۔ یک چشم تھا ۔ اسی وجہ سے اسے ابولہب کہا کرتے تھے ۔ بڑا خوبصورت اور صاحبِ اولاد تھا ۔ اس کے بیٹے عتبہ، عتیبہ، معتب تھے ۔ ان کی ماں ام جمیل بنت حرب تھی ۔ جو حضرت ابو سفیان کی بہن تھیں ۔ اور حضرت معاویہ کی پھوپھی تھیں ۔ یہی ام جمیل تھی جسے قرآن نے حمالۃ الحطب فرمایا ۔ ابولہب حضورؐ کا بدترین دشمن تھا ۔

marfat.com

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھیاں

احادیث صحیحہ کے راویان کرام روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا حضرت عبدالمطلب کی وفات کا وقت قریب آیا تو تمام بیٹیوں کو بلایا اور فرمایا میرے لیے روؤ، نوحہ کرو اور ماتم کرو تاکہ میں سن سکوں آپ چھ بیٹیاں تھیں ۔ امیمہ ، ام حکیم ، برہ ، عاتکہ ،صفیہ اور اروی ۔ یہ تمام حضورؐ کی پھوپھیاں تھیں ۔ امیمہ کی شادی جحش بن رباب الاسدی سے ہوئی تھی ۔ ام حکیم کریز بن ربیعہ بن حبیب بن عبدالشمس سے بیاہی گئی ۔ برہ عبدالاسد بن ہلال المخزومی کی بیوی بنی ۔ اس کے بیٹے ابوسلمہ بن عبدالاسد تھے ۔ جن کے نکاح میں اُمِ سلمہ آئیں ۔ یہی اُمِ سلمہ جب بیوہ ہوئیں تو حضورؐ پاک کی حرم پاک بنیں (رضی اللہ عنہا) اروی نے عمر بن عبدالعزیٰ سے نکاح کیا ۔ صفیہ حارث بن حرب بن امیہ کی بیوی بنیں ۔ انھیں کے بیٹے زبیر بن العوام تھے ۔ حضرت صفیہ کے بغیر کوئی بھی ایمان نہیں لایا ۔ حضرت صفیہ کا حضرت عمر فاروق کے زمانہ میں انتقال ہوا تھا کہتے ہیں حضورؐ کی پھوپھیوں میں سے صرف تین مستورات حضرت صفیہ ، حضرت عاتکہ حضرت اروی ایمان لائیں ۔ رضی اللہ عنہن ۔

marfat.com

۱۹

نبی کریم کے رضاعی بہن بھائی

حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا جو حضورؐ کی دایہ تھیں بیان کرتی ہیں کہ میں نے حضورؐ کا دودھ چھڑایا تو میں نے عجیب و غریب کلام سنا، آپ کہہ رہے تھے اللہ اکبر کبیراً والحمد للہ کثیراً حضورؐ کا کوئی بھی حقیقی بہن بھائی نہ تھا نہ آپ کی کوئی خالہ یا ماموں تھے۔ آپ کی رضاعی خالہ یعنی حلیمہ سعدیہ کی بہن جن کا نام سلمیٰ تھا اسی طرح آپ کے بھائی عبداللہ بن حارث تھے۔ اور ایک بہن انیسہ بنت الحارث تھی۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے۔ اَنَا اَفْصَحُ العرب وَالْعُجَم بید انی من قریش ونشات فی بنی سعد بن بکر۔ میں عرب و عجم کے تمام لوگوں سے فصیح ہوں۔ میں قریش میں پیدا ہوا اور قبیلہ بنی سعد میں پرورش پائی۔ میں اس قبیلہ میں پانچ سال رہا۔ پھر والدہ کے پاس آیا۔

marfat.com

۲۰

حضورؐ کی اولاد

جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے حضرت ابراہیم پیدا ہوئے تو حضرت جبرئیل آئے اور فرمایا "السلام علیک یا ابا ابراہیم" حضورؐ کے ہاں تین بیٹے پیدا ہوئے اور چار بیٹیاں ہوئیں لڑکوں کے نام قاسم، عبداللہ (طیب، طاہر) اور حضرت ابراہیم تھے اسی طرح لڑکیوں میں حضرت فاطمہ، زینب، اُمِ کلثوم اور رقیہ تھیں۔ یہ تمام کی تمام بیٹیاں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے تھیں۔ صرف حضرت ابراہیم ماریہ قبطیہ کے بطن سے تھے۔ حضرت فاطمہ اور ابراہیم کے علاوہ آپ کی ساری اولاد زمانہ قبل از بعثت میں پیدا ہوئی قاسم اور طیب تو مکہ مکرمہ میں فوت ہو گئے۔

آٹھویں ہجری میں ابراہیم مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے اور مدینہ میں ہی فوت ہو گئے آپ صرف ایک سال چھ ماہ آٹھ دن زندہ رہے۔ ابراہیم کو جنت البقیع میں دفن کیا گیا۔

زینب کے خاوند ابوالعاص تھے ان کا پورا نام العاص ابن الربیع بن عبدالعزیٰ بن عبدالشمس تھا۔ ان کی والدہ ہالہ بنت خویلد تھیں۔ جو حضرت خدیجہ کی بہن تھیں زمانہ کفر میں کفار مکہ نے ابوالعاص کو کہا کہ زینب کو طلاق دے دو۔ اور تمھیں سعد بن العاص کی بیٹی سے شادی کر دی جائے۔ جن دنوں حضرت زینب مدینہ پاک میں آئیں تو چار سال بعد حضرت ابوالعاص بھی مدینہ پاک پہنچے اور اسلام قبول کیا۔ ہجرت کے ساتویں سال حضرت زینب مدینہ میں فوت ہو گئیں۔ حضرت زینب کی ایک بیٹی امامہ تھیں حضرت علی ابن ابی طالب نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد اسی امامہ سے نکاح کیا تھا اس طرح حضرت علی رضی اللہ عنہ کو نبی کریم کا مکرر داماد ہونے کا شرف حاصل ہوا ایک تو بیٹی کے خاوند اور پھر بیٹی کی بیٹی کے خاوند تھے۔ حضرت زینب کی وفات کے بعد حضرت ابوالعاص نے سعید بن العاص کی بیٹی سے شادی کر لی اور خود مدینہ پاک میں فوت ہوئے حضرت زبیر کو

marfat.com

اپنا وصی بنایا۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی شہادت کے بعد امامہ نے مغیرہ بن نوفل بن الحارث بن عبدالمطلب سے شادی کی ایک لڑکا جنا جسے یحییٰ کہا جاتا تھا۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک بیٹی رقیہ ابولہب کے بیٹے عتبہ سے بیاہی گئیں۔ مگر رخصتی سے پہلے ہی کفار مکہ کے کہنے پر عتبہ نے آپ کو طلاق دے دی حضورؐ کی بددعا سے یہ عتبہ شیر کا نوالہ بنا۔ مدینہ پاک میں حضرت رقیہ سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے نکاح میں آئیں۔ ان سے عبداللہ پیدا ہوئے جو بچپن میں ہی وفات پا گئے تھے۔ یہ بچہ کھیل رہا تھا کہ ایک مرغی نے آنکھ میں چونچ ماری۔ زخم بڑھتا گیا اور موت واقع ہو گئی۔ حضرت رقیہ ہجرت کے ایک سال دس ماہ اور بیس دن بعد فوت ہوئیں۔

ام کلثوم جن کی شادی ابولہب کے لڑکے عتیبہ سے ہوئی تھی اس نے بھی اپنے باپ کے کہنے پر اُمِ کلثوم کو طلاق دے دی۔ حضرت رقیہ کی وفات کے بعد حضرت عثمانؓ نے حضورؐ سے التماس کی کہ اُمِ کلثوم کی شادی ان سے کر دی جائے۔ حضورؐ نے قبول فرماتے ہوئے اُمِ کلثوم کی شادی آپ سے کر دی۔ آپ نے ہجرت کے آٹھ سال ایک ماہ اور دس روز بعد وفات پائی۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا حضورؐ کی سب سے چھوٹی بیٹی تھیں۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے نکاح میں آئیں۔ یہ نکاح ہجرت کے بعد مدینہ پاک میں ہوا تھا۔ حضرت فاطمہ حضورؐ کے وصال سے پورے سو دن بعد فوت ہوئیں۔ آپ کے بطن سے حضرات حسن، حسین، محسن، ام کلثوم الکبریٰ اور زینب الکبریٰ پیدا ہوئیں۔

(رضی اللہ عنہم وعنہن)

marfat.com

۲۱

ازواجِ مطہراتِ رسولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم

روایت میں آیا ہے کہ جس دن حضورؐ کا وصال ہوا تو آپ کی نو ازواج مطہرات موجود تھیں یہ تمام ایک ہی حرم پاک میں قیام فرما تھیں۔ حضرت عائشہ، سودہ، حفصہ، ام حبیبہ، صفیہ رضی اللہ عنہن۔ نبی کریمؐ وصال کے وقت اپنی بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا کی جھولی میں سر رکھے لیٹے ہوئے تھے۔ حضرت فاطمہؓ رو دیں مگر چند لمحوں کے بعد ہنس پڑیں۔ حالانکہ حضورؐ خاموش لیٹے ہوئے تھے۔ حضورؐ کی ازواج پاک نے حضرت فاطمہ سے پوچھا کہ اس رونے اور ہنسنے میں کیا حقیقت تھی۔ حضورؐ نے خود جواب دیا کہ میری بیٹی سے نہ پوچھو میں بتاتا ہوں۔ میں نے اسے کہا کہ اب میں آخری دنوں میں ہوں عنقریب اپنے اللہ کے پاس چلا جاؤں گا۔ تو فاطمہ رو پڑیں۔ پھر میں نے کہا فکر نہ کرو تم سب لوگوں سے پہلے مجھے آکر ملو گی تو فاطمہ ہنس پڑیں۔

حضورؐ نے اپنی ساری عمر میں جن عورتوں سے نکاح کیا ان کی تعداد اکیس تھی۔ چھ قریشی قبائل میں سے تھیں۔ حضرت خدیجہؓ سب سے پہلی بیوی تھیں۔ جس سے آپ نے مکہ مکرمہ میں شادی کی۔ پھر حضرت عائشہؓ بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا وعن ابیہ سے شادی کی حضرت عائشہؓ کے سوا تمام ازواج مطہرات بیوہ تھیں۔ حضرت حفصہؓ بنت سیدنا عمر ابن الخطاب۔ ام حبیبہؓ بنت ابوسفیان۔ سودہؓ بنت زمعہ۔ ام سلمہؓ بنت ابی المغیرہ (یہ آپ کی پھوپھی زاد تھیں) حضرت میمونہؓ اور زینبؓ بنی ہلال کے قبیلہ سے آپ کے نکاح میں آئیں۔ صفیہؓ بنت حیی بن الاخطب یہودیہ تھیں جو فتح خیبر کے بعد نکاح میں آئی تھیں۔ جویریہ بنت الحارث بن عمرو جو جنگ بنی مصطلق کے وقت آئی تھیں۔ آزادی دے کر نکاح کیا باقی ازواج مختلف قبائل سے تعلق رکھتی تھیں۔

marfat.com

حضرت خدیجۃ الکبریٰ

سیدہ خدیجۃ الکبریٰ سب سے پہلی عورت تھیں، جو نبی کریم صاحب کوثر و تسنیم کے نکاح میں آئیں اس وقت حضورؐ کی عمر پچیس سال تھی۔ اور یہ رفاقت ظاہری چوبیس سال ایک ماہ رہی ابوطالب کی وفات سے صرف تین دن بعد آپ بھی فوت ہوئیں۔ حضرت خدیجہ کا مہر بلہ اوقیہ زرِ خالص تھا۔ اسی طرح دوسری عورتیں بھی تقریباً اتنا ہی حق مہر پاتی تھیں۔ جب تک حضرت خدیجہ بقید حیات رہیں آپ نے کسی دوسری عورت سے شادی نہیں کی۔ حضرت خدیجہ حضورؐ کے حبالہ نکاح میں آنے سے پہلے عتیق بن عائذ المخزومی کے نکاح میں آئیں۔ ان سے ایک لڑکی پیدا ہوئی۔ پھر ابو ہالہ بن نباش زرراہ الاسدی کے نکاح میں آئیں۔ جس سے ایک لڑکا ہند پیدا ہوا۔ حضورؐ کی نکاح میں آئیں تو ہند کی پرورش آپ نے ہی کی۔ وہ کہا کرتا تھا میں تمام عرب میں سے ماں باپ بھائی بہن کی وجہ سے بڑا ہوں۔ میرے باپ رسول اللہ ہیں۔ جو خاتم الانبیاء ہیں میری ماں خدیجۃ الکبریٰ ہیں جو اسلام کی سب سے بڑی عورت ہیں۔ میرا بھائی قاسم ہے میری بہن فاطمہ ہے جو خاتون جنت ہیں۔ ہند طاعون کی بیماری سے فوت ہوا۔

حضرت خدیجہ کی وفات کے بعد حضور نبی کریم نے سودہ بنتِ زمعہ سے نکاح کیا۔ حضرت سودہ اس سے پہلے سکران بن عمرو کی بیوی تھیں۔ یہ مہاجرینِ حبشہ میں تھے کوئی اولاد نہ تھی۔ سکران کی موت کے بعد حضورؐ نے نکاح کر لیا۔

حضرت عائشہ صدیقہ

حضرت عائشہ صدیقہ کی عمر ابھی سات سال تھی کہ آپؐ کے نکاح میں آئیں۔ مگر رخصتی نو سال سے پہلے نہیں ہوئی تھی۔ آپ خلافتِ معاویہ تک زندہ رہیں۔ تقریباً ستر سال کی عمر میں وفات پائی آپ کا سالِ وفات ۵۸ھ تھا اور جنت البقیع میں مدفون ہیں۔

حضرت عائشہ صدیقہ کے نکاح کے بعد حضرت امِ شریک بھی نکاح میں آئیں یہ وہی عورت ہے جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا وامرأۃ المومنہ ان وھبت نفسھا للنبی (یہ وہ مومن عورت ہے جس نے اپنی جان نبی کریمؐ پر فدا کر دی)

marfat.com

حضورؐ کے نکاح میں آنے سے پہلے آپ ابوالعسکر بن سمی بن الحرث الازدی کے نکاح میں تھی ۔ اس سے ایک بیٹا پیدا ہوا جس کا نام شریک تھا ۔ اسی دوران میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بیٹی حضرت حفصہؓ آپ کے نکاح میں آئیں ۔ حضرت حفصہ اس سے پہلے خنیس بن عبداللہ بن حذافہ السمی کی بیوی تھیں ۔ نبی کریمؐ نے خنیس کو کسریٰ کے دربار میں بھیجا تھا مگر ان کا وہاں ہی انتقال ہو گیا ۔ کوئی اولاد نہ تھی ۔ حضورؐ نے حضرت حفصہ اور حضرت عمرؓ کی دلجوئی کے لیے انھیں اپنے نکاح میں لے لیا ۔ حضرت حفصہ خلافت عثمان کے زمانہ میں مدینہ منورہ میں فوت ہوئیں ۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی ۔

اُمِّ حبیبہ حضرت اُمِّ حبیبہ کا پہلا نام رملا تھا ۔ یہ ابوسفیان کی بیٹی تھیں ۔ اور عبداللہ بن جحش کے نکاح میں تھیں ۔ دونوں میاں بیوی اسلام کی خاطر حبشہ کی طرف ہجرت کر گئے ۔ مگر بدقسمتی سے عبداللہ وہاں جا کر عیسائی ہو گئے ۔ اور اسی حالت میں فوت ہو گئے ۔ حضورؐ نے نکاح کا پیغام بھیجا اور اپنا وکیل عمرو بن امیہ کو بنایا دوسری طرف اُمِّ حبیبہ کے ولی ابن سعید بن العاص تھے ۔ وہ آپ کے باپ کے چچا کے لڑکے تھے مسلمان ہوئے ۔ چونکہ ابوسفیان اب تک ایمان نہیں لائے تھے ۔ اس لیے انھیں ولی نہیں بنایا جا سکتا تھا ۔ آپ حضرت معاویہ کے دورِ امارت تک زندہ رہیں آپ کے گھر میں نبی کریمؐ جس تخت پر بیٹھا کرتے تھے ابھی تک مدینہ منورہ میں بطور تبرک موجود ہے ۔

اُمِّ سلمہ حضرت اُمِّ سلمہ نبی کریمؐ کی پھوپھی کی لڑکی تھیں ۔ جن کا نام عاتکہ بنت عبدالمطلب تھا یہ ابوجہل کے چچے کی بیٹی تھیں ۔ آپ کے بھائی کا نام عبداللہ بن ابی امیہ تھا ۔ جو تمام قریش میں حضورؐ کی دشمنی میں پیش پیش رہتا تھا آخری عمر میں عبداللہ ایمان لے آئے ۔ اور طائف میں شہید ہوئے حضرت ام سلمہ نے ۵۹ھ میں یعنی حضرت عائشہ صدیقہ سے ایک سال بعد وفات پائی ۔ آپ حضور کے نکاح میں آنے سے پہلے ابوسلمہ عبداللہ عبدالاسد کے نکاح میں تھیں ۔ دو بچے زینب اور عمر پیدا ہوئے

marfat.com

یہ عمر میدان جمل میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے جانثار تھے۔ آپ نے عمر کو نجران کا گورنر بنایا تھا۔ ان کی اولاد مدینہ پاک میں رہی۔

اسی زمانہ میں حضرت زینب بن جحش حضور کے نکاح میں آئیں۔ آپ حضرت میمونہ بنت عبدالمطلب کی پھوپھی کی لڑکی تھیں۔ یہ سب سے پہلی زوجہ محترمہ رسول ہیں۔ جنہوں نے حضورؐ کی وفات کے بعد سب سے پہلے وفات پائی۔ یہ حضرت عمر کی خلافت کا زمانہ تھا۔ حضرت زینب حضور کے نکاح میں آنے سے پہلے زید بن حارث کی بیوی تھیں قرآن پاک کی یہ آیت آپ کے بارے میں آئی تھی۔ وَاِذْ تقول اللذی انعم اللہ علیہ وانعمت علیہ حضرت زید نے آپ کو طلاق دے دی تھی پھر حضورؐ کے نکاح میں آئیں۔

ایک اور اُمّ المومنین حضرت زینب بن خزیمہ الہلالیہ بھی حضورؐ کے نکاح میں آئیں آپ اس سے پہلے عبیدہ بن الحارث جو حضرت عبدالمطلب کے بیٹے تھے کی بیوی تھیں۔ عبیدہ میدان بدر میں شہید ہو گئے تھے۔ حضورؐ نے حضرت زینب سے نکاح کر لیا آپ اُمّ المساکین کہلائیں۔ غریبوں اور مسکینوں کو بے پناہ کھانا کھلاتیں۔ اور مصیبت زدہ لوگوں کی امداد فرماتی تھیں۔ وہ حضور کی زندگی میں ہی فوت ہو گئی تھیں۔

حضرت میمونہ بنت الحارث بھی حضورؐ کے نکاح میں آئیں۔ آپ عبداللہ بن ہلال بن عامر کی بیٹی تھیں۔ آپ کا نکاح قیامِ مدینہ میں ہوا۔ آپ کے وکیل ابورافع بنے۔ اس سے پہلے آپ ابوسبرہ بن ابی رہم العامری کے نکاح میں تھیں۔ آپ کے بطن سے آپ کے بیٹے عطا، سلیمان، عبدالملک تھے۔ جو اسلامی دنیا کے فقہا تھے۔ حضرت میمونہ کی والدہ کا اسمِ گرامی ہند بنت عوف بن جرش تھا۔ ان کی بیٹیاں میمونہ ام المومنین کے علاوہ ام الفضل جو حضرت عباس سے بیاہی گئیں۔ زینب جو حضرت حمزہ سے بیاہی گئیں سلمٰی جو شداد بن الہاد سے بیاہی گئیں۔ اسماء جو حضرت جعفر بن ابی طالب کی بیوی تھیں مورخین نے لکھا ہے کہ دنیا کی خوش قسمت عورت ہند بنت عوف جرشیہ تھیں۔ جسے اتنے جلیل قدر داماد ملے۔ جو دنیائے اسلام کے اساطین تھے۔ خود نبی کریمؐ، پھر حمزہؓ، پھر علیؓ، پھر جعفرؓ، پھر ابوبکر پھر عباس اور شداد بن الہاد رضی اللہ عنہم

marfat.com

حضرت صفیہ معرکہ خیبر کے بعد حضور نبی کریمؐ کے نکاح میں حضرت صفیہ بنت حی اخطب النضری آئیں۔ یہ مالِ غنیمت میں ان قیدی عورتوں میں آئیں جو فتح خیبر کے بعد آیا۔ آپؐ نے اسے آزاد کیا پھر نکاح کیا۔ آزادی ہی آپ کا مہر مقرر ہوا۔ اس سے پہلے وہ ایک یہودی کی بیوی تھیں۔ جو جنگ میں مارا گیا۔ صفیہ اُمّ المومنین بنیں تو مسلمانوں نے آپ کے سارے قبیلہ کو آزاد کر دیا۔ آپ نے ۳۶ھ میں وفات پائی۔ حضرت جویریہ بنت الحارث حضورؐ کے نکاح میں آئیں یہ بنی المصطلق سے تھیں۔ وہ غلامانہ آئیں آزاد کی گئیں پھر نکاح میں لائی گئیں۔ ۵۶ھ میں فوت ہوئیں قتیلہ بنت قیس جو اشعث الکندی کی بہن تھی۔ حضورؐ کے نکاح میں آئیں مگر آپ نے زفاف سے پہلے ہی اسے طلاق دے دی۔ حضرت ابن عکرمہ ابن ابی جہل نے نکاح کر لیا فاطمہ بنت الضحاک بھی حضورؐ کے نکاح میں آئیں۔ ان کی بیٹی زینب فوت ہو گئیں تو انھوں نے ترک دنیا کر دی۔ اس ترکِ دنیا کی اگرچہ اللہ تعالیٰ نے اجازت دے دی مگر وہ کہا کرتی تھیں میں کتنی بدبخت ہوں کہ میں نے حضورؐ کی مصاحبت کی بجائے دنیا کو ترجیح دی۔ ایک اور عورت امیہ بنت النعمان حضورؐ کی خدمت میں پیش کی گئی مگر اس نے اعوذ باللہ منک کہہ کر حضورؐ سے علیحدگی اختیار کر لی۔ حضورؐ نے فرمایا میں نے خوشی سے تمھیں پناہ دے دی ہے۔ تم اپنے رشتہ داروں کے پاس جا سکتی ہو۔ کہتے ہیں یہ بات بعض عورتوں نے سکھائی تھی جس کا نتیجہ بہت مایوس کن سامنے آیا۔ اور اسے ساری عمر افسوس رہا۔ حالانکہ جن عورتوں نے اسے یہ جملہ سکھایا تھا انھوں نے اسے یقین دلایا تھا کہ اس بات سے تم حضورؐ کے زیادہ قریب ہو جاؤ گی۔ اور قدر و منزلت پاؤ گی۔ اس کے بعد اسی بی بی نے مہاجر بن امیہ سے شادی کر لی تھی حضرت عمر فاروق نے اس پر حد لگانا چاہی تھی مگر امیہ نے کہا حضور نبی کریمؐ نے نہ تو مجھے دیکھا ہے اور نہ ہی مجھ سے خلوت ہوئی ہے میں عملاً حضورؐ کے نکاح میں نہیں آئی تھی۔ چنانچہ حضرت عمرؓ نے اپنا فیصلہ واپس لے لیا۔

ملیکتہ اللیثیہ حضورؐ کی خدمت میں پیش ہوئیں تو آپ نے فرمایا تم مجھے اپنا آپ سپرد کر دو۔ اس نے کہا ملیکہ اپنے آپ کو کس طرح

marfat.com

آپ کے سپرد کر سکتی ہے؟ ملیکہ تو بادشاہ ہوتی ہے حضورؐ نے ملیکہ پر ہاتھ رکھا۔ تاکہ اسے اطمینان قلب نصیب ہو۔ وہ کہنے لگی۔ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْکَ (میں آپ سے اللہ سے پناہ مانگتی ہوں) حضورؐ نے فرمایا تم نے بہت اچھی پناہ لی ہے۔ اسے رہا کر دو۔ اسی طرح لیلیٰ بنت الحکم الانصاریہ نے بھی حضورؐ سے دوری اختیار کی۔ مگر اسے ایک بھیڑیا کھا گیا۔ عمرہ بنت یزید کو طلب فرمایا تاکہ نکاح کرلیں۔ مگر اس کا باپ آیا اور کہنے لگا حضور اس کی ایک بری عادت ہے یہ بیمار نہیں ہوتی آپ نے فرمایا اسے اللہ کے نزدیک کوئی قدر و منزلت نہیں ہے۔ اور اسے طلاق دے دی۔

مندرجہ بالا جن مستورات کا ذکر کیا گیا وہ کسی نہ کسی صورت میں حضورؐ سے متعلق رہیں۔ ان تمام مستورات میں سے چھ کو طلاق دے دی گئی۔ وفات کے وقت حضورؐ کے حرم میں نو بیویاں موجود تھیں۔ ایک ایسی بیوی تھیں جسے آپ ابھی اپنے حرم پاک میں نہیں لائے تھے۔ آپ ان تمام امہات المومنین کے درمیان عدل و مساوات قائم رکھتے اور کسی ایک کو شکایت نہ ہوتی۔ ایک دفعہ آپ نے حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کو طلاق دینے کا ارادہ کیا تو انھوں نے عرض کی یا رسول اللہ میں اپنی باری عائشہ کو دیتی ہوں۔ مجھے اب کوئی جنسی رغبت نہیں لیکن میں چاہتی ہوں کہ قیامت کے دن مجھے آپ کی ازواج میں اٹھایا جائے۔ حضورؐ نے تمام ازواج میں مساوات کو نگاہ میں رکھا حضرت حفصہ۔ ام سلمہ۔ امِ حبیبہ، صفیہ، زینب بنت جحش، میمونہ، جویریہ رضی اللہ عنہن کے ہاں ایک ایک رات ٹھہرتے۔ مگر حضرت عائشہ صدیقہ کے ہاں دو دن قیام فرماتے ایک دن حضرت سودہ نے بخش دیا تھا۔ رضی اللہ عنہن۔

marfat.com

۲۲

غلامانِ مصطفیٰ صلّی اللہ علیہ وسلّم

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک سفر میں حضور نبی کریم کے ساتھ آپ کا حبشی غلام تھا جس کا نام انجشہ تھا۔ آپ نے فرمایا انجشہ! اونٹوں کو آہستہ چلا ڈ۔ اور سریلی آواز کو مدہم کر دو۔ تمھارے کجاووں میں کانچ کے نازک برتن لدے ہوئے ہیں۔ ''کانچ کے برتنوں'' سے مراد سوار مستورات تھیں۔ حضورؐ کے غلاموں میں سے زید بن حارث تھے۔

زید بن حارث

آپ حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے خرید کردہ غلام تھے ان کے لیے عکاظ کے میلے سے حکیم بن حزام نے خریدا تھا حضورؐ نے حضرت خدیجہ سے زید کو مانگ لیا۔ انھوں نے اسے حضور کے حوالے کر دیا آپ نے اسے آزاد فرمایا۔ اور اُمّ ایمن کے ساتھ شادی کر دی۔ انھیں سے حضرت اسامہ بن زید پیدا ہوئے۔ زید بن حارث دراصل قبیلہ کلب سے تھے۔ ان کے لیے ان کے والد حارث اور ایک چچا حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور کہنے لگے ہمارا بیٹا غلام بنا کر لایا گیا ہے۔ آپ ہم سے اس کی قیمت لے لیں اور ہمیں واپس کر دیں آپ نے فرمایا میں قیمت تو نہیں لے سکتا لیکن زید کو اختیار دیتا ہوں وہ اگر چاہے تو تمھارے ساتھ جا سکتا ہے اور اگر اس کی مرضی ہو تو میرے پاس رہے۔

زید کے والدین نے بڑی منت دزاری کی۔ مگر زید نے ان کے ساتھ جانے سے انکار کر دیا۔ اور کہا میں حضورؐ کی خدمت میں ہی رہنا چاہتا ہوں۔ یہ واقعہ قبل از بعثت ہے۔ حضورؐ نے زید کو اپنا بیٹا بنا لیا تھا۔ لوگ اسے حضورؐ کا بیٹا ہی کہہ کر پکارتے تھے۔ مگر قرآن کی ہدایت پر آپ کو غلام مصطفیٰ کہہ کر پکارا جانے لگا۔

marfat.com

اس غلامی میں ایک وقت ایسا آیا کہ حضورؐ نے آپ کو ایک لشکر کا امیر بنا کر میدانِ جنگ میں بھیجا اور وہاں ہی پچپن سال کی عمر میں شہادت پائی۔

حضرت زید کے بیٹے اسامہ بن زید بن حارثہ کے لیے حضور نبی کریمؐ نے فاطمہ بنتِ قیس کو شادی کے لیے منتخب فرمایا۔ جن سے دو بیٹے محمد اور حسن پیدا ہوئے ایمن بن عبید اللہ الخزرجی بھی اُمِ ایمن کے بیٹے تھے۔ ایمن کے ایک بیٹے کا نام جبیر تھا۔

ابو رافع

حضورؐ کے غلاموں میں سے حضرت ابو رافع جن کا نام اسلم تھا بڑے پیارے غلام تھے۔ انھیں آپ کی خدمت میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے پیش کیا تھا۔ حضرت عباس نے اسلام قبول کیا۔ تو ابو رافع دوڑے دوڑے حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور حضرت عباس کے اسلام قبول کرنے کی خوشخبری سنائی۔ حضورؐ نے اپنے پیارے چچا کے اسلام قبول کرنے کی خبر سنتے ہی ابو رافع کو آزاد کر دیا۔ اور اپنی کنیز سلمیٰ سے شادی کر دی۔ ان سے عبید اللہ بن رافع پیدا ہوئے آپ امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں آپ کے کاتب بنے۔

سفینہ

حضرت سفینہ بھی حضورؐ کے غلام تھے۔ آپ کا نام رباح تھا اور بعض حضرات مہران کے نام سے یاد کرتے تھے۔ کنیت ابو عبدالرحمٰن تھی۔ آپ پیارے سفینہ پکارا کرتے تھے۔ ایک سفر میں حضور اور آپ کے صحابہ کا بہت سا سامان اٹھائے جا رہے تھے۔ آپ نے انھیں سفینہ کہہ کر پکارا۔ آپ حبشی غلام تھے آپ نے انھیں خرید کر آزاد کر دیا۔

اسی طرح حضرت ثوبان بھی حضورؐ کے غلام تھے۔ آپ کی کنیت ابو عبداللہ تھی حضورؐ نے اسے خرید کر آزاد کر دیا۔ حضرت ثوبان ہمیشہ حضورؐ کی خدمت میں حاضر رہتے اور آپ کے وصال تک ایک دن بھی جُدا نہ ہوئے۔ حضورؐ کے بعد مدینہ منورہ سے شام چلے گئے۔ اور حمص میں قیام کیا۔ وہاں آپ نے دار الصدقہ قائم کیا۔ ۵۴ھ میں وفات پائی۔ ثوبان کے علاوہ حضرت یسار بھی حضورؐ کے غلاموں میں سے تھے۔ انھیں بنی عبید بن ثعلبہ کی جنگ میں گرفتار کیا گیا۔ اور آزاد کر دیا گیا۔ عربوں کی ایک جماعت تھی جسے

marfat.com

اعرابیوں کہتے تھے۔ ان لوگوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اونٹوں پر یلغار کردی۔ اور حضرت یسار کے جوان کی نگرانی فرما رہے تھے ہاتھ پاؤں کاٹ دیے۔ آنکھیں نوچ ڈالیں اور اس طرح آپ کو بے دردی سے شہید کیا گیا۔ آپ کی لاش مدینہ پاک لائی گئی تھی۔

شقران شقران بھی حضور کے غلام تھے۔ آپ کا نام صالح تھا۔ کہتے ہیں، کہ حضورؐ نے ان کو حضرت عبدالرحمن بن عوف سے خریدا۔ اور آزاد کردیا

ایک اور غلام ابوکثیر تھے۔ ان کا نام سلمان تھا۔ حضورؐ نے آپ کو خرید کر آزاد کیا آپ کی وفات اس دن ہوئی جس دن حضرت عمر خلافت پر تشریف لائے۔ ابوضمیرہ بھی مالِ غنیمت میں غلام بن کر آئے، حضورؐ کے حصہ میں آئے۔ آپ کے متعلق قرآن پاک میں آیا ہے۔ مَا اَفَاءَ اللّٰہُ عَلٰی رسولہ۔ آپ نے انھیں آزاد کردیا اور حکم دیا کہ ان کے لیے آزادی کا فرمان لکھا جائے۔ اور ان کے حق میں وصیتیں بھی فرمائیں یہ فرمان آزاد ایک عرصہ تک ان کی اولاد کے پاس رہا۔ آپ کی اولاد میں سے ایک شخص حسین بن عبداللہ بن ضمیرہ عباسی خلیفہ مہدی کے دربار میں حاضر ہوا۔ اور حضورؐ کا یہ فرمان پیش کیا تو اس نے تختِ خلافت سے اُٹھ کر اس فرمان کو آنکھوں سے لگایا اور اسے تین ہزار دینار انعام دیے۔

مدعم بھی حضورؐ کے غلام تھے۔ انھیں حضورؐ کے ایک صحابی رفاعہ بن زید الخرامی نے حضورؐ کی خدمت میں پیش کیا تھا۔ ابومویبہ بھی حضورؐ کے غلام تھے آپ نے انھیں خرید کر آزاد فرما دیا۔

اسی طرح حضرت آنسہ، حضرت فضالہ، وردان، ابوبکرہ سب کے سب حضورؐ نے خریدے اور آزاد کردیے۔ مگر یہ لوگ حضورؐ کی محبت کی غلامی میں ہی آزادی کی راحتیں پاتے رہے۔

(رضی اللہ عنہم)

اسی طرح روایانِ احادیث نے حضرت طہمانؓ، ابوالیمن، ابوہند، انجشہ،

marfat.com

صالح ، ابوسلمیٰ ، ابوعیسب ، عبید اور افلح کو حضورؐ کے غلاموں میں شمار کیا ہے ہوازن کی جنگ سے رویفع کو غلام بنا کر لایا گیا اور حضورؐ کے حصّہ میں آئے ۔ ابولقیط ، ابو رافع الصغر ، یسار الاکبر ، کرکرہ ۔ تمام حضور کے غلام تھے ۔ مگر حضورؐ نے ان تمام کو آزاد فرما دیا تھا ۔ ہوذہ بن علی الحنفی کو کسی شخص نے آپ کو ہدیہ پیش کیا ۔ آپ نے آزاد کر دیا ۔ انسہ حضورؐ کے حاجب تھے آپ نے انھیں آزاد کر دیا ۔ وہ میدانِ بدر میں موجود تھے ۔ جمیل بن حبیب بھی طائف کی غنیمت سے آئے حضورؐ کے غلام تھے ۔ اسی طرح ابوالبشیر ، دفاق ۔ یہ سب حضورؐ نے آزاد فرما دیے ۔

(رضی اللہ عنہم)

marfat.com

۲۳

کنیزانِ رسولِ کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم

نبی کریم صاحبِ کوثر و تسنیم نے صفیہ کو آزاد کر کے آزادی ہی حق مہر قرار دیا تھا اور اپنے نکاح میں لائے۔ ایک روایت میں آیا ہے کہ مقوقس ایرقیطہ نے جو اسکندریہ کا حکمران تھا۔ دو لونڈیاں جو دونوں حقیقی بہنیں تھیں۔ حضورؐ کی خدمت میں بطور تحفہ بھیجی تھیں اور ایک خوب صورت خچر بھی بھیجا۔ ایک اور کنیز ماریہ القبطیہ حضورؐ کی حرم میں رہیں آپ کے صاحبزادے حضرت ابراہیم اسی کنیزک سے پیدا ہوئے تھے۔ آپ حضرت عمرؓ کی خلافت تک زندہ رہیں۔

ایک اور کنیز جسے حسان بن ثابت نے حضورؐ کی خدمت میں پیش کیا تھا یہ وہی کنیز ہیں جس سے عبدالرحمٰن بن حسان پیدا ہوئے۔

ایک حبشی کنیز اُمِّ ایمن بھی حضورؐ کی خدمت میں لائی گئی۔ یہ کنیز حضورؐ کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ کی طرف سے خدمت کے لیے آئی اس کا نام برکہ تھا حضورؐ نے انھیں آزاد کر کے عبید الخزرجی سے نکاح کر دیا۔ بنی قریظہ کی جنگ سے ریحانہ نامی کنیز حضورؐ کے حصّے میں آئیں۔ یہ ساری صاحبِ ایمان کنیزیں تھیں۔ اور حضورؐ کی غلامی میں ہی آزاد رہیں۔

marfat.com

۲۴

حضورؐ کی آمد سے ایک ہزار سال پہلے ایمان لانے والے

تاریخی واقعات میں یہ لکھا گیا ہے کہ تبع نامی بادشاہ نے مکہ مکرمہ پر حملہ کر کے اسے تباہ کرنا چاہا۔ یہ تبع اپنے وقت کا جلیل الشان بادشاہ تھا۔ جس کے وزراء، امراء اور لشکر دنیا کے مختلف علاقوں کی فتوحات کرتے رہتے تھے۔ اس کے ایک خاص وزیر جن کا نام عماریس تھا ہمیشہ ساتھ رہتے۔ تبع کی فوجوں کے مختلف دستے تھے۔ ایک ایک لاکھ پیادہ پر مشتمل تھا۔ دوسرا تیس ہزار کا تھا۔ تیسرا تین ہزار سواروں پر مشتمل تھا۔ پھر ایک لاکھ اور تیرہ ہزار کا ایک پیادہ دستہ تھا۔ اتنے بڑے لشکر کو لے کر جدھر جاتا لوگ سر تسلیم خم کر دیا کرتے تھے۔ جس شہر یا ملک کو فتح کرتا وہاں سے دس دانا آدمی منتخب کر کے اپنے ساتھ رکھتا تھا۔ اس شان و شوکت کے ساتھ وہ مکہ پر حملہ آور ہوا۔ اس وقت چار ہزار حکماء و علماء جو اس نے مختلف ممالک سے جمع کیے تھے۔ اس مہم میں اس کے ساتھ تھے اتنے بڑے لشکر کو دیکھ کر مکہ والوں نے کسی خاص ڈر اور خوف کا اظہار نہ کیا نہ ہی تعظیم و تکریم کے لیے استقبال کیا مکہ والوں کا یہ رویہ دیکھ کر تبع کو بڑا غصہ آیا اس نے اپنے وزیر خاص عماریس کو طلب کیا۔ اور پوچھا اس شہر کے لوگ کیسے ہیں؟ کہ میرے اتنے بڑے لشکر کی پرواہ نہیں کرتے۔ عماریس نے اسے بتایا یہ عربی لوگ ہیں ان پڑھ اور جاہل۔ ان کا ایک خانہ کعبہ ہے جسے کعبۃ اللہ کہتے ہیں۔ یہ کعبہ میں جا کر بتوں کو سجدہ کرتے ہیں بادشاہ نے کہا یہ لوگ اسی گھر پر ناز کرتے ہیں۔ وزیر نے کہا یہی گھر ان کا سرمایہ زندگی ہے چنانچہ تبع یہ بات سن کر خاموش ہو گیا۔ مگر دل ہی دل میں ارادہ کر لیا کہ اس گھر کو مسمار کر کے چھوڑے گا۔ یہ بات کسی وزیر یا لشکر کے سپہ سالار کو نہ کہی کہ وہ کیا کرنے والا ہے دل ہی دل میں منصوبہ بنایا کہ اس گھر کو ویران کر دوں گا۔ آدمیوں کو قتل کر دوں گا اور

marfat.com

عورتوں کو غلام بناؤں گا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے گھر کی حفاظت کے لیے اس کے سر میں درد پیدا کر دیا۔ اس کے منہ اور ناک سے اتنا بدبودار پانی بہنے لگا کہ کوئی شخص اس بدبو کو برداشت نہ کر سکتا تھا۔ تبع نے اپنے وزیر کو بلا کر کہا تمام حکماء اور علماء کو بلایا جائے وزراء کو جمع کیا جائے تاکہ اس مصیبت سے نجات حاصل کرنے کا مشورہ کیا جائے۔ حکماء اور اطباء نے باہمی مشورے کیے مگر نہ بیماری کا پتہ چل سکا نہ کوئی علاج کارگر ثابت ہوا۔ بادشاہ نے بگڑ کر کہا میں نے اتنے حکماء اور علماء اس لیے جمع کر رکھے ہیں کہ میری بیماری کا علاج کریں مگر آج یہ لوگ بے بس دکھائی دیتے ہیں انھوں نے کہا اگر دنیاوی بیماری ہو تو ہم لوگ علاج کر لیتے ہیں مگر یہ بیماری تو آسمانی بیماری ہے۔ جس کا ہمارے پاس کوئی علاج نہیں۔ چنانچہ بادشاہ دن بدن زیادہ بیمار ہوتا گیا۔ اور اس کی حالت بد سے بدتر ہوتی گئی۔

ایک رات ایک عالم دین وزیر کے پاس آیا اور کہنے لگا میرے اور آپ کے درمیان ایک راز ہے۔ اگر آپ اسے محفوظ رکھ سکیں تو میں اظہار کر دوں۔ اگر بادشاہ سچی بات بتا دیں تو میں اس کا علاج کر سکتا ہوں۔ وزیر نے خوش ہو کر بادشاہ کو آگاہ کر دیا۔ کہ اگر آپ سچی بات بتا دیں تو آپ کا علاج ممکن ہے۔ چنانچہ وزیر اسے بادشاہ کے پاس لے گیا۔ ساری بات دہرائی۔ اور کہا اگر بادشاہ اپنی بات نہ چھپائیں تو علاج ممکن ہے بادشاہ نے سب کو باہر بھیج دیا اور خلوت میں بیٹھ گئے۔

اس عالم دین نے پوچھا "حضور کیا جناب کے دل میں یہ خیال آیا ہے کہ آپ کعبۃ اللہ کو ویران کر دیں گے"۔

بادشاہ نے اعتراف کیا ہاں میں اس گھر کو تباہ و ویران کرنا چاہتا ہوں۔ اس کے مجاوروں اور دوسرے شہریوں کو قتل کر دوں گا عالم نے کہا۔ آپ کی ساری بیماری کی جڑ یہی ہے۔ عالم نے بتایا یہ گھر اسرار خانہ ہے۔ اگر آپ یہ خیال دل سے نکال دیں تو آپ کو صحت ہو سکتی ہے۔ بادشاہ نے کہا۔

"میں اس گھر کے بارے میں اپنے تمام برے خیالات کو دور کرتا ہوں اور اس کی

marfat.com

بہتری کے لیے ہر کام کرنے کو تیار ہوں ابھی وہ عالم باہر نہ نکلا تھا کہ بادشاہ صحت یاب ہو چکا تھا اللہ تعالیٰ نے اسے شفا دے دی۔

بادشاہ اسی وقت اللہ کی وحدانیت پر ایمان لایا اور دینِ ابراہیم کو اپنالیا اس نے کعبۃ اللہ کے سات غلاف تیار کرائے دنیا میں یہ پہلا شخص تھا جس نے غلافِ کعبہ تیار کیا تھا اور کعبۃ اللہ کو پہنایا۔ اس نے کعبۃ اللہ کی حفاظت کے لیے لشکر کا ایک دستہ مقرر کیا اور مکہ والوں کی خوشحالی کے لیے بہت سے انعام و اکرام دیے۔ وہاں سے مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہو گیا مدینہ ان دنوں ایک خشک صحرا میں تھا۔ دور دور تک کوئی درخت چشمہ یا سبزہ دکھائی نہیں دیتا تھا۔ کوئی جاندار چیز وہاں نہ بستی تھی۔ کسی آبادی کا نشان نہیں تھا۔ لشکر کا پڑاؤ ڈالا گیا اور تمام علماء و حکماء کو جمع کر کے کہنے لگا مجھے اس سرزمین سے بڑی کشش محسوس ہوتی ہے۔ اس نے چار ہزار علماء دانش مند اور حکماء کو علیحدہ کر لیا ان لوگوں نے عہد کر لیا ہم اس سرزمین سے اس وقت تک جدا نہ ہوں گے جب تک ہماری جان نہ چلی جائے، یا ہمیں قتل نہ کر دیا جائے۔ بادشاہ نے وزیر کو بلا کر پوچھا یہ لوگ یہاں قیام کرنے پر تل گئے ہیں کیا حکمت ہے کہ ان کے قدم آگے نہیں بڑھتے۔ میرا لشکر ان چار ہزار حکماء اور علماء کے بغیر آگے نہیں جا سکتا۔ آپ ان سے پوچھیے کہ کیا بات ہے؟ یہ آگے نہیں جاتے وزیر نے ان سب سے بات کی اور پوچھا کہ بادشاہ دریافت کرتے ہیں کہ آپ لوگ اس وادی سے آگے جانے کو کیوں تیار نہیں ہیں آخر معاملہ کیا ہے؟

ان حضرات نے وزیر کو بتلایا کہ خانہ کعبہ کی بزرگی صرف ایک شخص کی مرہونِ احسان ہے۔ اس کا نام محمد ہو گا وہ مکہ میں پیدا ہو گا مگر اس مقام مدینہ میں آکر قیام کرے گا۔ وہ پیشوائے خلق ہو گا، حاملِ قرآن ہو گا صاحب قبلہ ہو گا، مالک لواء منبر ہو گا۔ وہ لا الٰہ الا اللہ کا اعلان کرے گا۔ مکہ میں پیدا ہو گا مدینہ میں قیام فرما ہو گا۔ یہ مقام اس وقت سرسبز اور ٹھنڈا ہو گا۔ وہ کتنا خوش قسمت انسان ہو گا جو اس پر ایمان لائے گا ہم اس امید پر یہاں ٹھہر گئے ہیں کہ ہم اسے دیکھ لیں گے۔ یا کم از کم ہماری اولاد کو اس کی زیارت نصیب ہو گی۔ وزیر نے ان کی باتیں سنیں تو اس کے دل میں بھی آرزو پیدا ہوئی کہ وہ بھی اُن کے

marfat.com

چلتا ہوں۔ آپ کے خدا پر ایمان لاتا ہوں اور اللہ کی تمام چیزوں جو اس نے نازل کی ہیں،
ایمان لاتا ہوں ایمان اور اسلام کے تمام طریقوں کو برحق مانتا ہوں اور قبول کرتا ہوں۔ اگر
میں آپ کی زیارت کروں تو زہے قسمت! اگر نہ پاسکوں تو قیامت کے دن آپ کی شفاعت
کا آرزومند ہوں۔ مجھے میدانِ حشر میں نہ بھولیے گا۔ میں آپ کی اُمت سے ہوں۔ آپ سے
بیعت کر رہا ہوں۔ آپ کے آنے سے پہلے آپ کی رسالت پر ایمان لاتا ہوں۔ میں آپکی
ملّت کا ایک فرد ہوں بغیر ملّت ابراہیم خلیل اللہ جو آپ کے باپ ہیں ایمان رکھتا ہوں۔

تبع نے اس مکتوب پر اپنی مہر نصب کی۔ اور زریں مہر کے الفاظ یہ تھے:۔

الی محمّد بن عبد اللہ خاتم النبیین ورسول رب العالمین
صلوات اللہ علیہ رب العالمین۔ من تبع الاوّل حمیر بن
وردع امانۃ اللہ فی ید من وقع لیوصلہ الی صاحبہ" یہ مکتوب
اس عالم کے حوالے کیا جس نے مکہ مکرمہ میں اسکی بیماری کا علاج تلاش کیا تھا۔

تبع ان حالات میں مدینہ پاک سے روانہ ہوا۔ یثرب وہی موضع ہے جہاں اتنے
علماء کرام آباد ہوئے آج یہ یثرب مدینۃ الرسول کے نام سے مشہور ہے۔ تبع وہاں سے
چلا اور ایک ایسے شہر میں پہنچا جو ہندوستان میں واقع ہے۔ جس کا نام اس وقت فلسان
تھا۔ اور وہاں ہی فوت ہوا۔ تبع کی وفات سے پورے ایک ہزار سال بعد حضور پُر نور دنیا
پر تشریف لائے مدینہ کے انصار انھی چار سو علماء کی اولاد میں سے تھے۔ جو وہاں قیام پذیر
ہوئے تھے۔ اور تبع نے انھیں قیام کی سہولتیں دیں۔

حضور نبی کریم ہجرت کر کے مدینہ پاک پہنچے تو اپنی اونٹنی کو کھلا چھوڑ دیا کہ وہ جہاں
جا کے رُکے۔ حضور وہاں ہی قیام فرمائیں گے۔ تمام مدینہ والے زور دیتے تھے کہ حضور ان
کے گھر قیام فرمائیں۔ مگر حضورؐ نے یہ بات اونٹنی پر چھوڑ دی۔ اونٹنی چلتی چلتی حضرت ابو ایوب
انصاری کے گھر کے سامنے آ رکی۔ حضورؐ وہاں تشریف فرما ہوئے اور پہلے وہاں ہی قیام
فرمایا۔ حضرت ابو ایوب انصاری اس عالم دین کی اولاد میں سے تھے جس کے پاس تبع کا
مکتوب تھا۔ اور جس نے کعبہ کی حفاظت کا مشورہ دیا تھا۔ تمام انصار ان علماء کی اولاد تھے

marfat.com

ساتھ ہی قیام کرے۔ کچھ دنوں بعد بادشاہ نے حکم دیا کہ آگے چلیں مگر تمام نے آگے جانے سے انکار کر دیا۔ اور کہا ہم نے وزیر کو تمام حالات سے آگاہ کر دیا ہے۔ بادشاہ نے وزیر سے پوچھا۔ وزیر نے ساری گفتگو سنا دی۔ چنانچہ بادشاہ تمام علماء و حکماء اور لشکر کو لے کر ایک سال تک قیام پذیر ہو گیا۔ اور انتظار کرنے لگا شاید حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئیں۔ اس کے حکم سے چار سو مکانات تعمیر کیے گئے۔ ہر ایک عالم دین کو ایک ایک مکان دیا گیا۔ ہر ایک عالم دین کو ایک ایک کنیز دے دی گئی۔ انھوں نے ان کنیزوں کو پہلے آزاد کیا پھر ان سے نکاح کر لیا۔ ہر ایک کو پورا پورا خرچ دیا اور حکم دیا کہ آپ لوگ اس وقت تک یہاں ہی رہیں جب تک محمد مصطفیٰؐ تشریف نہیں لاتے بادشاہ نے ایک خط لکھا اس پر ایک زریں مُہر نصب کی اور ایک عالم کو دی تاکہ وہ اسے محفوظ کرے اور نصیحت کی کہ میرا یہ مکتوب حضور نبی کریمؐ کی خدمت میں پیش کیا جائے اگر تم نہ مل سکو تو اپنی اولاد کو وصیت کر دینا کہ وہ پیش کریں۔ اسی طرح یہ مکتوب نسل در نسل محفوظ رہا۔

تبع کا مکتوب

بنام رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم

اما بعد! یا محمد صلی اللہ علیک اِنّی اٰمنتُ بِکَ۔ بِکِتَابِکَ الَّذِی اُنزِلَ اللّٰہُ عَلَیْکَ وَ اَنَا عَلیٰ دِینِکَ وَسُنَّتِکَ وَ اٰمَنتُ بِرَبِّکَ وَرَبِّ کُلِّ شیئٍ وبکل مَا جَاءَ مِنْ رَبِّکَ مِنْ شرائعِ الاِیمان وَالاِسلام وَ اَنَا قبلتُ ذٰلِکَ فَاِنْ ادرکتک فِیھا ونعمت وَ اِنْ لَمْ اَدرکَ مَا شفعُ لِی یَومَ القیمۃ ولا تنسی فانی من امتک الاولین وبایعتک قبل مجیئک وقبل ارسال اللہ اِیّاکَ وَ اَنَا عَلیٰ مِلّتِکَ وَمِلّۃِ اِبرَاھیم اَبِیکَ خَلیلُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّم

ترجمہ:۔ اے محمد صلی اللہ علیک میں آپ پر ایمان لایا ہوں آپ کی اس کتاب پر جو اللہ تعالیٰ نے آپ پر نازل فرمائی ہے۔ میں آپ کے دین کو قبول کرتا ہوں آپکی سنت

marfat.com

جو مدینہ پاک میں رُک گئے تھے ۔ اور وہ حضورؐ کی آمد کے منتظر تھے ۔ یہ لوگ مدینہ سے باہر جمع ہو کر مشورہ کرنے لگے کہ تبع کا مکتوب جوان کے پاس امانت ہے حضورؐ کی خدمت میں کون پیش کرے ۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف نے مشورہ دیا کہ سب سے امین انسان کو اس کام پر مقرر کیا جائے چنانچہ ابولیلیٰ کو اس کام پر اختیار دیا گیا کہ حضورؐ کی بارگاہ میں تبع کا مکتوب پیش کریں۔

ابولیلیٰ مکہ کو روانہ ہوئے تو راستہ میں نبوسلیم قبیلہ سے گذر ہوا۔ اس وقت حضورؐ نبوسلیم کے ہاں قیام فرما تھے ۔ حضورؐ نے ابولیلیٰ کو پہچان لیا اور یہ بھی معلوم کر لیا کہ وہ کیوں آرہا ہے ؟ اپنے پاس بلایا اور کہا تم ابولیلیٰ ہو ؟ اس نے کہا ہاں یا رسول اللہ ! آپ نے پوچھا تبع کا مکتوب تمہارے پاس ہے ؟ اس نے کہا ہاں ۔

ابولیلیٰ بڑا حیران ہوا کہ یہ خفیہ خط آپ کو اس کا علم کیسے ہو گیا ؟ ابولیلیٰ نے پوچھا ، آپ کون ہیں میں آپ کے چہرہ کو درخشندہ پا رہا ہوں ؟ آپ نے فرمایا میں محمد رسول اللہ ہوں ۔ وہ خط مجھے دے دو ۔ ابولیلیٰ نے اپنا سامان کھولا اور تبع کا مکتوب حضورؐ کی خدمت میں پیش کیا ۔ حضورؐ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کو پکڑا کر فرمایا کھو لو ۔ اور مجھے پڑھ کر سناؤ حضرت علی رضی اللہ عنہ پڑھتے گئے حضورؐ نے سن کر بڑی مسرت کا اظہار فرمایا اور کہا مرحبا بالاخ الصالح ۔ مرحبا بالاخ الصالح ۔ مرحبا بالاخ الصالح ۔ یہ کہہ کر ابولیلیٰ کو مدینہ پاک بھیج دیا ۔

marfat.com

۲۵

واقعۂ بلوقیا

بنی اسرائیل پر علاماتِ نبوّت کا اظہار

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی روایات کے مطابق بنی اسرائیل میں ارشا نامی ایک شخص تھا وہ اپنے وقت کے علماء اور بزرگانِ دین سے شمار ہوتا تھا۔ بڑا مالدار تھا اور اسرائیل کا راہنما بھی تھا۔ بہت سی کتابوں کا مطالعہ کرتا رہا۔ اسے حضورؐ کی نعت اور اوصاف سے بڑی واقفیت تھی۔ حضورؐ کی امت کے احوال سے شناسا تھا۔ توریت کے وہ حصے جو حضور نبی کریم کے اوصاف میں تھے علیحدہ لکھ لیتا اور اپنے گھر میں خفیہ طور پر محفوظ کر کے پڑھتا رہتا تھا۔ اس کا ایک لڑکا بلوقیا نامی تھا یہ حضرت سلیمان بن داؤد علیہما السلام کے زمانہ کے بعد کا قریب زمانہ تھا۔ بلوقیا اپنے باپ کا جانشین اور خلیفہ بنا۔ بنی اسرائیل نے اس کی خلافت، امامت اور قضاء کو تسلیم کر لیا۔ بلوقیا نے اپنے باپ کے خزانے کھولے ایک مقفل تابوت ملا۔ اور قفل پر ایک مہر لگی ہوئی تھی۔ بلوقیا نے خزانے کے نگرانوں سے پوچھا کہ اس تابوتِ مقفل میں کیا ہے؟ انھوں نے بتایا ہمیں تو اس کا علم نہیں ہے۔ بلوقیا نے مہر توڑی اور قفل اتار لیا۔ اندر سے ایک چاندی کا ڈبہ ملا اس پر سونے کا قفل لگا ہوا تھا۔ اور اس پر خالص کستوری کی مہر لگی ہوئی تھی۔ ڈبہ کھولا گیا تو اس میں سے ایک ورق ملا جو ریشم کے کپڑے میں لپٹا ہوا تھا۔ اور اس پر بھی ایک مُہر جڑی ہوئی تھی۔ جب مہر کھولی گئی تو ایک ورق برآمد ہوا۔ اس سے کستوری کی خوشبو کی لپٹیں آرہی تھیں۔ اس پر حضور نبی کریم کے اوصاف اور نعت لکھی ہوئی تھی۔ پھر امت محمدیہ کے حالات درج تھے پھر حضورؐ کی بعثت کی علامات درج تھیں۔ اللہ کے نزدیک حضور کا مرتبہ اور کرامت کی تفصیل موجود تھی۔ لکھا تھا آپ خاتم النبیین ہوں گے۔ شفیع روزِ قیامت ہوں گے آپ اوّلین اور آخرین کی

marfat.com

شفاعت کریں گے۔ آپ کی امّت دوسرے انبیاء کی صداقت کی گواہی دے گی۔ پھر یہ بھی لکھا پایا گیا کہ جب تک امتِ رسول جنت میں داخل نہ ہوگی۔ دوسری امتوں پر جنت حرام ہوگی۔

بلوقیا اس کاغذ کو باہر لائے اور بنی اسرائیل کے سامنے پڑھنے لگے لوگوں نے سن کر کہا۔ ویل لہ۔ اسے خدا تباہ کرے اس نے حق کی بات ہم لوگوں سے چھپائے رکھی۔ اور مخلوق خدا کے ساتھ خیانت کرتا رہا۔ بلوقیا ہمارے امام اور پیشوا ہیں ورنہ ہم اس کی قبر اکھیڑ کر باہر نکال لاتے اور اسے جلا کر راکھ کر دیتے۔

بلوقیا نے کہا اگر میرے باپ نے کوئی گناہ کیا ہے تو اپنے لیے کیا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ نے اسے سزا دی تو تمھاری تجویز کردہ سزا سے زیادہ ہوگی۔ اسے اللہ کا غصّہ کافی ہے۔ اب تم حضور نبی کریم کی نعت اور اوصاف کو توریت میں دوبارہ درج کر لو۔ بلوقیا کی والدہ کا نام ہلقابنت بریا تھا وہ ابھی زندہ تھی۔ بلوقیا نے کہا میں نے ارادہ کیا ہے کہ میں ساری دنیا کا سفر کروں۔ کوہ و دریا دیکھوں، تر و خشک کا مشاہدہ کروں اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کو تلاش کروں اور انھیں ڈھونڈھوں۔ والدہ نے کہا اللہ تعالیٰ سے امداد طلب کرو۔ اسی کی امداد سے حضورؐ کی زیارت اور ملاقات ہو سکے گی۔ اور تم اس کے فضل سے حضورؐ کی امت سے شریک ہو سکتے ہو۔ اور پھر حضور کی شفاعت کے حق دار بن سکو گے۔

بلوقیا وہاں سے روانہ ہوئے اور شام کو روانہ ہوئے ایک عرصہ وہاں ٹھہرے رہے۔ اور عبادت میں مصروف رہے۔ وہاں سے اٹھ کر سمندر کے ایک سنسان جزیرہ میں جا پہنچے۔ اس جزیرہ میں بڑے سانپ تھے۔ ان کا قد اونٹ سے بھی بڑا تھا بلوقیا ان بلاؤں کو دیکھ کر ڈرے۔ مگر دوسری طرف سانپوں کے منہ سے آواز آئی لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔ بلوقیا کو بے حد تعجب ہوا اور زبان سے پکارنے لگے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔ سانپوں نے سر اٹھایا اور کہا اے بندۂ خدا! تم کون ہو؟ اور تمھارا کیا نام ہے؟ بلوقیا نے بتایا کہ میں آدم زادوں میرا نام بلوقیا ہے

marfat.com

اور بنی اسرائیل سے تعلق رکھتا ہوں۔ سانپوں نے کہا بنی اسرائیل کون لوگ ہوتے ہیں؟ بلوقیا نے کہا یہ فرزندانِ آدم ہیں۔ وہ کہنے لگے ہم نے نہ تو بنی اسرائیل کا نام سنا ہے۔ اور نہ آدم کا۔ بلوقیا نے پوچھا کہ تم کون لوگ ہو؟ کہنے لگے ہم دوزخ کے سانپ ہیں اور قیامت کے دن کافروں کو ڈستے رہیں گے۔ بلوقیا نے کہا تم یہاں کیا کر رہے ہو؟ اور محمد رسول اللہ کو کیسے پہچانتے ہو اور اس پر درود کیسے پڑھتے ہو؟ انھوں نے بتایا دوزخ ہر سال دو بار جوش مارتا ہے۔ ایک دفعہ موسم گرما میں اور دوسری دفعہ سردی میں۔ دوزخ سانس لیتی ہے تو ہمیں یہاں پھینک دیتی ہے۔ ہم جہاں جاتے ہیں۔ دوزخ کی سانس آتی رہتی ہے دوزخ کی کوئی دیوار یا دروازہ نہیں ہے۔ ہمیں اگر اس عذاب سے راحت ملتی ہے تو لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھنے سے۔ ہم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بس اسی وجہ سے پہچانتے ہیں۔

بلوقیا نے سانپوں سے پوچھا کیا دوزخ میں تم سے بڑے بڑے سانپ بھی ہیں انھوں نے کہا دوزخ میں تو اتنے بڑے بڑے سانپ ہیں کہ ہم ان کی ناک میں سما جاتے ہیں بلوقیا نے انھیں سلام کیا اور روانہ ہو گئے۔

ایک دوسرے جزیرے میں پہنچے تو دیکھا کہ وہاں سیاہ کالے سانپ تھے۔ درختوں پر چڑھے ہوئے ایک زرد رنگ کا سانپ بھی بیٹھا نظر آیا وہ ایک آواز دیتا تو تمام سانپ اس کے ارد گرد جمع ہو جاتے۔ مگر جس وقت سانس لیتا تو سب کے سب بھاگ جاتے اور پانی میں غوطہ زن ہو جاتے اور ان کے منہ سے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ نکلتا۔ اس زرد رنگ سانپ نے بلوقیا کو دیکھا تو کہا

"اے بندہ خدا تم کون ہو اور کیا نام رکھتے ہو"؟

بلوقیا نے بتایا میرا نام بلوقیا ہے بنی اسرائیل سے ہوں اور بنی اسرائیل آدم زادہ ہیں اب مجھے تم ہی بتاؤ کہ کون ہو؟ سانپ نے کہا میں سانپوں کا بادشاہ ہوں میرا نام تملیخا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے ان سانپوں پر مسلط فرمایا ہے میں ان کی نگرانی کرتا ہوں ورنہ یہ سانپ ایک ہی دن میں بنی آدم کو ہڑپ کر جاتے مگر جب میں آواز نکالتا ہوں تو سانس

marfat.com

لیتے ہی پانی کی تہہ میں چلے جاتے ہیں اور زیر زمین دھنس جاتے ہیں۔
بلوقیا! مجھے بتاؤ کہ تم کہاں جا رہے ہو؟ بلوقیا نے کہا میں اس ذات کی تلاش میں نکلا ہوں جس کا نام تم لیتے ہو۔ محمد رسول اللہ! سانپ کہنے لگا۔ بلوقیا مجھے تم سے ایک کام ہے اگر تم حضورؐ کو پالو تو میرا سلام عرض کرنا اور کہنا کہ تملیخا سلام پیش کرتا ہے۔
بلوقیا وہاں سے روانہ ہوئے اور بیت المقدس جا پہنچے وہاں انھیں ایک دانشور ملا جسے عفان کہتے تھے بلوقیا اس کے قریب آئے تو اس نے بلوقیا سے حالات پوچھے بلوقیا نے بتایا کہ وہ کن کن حالات سے گذر کر یہاں تک پہنچے ہیں بلوقیا نے اپنے والد کے حالات، صندوق میں نکلنے والے کاغذات۔ نبی اسرائیل کا اعلان۔ اپنا سفر ہر قسم کے احوال سنائے عفان نے کہا بلوقیا۔ حضور خاتم النبیین کا زمانہ ابھی تک نہیں آیا۔ ابھی کئی سالوں کا فاصلہ ہے صدیاں لگیں گی۔ پھر کہنے لگا ہاں بلوقیا اگر تم مجھے اس سانپ جس کا نام تملیخا ہے کے پاس لے چلو میں اسے پکڑ لوں۔ اور اس پر قابو پاکر مجھے اُمید ہے ایک بہت بڑے ملک پر قابض ہو جاؤں گا۔ اور ہم دونوں لمبی عمریں بھی حاصل کر لیں گے اس طرح ہم محمد خاتم النبیین کے زمانے کو پالیں گے اور ان پر ایمان لاکر آخری دولت پانے میں کامیاب ہوں گے بلوقیا کو حضورؐ کے دیدار کا شوق تھا۔ عفان کو لے کر اس جزیرہ پر جا پہنچا جہاں تملیخا رہتا تھا عفان نے ایک لوہے کا صندوق بنا رکھا تھا۔ چاندی کے دو کوزے پاس رکھے صندوق کا ڈھکنا کھول دیا۔ اور چاندی کے دو کوزے اندر رکھ دیے۔ ایک کوزے میں دودھ اور ایک میں شراب بھر دیا۔ سانپ آیا۔ تابوت میں جاگھسا شراب پیا اور دودھ بھی اور اس طرح وہ وہاں ہی بے ہوش ہو کر سو رہا۔ عفان اٹھا، تابوت کا دروازہ بند کر دیا اور اسے مقفل کر دیا۔ دونوں اٹھا کر لے چلے راستہ میں ہر پتھر، درخت اور وادی سے گذرتے ہر چیز ان سے باتیں کرتی۔ اور ہر پتھر اور گھاس اپنے نفع و نقصان کو بیان کرتا جاتا وہ چلتے چلتے ایک درخت کے پاس جا پہنچے۔ جسے فریبنہ کہتے تھے۔ اس درخت سے آواز آئی عفان جو شخص میری شاخیں پکڑ کر ساتھ رکھے گا وہ جہاں جائے گا اگر راستہ میں پانی آیا تو اس سے صحیح سلامت سوکھے پاؤں گذر جائے گا۔ وہ دریاؤں اور سمندروں پر سے یوں گذرتا جائے گا جیسے وہ

marfat.com

خشکی سے گذر رہا ہو اور اللہ کے حکم سے پانی میں نہیں ڈوبے گا۔ عفان نے کہا۔ تمھیں تو میں ڈھونڈھ رہا تھا ایک ٹہنی توڑی اور لاٹھی بنا کر پاس رکھی۔ چند پتے لیے انھیں کوٹا۔ اور ان کا پانی نکال کر پاؤں پر چھڑکا۔ اور اس کا روغن ایک کوزے میں ڈال لیا۔ اسوقت سانپ کو وہاں ہی چھوڑ دیا وہ دیکھتے دیکھتے فضاؤں میں اڑ گیا۔ اور کہتا گیا اے ابن آدم! تم نے کتنی جرأت کی ہے اللہ کے حکم سے تم جہاں جانا چاہتے ہو نہ جاسکو گے۔

دونوں آگے بڑھے سمندر کے کنارے پہنچے درخت کے پانی سے پاؤں کو مالش کی وہ سمندر کی موجوں پر سے یوں گذرتے جاتے جیسے سڑک پر سے جایا جاتا ہے۔ وہ سمندر کا پہلا حصہ گذر گئے مگر ان کے پاؤں تک نہ بھیگے۔ دوسرے سمندر میں گئے تو سمندر کے درمیان ایک پہاڑ نظر آیا۔ نہ تو وہ سخت تھا نہ نرم، نہ اتنا بلند تھا نہ پست۔ اس کی مٹی سے کستوری کی خوشبو آتی تھی۔ وہاں ایک غار تھی جس میں سونے کا ایک تخت تھا اس تخت پر ایک نوجوان سویا پڑا تھا۔ اس کے بال دائیں جانب سینے پر پڑے تھے۔ اس کا بایاں ہاتھ پیٹ پر تھا وہ یوں دکھائی دیتا جیسے سویا ہوا ہے مگر وہ سو نہیں رہا تھا وہ حضرت سلیمان علیہ السلام تھے۔ ان کے سرہانے ایک بہت بڑا اژدہا منہ کھولے نظر آیا۔ انگوٹھی ابھی تک پہنی ہوئی تھی جس سے وہ حکومت کیا کرتے تھے۔ انگشتری کا حلقہ خالص سونے کا، نگین یاقوت کے اس پر چار سطریں لکھی ہوئی تھیں۔ ہر سطر پر اسم اعظم از اسمائے خداوند تعالیٰ۔ عفان نے کتابوں میں پڑھا ہوا تھا کہ حضرت سلیمان کسی غار میں آرام فرما ہیں۔ اس نے بلوقیا کو کہا۔ کیوں نہ انگوٹھی اتار لی جائے اور ساری زمین ہمارے زیر نگیں آجائے امید ہے ہمیں اس وقت تک زندگی مل جائے جب تک محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ظہور ہو جائے۔

بلوقیا نے کہا حضرت سلیمانؑ نے تو کہا تھا رَبِّ هَبْ لِی مُلْکًا لَا یَنْبَغِی لِاَحَدٍ مِنْ بَعْدِیْ اے اللہ مجھے ایسا ملک دے کہ میرے بعد کسی دوسرے کو نہ دینا یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ہم بادشاہی پالیں۔

عفان کہنے لگا بلوقیا: تم چپ رہو۔ ہمارے پاس اسم اعظم ہے تم نے تو ابھی تک توریت ہی پڑھی ہے بلوقیا نے کہا ہم انگوٹھی کس طرح لے سکتے ہیں اژدہا منہ

marfat.com

کھوے نگرانی کر رہا ہے۔ عفان کہنے لگا اسم اعظم کے سامنے اژدہا کیا کر سکتا ہے بلوقیا توریت پڑھتے رہے اور عفان آگے بڑھا۔ اور حضرت سلیمان کے ہاتھ سے انگوٹھی اتارنا چاہتا تھا۔ اژدہا نے کہا عفان تم اللہ کے نبی کے ساتھ کتنی جراءت اور دلیری دکھا رہے ہو تم آج پیغمبر خدا کی انگوٹھی اتارنا چاہتے ہو۔ اگر تم اسم اعظم سے مجھے دبانا چاہتے ہو تو میں بھی اسی کے نام سے تم پر قابو پاؤں گا۔

اژدہا نے اپنا وار کیا مگر عفان اور بلوقیا کو کوئی نقصان نہ ہوا بلوقیا توریت پڑھتا رہا عفان آگے بڑھا اور انگشتری اتارنا چاہی۔ بلوقیا اللہ کا نام لینے سے ایک لمحہ بھر کا ہی تھا کہ حضرت جبرئیل امین تشریف لائے۔ اتنے زور سے گرجے کہ زمین و آسمان دھل گئے۔ سمندر میں طوفان آگیا۔ زمین پر پہاڑ اور دریا ٹکرانے لگے۔ پانی میں جوش برپا ہوگیا حضرت جبرئیل کی آواز کی ہیبت سے چاروں طرف زلزلہ آگیا۔ بلوقیا اور عفان دونوں زمین پر گر پڑے۔ بے ہوش ہو گئے اژدہا نے پھر ایک پھونک ماری۔ آگ کا ایک شعلہ نکلا، عفان کو جلا کر راکھ کر گیا۔ بلوقیا اس وقت تک اسم اعظم زبان پر لا چکا تھا۔ وہ بچ گیا اس اسم اعظم کی برکت سے اللہ کا عذاب ٹل گیا۔ حضرت جبرئیل انسانی شکل میں نمودار ہوئے بلوقیا کو کہنے لگے اے بسرِ آدم! تم اللہ کے رازوں پر کتنی جراءت کر لیتے ہو بلوقیا نے پوچھا آپ کون ہیں؟ فرمایا میں جبرئیل امین ہوں۔

بلوقیا کہنے لگا۔ حضورؑ میں تو اپنے نبی حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاش میں مارا مارا پھر رہا ہوں۔ میں تو ان کے دیدار کا پیاسا ہوں۔ مجھے دنیا کی سلطنت یا بادشاہی کی ضرورت نہیں ہے۔ حضرت جبرئیل نے فرمایا اسی لیے تم بچ گئے ہو۔ اگر تمھارے اندر ایسا جذبہ نہ ہوتا تو تم بھی اپنے ساتھی عفان کی طرح جل کر خاکستر ہو جاتے

جبرئیل آسمان پر چلے گئے بلوقیا نے اپنے پاؤں اس درخت کے پانی سے ملے اور سمندر میں قدم رکھ کر چلنے لگے۔ مگر راستہ بھول گئے۔ اور کئی سمندر طے کرتے گئے حتیٰ کہ ساتویں سمندر میں جا پہنچے ہر طرف حیرانی اور بے رونقی نظر آئی آگے جانے کا راستہ نہ تھا۔ لگاتار توریت کی تلاوت کرتے جاتے۔ اور اللہ تعالیٰ کا اسم اعظم ورد زبان رکھتے تھا

marfat.com

تضرع، زاری اللہ کے سامنے کرتے جاتے ۔ اللہ تعالیٰ انھیں بھوک و پیاس اور تھکاوٹ پر صبر دیتا آخر کار ایک ایسے جزیرے میں جا پہنچے جہاں خالص سونے کی ریت تھی۔ اس کا گھاس زعفران تھا۔ درخت کھجوروں کے جھنڈ تھے۔ انار، انگور اور قسما قسم کے میوے افراط سے نظر آنے لگے۔

بلوقیا نے ایسے میوے ساری زندگی نہیں دیکھے تھے۔ بلوقیا نے سوچا شاید یہ باغِ جنت ہے آگے بڑھے اور چند میوے کھانے کا ارادہ کیا۔ درخت سے آواز آئی دور ہو جاؤ۔ گناہ گار باپ کا گناہگار بیٹا آگے بڑھ رہا ہے تمھیں میرا میوہ کھانے کی اجازت نہیں ہے۔ بلوقیا یہ بات سن کر حیران رہ گئے۔

جب اس نے مڑ کر دیکھا تو اس درخت کے پاس ہی سواروں کا ایک جتھا تلواریں کھینچے اس کی طرف دوڑے آرہے ہیں۔ وہ بجلی کی تیزی سے آگے بڑھے اور انھوں نے بلوقیا کو گھیر لیا اسے دیکھ کر حیران رہ گئے اور خاموش ہو کر کھڑے ہو گئے۔ اور مل کر کہنے لگے لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہِ۔ بلوقیا کو کہنے لگے اے بندہ خدا تم کون ہو۔ تم پر افسوس آتا ہے تمھارا کیا حال ہے۔ اس نے کہا میں بلوقیا ہوں اور بنی اسرائیل سے ہوں۔ انھوں نے پوچھا تم یہاں کیسے آ پہنچے؟ اس نے کہا میں اللہ کی مدد سے یہاں آیا ہوں اور اس ہستی کی تلاش میں جس کا آپ لوگوں نے کلمہ پڑھا ہے۔ اس نے اپنا، اپنے والد اور اپنے سفر کے تمام واقعات سنائے۔

انھوں نے کہا تم راستہ بھول گئے ہو اب تمھیں بڑی دشواریوں کا سامنا ہو گا پھر کہیں جا کر ساتویں سمندر سے واپس جا سکو گے۔ بلوقیا نے پوچھا آپ کون لوگ ہیں؟ انھوں نے بتایا ہم جن ہیں مگر اسلام لا چکے ہیں آسمان پر رہیں تو فرشتوں کے ساتھ رہتے ہیں اگر زمین پر جائیں تو کافر جنوں سے جنگ کرتے ہیں ہم قیامت کے دن بھی جنگ کرتے رہیں گے بلوقیا نے کہا تمھیں خدا کی قسم مجھے بتاؤ تو سہی تم اللہ کے رسول محمد کو پہچانتے ہو انھوں نے کہا نہیں۔ بلوقیا نے کہا پھر ان کا نام کس طرح لیتے ہو انھوں نے کہا اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایسا ہی سکھایا ہے انھوں نے بلوقیا کا ہاتھ پکڑا اپنے بادشاہ کے پاس لے گئے اس کا نام صخر یا تھا بلوقیا کو

marfat.com

دیکھتے ہی بادشاہ نے سلام کیا اور اپنے سامنے بٹھا لیا۔ اور حال واحوال پوچھا۔ بلوقیا نے اپنے واقعات اور ان عجیب وغریب واقعات کو دہرایا۔ جن سن کر رونے لگے اور حضور نبی کریم پر درود بھیجنے لگے اور کہنے لگے بلوقیا! ہمیں اللہ تعالیٰ نے آگ سے بنایا ہے۔ قیامت تک عمریں دی ہیں ہمیشہ ہم آمادۂ جنگ رہتے ہیں۔ تم ہمارے ساتھ صبر نہیں کر سکو گے۔ بلوقیا نے جنوں کے بادشاہ کو کہا کہ آپ مجھے جنوں کی پیدائش اور ابلیس کی آغاز کے متعلق کچھ بتائیں اور اسے اللہ کی طرف سے لعنت کا طوق کس طرح ڈالا گیا بادشاہ نے کہا جس وقت اللہ تعالیٰ نے دوزخ کو بنایا۔ اس کے سات دروازے بنائے۔ دوزخ میں دو قسم کی مخلوق رکھی ایک کا نام جبلیت تھا اور دوسری کا نملیت۔ جبلیت شیر کی شکل وصورت کی تھی۔ اور نملیت بھیڑیے کی طرح۔ شیر نر تھا اور بھیڑیا مادہ تھی۔ شیر کی دم سانپ کی طرح تھی اور بھیڑیے کی دم بچھو کی طرح۔ ان کو حکم ہوا کہ اپنی اپنی دُمیں جھاڑیں۔ شیر کی دُم سے سانپ پیدا ہوگئے اور بھیڑیے کی دُم سے بچھو! یہ دوزخ کے سانپ اور بچھو انھی کی پیداوار ہیں۔ دونوں ایک دوسرے سے جفتی ہوئے ان سے سات بیٹے پیدا ہوئے۔ سات بیٹیاں پیدا ہوئیں۔ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ ان سات بیٹیوں کو سات بیٹوں کے سپرد کر دیا جائے۔ ان میں سے چھ جوڑے تو تابعدار اور مطیع قسم کے رہے مگر ایک جوڑا نافرمان اور ناخلف ہوگیا۔ اس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے لعنت برسنے لگی۔ ان کی اولاد ابلیس کی شکل میں نمودار ہوئی۔ پہلے اس کا نام حارث رکھا گیا۔ کنیت ابوالغمر اور ابومرہ رکھی گئی مگر اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی آفرینش کے وقت اسے ابلیس کے نام سے مشہور کیا۔ یہ جنوں کی خلقت کا آغاز تھا۔ اور یوں ابلیس کی ابتدا ہوئی۔

انھوں نے مزید بتایا کہ ہمارے چارپائے انسانوں کے ساتھ نہیں ٹھہرتے، لیکن تم ہمارے گھوڑے پر سوار ہو جاؤ۔ وہ گھوڑا ایک سیاہ لباس میں پوشیدہ رکھا گیا بلوقیا کو کہا کہ جب تم ہماری آخری سرحد پر پہنچو تو اس گھوڑے کو وہاں کے نگرانوں کے حوالے کر دینا وہ بڑھاپا اور جوانی ہوں گے اس طرح تم سلامتی سے نکل جاؤ گے۔

بلوقیا گھوڑے پر سوار ہوا اور روانہ ہوگیا۔ سرحد پر پہنچ کر گھوڑا نگرانوں کے حوالے کیا

marfat.com

وہ صبح سے چلا تھا اور نماز ظہر کے وقت وہاں پہنچ گیا اس بوڑھے نے پوچھا۔ بلوقیا تم ہمارے بادشاہ سے کس وقت چلے تھے۔ بلوقیا نے کہا آج صبح۔ بوڑھے نے کہا، تم بہت جلد آ گئے ہو۔ اور ہمارے گھوڑے کو تھکا دیا ہے۔

بلوقیا نے کہا میں نے نہ تو گھوڑے کو ایڑی لگائی۔ نہ چابک مارا۔ ہاتھ رکھے چلتا آیا ہوں بوڑھے نے کہا تمھیں معلوم ہے کہ کتنے میل سفر کر کے آئے ہو۔ بلوقیا نے کہا صرف پانچ چھ میل۔ انھوں نے گھوڑے کی لگام کھولی۔ زین اتاری پردہ دُور کیا۔ گھوڑا پسینہ پسینہ تھا۔ گھوڑے کے دو پَر تھے۔ جو تھکاوٹ سے جھک گئے تھے۔ بوڑھے نے کہا بلوقیا آج تم نے ایک سو بیس سال راہ طے کیا ہے یہ گھوڑا آسمانوں اور زمین کے اردگرد سفر کرتا رہا۔ بلوقیا یہ بات سن کر بڑا حیران ہوا۔ بوڑھے نے کہا بلوقیا اللہ تعالیٰ کے عجائبات کا کوئی حد و شمار نہیں ہے۔ بلوقیا نے بوڑھے کو سلام کہا اور روانہ ہو گیا راستے میں ایک فرشتہ نظر آیا جس کا ایک بازو مشرق اور دوسرا مغرب تک پھیلا ہوا تھا۔ اور زبان سے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھ رہا تھا۔ بلوقیا نے اسے سلام پیش کیا تو اس نے پوچھا کہ آپ کون ہیں؟ بلوقیا نے اپنا نام بتایا اور کہا میں اسرائیلی ہوں اور حضرت آدم کی اولاد ہوں بلوقیا نے پوچھا آپ بھی بتائیں آپ کون ہیں، نام کیا ہے؟ اور اپنے پر کیوں پھیلائے بیٹھے ہو۔ اس نے بتایا میرا نام برخیایل ہے۔ میں دن کی روشنی اور رات کی تاریکی پر مقرر ہوں۔ میرے دائیں ہاتھ روشنائی ہے اور بائیں ہاتھ میں سیاہی ہے اگر میں تاریکی کو ڈھیلا چھوڑ دوں تو تمام زمین و آسمان سیاہ ہو جاتے ہیں۔ اگر روشنی بڑھاؤں تو زمین و آسمان روشن ہو جاتے ہیں۔ اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان ایک تختی لٹک رہی تھی اس پر دو سطریں لکھی تھیں ایک سیاہ اور ایک سفید۔ اگر روشنی زیادہ ہوتی ہے تو سیاہی ملا لیتا ہوں اگر اندھیرا زیادہ ہوتا ہے تو روشنی بڑھا دیتا ہوں اس طرح صبح و شام، دن رات سرما گرما کا نظام چلتا رہتا ہے۔

بلوقیا نے سلام کیا اور روانہ ہو گیا دور جا کر ایک اور فرشتہ نظر آیا جو ایک پاؤں پر کھڑا تھا۔ اس کا دایاں ہاتھ آسمانوں پہ تھا اور بایاں ایک سمندر میں تھا اور کہہ رہا تھا

marfat.com

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ۔ بلوقیا نے اپنا تعارف کرایا اور اس سے پوچھا کہ آپ کون ہیں ؟ اس نے اپنا نام صیائیل بتایا اس نے ایک ہاتھ آسمان اور دوسرا سمندر میں رکھنے کی وجہ پوچھی تو اس نے کہا میرے دائیں ہاتھ میں ہوا ہے اور بائیں میں پانی اگر ایسا نہ ہوتا تو سارا جہاں پانی میں ڈوب جاتا اگر ہوا کو نہ ٹھہراتا تو سارا جہان طوفان کی زد میں آجاتا جب اللہ چاہے گا یہ پانی یہ ہوا دنیا کو درہم برہم کر دیں گے ۔ بعض علاقے برف میں منجمد ہو جائیں گے ۔ یہ بات کہتے ہی بلوقیا نے سلام کیا اور آگے روانہ ہو گیا۔

تھوڑا سا چلا تھا کہ راستے میں چار فرشتے دکھائی دیئے ۔ ایک کا سر انسان کے سر کی طرح تھا۔ دوسرے کا شیر کی طرح، تیسرے کا گائے کی طرح اور چوتھے کا سر گدھ کی طرح تھا۔ آدمی کی شکل وصورت والے فرشتے کا نام ملبادون تھا۔ اور اس کی زبان فارسی تھی ۔ یہ وہی فرشتہ تھا جس نے موسیٰ عمران کو آواز دی تھی ۔ جس وقت حضرت موسیٰ نے عرض کی تھی اے اللہ ! میں تجھے دیکھنا چاہتا ہوں یہ فرشتہ ہمیشہ اہل ایمان کے لیے دعا کرتا رہتا ہے اَللّٰھُمَّ ارْحَمِ الْمُسْلِمِیْنَ ولا تعذ بھم وارفع عنھم البلاد وبرد الشتاء والصیف واعنھم علیٰ طاعتك جس فرشتے کا سر شیر کی طرح تھا وہ درندوں کے لیے دعا مانگ رہا تھا۔ اللھم ارحم السباع ولا تعذ بھم وارفع عنھم برد الشتاء وحر الصیف ادخلنی فی شفاعتہ محمد یوم القیامتہ جس فرشتے کا سر گائے کی طرح تھا وہ چارپایوں کے لیے دعا مانگ رہا تھا۔ اسی طرح جو گدھ کی طرح سر رکھتا تھا وہ پرندوں کے لیے دعا مانگ رہا تھا۔ اللھم ارحم الطیور الیٰ اٰخرہ۔

بلوقیا سلام کر کے آگے روانہ ہوا اور پھر کوہ قاف کی چوٹی پر کھڑا ایک فرشتہ دکھائی دیا بلوقیا اس کے پاس گیا اور بتایا میرا نام بلوقیا ہے ۔ بنی اسرائیلی ہوں اور حضور نبی کریم خاتم النبیین کی تلاش میں پھر رہا ہوں میں سارا جہاں گھوم چکا ہوں مگر ان کا نشان نہیں ملتا فرشتے نے اسی وقت لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ محمد رسول اللہ پڑھا اس نے بتایا میرا نام جبرائیل ہے اور اللہ تعالیٰ نے مجھے صرف حضور نبی کریم پر درود بھیجنے کے لیے

marfat.com

پیدا کیا ہے۔ بلوقیا نے کہا یہاں کیا کر رہے ہو۔ اس نے بتایا میں کوہ قاف پر مقرر ہوں، میرے پاس ایک میخ ہے۔ اس پر زمین کی طنابیں بندھی ہوئی ہیں جب اللہ تعالیٰ کسی قوم پر زمین کو کھول دیتا ہے تو میں اس کی طنابیں ڈھیلی کر دیتا ہوں جب زمین پر زلزلہ برپا کرنا چاہتا ہے تو طنابوں کو کھینچ لیتا ہوں لیکن زلزلہ اس وقت پیدا کیا جاتا ہے۔ جب لوگ معصیت میں عام طور پر مشغول ہو جاتے ہیں اور دنیا میں زنا اور فواحش عام ہو جاتے ہیں بلوقیا نے پوچھا کہ کوہ قاف کے اس پار کیا ہے؟ کہا۔ اس دنیا کی طرح چالیس ہزار جہان بس رہے ہیں ہر دنیا کے چار چار سو دروازے ہیں ان جہانوں میں صرف روشنی ہی روشنی ہے فرش سونے کا بنا ہوا ہے۔ اور ان میں ایسے فرشتے قیام فرما ہیں جو اللہ کی اطاعت میں لگے رہتے ہیں اور ایک لمحہ کے لیے اللہ کی نافرمانی نہیں کرتے وہ آدم کو پہچانتے ہیں نہ ابلیس کو نہ دوزخ کو جانتے ہیں نہ کسی اور چیز کو وہ گناہوں سے پاک عیبوں سے مبرا رہتے ہیں اور آخری زمانے تک لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کہتے رہیں گے۔

بلوقیا نے پوچھا کہ اس سے پیچھے کیا ہے اس نے بتایا ستر حجاب ہیں ایک ایک حجاب پوری زمین کے برابر ہے۔ بلوقیا نے پوچھا آپ مجھے بتائیں کہ کوہ قاف کی بنیادیں کس چیز پر ہیں۔ بتایا کہ ایک بیل کے سر پر جس کا نام قوبیط ہے اس کا سر مشرق کی طرف ہے اور دُم مغرب کی طرف۔ اس کے دونوں سینگوں کے درمیان تیس ہزار سال کی وسعت ہے۔ یہ بیل ایک سفید پتھر پر کھڑا ہے اور ہر وقت اللہ کے سامنے سجدہ میں پڑا رہتا ہے پھر یہ بیل چالیس ہزار سر رکھتا ہے۔ اور اسی طرح اس کے چالیس ہزار سر اور پاؤں ہیں اس کے سر عرش کے نیچے ہیں اور پاؤں تحت الثریٰ میں ایک پتھر پر ہے۔ بلوقیا نے پوچھا کہ یہ پتھر کس چیز پر رکھا گیا ہے بتایا گیا ایک مچھلی پر جس کا نام مبہوت ہے تمام زمینیں اس کی پشت پر ہیں اس مچھلی کا سر عرش کے ستون سے باندھا گیا ہے بلوقیا نے پوچھا کہ زمینیں اور سمندروں کی تعداد کتنی ہے۔ بتایا کہ سات زمین اور سات سمندر ہیں پوچھا کہ دوزخ کہاں ہے بتایا کہ ساتویں زمین کے نیچے۔

بلوقیا نے سلام کیا تو ایک اور مقام پر پہنچا وہاں ایک پردہ نظر آیا جس کا ایک حصہ

marfat.com

آسمانوں تک پھیلا ہوا تھا۔ اور دوسرا سمندروں کے پانیوں کے نیچے تھا۔ وہاں ایک مقفل دروازہ تھا۔ اس پر نور کی ایک مُہر نصب تھی۔ دروازے پر دو فرشتے کھڑے تھے ایک کا سر بیل کے سر کی طرح تھا اور جسم گھوڑے کی طرح تھا

دونوں فرشتے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہہ رہے تھے۔ بلوقیا نے انھیں بھی سلام کہا اور انھوں نے پوچھا اے بندہ خدا تم کون ہو؟ بتایا کہ میں بلوقیا ہوں بنی اسرائیل کا ایک فرد اور اولاد آدم میں سے ہوں۔ انھوں نے بھی لا الٰہ الا اللہ محمد الرسول اللہ کہا۔ جب ان سے ان فرشتوں کے نام پوچھے تو انھوں نے بتایا ہم نے آج تک ان کے نام بھی نہیں سنے بلوقیا نے کہا اچھا یہ دروازے کھول دیے جائیں تاکہ میں ان سے گذر جاؤں۔ انھوں نے کہا ان دروازوں کے کھولنے کی ہم میں تو طاقت نہیں ہے صرف اللہ کا بزرگ فرشتہ جبرائیل ہی کھول سکتا ہے بلوقیا نے اسم اعظم پڑھ کر اللہ کی جناب میں دعا کی کہ یہ دروازے کُھل جائیں چنانچہ حضرت جبرئیل تشریف لائے اور کہنے لگے اے ابن آدم! تم اپنے سارے گناہوں کے باوجود کیا کر رہے ہو تاہم دروازہ کھلتے ہی بلوقیا نکلا اور آگے روانہ ہو گیا۔ اور ایک شور سمندر میں جا پہنچا وہاں ایک اتنا اونچا پہاڑ دکھائی دیا جس کی چوٹیاں آسمان کو چھو رہی تھیں وہ سونے کا پہاڑ سورج کی روشنی سے جگمگا رہا تھا۔ ایک اور پہاڑ دکھائی دیا جو آسمان تک بلند تھا۔ یہ چاندی کا بنا ہوا تھا۔ ان دونوں پہاڑوں کے نزدیک ہرن نما مخلوق تھی ہر ایک کی زبان سے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ سنائی دیتا تھا۔ فرشتوں کی جماعت جن کی شکل چیونٹیوں کی طرح تھی نظر آئی بلوقیا نے انھیں سلام کہا انھوں نے پوچھا کہ تم کون ہو؟ اس نے بتایا میں تو بلوقیا بنی اسرائیلی ہوں۔ مگر آپ لوگ کون ہیں وہ کہنے لگے ہم امینان خُدا ہیں ہم ان دونوں پہاڑوں کے درمیان رہتے ہیں تاکہ یہ آپس میں مل نہ جائیں۔ یہ پہاڑ دراصل سمندر ہی کی اونچی لہریں ہیں۔ انھی کو اللہ تعالیٰ نے مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيٰنِ بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّا يَبْغِيٰنِ اور انھی کے پرتو سے تمھاری دنیا میں سونا چاندی موجود ہے۔ اور دنیا میں جتنا پانی ہے وہ اسی کا ایک حصہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان اور فرشتوں کو پیدا فرمایا تھا تو اس سے پہلے یہ سمندر عرش کے نیچے بہتا تھا

marfat.com

بلوقیا ان فرشتوں کو سلام کر کے ایک اور بڑے سمندر میں جا پہنچا یہ سمندر مچھلیوں سے بھرا ہوا تھا ان میں ایک عظیم الجثہ مچھلی تھی جو سب کی ملکہ تھی۔ بلوقیا کو دیکھتے ہی ساری مچھلیاں لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہنے لگیں۔ بلوقیا نے آگے بڑھ کر سلام کہا انھوں نے جواب دیا اور اس کے متعلق دریافت کیا کہ وہ کون ہے؟ بلوقیا نے بتایا میں بلوقیا اولادِ آدم سے ہوں۔ انھوں نے کلمہ پڑھا اور کہا ہم نے تو آدم کا نام تک نہیں سنا۔ بلوقیا نے کہا میں اس ذاتِ محمد کی تلاش میں ہوں جس کا تم کلمہ پڑھ رہی ہو۔ وہ تو اولادِ آدم میں سے ہوں گے اور تم آدم کو بھی نہیں جانتی۔ وہ کہنے لگیں اگر تمھیں وہ محمد ملے تو ہمارا اسلام عرض کرنا، بلوقیا نے کہا میں کئی دن سے بھوکا ہوں، پیاسا ہوں اگر تمھارے پاس کوئی چیز ہو تو مجھے دو۔ مچھلیوں کی ملکہ نے کہا میں تمھیں ایک ایسی چیز دیتی ہوں کہ تم ایک بار کھالو تو چالیس سال تک نہ بھوک لگے گی نہ پیاس اور نہ ہی تھکاوٹ ہوگی وہ سمندر کی تہہ سے ایک سفید اور میٹھی روٹی نکال لائی۔ بلوقیا نے روٹی کھا کر سلام کہا اور آگے روانہ ہوگیا۔ وہ چالیس سال تک چلتا رہا۔ بھوک، پیاس اور تھکاوٹ سے مبّرا رہا۔ آخر کار ایک ایسی آبادی میں جا پہنچا جہاں کا ہر شخص پانی پہ چلتا تھا۔ ایک نوجوان سامنے آیا اس نے پوچھا اللہ تجھ پر رحمت کرے تم کون ہو اس نے کہا پیچھے آنے والے سے پوچھو۔ اور مجھے نہ روکو۔ ایک دن اور ایک رات چلتا رہا اور پھر ایک نوجوان کو آتا دیکھا تو اسے روک کر کہنے لگا بھائی تم کون ہو؟ اس نے بھی کہا میرے پیچھے آنے والے سے پوچھو وہ مزید ایک دن اور رات چلتا رہا ایک تیسرا نوجوان آیا اس سے آفتاب کے نور کی شعاعیں چمک رہی تھیں۔ بلوقیا نے اسے قسم دے کر رکنے کا کہا۔ اس نے کہا بلوقیا قسم نہ دو مگر بلوقیا نے کہا مجھے ڈر ہے کہ تم وہی بات کہو گے جو پہلے کہتے گئے ہیں۔ اس نے کہا وہ جانے والوں میں سے ایک تو اسرافیل تھے۔ جو قیامت کے دن صور پھونکیں گے۔ دوسرے میکائیل تھے جو لوگوں کے رزق تقسیم کرتے ہیں۔ میں جبرئیل امین ہوں جو اللہ کے رسولوں تک پیغام خداوندی لیجاتا ہوں۔ بلوقیا نے پوچھا آپ لوگ کدھر جا رہے ہیں؟ انھیں جبرئیل نے بتایا سانپوں کے سمندر میں ایک سانپ نے دوسرے سانپوں کو ڈس لیا ہے۔ انھوں نے مل کر دنیا کی

marfat.com

ہے جو اللہ تعالیٰ نے قبول فرماتے ہوئے ہمیں حکم دیا ہے کہ اسے پکڑ کر جہنم میں پھینک دیں۔ تاکہ وہ کافروں کو ڈستا رہے۔ بلوقیا نے کہا یہ کون سا سانپ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے آپ تینوں کو اس پر مسلط کیا ہے۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا اس سانپ کی زبان تیس ہزار میل لمبی ہے اور بائیس میل چوڑی ہے۔ بلوقیا نے کلمہ پڑھ کر کہا کیا جہنم میں اس سے بڑا سانپ بھی ہوگا جبرئیل علیہ السلام نے بتایا ہاں اس سانپ سے ستر گنا بڑے بڑے سانپ موجود ہیں۔ بلوقیا نے سلام کہا اور آگے روانہ ہوگیا ایک جزیرہ میں جا پہنچا جہاں ایک خوبرو نوجوان کو دیکھا۔ جو ایک پاؤں پر کھڑا نماز پڑھ رہا تھا۔ اور ادھر اُدھر دو قبریں بنی ہوئی تھیں۔ بلوقیا نے سلام کرکے اس نوجوان سے پوچھا آپ کون ہیں۔ کہنے لگا میرا نام صالح ہے اور یہ دونوں قبریں میرے ماں باپ کی ہیں یہ لوگ بڑے نیک اور پارسا تھے۔ میں ان کے پاس کھڑے ہو کر نماز ادا کرتا ہوں جب تک زندہ ہوں نماز ادا کرتا رہوں گا۔ بلوقیا سلام کہہ کر آگے بڑھا۔ ایک اور جزیرے میں جا پہنچا وہاں ایک سرسبز درخت نظر آیا۔ جس پر ایک پرندہ تھا۔ خالص سونے کا بنا ہوا، آنکھیں یاقوت کی طرح تھیں۔ چونچ زمرد کی تھی، دم چاندی کی نہر زعفران کے ایک پرتکلف دسترخوان درخت کے سایہ میں بچھا تھا جس پر مچھلی بھنی ہوئی چنی تھی۔ بلوقیا نے اس پرندے سے پوچھا تم کون ہو اور یہ دسترخوان کیسا ہے؟ اس نے بتایا میں بہشت کا ایک پرندہ ہوں اور یہ دسترخوان حضرت آدم اور حوا کے لیے چنا گیا ہے۔ وہ بہشت میں اسی دسترخوان پر بیٹھ کر کھایا کرتے تھے۔ آج تک جو مسافر آتا ہے اسے اس دسترخوان سے کھانا ملتا ہے اور قیامت تک یہ دسترخوان بچھا رہے گا۔ بلوقیا نے کہا یہ کھانا خراب نہیں ہوتا یا باسی نہیں ہوتا؟ بلوقیا کو کہا تم بھی کھا کر دیکھو بلوقیا نے پیٹ بھر کر کھایا۔ پرندے سے پوچھا کیا تمہارے پاس کوئی اور بھی یہاں آتا ہے۔ اس نے کہا ہاں۔ ابوالعباس کبھی کبھی آتے ہیں۔ بلوقیا نے کہا ابوالعباس کون ہیں؟ کہا خضر علیہ السلام۔ یہ نام لیا ہی تھا کہ حضرت خضر علیہ السلام پہنچ گئے آپ جہاں جہاں قدم رکھتے سبزہ برآمد ہوتا آپ کا لباس سفید براق تھا بلوقیا نے آگے بڑھ کر سلام کہا خضر علیہ السلام نے جواب دیا۔ اور بلوقیا کا حال پوچھا بلوقیا نے اپنی ساری داستان سنادی اور بتایا کہ وہ حضور خاتم النبیین محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاش میں ہے۔

marfat.com

بلوقیا نے حضرت خضر سے درخواست کی کہ وہ ان کے والدین تک پہنچانے تک اس کی راہنمائی فرمائیں حضرت خضر نے بتایا کہ تمہارے اور والدین کے درمیان اس وقت پانچ سو سال کا راستہ ہے میں پانچ سو ماہ تک وہاں پہنچا سکتا ہوں اس پرندے نے کہا میں اس فاصلے کو اور کم کر کے پانچ سو دنوں میں پہنچا سکتا ہوں اس پر خضر علیہ السلام نے فرمایا اگر یہی بات ہے تو میں پانچ دنوں میں پہنچا دوں گا۔ چنانچہ حضرت خضر علیہ السلام نے اپنی خداداد قوت سے بلوقیا کو چند لمحوں میں اس کے والدین تک پہنچا دیا۔ حضرت خضر نے بلوقیا کو آنکھیں بند کرنے کا کہا پھر فرمایا اب آنکھیں کھول دو بلوقیا نے دیکھا کہ اس کی والدہ سامنے بیٹھی ہوئی ہے۔

بلوقیا نے اپنی والدہ سے پوچھا کہ مجھے کون چھوڑ گیا ہے ماں نے کہا میں نے دیکھا کہ ایک سفید پرندہ آسمانوں کی بلندیوں سے نیچے آ رہا ہے اور تم اس پر بیٹھے تھے اور تمہیں یہاں اتار کر چلا گیا ہے۔ بلوقیا نے کہا اب میں بنی اسرائیل کے پاس جانا چاہتا ہوں اور سارے واقعات بیان کروں گا۔ وہ ان لوگوں کے پاس بیٹھ جاتا اور واقعات بیان کرتا جاتا۔ ان سفروں کی باتیں، ان عجائبات کا تذکرہ۔ اور پھر ان لوگوں کے واقعات جن سے ملاقات ہوئی تھی سناتا جاتا۔ بنی اسرائیل یہ واقعات سن سن کر حیران ہوتے۔ بلوقیا ایک ہزار بائیس سال زندہ رہا۔ اور یہ روایات اسرائیلی حوالوں سے ملی ہیں۔ وَالْعِلْمُ عِنْدَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْعَظِيْمِ ط

marfat.com

۲۶

حدیثِ سطیع

ایک شخص نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی اور کہا کہ سطیع کے احوال والا آج تک کوئی آدم زاد پیدا نہیں ہوا۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے بتایا، کہ سطیع غسانی کا قصہ یوں ہے کہ وہ ابتدائے کار میں گوشت کا ایک ٹکڑا تھا اور ایک تختے پر پڑا رہتا تھا۔ اسے اسی تختے پر بٹھا کر اِدھر اُدھر لے جاتے۔ اس کے بدن کے اندر کوئی ہڈی نہ تھی۔ اور کوئی اعصاب نظر نہ آتے تھے۔ سر کدو کی طرح اور گردن کی ہڈیاں نظر آتی تھیں ہاتھ کے پنجے تھے یا پاؤں کے پنجے تھے۔ سارے بدن کی کوئی چیز ایسی نہ تھی کہ جو حرکت کرتی۔ صرف منہ میں زبان حرکت کرتی تھی۔ اس نے چاہا کہ اسے مکہ مکرمہ لے جایا جائے اسے تختے پر ڈالا گیا۔ اور مکہ لے آئے۔

قریش کے چار اشخاص اس کے پاس آئے۔ عبدالشمس، عبدمناف جو قصیٰ کے بیٹے تھے اور احوص بن فہر اور عقیل بن ابی وقاص سطیع کے امتحان کے لیے انھوں نے اپنی نسبتیں غلط بیان کیں کہنے لگے ہم ایک قبیلے سے ہیں۔ جو قریش ہے ہم آپ کی زیارت کے لیے آئے ہیں۔ عقیل ہندی تلوار اور رومی نیزہ بطور تحفہ لایا مگر اس نے ان دونوں چیزوں کو مسجد الحرام کے دروازے پر رکھ دیا۔ اور یہ جاننا چاہتا ہوں کہ سطیع کو پتہ چلتا ہے یا نہیں سطیع نے عقیل پر ایک نگاہ ڈالی اور کہا عقیل مجھے اپنا ہاتھ پکڑاؤ اور اللہ جو عالم غیبیات کا جاننے والے کے نام پر قسم کھا کر بتاؤ تم نے ایک شمشیر ہندی اور ایک نیزہ رومی لا کر دروازے پر نہیں رکھا۔ اس نے اقرار کیا کہ آپ سچ کہتے ہیں پھر کہا تم تو قریشی ہو! عقیل نے کہا یہ بات بھی سچ ہے ہم مکہ سے آئے ہیں ہم تو آپ کے علم و دانش سے استفادہ کرنے آئے ہیں۔ تاکہ ہمارے ملک میں جو کچھ ہونے والا ہے اس سے

marfat.com

باخبر ہوسکیں سطیح نے کہا اب تم صحیح کہہ رہے ہو۔ اے عرب والو! ذہن نشین کر لو کہ تمھارے پیچھے ایک ایسی قوم آرہی ہے جو تمھارے بتوں کو پاش پاش کرے گی شیطان پرستی سے نجات دلائے گی۔ رحمٰن کی وحدت کا پرچار کرے گی ایک ایسے دین کی بنیاد رکھے گی جو سارے ادیان پر غالب آجائیگا۔ مکہ میں ایک پیغمبر ظاہر ہوگا جو تمھاری صحیح راہنمائی کرے۔ اللہ کی وحدانیت کا اقرار کرائیگا بتوں کی پرستش کو ختم کر دیگا ایک ایسے دین کا اعلان کرے گا جو اس سے پہلے نہیں تھا۔ جب اللہ تعالیٰ جوارِ رحمت میں اسے بلائے گا۔ اس کی جانشینی ایک ایسے شخص کو ملے گی جس کا نام صدیق ہوگا وہ اپنے احکام پر عمل کرے گا اور کرائے گا۔ اس کے بعد ایک ایسا مضبوط شخص آئیگا جس کی ہیبت سے قیصر و کسریٰ کانپ اٹھیں گے۔ اس کے بعد ایک شخص آئے گا جسے لوگ تعصب سے شہید کر دیں گے۔ اس کے بعد ایک ایسا شخص ابھرے گا جو ناصر حق اور ماحیٔ باطل ہوگا اسکے بعد ایک شخص اختیارات حکومت سنبھالے گا لوگوں کو اپنا ہم خیال بنائے گا اس کا نام معاویہ ہوگا اس کا لڑکا اقتدار پر آتے ہی مال و دولت جمع کرے گا اور حلال و حرام کی تمیز کیے بغیر مال پر تصرف کرے گا اپنی اولاد کے لیے جمع کرے گا۔ اس کے بعد اس دین میں بادشاہوں کا ایک سلسلہ چلے گا جو اقتدار کی خاطر ایک دوسرے کو قتل کرتے رہیں گے اس طرح سطیح نے خلفاء بنو امیہ اور عباسیہ کا تفصیلی تذکرہ کیا ہم سطیح کے ان خیالات تک محدود رہتے ہیں جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کی بشارت ہے۔

(مولف کتاب نے سطیح کے حوالے سے بہت سے واقعات تفصیلی طور پر درج کیے ہیں جو تاریخ کی کتابوں اور زیادہ تر اسرائیلی روایات میں موجود ہیں ہم انھیں قارئین ترجمہ سے معذرت کے ساتھ قلم انداز کرتے ہیں۔ مترجم)

marfat.com

۲۷

فضیلت اہلِ بیت رضوانُ اللہ علیہم

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صاحب کوثر و تسنیم کی زبانی سنا ہے کہ جو شخص حسن و حسین کو دوست بنائے گا وہ مجھے دوست بنائے گا جو ان سے دشمنی کرے گا وہ میرا دشمن ہوگا۔

حضرت ابوسعید الخدری فرماتے ہیں۔

قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلْحَسَنُ وَالْحُسَیْنُ سَیِّدَا شَبَابِ اَھْلِ الْجَنَّۃِ ط

(حسن اور حسین دونوں جنت کے نوجوانوں کے سردار ہیں) حضور نبی کریم نے ایک اور مقام پر فرمایا:۔

بنا اھلبیت بدا اللہ الاسلام وبنا یعید وبنا یختم الدنیا

(اللہ تعالیٰ نے میرے اہلبیت سے اسلام کا آغاز کیا اور ہم نے ہی لوگوں کو عبادت کا طریقہ سکھایا اور ہم پر ہی دنیا کا اختتام ہوگا) پھر فرمایا:۔

لَا تَذْھَبُ الدُّنْیَا حَتّٰی یَمْلِکَھَا رَجُلٌ مِّنْ اَھْلِ بَیْتِیْ یُوَاطِی اِسْمُہٗ اِسْمِیْ۔

(اس وقت تک دنیا ختم نہ ہوگی جب تک میرے اہل بیت میں سے ایک ایسا شخص اس کا حکمران نہ بن جائے جس کا نام میرے نام پر ہوگا)

لا تصلوا علی الصلوۃ البترا — مجھے دُم بریدہ درود پاک نہ بھیجو!

قالوا وما الصلوۃ البترا — لوگوں نے پوچھا یا رسول اللہ! دم

یا رسول اللہ قال لا تقولوا — بریدہ درود کیا ہوتا ہے آپ نے فرمایا

marfat.com

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّتُمْسِکُوْا	یہ کبھی نہ کہو اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّد
بَلْ قُوْلُوا اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی	بلکہ یہ کہو اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّد
مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّد	وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّد

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریمؐ کی زبانی سنا آپ نے فرمایا :-

مثل اھل بیتی سفینہ نوح	میری اہل بیت کی مثال سفینہ نوح
من رکب فیھا نجا ومن	کی طرح ہے۔ جو اس پر سوار ہوا
تخلف منھا غرق	نجات پاگیا جو پیچھے رہ گیا غرق ہوگیا

حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع پر خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے اعلان کیا۔

انی امرمقبوض وانی تارک	میں اس دنیا سے جا رہا ہوں۔ مگر
فیکم ما ان تمسکتم بہ لن	تمہارے پاس دو چیزیں چھوڑے
تضلوا من بعدی کتاب اللہ	جا رہا ہوں۔ اگر تم لوگ انھیں مضبوطی
عترتی اھل بیتی ان اللطیف	سے تھام لو تو کبھی گمراہ نہ ہوگے وہ
الخبیر نبأنی انھما لن یفترقا	دو چیزیں قرآن پاک اور میرے اہل بیت
ھم والقرآن حتی یردا	ہیں اللہ تعالیٰ نے مجھے خبر دی ہے
علی الحوض۔	کہ یہ دونوں چیز ساتھ ساتھ چلیں گی
	ایک دوسرے جدا نہ ہونگی حتیٰ کہ حوض
	کوثر پر بھی دو چیزیں مجھے ملیں گی۔

ایک صحابی کی روایت کے مطابق رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :-

النجوم امان اھل السماء	ستارے آسمان والوں کیلیے راہنمائی
واھل بیتی امان لاھل	کی علامت ہیں اسی طرح میرے
الارض ماذا ذھبت النجوم	اہل بیت اہل زمین کے لیے راہنمائی

marfat.com

من السماء الی اھل السماء	علامت ہیں جس وقت آسمانوں
مَا یوعدون و اذا ذھب	سے ستارے چھپ جائیں گے
اھل بیتی من الارض	اورزمین سے میرے اہل بیت ختم
الی اھل الارض ما	ہوجائیں گے تو قیامت آجائے
یوعدون ط	گی ۔

ایک اور روایت میں آیا ہے کہ جب اہل بیت سے زمین خالی ہوجائے گی، تو زمین پر اللہ کا عذاب آجائے گا حضرت اسامہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنی آنکھوں سے حضور اکرم کو دیکھا کہ وہ حضرات حسن اور حسین کے ہاتھ اٹھا کر فرمارہے تھے۔

اللھم انی احبھما	اے اللہ میں ان دونوں کو پیار کرتا ہوں
فاحبھما	تو بھی دونوں کو پیار فرما۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ حضورؐ نے ایک بار حضرت فاطمہ کو فرمایا اللہ تعالیٰ تمھارے غصہ پر غصے ہوتا ہے اور تمھاری رضا پر راضی ہوتا ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عرض کی یارسول اللہ یہ کیا بات ہے کہ آپ جب فاطمہ کو چومتے ہیں تو اپنی زبان اس کے منہ میں ڈال دیتے ہیں حضورؐ نے فرمایا شب معراج کو مجھے جبرئیل بہشت دکھا رہے تھے اور مجھے ایک سیب پیش کیا۔ میں نے کھایا۔ اللہ تعالیٰ نے فاطمہ کو اس سیب سے پیدا فرمایا ہے۔ میں جس وقت فاطمہ کو بوسہ دیتا ہوں تو مجھے بہشت کی آرزو ہوتی ہے حسن میرے سینہ تک کے جسم سے ملتا جلتا ہے اور حسین سینہ سے پاؤں تک میرے مشابہ ہے۔

حضرت ام سلمہ اور حضرت عائشہ صدیقہ بیان فرماتی ہیں کہ ایک دفعہ حضور نبی کریم نے اپنا کمبل اوڑھا حضرت علی کی پشت اپنے سینے سے لگائی اور فاطمہ کی پشت اپنی پشت سے لگائی حسن کو دائیں ہاتھ بٹھایا اور حسین کو بائیں ہاتھ بٹھایا۔ تمام پر وہ کمبل اوڑھ دیا کمبل کے کنارے اپنے پاؤں کے نیچے دبا لیے اور ہاتھ اٹھا کر دعا کی۔ اے اللہ یہ میرے اہل بیت ہیں میرے خاص ہیں جو شخص ان سے راضی رہے گا میں اس سے راضی ہوں جو شخص ان سے

marfat.com

دے گا میں اس سے لڑوں گا۔ اے اللہ ان کے دوست کو اپنا دوست بنالے اور ان کے دشمن کو دشمن رکھ۔ جو ان کی مدد کرے گا تو اس کی مدد فرما۔ جو ان کو تکلیف پہنچائے گا تو اس کو تکلیف دے۔ اس موقعہ پر حضرت جبرئیل آئے اور آکر کہا یا رسول اللہ ! ایسا ہی ہوگا۔ اور کہا یا رسول اللہ! میں بھی آپ کے ساتھ ہوں۔ حضورؐ نے فرمایا ہاں جبرئیل تم ہمارے ساتھ ہو۔

راکب دوشِ رسولؐ

حضرت عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے باسناد صحیحہ روایت کی ہے کہ ایک دفعہ نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے۔ حضرات حسن اور حسین رضی اللہ عنہما آئے دونوں کو پیار سے اٹھایا کندھوں پر بٹھالیا، ایک صحابی نے فرمایا کتنی اچھی سواری ہے۔ آپؐ نے محبت سے فرمایا "کتنے اچھے سوار ہیں۔"

ایک اور مقام پر حضور نبی کریم نے فرمایا۔ جو شخص میرے اہل بیت سے نیکی کریگا وہ قیامت کے دن اس کا اجر سوگنا زیادہ پائے گا۔ میں محمد ابن عبداللہ قیامت کے دن اس نیکی کا ضامن ہوں گا۔ آپ نے مزید فرمایا۔ میں اور میرے اہلبیت بہشت کا ایک درخت ہیں۔ اور دنیا پر اس کی شاخیں سایہ فگن ہیں۔ جو شخص اللہ کی طرف راستہ تلاش کرنا چاہے وہ ان سے راہنمائی حاصل کرے۔ حضورؐ نے فرمایا جو شخص مجھے اور میرے اہلبیت سے محبت رکھے گا۔ اگر دنیا میں کہیں اس کا پاؤں پھسلے گا تو ہم اس کو سنبھالیں گے۔ اور قیامت کے دن اس کا سہارا بنیں گے۔ حضورؐ نے اپنے صحابہ کرام کو فرمایا یاد رکھو تم اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتے جب تک مجھ سے محبت نہ کرو۔ اور تم اس وقت تک میری محبت میں پورے نہیں اتر سکتے۔ جب تک میری اہل بیت سے محبت نہ کرو۔ جس طرح تم مجھے اپنی اولاد، اپنے اہل وعیال سے زیادہ عزیز رکھتے ہو۔ اسی طرح میرے اہل بیت کو اپنے اہل وعیال سے عزیز تر رکھو۔

ایک دن حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرات حسن وحسین رضی اللہ عنہما کو صحابہ کرام کے ساتھ جاتے دیکھا آپؐ نے فرمایا یہ میرے دل کے ٹکڑے ہیں

marfat.com

میرے حق تم پر ہیں میں کل قیامت کے دن اہلبیت کی دوستی کی وجہ سے شفاعت کروں گا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر کچھ فرائض رکھے ہیں بعض حالات میں وہ اپنے فرائض میں رعایت فرماتا ہے اور تخفیف کرتا ہے لیکن اہل بیت کی دوستی میں نہ رعایت برتے گا نہ تخفیف فرمائے گا۔ میں تمہیں اپنے اہلِ بیت کے متعلق وصیت کرتا ہوں قیامت کے دن میری محبت ان کی وجہ سے ہوگی۔ اور میری ناراضگی بھی ان کی وجہ سے ہوگی جس پر میں ناراض ہوں گا وہ یقیناً دوزخ کا ایندھن بنے گا۔

حضرت زین العابدین بن الحسین رضی اللہ عنہ ایک دن گھر سے باہر نکلے کندھے پر روٹیوں کی ایک بوری اٹھائے تھے تاکہ غریبوں پر صدقہ کر دیں۔ ایک شخص آگے بڑھا اور کہا حضور! مجھے دے دیں میں اٹھالیتا ہوں۔ حضرت زین العابدین نے فرمایا تمھیں معلوم نہیں کہ صدقہ اللہ کے غضب کو ٹھنڈا کرتا ہے آپ یہ بوجھ اٹھاتے گئے اور اسے نہ دیا

فرزدق مشہور شاعر نے ایک دن حضرت شاہزادہ کربلا جناب زین العابدین کو دیکھا ایک پھٹی چادر لیے اور سر پر مختصر سی پگڑی رکھے جا رہے تھے۔ فرزدق کو دیکھ کر بڑا ترس آیا اور یہ شعر پڑھا:۔

هذا الذی تعرف البطحا وطائته والبيت يعرفه والحل والحرام

هذا ابن خير العباد كلهم هذا التقی النقی الطاهر العلم

يكاد يمسكه عرفان راحته ركن الحطيم اذا ما جاء يستلم

ایک شخص جو سادات سے تعلق رکھتا تھا نے حضرت یحییٰ معاذ رازی کو کہا آپ اہلِ بیت کے بارے میں کیا عقیدہ رکھتے ہیں۔ فرمایا میں اس مٹی کے بارے میں کیا کہہ سکتا ہوں جسے پیغمبری کے پانی سے گوندھا گیا ہو میں اس درخت کے بارے میں کیا کہوں جسے سرزمین رسالت میں لگایا گیا ہو۔ جس نے تقویٰ اور ہدایت کی خوشبوئیں سونگھی ہوں۔ میں ان کی شان کس طرح بیان کرسکتا ہوں۔ اس سید نے کہا، یحییٰ کا منہ موتیوں سے بھر دیا جائے۔

حضرت عبداللہ ابن عباس فرمایا کرتے تھے۔ کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر کو

marfat.com

جاتے تو اپنی بیٹی فاطمہ کو دیکھ لیتے۔ جب سفر سے واپس آتے تو پہلے فاطمہ کو دیکھتے۔ جنگِ تبوک سے واپسی پر حضور تشریف لائے تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے حضور کی آمد کی تیاریاں کی ہوئی تھیں۔ بڑے اہتمام سے کھانے پکائے گھر پر خوبصورت پردے آویزاں کیے اندر دستر خوان بچھایا گیا۔ تاکہ حضورؐ تشریف لائیں تو یہ اہتمام دیکھ کر خوش ہوں۔ آپ حسب معمول آئے دیکھا اور اُلٹے پاؤں واپس چلے گئے۔ اور مسجد نبوی میں جا کر بیٹھ گئے۔ حضرت فاطمہ کو معلوم ہوا کہ آپ تشریف لائے مگر اندر آنے کی بجائے واپس چلے گئے۔ حضرت بلال کو بھیجا کہ معلوم کریں کیا بات ہے حضرت بلال مسجد نبوی میں حاضر ہوئے عرض کی یارسول اللہ! آپ اپنی بیٹی کے گھر سے لوٹ آئے ہیں۔ فرمایا میں نے فاطمہ کو تکلفات میں دیکھا۔ اہلِ بیت کو زیب نہیں دیتا کہ دنیاوی تکلفات کریں۔ بلال رضی اللہ عنہ نے واپس آکر ساری بات سنائی۔ فاطمہ نے اس پردے کو پارہ پارہ کر دیا اور دسترخوان کو سمیٹ دیا اور اسی طرح پرانے کپڑے استعمال میں لا رکھے حضرت بلال واپس گئے اور حضور کی خدمت میں سارا واقعہ سنایا حضور اُٹھے بیٹی کے گھر آئے اور فرمایا میرے نورِ نظر! تم اس طرح ہی سادہ رہا کرو۔ میرے ماں باپ تم پر قربان، تکلفات اچھی بات نہیں۔

علی بن ابی طالب نے روایت کی ہے کہ نبی کریمؐ نے ایک دن حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کو بلا کر فرمایا۔ علی! اللہ نے تمھیں تین چیزیں ایسی دی ہیں کہ دنیا میں دوسرے کو نصیب نہیں۔ حتیٰ کہ مجھے بھی نہیں دی گئیں۔ تمھارا سسر نبی آخرالزماں ہے صلی اللہ علیہ وسلم۔ تمھاری بیوی نورِ چشمِ مصطفیٰ ہے تمھارے بیٹے حسن و حسین ہیں تم میرے ہو۔ میں تم میں سے ہوں۔

حضرت حسن کا خطاب

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے حضرت معاویہ کو کہا کہ حضرت حسین ابن علی رضی اللہ عنہما وادی بطحا کی سربرآوردہ شخصیت ہیں۔ لوگوں کے دل ان کے ساتھ ہیں اور ان کی محبت میں وارفتہ ہیں اگر آپ عام لوگوں کے درمیان انھیں خطاب کرتے کہیں تو وہ قوت بیان نہیں رکھتے میرا خیال ہے تقریر کریں گے تو لوگوں کو پتہ چل جائے گا کہ حسین تو بول ہی

marfat.com

نہیں سکتے اور خود بخود دور ہوتے جائیں گے۔ حضرت معاویہ نے کسی کو بھیجا اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو بلایا۔ اور درخواست کی کہ آج آپ ہی خطاب فرمائیں گے حضرت حسن منبر پر جلوہ فرما ہوئے۔ حضرت معاویہ اور دیگر اکابر امت کے علاوہ بے پناہ لوگ جمع ہو گئے۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے حمد و ثناء کے بعد حضورؐ پر درود پڑھا اور خطاب کرتے ہوئے فرمایا:۔

ایھا الناس۔ من عرفنی فقد عرفنی۔ ومن لم یعرفنی الحسن بن علی بن ابی طالب انا، ابن رسول اللہ انا ابن البشیر النذیر انا ابن السراج المنیر انا ابن رسول اللہ ما بین جابلقاً وجابلصا احد جدہ نبی غیری انا ابن من بعث رحمة للعالمین انا ابن من بعث الی الانس والجن انا ابن من قاتلت معہ الملائکة انا ابن من جعلت لہ الارض مسجداً وطھوراً۔ انا ابن من اذھب اللہ عنھم الرجس وطھرھم تطھیراً۔

ترجمہ:۔ اے لوگو! جس شخص نے مجھے پہچانا اس نے اپنے آپ کو بھی پہچان لیا جس نے مجھے نہیں پہچانا تو اسے بتا دوں کہ میں حسن ابن علی ابن ابی طالب ہوں۔ میں رسول اللہ کا بیٹا ہوں۔ دنیا میں ایسا کوئی نہیں جس کا نانا پیغمبر ہوا ہو۔ میں نبی خدا کا بیٹا ہوں میں اس پیغمبر کا بیٹا ہوں جو لوگوں کو بہشت کی بشارت دیتا ہے اور دوزخ سے ڈراتا ہے میں سراج المنیر کا بیٹا ہوں میں رحمۃ للعالمین کا بیٹا ہوں۔ میں اس کا بیٹا ہوں جو انسانوں اور جنوں کی طرف پیغمبر بنا کر بھیجا گیا تھا میں اس کا بیٹا ہوں جس کی قیادت میں فرشتوں نے جنگ لڑی میں اس کا بیٹا ہوں جس کے لیے روئے زمین کو مسجد بنا دیا گیا اور ساری زمین کو سجدے کے لیے پاک کر دیا گیا۔ میں اس کا بیٹا ہوں جس کے خاندان کو اللہ تعالیٰ

marfat.com

تمام نجاستوں سے پاک کر دیا گیا۔

جب حضرت معاویہ نے یہ تقریر سنی تو اسے خطرہ پیدا ہوگیا کہ کہیں یہ سلسلۂ کلام وہاں تک نہ پہنچے کہ امارت معاویہ پر اثر انداز ہو وہ اٹھا اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو کہا آپ کا کلام درست ہے۔ اب ختم فرمائیں یا اب ہمارے لیے بھی کوئی اوصافی کلمات کہیں آپ نے فرمایا یہ کیا موقعہ ہے کہ آپ کی صفت کی جائے گرمی کھجور کو پکاتی ہے رات کی ٹھنڈک اسے ٹھنڈا کرتی ہے ہوائیں درختوں کو توانائی بخشتی ہیں یہ بات کہہ کر آپ پھر اصل موضوع پر آئے اور فرمایا:۔

انا ابن من کان مستجاب الدعوت۔ انا ابن الشفیع المطاع انا ابن اول من تنشق عنہ الارض ومن یقرع باب الجنۃ انا ابن اول من ینفض راسہ من التراب۔ انا ابن من رضاہ رضاء الرحمٰن وسخطہ سخط الرحمٰن انا ابن من لا یسامی کرما۔

ترجمہ:۔ میں اس کا بیٹا ہوں جس کی دعا قبول ہوتی ہے۔ میں اس کا بیٹا ہوں جو قیامت کے دن شفاعت کرے گا اور اللہ تعالیٰ اس کی شفاعت کو قبول فرمائے گا۔ میں اس کا بیٹا ہوں جو تمام مخلوق سے پہلے سر اٹھائے گا اور جنت میں داخل ہو کر دعوتِ عام دے گا۔ میں اس کا بیٹا ہوں جس کی رضا اللہ کی رضا ہے میں اس کا بیٹا ہوں جس کا غصہ اللہ کا غُصّہ ہے میں اس کا بیٹا ہوں جس کے مقابلہ میں کوئی شخص سخاوت اور کرم نہیں کر سکتا۔

اس موقعہ پر حضرت معاویہ نے کہا۔ حسن! ہم حضورؐ کے کمالات وفضائل کو خود جانتے ہیں اب مزید بیان کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے کہا۔

یا معاویہ! انما الخلیفہ من بات بالجور وعطل السنۃ

marfat.com

واتخذ الدنيا اما وابا ولكن ذالك ملك وكان قد انقطع وانقطعت لذته وبقيت تبعته ثم تلا وان ادري لعله فتنة لكم ومتاع الى حين ط

ترجمہ:۔ اے معاویہ! حضورؐ کی خلافت اور جانشینی کا مطلب یہ ہے کہ حضورؐ کی اطاعت اور اتباع کی جائے۔ خلافت اس چیز کا نام نہیں کہ جور و ستم کو جاری کر دیا جائے اور حضورؐ کی سنتوں کو نظر انداز کر دیا جائے دنیا کو اپنا باپ اور ماں نہ بنالیا جائے بلکہ یہ تو ایک سلطنت ہے، جو کسی وقت بھی ختم ہو سکتی ہے۔ اور صرف اس کے بُرے اثرات باقی رہ جاتے ہیں۔

یہ باتیں کہہ کر آپ منبر سے نیچے اُتر آئے۔

جب حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما کو شہید کیا گیا تو حضرت عبداللہ بن عباس نے یزید بن معاویہ کو ایک خط لکھا جس میں تحریر تھا۔

"مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ تمھیں مزید مہلت نہیں دے گا تم نے فرزند رسول اللہؐ کو شہید کیا ہے دنیا میں تمھاری زندگی کے دن تھوڑے رہ گئے ہیں تجھے عنقریب اللہ کا عذاب گرفت میں لینے والا ہے تم دنیا سے خوار و ذلیل ہو کر جاؤ گے۔"

حضرت حسین کی شہادت ہی یزید کے سلطنت کے زوال کا سبب بن گئی۔

امیرالمومنین علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے اپنی آخری وصیت میں فرمایا تھا اور یہ اس وقت کے کلمات ہیں جب آپ کوفہ کی مسجد میں ابن ملجم کے ہاتھوں زخمی ہوئے تھے کہ تمھارے درمیان رسول اللہؐ کی اولاد موجود ہے تم انھیں کی اتباع کرو اور گمراہ نہ ہونا کیونکہ یہ خاندان داعیانِ حق میں سے ہے۔ وہ نجات یافتہ لوگ ہیں یہ ارکانِ زمین ہیں یہ آسمانوں کے ستارے ہیں ان سے راہنمائی حاصل ہوتی ہے یہ اس درخت سے ہیں جس کی جڑیں اور ٹہنیاں پاک ہیں ان کا نصب سرزمین حرم سے ہے انکے چشمے

marfat.com

چشم کرم سے ہیں۔ ان کی ابتداء بھی مبارک ہے ان کی انتہا بھی مبارک ہے وہ تمام نجاستوں سے پاک اور صاف ہیں وہ ہر انسانی برائی سے پاک ہیں اس درخت کی شاخیں اتنی بلند ہیں کہ کسی کا ہاتھ وہاں نہیں پہنچ سکتا ان کے میوہ اتنے بلند ہیں کہ ہر کوئی نہیں کھا سکتا ان کے اوصاف بیان کرنے سے زبانیں قاصر ہیں۔ یہ حق کی طرف بلانے والے ہیں تمام مخلوقات ان کی نیاز مند ہے وہ حضورؐ کی خلافت کے اہل ہیں اور خلافت کا حق ادا کرتے ہیں۔ رسول اللہؐ نے ہمیں اطلاع دی ہے کہ میں تمہارے درمیان دو چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں قرآن پاک اور اہل بیت یہ دونوں حوض کوثر کے کنارے تک ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوں گے۔

ایک فاسق سیدزادہ

ایک سید جو اولاد حضرت حسن اور حسین سے تھا وہ اپنے آباءؑ کے طریقہ پہ نہ چلتا تھا اور فسق و فجور سے پرہیز نہ کرتا تھا، اکثر شراب پیتا، ایک دن وہ اور ایک عام آدمی آپس میں لڑ پڑے ایک دوسرے کو سخت کلامی کرتے رہے سید نے اسے کہا خدا کی قسم تمہاری شکایت میں اپنی والدہ فاطمہ سے کروں گا اس عام آدمی نے کہا جاؤ جہاں جاؤ میری شکایت کرو تم جیسے کی مجھے کیا پرواہ ہے۔ رات آئی اس شخص نے خواب میں دیکھا کہ سیدۃ فاطمۃ الزہرا جا رہی ہیں یہ شخص آپ کو ملنا چاہتا ہے مگر سیدہ منہ ایک طرف کر کے نکل جاتی ہیں۔ اور اس سے منہ ایک طرف کر لیتی ہیں اس شخص نے دوڑ کر سیدہ کی تواضع اور سلام کرنا چاہا اور ہاتھ چومنے چلا ہے۔ مگر آپ اس سے دور ہٹ گئیں اور کہنے لگیں ہٹ جاؤ تم وہی نہیں ہو جس نے میرے بیٹے کو برا بھلا کہا تھا اس شخص نے کہا سیدہ! میں توبہ کرتا ہوں آج کے بعد میں کسی سید سے گستاخی نہیں کروں گا خواب سے بیدار ہوا ادھر اس سید زادے نے بھی خواب میں سیدہ فاطمہ کو دیکھا اور آگے بڑھ کر ہاتھ چومنا چاہا تو اضع کے لیے آگے جھکا مگر حضرت فاطمہ نے کہا دور ہو جاؤ۔

اس نے کہا: کیا میں آپ کا بیٹا نہیں ہوں؟ حضرت فاطمہ نے فرمایا تم میرے بیٹے ہو مگر تم نے مجھے بدنام کر دیا ہے۔ رسول پاک کو بدنام کر دیا ہے اپنے اعمال بد کی

marfat.com

وجہ سے ۔ گالی گلوچ کی وجہ سے، تم مجھ سے نہیں ہو ۔ علوی نے کہا میں توبہ کرتا ہوں اس کے بعد آپ کو مجھ سے بُرے کاموں کی شکایت نہ ہوگی ۔ وہ خواب سے اٹھا گھر سے شراب و کباب کے تمام آلات توڑ ڈالے شراب باہر پھینک دی گھر سے نکلا اس آدمی سے معافی مانگنے کے لیے ۔ اس کی تلاش میں نکلا ۔ راستے میں دونوں کی ملاقات ہوئی ایک دوسرے سے معذرت طلب کی اور اپنی اپنی خواب کے واقعات سنائے سید نے عام آدمی کو معاف کر دیا ۔ اور سید نے بھی اس شخص سے معافی مانگ لی ۔

صاحبُ الخاتم

بغداد میں ایک سیدزادہ صاحب الخاتم کے نام سے شہرت رکھتا تھا ۔ اسلامی معاشرے میں اس کا بڑا نام تھا اس نے ایک شخص کے ہاتھ میں انگشتری دیکھی اس کا دل للچایا اور چاہتا تھا کہ یہ انگشتری اسے مل جائے مگر اس نے مانگنے کے باوجود نہ دی ۔ اس شخص نے رات کو حضرت فاطمۃ الزہرا کو خواب میں دیکھا آپ نے فرمایا تم نے بخل سے کام لیتے ہوئے میرے بیٹے کو انگوٹھی نہیں دی ۔ وہ آدمی خواب سے اٹھا انگوٹھی کو دھویا ۔ عرق ملا کر اسے پاک کیا اور اس سیدزادے کو بلا کر پیش کی ۔ اور معافی چاہی ۔ اسی بنا پر اسے صاحب الخاتم کہا جاتا تھا ۔

مرج البحرین

حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا نام فاطمہ اس لیے رکھا گیا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے فاطمہ اور اس کے ماننے والوں پر آتش دوزخ حرام کر دی تھی حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ اس آیۃ کریمہ کی تفسیر میں بیان فرماتے ہیں مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيَانِ سے مراد یہ ہے کہ بحرین امیر المومنین حضرت علی اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا ہیں ۔ يَخْرُجُ مِنْهُمَا اللُّؤْلُؤُ وَالْمَرْجَانُ سے مراد حسن وحسین رضی اللہ عنہما ہیں ۔

امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ دنیا کے تمام بیٹے اپنے باپ سے نسبت رکھتے ہیں مگر میری بیٹی فاطمہ کے بیٹے اپنے نانے سے نسبت رکھتے ہیں میں ان کا باپ بھی ہوں اور نانا بھی ہوں

marfat.com

دو میرے فرزند بھی ہیں اور نواسے بھی۔ حضورؐ نے ایک اور جگہ فرمایا میری بیٹی فاطمہؑ قیامت کے دن میدان عرفات میں خون آلود کپڑے لے آئی ہے۔ اور ایک ہاتھ عرش معلیٰ پر رکھے گی اور کہے گی اے داورِ حق! میرے اور قاتلانِ حسینؑ کے درمیان انصاف فرما۔ اللہ تعالیٰ فیصلہ فرمائے گا اور رسول اللہ اس کی تصدیق کریں گے۔ اور کہیں گے

ان قاتل الحسین فی التابوت	حسین کا قاتل جہنم کے ایک تابوت
من نار علیہ نصف عذاب اھل	میں بند ہوگا تمام دنیا والوں کا نصف
الدنیا وقد شدت یداہ ورجلاہ	عذاب اسے ہوگا اس کے ہاتھ اور پاؤں
بسلاسل من النار منکث فی	آتشیں زنجیروں سے جکڑے ہوئے
النار حتی یقع فی قعر جہنم	ہوں گے اور وہ دوزخ کی گہرائیوں
ولہ ریح یتغوث اھل النار	میں اوندھا لٹکا ہوگا اور اہلِ جہنم
من شدۃ تنتن ریحہ تاویل	اس کی بدبو سے فریاد کریں گے
من عذاب اللہ!	

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علی! جب قیامت کا دن ہوگا تم اور تمھاری اولاد ابلق گھوڑوں پر سوار ہوں گے۔ مرصع تاج سروں پر ہوں گے۔ گھوڑوں پر یاقوت کی کاٹھیاں ہوں گی۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا سیدھے بہشت میں جاؤ۔ حالانکہ اس وقت دوسرے لوگ اس انتظار میں ہوں گے کہ اللہ تعالیٰ کیا حکم فرماتا ہے۔

حضورؐ نے فرمایا اللہ کو دوست رکھو اس نے تم لوگوں کو گوناگوں نعمتیں دی ہیں۔ مجھے دوست رکھو تاکہ اللہ تعالیٰ تم کو دوست رکھے۔ میری اہلِ بیت کو دوست رکھو تاکہ میں تم سے محبت کرنے لگوں۔

حضورؐ نے فرمایا اے آلِ عبدالمطلب! میں نے اللہ سے دعا کی ہے کہ وہ تمھیں نیکی پر ثابت قدم رکھے۔ تم گمراہی سے بچو، جہالت سے دور رہو اور تمھارے دلوں کو سخی بنا دے اگر ایک انسان ساری عمر اپنے دو پاؤں پر کھڑا کھڑا نماز ادا کرے اور روزہ رکھے اللہ تک رسائی بھی حاصل کرلے مگر دل میں خاندانِ نبوت سے کینہ رکھے، دوزخ سے

marfat.com

نہیں بچ سکے گا۔

حضور نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اور جگہ فرمایا کہ قیامت کے نزدیک جب ہر انسان افراتفری کا شکار ہوگا وہ شخص مجھے محبوب ہوگا جو گھوڑے پر زین ڈال کر ہتھیار لگا کر میری اہلِ بیت کی نگرانی کرے گا۔

حضرت علی بن الحسین رضی اللہ عنہما نے اپنے فرزند جعفر رضی اللہ عنہ کو کہا کہ جبتک اہلبیت میں حق موجود رہے گا جب یہ لوگ ختم ہو جائیں گے تو مسجد کی بجائے مسجدوں کے تختے ہی رہ جائیں گے۔ جس طرح حضرت موسیٰ کی قوم کی مسجد کے تختے تھے اور رافضی کو قتل کر دیا جائے گا۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہے کہ ایک دن امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ تشریف فرما تھے۔ کہ انھوں نے ایک ٹھنڈی آہ کھینچی۔ میں نے پوچھا آپ نے یہ ٹھنڈی آہ کیوں کھینچی ہے۔ آپ کیوں افسردہ خاطر ہیں؟ آپ نے فرمایا جو کچھ میں دیکھ رہا ہوں وہ ایک دن تم پر گذرنے والا ہے۔ یہ کام تمھارے اپنے ہم مذہب ہی دشمنی اور بغض کی وجہ سے کریں گے اگر میں وہ نہ سنتا جو حضور نبی کریمؐ نے مجھے بتایا تھا۔ تو میں غمزدہ ہی رہتا۔ حضرت حسین نے پوچھا انھوں نے کیا بتایا تھا۔ حضرت علی نے کہا اے اللہ! یہ تیرے رسولؐ کے اہلِ بیت ہیں ان کے بدکاروں کو نیک کردار بنا دے تمام کو میری وجہ سے بخش دے۔ حضرت علیؓ نے فرمایا اللہ نے رسولِ کریم کی اس دعا کو قبول فرما لیا۔ جو تمھارے حق میں کہی تھی۔ اور ان لوگوں کے لیے بھی جو تمھارے بعد ہوں گے۔

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا اگر انسان ایک ہزار سال تک رکنِ ابراہیم کے درمیان عبادت کرتا رہے مگر اس کا دل حبِ اہلِ بیت سے خالی ہو اللہ تعالیٰ اسے دوزخ میں ڈالے گا۔ ابو صالح سے کلبی (داحیہ) نے روایت کی ہے کہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے تفسیر قرآنِ پاک میں کہا ہے۔ قُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَاءَ نَا وَ اَبْنَاءَ كُمْ وَ نِسَاءَ نَا وَ نِسَاءَ كُمْ اس سے مراد یہ ہے کہ ابناء حسن وحسین رضی اللہ عنہما ہیں۔ نساء نا سے مراد حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا، انفسنا سے مراد خود نبی کریم

marfat.com

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات گرامی ہے حضرت علی کرم اللہ ہیں فَنَجْعَلْ لَعْنَۃَ اللّٰہِ عَلَی الْکٰذِبِیْنَ سے مراد عاقب، سید، عبد السمیع اور ان کے نصاری دوست ہیں۔

نجران کا وفد ایک دفعہ نجران کا ایک وفد آیا یہ لوگ عیسائی تھے حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اس وفد کے سردار عاقب، سید اور عبد السمیع تھے۔ انھوں نے کہا یا محمد آپ ہمارے بزرگوں کو گالیاں دیتے ہیں حضورؐ نے فرمایا تمھارے بزرگ کون لوگ ہیں؟ انھوں نے کہا عیسیٰ بن مریم! آپ کہتے ہیں کہ وہ بندہ ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خدا کی قسم وہ تو اللہ کا بندہ تھا۔ وہ اللہ کا نیک بندہ تھا یہ لوگ اتنی بات سن کر بڑے ہی خشمگیں ہوئے۔ اور کہنے لگے یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں بھلا بندہ بھی مردہ زندہ کر سکتا ہے۔؟ مادر زاد اندھے کو بینا کر سکتا ہے؟ مٹی کا پرندہ بنا کر اسے اڑا سکتا ہے۔؟ حضورؐ چند لمحات خاموش رہے حضرت جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے اور یہ آیۃ کریمہ اُتری۔

لقد کفر الذین قالوا ان اللّٰہ ہو المسیح بن مریم	ان لوگوں نے یہ بات کفر کی کہی ہے کہ جو یہ کہتے ہیں کہ مسیح ابن مریم خدا ہیں۔

اس کے بعد جبرئیل نے کہا:۔

ان مثل عیسیٰ عند اللّٰہ کمثل اٰدم خلقہ من تراب	بیشک حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی حضرت آدم علیہ السلام کی طرح انسان ہی تھے اور وہ بھی مٹی سے بنے تھے
فمن حاجك فیہ من بعد ما جاءك من العلم فقل تعالوا	جو شخص علم رکھنے کے باوجود جھگڑا کرنے پر آمادہ ہو اسے کہہ دیجیے کہ آؤ۔

اگر یہ لوگ باایں ہمہ آپ سے جھگڑا کرتے ہیں تو آپ ان کو فرما دیجیے کہ وہ اپنے بیٹوں کو لے کر آجائیں اپنی عورتوں کو لے آئیں ہم بھی اپنے بیٹوں کو لے آتے ہیں اور

marfat.com

اپنی عورتوں کو لے آتے ہیں۔ پھر ہم اللہ کے سامنے دعا کرتے ہیں اور جھوٹے پر لعنت کرتے ہیں چنانچہ فریقین اس بات پر رضامند ہو گئے۔ حضور نبی کریم نے حضرت علی کا ہاتھ پکڑا، حسن و حسین اور سیدہ فاطمہ کو آگے لگایا۔ اور فرمایا۔ آؤ! میں اپنے اہل و عیال کو لے آیا ہوں تم بھی اپنے بیٹے۔ بیٹیوں اور عورتوں کو لے آؤ۔ عیسائی آپ کے اس عمل سے ڈر گئے انھوں نے کہا کہ ہم صلح کرنا چاہتے ہیں اور ہم ہر سال دو ہزار حلّے بھیجیں گے ایک ہزار حلے رجب کے مہینے میں بھیجا کریں گے اور ایک ہزار حلّے ماہِ صفر میں لایا کریں گے حضور نے فرمایا میں اس رب کی قسم کھاتا ہوں جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اگر یہ لوگ میرے مقابلہ میں مباہلہ کے لیے آجاتے تو ایک سال کے اندر اندر اللہ کے غضب سے ایک فرد بھی زندہ نہ بچتا۔

حضرت امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ فرمایا کرتے تھے کہ حضرت حسن و حسین مجھے بابا یا ابا کہہ کر نہ پکارتے۔ وہ رسولِ مقبول کو بابا اور ابا کہہ کر بلاتے یہ حضور کی محبت کا ایک کرشمہ تھا۔

ہارون الرشید کی مجلس میں ذکرِ حسین

ایک دفعہ خلیفہ عباسیہ ہارون الرشید کے دربار میں امیر المومنین سیدنا علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہٗ کا ذکر خیر ہو رہا تھا۔ ہارون الرشید نے کہا۔ بعض لوگوں کو میرے متعلق یہ بدگمانی ہے کہ میں سیدنا علی اور حسن و حسین رضی اللہ عنہم کے خلاف ہوں۔ مجھے اللہ کی قسم ہے ایسا قطعاً نہیں۔ یہ ان لوگوں کی بدگمانی اور الزام تراشی ہے۔ میرا اللہ جانتا ہے کہ مجھے حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ سے کتنی محبت ہے اسی طرح میں حضرات حسن و حسین رضی اللہ عنہما کو بھی دوست رکھتا ہوں۔ امیر المومنین مہدی نے مجھے اپنے باپ کے حوالے سے یہ بات سنائی تھی انھوں نے اپنے والد المنصور انھوں نے عبداللہ ابن عباس سے بیان کی۔ انھوں نے فرمایا میں ایک دن حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا ناگاہ حضرت فاطمۃ الزہرا روتی ہوئی خدمت رسول میں آئیں حضور نے فرمایا بیٹی تمھیں کیا ہوا ہے؟ کہا بابا حسن و حسین گھر سے باہر گئے مگر ابتک

marfat.com

واپس نہیں آئے کہیں گم ہو گئے ہیں۔ حضورؐ نے فرمایا بیٹی اللہ تعالیٰ نے ان دو شہزادوں کو پیدا فرمایا ہے اور وہ ان پر میری اور تمھاری نسبت زیادہ نظر التفات رکھتا ہے پھر آپ نے دونوں ہاتھ اٹھائے اور کہا

اللھم ان کانا اخذا برا دبحرا فاحفظھما وسلمھا

"اے اللہ حسن اور حسین صحرا و بیابان میں چلے گئے ہیں یا وہ دریا وادی میں گھوم رہے ہیں تو انھیں اپنی حفاظت میں رکھ انھیں سلامت رکھ"۔

اسی وقت حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے اور کہا یا رسول اللہ! آپ مطمئن رہیے وہ دنیا کے بزرگوار شہزادے ہیں۔ دنیا میں بھی محترم ہیں اور آخرت میں بھی۔ ان کا والد دنیا و آخرت میں بہترین انسان ہیں۔ وہ خطیرہ بنی نجار میں موجود ہیں سو رہے ہیں اللہ تعالیٰ نے ان کی حفاظت کے لیے فرشتہ مقرر کر دیا ہے۔ تاکہ ان کی نگہبانی کرے۔ حضورؐ اٹھے، مجلس میں بیٹھے صحابہ کرام کو ساتھ لیا اور خطیرہ بنی نجار جس کی حضرت جبرئیلؑ نے نشاندہی کی تھی۔ پہنچے، دیکھا کہ دونوں شہزادے ایک دوسرے کے گلوں میں باہیں ڈالے سو رہے ہیں۔ ایک فرشتہ اپنے پر پھیلائے ان پر سایہ کیے ہوئے ہے۔ سر پر سایہ کیے خلافت میں کھڑا ہے۔ حضورؐ نے دونوں کو دیکھا، بوسہ دیا، نیند سے بیدار کیا حسن کو کندھے پر اٹھایا حسین کو بائیں کندھے پر بٹھایا حضرت جبرئیل بھی حضورؐ کے ساتھ تھے۔ اور خطیرہ بنی نجار سے باہر آئے۔ حضور فرما رہے تھے جبرئیل میں تمھاری اسی طرح عزت کرتا ہوں جیسے اللہ کی نگاہوں میں تم محترم ہو۔ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آگے بڑھے اور کہا ایک کو میرے حوالے کریں۔ میں اٹھالوں حضورؐ نے فرمایا۔ حسن و حسین کو بہترین سواری ملی ہے اور مجھے بہترین سوار ملے ہیں آپ اسی طرح کندھوں پر بٹھائے مسجد میں لائے۔ بلال کو حکم دیا کہ اعلان کریں تاکہ لوگ جمع ہو جائیں جب مدینہ کے لوگ مسجد میں جمع ہو گئے حضورؐ اٹھے اور حسن و حسین کو کندھوں پر اٹھائے فرمایا اے معاشر مسلمانان! آج میں تمھیں ان لوگوں سے متعارف کرانا چاہتا ہوں جو اپنے نانا اور نانی کی وجہ سے بہترین خلائق ہیں۔ آپ نے فرمایا حسن و حسین دو ایسے بچے ہیں جن کا نانا بہترین

marfat.com

مرد ہے۔ اور حسن کی نانی بہترین عورت ہے۔ آپؐ نے فرمایا میں ان بچوں کے متعلق یہ بھی بتانا چاہتا ہوں کہ ان کا والد بہترین صحابہ میں سے ہے اور انکی والدہ فاطمہ بنت محمد بہترین عورت ہے آج میں تمھیں ایسے بچوں سے متعارف کراتا ہوں جن کا چچا بہترین انسان ہے اور جن کی پھوپھی بہترین عورت ہے۔ چچا حضرت جعفر ہیں اور پھوپھی حضرت اُمِّ ہانی بنتِ ابی طالب ہیں پھر آپ نے فرمایا ان بچوں کے ماموں اور خالہ بہترین اشخاص ہیں۔ آپ نے فرمایا قاسم بن رسول اللہ اور خالہ زینب بنت رسول اللہ ہیں۔ پھر آپ نے دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے اور کہا:

اللھم انک تعلم ان الحسن والحسین فی الجنة وابوھما فی الجنة وامھما فی الجنة وخالھما فی الجنة وخالتھما فی الجنة ومن احبھما فی الجنة ومن ابغضھما فی النار

"اے اللہ تو جانتا ہے۔ حسن و حسین بہشت میں ہوں گے ان کے والد اور والدہ بہشت میں ہوں گے۔ ان کے چچا اور چچی بہشت میں ہوں گے ان کے خالہ اور ماموں بہشت میں ہوں گے جو ان کو محبت کرے گا وہ بہشت میں ہوگا۔ جو ان سے دشمنی کرے گا اس کو جہنم میں ڈال۔"

اس حدیث کے راوی بیان کرتے ہیں کہ ہارون الرشید اس حدیث کو بیان کرتے جاتے تھے اور ان کی آنکھوں سے آنسو بہتے جاتے تھے۔ بات کرنی دشوار تھی۔ آواز رندھی ہوئی تھی۔

عبداللہ بن بریدہ رضی اللہ عنہ نے اپنے والد کی وساطت سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میز پر تشریف فرما تھے کہ اسی دوران حضرت حسین اور حسن رضی اللہ عنہما جو ابھی بچے ہی تھے مسجد نبوی میں آگئے دونوں کے پیراہن سرخ تھے۔ اور وہ اپنے نانا کی طرف گرتے پڑتے بڑھ رہے تھے۔ اس بات سے بے خبر تھے کہ حضورؐ قوم کو خطاب فرما رہے ہیں حضورؐ نے خُطبہ بند فرمایا منبر سے نیچے اُترے دونوں کو گود میں اٹھایا اور پھر منبر پر بیٹھ کر اپنے پاس بٹھالیا۔ اور فرمایا اللہ نے

marfat.com

سچ کہا ہے کہ تمھارا مال اور اولاد فتنہ ہیں یہ اللہ کی طرف سے آزمائش اور ابتلاء کی نشانیاں ہیں ۔میں نے ان بچوں کو گرتا پڑتا دیکھا تو نہ رہ سکا میں نے خطبہ روک دیا اور انھیں اٹھا لیا یہ محبت تھی شہزادگان مصطفیٰؐ کی۔

حضرت حسن کی اولاد

حضورؐ نے فرمایا:۔ بیٹے غموں کی ڈھال ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو یہ انعام دیا ہے اور میرے غموں کی ڈھال حسن اور حسین ہیں (رضی اللہ عنہما) حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت حسن پیدا ہوئے امیرالمومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس کا نام رکھیں آپ نے فرمایا میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نام رکھنے سے پہلے نام نہیں رکھ سکتا ۔حضورؐ تشریف لائے اور فرمایا میں اپنے نواسے کا نام اللہ تعالیٰ کی طرف سے نام رکھنے سے پہلے نہیں رکھوں گا حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے اور کہا اللہ تعالیٰ نے آپ کو سلام بھیجا ہے اور مبارک بھیجی ہے ۔کہ آپ کا نواسہ پیدا ہوا ہے ۔اللہ نے مزید فرمایا ہے کہ علی ابن ابی طالب آپ کے وزیر ہیں جس طرح حضرت ہارون، حضرت موسیٰؑ کے وزیر تھے آپ بھی حضرت ہارون کے بیٹے کا نام رکھیں حضورؐ نے پوچھا ہارون کے بیٹے کا کیا نام تھا ؟ جبرئیلؑ نے کہا شبر ، آپ نے فرمایا میری زبان تو عربی ہے عربی میں نام رکھیں ۔جبرئیل کہنے لگے اس کا نام حسن رکھیں ۔اس کے بعد جو پیدا ہوں ان کا نام حسین رکھیں ۔

خاکِ کربلا

حضرت ابی سلمہ بن عبدالرحمٰن روایت کرتے ہیں کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں ایک روشن دان تھا ۔حضور نبی کریمؐ اسی روشن دان سے حضرت جبرئیل کا انتظار فرمایا کرتے تھے ۔ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس انتظار میں تھے اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو فرمایا کسی کو یہاں نہ آنے دینا ان دنوں حضرت حسین رضی اللہ عنہ چھوٹے بچے تھے وہ لڑھکتے لڑھکتے حضورؐ کے قدموں میں پہنچ گئے حضرت جبرئیل علیہ السلام نے پوچھا یا رسول اللہ یہ کون ہے ؟ آپ نے فرمایا یہ میرا بیٹا ہے ۔جبرئیل نے پوچھا کیا آپ اسے پیار کرتے ہیں حضورؐ نے

marfat.com

فرمایا ہاں۔ جبرئیل نے کہا اسے تو آپ کی امت شہید کرے گی۔ حضورؐ نے تعجب سے پوچھا میری امت! حضرت جبرئیلؑ نے کہا ہاں یا رسول اللہ آپ کی امت! اگر آپ فرمائیں تو میں وہ مقام دکھا دوں جہاں اس نے شہادت پانی ہے حضرت جبرئیل نے عراق کے ایک علاقہ کی طرف اشارہ کیا وہاں سے ایک مٹھی مٹی اٹھائی وہ سرخ رنگ کی تھی۔ حضورؐ کو دیتے ہوئے کہا یہ خاکِ کربلا ہے۔

حضرت امیرالمومنین سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، کہ ایک دن حضور نبی کریمؐ ہمارے گھر تشریف لائے ہم نے آپ کے لیے حریرہ پکایا ہوا تھا۔ اُمِّ ایمن نے ہمارے لیے لکڑی کا ایک پیالہ جس میں دودھ، مکھن اور کھجوریں تھیں بطور تحفہ بھیجا۔ حضورؐ نے حریرہ تناول فرمایا میں پانی لے کر آگے بڑھا تاکہ آپ اپنے ہاتھ دھولیں۔ حضورؐ فارغ ہوئے تو اپنے ہاتھ سر اور چہرے پر ملے اور قبلہ رو ہو کر فرمانے لگے اور سر جھکا کر بہت روئے آپ کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے ہم آپ کی یہ حالت دیکھ کر کانپ گئے۔ ہمیں اتنی بھی ہمت نہ تھی کہ آپؐ سے پوچھیں کہ کیا معاملہ ہے؟ حضرت حسین ابنِ علی نے نہایت معصومیت سے پوچھا، بابا! آپ کو کیا ہو گیا ہے کہ آج آپ اس قدر رو رہے ہیں۔ کہ آج تک آپ کو اس حالت میں کبھی نہیں دیکھا۔ آپ نے فرمایا بیٹا آج میں تم سے اتنا خوش ہوں کہ اس سے پہلے ایسا کبھی نہیں ہوا۔ میرے دوست جبرئیل ابھی ابھی آئے تھے۔ مجھے بتا رہے تھے کہ تم شہید کر دیے جاؤ گے اور تمھاری شہادت گاہ بھی دکھا دی ہے جو پراگندہ ہو جائے گی۔ میں اس بات سے دل تنگ ہوا تھا۔ اللہ سے دعا مانگی اے اللہ تیری جو مصلحت ہے ایسا ہی کر۔

حضرت حسین نے پوچھا یا رسول اللہ! اگر میری شہادت گاہ پراگندہ ہو جاتی ہے تو میری شہادت گاہ کی زیارت کو کون آئے گا۔ اور کہاں پائے گا؟

حضورؐ نے فرمایا میری امت سے ایک جماعت ایسی ہو گی جو تمھاری قبر کی زیارت سے تقرب حاصل کرے گی تمھاری قبروں کو تلاش کریں گے میری محبت کی جستجو کریں گے

marfat.com

قیامت کے دن میں اس جماعت کا بازو پکڑوں گا اور انھیں حشر کی سختیوں اور قیامت کے مصائب سے چھڑاؤں گا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک دن حضور نبی کریمؐ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو بوسہ دے رہے تھے وہاں ہی اقرع بن حابس کھڑے تھے کہنے لگے یارسول اللہ! میرے دس بچے ہیں میں نے کبھی ایک کو بھی بوسہ نہیں دیا آپؐ نے فرمایا لا یرحم لا یرحم جو دوسروں سے پیار نہیں کرتا۔ اس سے کوئی بھی پیار نہیں کرتا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں ایک بار حضورؐ کے ساتھ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر گیا۔ حضورؐ نے دروازے پر کھڑے ہو کر تین بار آواز دی۔ مگر کسی نے جواب نہ دیا حضور وہاں ہی ایک دیوار کے سایہ میں بیٹھ گئے میں آپ کی خدمت میں کھڑا رہا۔ تھوڑی دیر بعد حضرت حسن رضی اللہ عنہ گھر سے باہر آئے۔ منہ دھویا ہوا اور گلے میں موتیوں کا ہار ڈالا ہوا۔ حضورؐ نے اسے اٹھا لیا چوما اور فرمایا مجھے خدا قسم ہے میرا یہ بیٹا بہت بڑا سردار ہو گا۔ اس کی وجہ سے دو جماعتوں کے اختلافات ختم ہوں گے اور مسلمانوں میں صلح ہو گی۔

جابر بن عبداللہ روایت فرماتے ہیں کہ حضورؐ نے فرمایا ہر ایک کی ولدیت ہوتی ہے اور ہر بیٹے کی نسبت اس کے والد سے ہوتی ہے۔ مگر میری بیٹی فاطمہ کے بیٹوں کی نسبت میرے ساتھ ہے۔ میں ہی ان کا ولی ہوں میں ہی ان کا باپ ہوں اور وہ میرے اہلِ بیت ہیں وہ میرا خون ہیں میرا جگر ہیں ان لوگوں پر افسوس ہے جو ان کی نسبت پر دروغ گوئی کرتے ہیں جو انھیں محبت کرتا ہے۔ اللہ اس سے محبت کرے گا جو ان سے دشمنی کرے گا وہ میرا دشمن ہو گا۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریمؐ کی زبانی میں نے سنا۔

الحسن والحسین ابنائے	حسن و حسین رضی اللہ عنہما دونوں میرے
من احبہما احبنی ومن احبنی	بیٹے ہیں جو ان کو دوست رکھے گا،

marfat.com

احبه الله ۔ ومن احبه	مجھے دوست رکھے گا جو کوئی مجھے دوست
الله ادخله الجنة ومن	رکھے گا وہ اللہ سے دوستی کرے گا
ابغضها ابغضنی ومن	جس کو اللہ دوست رکھے گا اس کی جگہ
ابغضنی ابغضه الله ومن	جنت ہوگی۔ جو انھیں دشمن جانے گا وہ
ابغضه الله ادخله النار	مجھے دشمن جانے جو مجھ سے دشمنی کریگا
علی وجهه ۔	اللہ سے دشمنی رکھے گا جسے اللہ دشمن
	رکھتا ہے اس کا ٹھکانا جہنم ہوگا۔

شہادت حضرت علی پر سید نا حسن رضی اللہ عنہ کا خطاب :۔

لقد قبض فی هذه الليلة رجل لم يسبقه الاولون ولا يدركه الاخرون وما ترك على ظهر الارض صفراء ولا بيضاء الا سبعمائة درهم فضلت من عطاياه اراد ان يبتاع بها خادما لاهله ثم قال ايها الناس من عرفنی فقد عرفنی ومن لم يعرفنی فانا ابن النبی وانا ابن البشير وانا ابن الداعی الى الله باذنه والسراج المنير وانا من اهل البيت الذی كان جبرئيل عليه السلام ينزل فينا ويصعد من عندنا وانا من اهل البيت الذين اذهب الله عنهم الرجس وطهرهم تطهيرا ۔ وانا من اهل البيت الذين افترض الله مودتهم على كل مسلم قال الله تعالى قل لا اسئلكم عليه اجرا الا المودة فی القربى ومن يقترف حسنة نزد له فيها حسنا واقتراف الحسنة مودتنا اهل البيت ۔

"لوگو آج رات حضرت امیر المومنین سیدنا علی کرم اللہ وجہہ سے ایک حادثہ ہوا ہے آج وہ شخص اللہ کی رحمت میں گیا ہے جس کا کوئی ثانی نہیں تھا

marfat.com

اب لوگ اسے نہ پاسکیں گے۔ اس نے روئے زمین پر اپنے لیے نہ سونا چھوڑا ہے نہ چاندی، ہاں اس کے پاس سات سو درہم چاندی رہ گئی ہے جو تقسیم کرنے والے تھے۔

اے لوگو! جس نے مجھے پہچان لیا اس نے اپنے آپ کو پہچان لیا ہے اور جس نے نہیں پہچانا اسے بتا دوں کہ میں رسولِ خدا کا بیٹا ہوں میں بشارت دینے والے کا بیٹا ہوں میں اللہ کی طرف دعوت دینے والے کا بیٹا ہوں میں سراج المنیر کا بیٹا ہوں میں اس خاندان سے تعلق رکھتا ہوں جنہیں اللہ تعالیٰ نے پاک پیدا کیا ہے۔ میں اس خاندان سے تعلق رکھتا ہوں جہاں جبرئیل امین آیا کرتے تھے۔ اس گھر کے رہنے والوں کو ہر پلیدی سے پاک فرمایا ہر مسلمان پر واجب کر دیا گیا ہے یارسول اللہ! آپ ان لوگوں پر واضح کر دیں کہ میں کسی سے کوئی صلہ نہیں مانگتا میں صرف اپنے اہلِ بیت کی محبت مانگتا ہوں. میرے اہلِ بیت سے محبت کا دوسرا نام نیکیاں جمع کرنا ہے۔"

بقیع بن الحرث نے حضورؐ کے غلام ابو الحمرا سے روایت کی ہے کہ حضورؐ ہر صبح آتے اور سیدہ فاطمہ کے گھر کے دروازے کو دستک دیتے۔ اور فرماتے السلام علیکم یا اهلبیت! ورحمة الله وبركاته پھر حضورؐ فرماتے یرحکم الله انما یرید الله لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا۔ بقیع فرماتے میں کہ میں نے ابو الحمراء سے پوچھا گھر میں کون ہوتا تھا؟ اس نے بتایا، فاطمہؓ، علی، حسن اور حسین رضی اللہ عنہم۔

عمران بن الحصین بیان فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

ان سألت ربی ان لا یدخل نار احدًا من اھل بیتی فاعطانی ذلك۔

(ترجمہ) میں نے اللہ سے دعا کی تھی اے اللہ میرے اہل بیت کے ہاں آگ داخل نہ کرنا اللہ نے میری یہ دعا قبول فرمالی تھی

marfat.com

سیدنا علی کرم اللہ وجہہٗ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا فرمان بیان کیا ہے کہ جو شخص اہل بیت کی امداد کرے گا قیامت کے دن میں اس کے مکافات کا ذمہ دار ہوں گا حضرت جابر کی روایت میں ہے کہ ہمارے اہل بیت کو تو صرف مومن ہی دوست بنا سکتا ہے۔ اور دشمنی منافق بدبخت ہی کر سکتا ہے۔

حضرت عاصم بن حمرہ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کی ہے کہ رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنت میں سب سے پہلے میں داخل ہوں گا فاطمہؓ ہوں گی حسنؓ ہوگا اور حسینؓ ہوگا حضرت علیؓ نے پوچھا یا رسول اللہ! ہمارے دوست؟ حضورؐ نے فرمایا تمھارے بعد تمھارے دوست آتے جائیں گے۔

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور نبی کریمؐ سے سنا کہ میں، فاطمہ، حسن، حسین اور علی رضی اللہ عنہم تمام خطیرہ المقدس میں ہوں گے۔ یہ قبہ بیضاء کا نام ہے ہمارے دوست و احباب عرش کے دائیں ہاتھ قیام کریں گے۔

حضرت زینب بنت جحشؓ روایت کرتی ہیں میں ایک دن علی الصباح سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر گئی دیکھا تو فاطمہ بڑی اداس اور پریشان بیٹھی ہیں فاطمہ نے کہا یا رسول اللہ! ہماری ماں آئی ہیں گھر میں کچھ بھی نہیں، حسن و حسین سوئے ہوئے ہیں۔ علی بیٹھے ہوئے ہیں کیا کیا جائے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کا شکر و ادا کیا اور فرمایا۔ بچوں کو اٹھا دیجیے۔ جب اٹھ بیٹھے تو فرمایا وہ دسترخوان تو بچھا دو فاطمہ نے دیکھا تو وہ دسترخوان رنگارنگ کے کھانوں سے اٹا پڑا تھا حضورؐ نے فرمایا بسم اللہ کر کے کھاؤ۔ کھانا کھانے لگے تو ایک سائل نے دروازہ کھٹکھٹایا اور زور سے کہنے لگا۔ (السلام علیکم اہل البیت اطعمو نامما رزقکم اللہ (اے گھر والو اللہ نے تمھیں دیا ہے مجھے کھانا دو) حضورؐ نے جواب دیا اللہ تمھیں بھی رزق دے تھوڑی دیر کے بعد سائل نے پھر وہی سوال کیا حضورؐ نے وہی جواب دیا، تیسری بار اس نے پھر آواز دی حضرت فاطمہ نے کہا یا رسول اللہ! یہ تو کوئی سوالی ہے۔ آپ نے فرمایا بیٹی یہ سوالی نہیں ہے یہ شیطان ہے یہ کسی بہانے یہ کھانا چاہتا ہے اللہ تعالیٰ اسے یہ کھانے نصیب نہیں

marfat.com

کرے گا یہ تو بہشت سے آیا ہے۔

حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما اپنی والدہ سیدہ فاطمۃ الزہرا سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دن حضور نبی پاک صاحب لولاک باہر آئے اور فرمانے لگے اللہ تعالیٰ تم لوگوں پر اپنا کرم فرماتا ہے اور اپنی بخشش کر رہا ہے میں اس کا پیغمبر ہوں اپنی قوم سے نہیں ڈرتا نہ دوستوں سے ڈرتا ہوں نہ رشتہ داروں سے جبرئیل نے مجھے خبر دی ہے کہ نیک بخت وہ ہے جو علی سے محبت کرتا ہے۔ میری زندگی میں اور میری زندگی کے بعد بھی۔

زید بن علی رضی اللہ عنہما نے روایت کی ہے اور یہ روایت لبانہ رضی اللہ عنہ سے نقل فرمائی ہے کہ ایک مقام پر جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم موجود تھے۔ اور تمام مہاجرین اور انصار بھی موجود تھے۔ صرف وہی صحابی غیر حاضر تھے جو کسی لشکر کے ساتھ مہم پر گئے ہوئے تھے۔ اسی اثنا میں سیدنا علی کرم اللہ وجہہٗ آئے وہ خشمگیں تھے حضورؐ نے تمام لوگوں کے سامنے فرمایا جو میرے علی کو ناراض کرے گا وہ مجھے ناراض کرے گا۔ جب بیٹھ گئے تو آپ نے پوچھا علی آپ کو آج کیا ہوا حضرت علیؓ نے فرمایا آج مجھے آپ کے چچا کے لڑکوں نے تنگ کیا ہے حضورؐ نے فرمایا میرے پاس آؤ کیا تم اس بات پر خوش نہیں ہو کہ میرے ساتھ بہشت میں رہو تمھارے بیٹے حسن و حسین بھی وہاں ہوں ہماری عورتیں ہمارے پاس ہوں پھر ہمارے احباب و دوست بھی ہمارے دائیں بائیں ہوں۔

ارطاۃ بن حبیب نے سیدنا علی کرم اللہ وجہہٗ کی روایت بیان فرمائی ہے۔ اور یہ روایت راوی نے اپنے بال پکڑ کر نہایت صحت سے بیان فرمائی حضرت علیؓ نے اپنے بال پکڑ کر روایت کی کہ حضور نبی کریمؐ نے اپنے بال مبارک پکڑ کر فرمایا یا علی! اگر کوئی شخص ایک بال برابر بھی تجھے ناراض کرے گا اس نے مجھے ناراض کیا ہو گا۔ جس نے مجھے ناراض کیا اس نے اللہ تعالیٰ کو ناراض کیا جو اللہ کو ناراض کرتا ہے اللہ کی لعنت ہے اس پر۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن میں حضورؐ کی مجلس میں موجود تھا کہ حسن یا حسین میں سے ایک شہزادہ حضور کی گود میں بیٹھا تھا اس نے کہا بابا میں نے گھر جانا ہے روانہ ہوا تو میں نے عرض کی یا رسول اللہ! اندھیرا ہے میں ساتھ جاتا ہوں فرمایا نہیں

marfat.com

تم نہ جاؤ۔ آسمان سے بجلی چمکی جس کا راستہ روشن کیا حتیٰ کہ وہ اپنے گھر پہنچ گئے۔
سیدنا علی رضی اللہ عنہ، حضور نبی کریم کی زبانی بیان کرتے ہیں کہ :۔

من اذانی فی اهل بیتی فقد اذی الله ومن اعان علی اذاهم ورکن الی اعداهم فقد اذن بحرب من الله ولا نصیب له عذا بی ستفاعة رسول الله

(ترجمہ) جو میرے اہلِ بیت کو ناراض کرے گا وہ مجھے آزردہ کرے گا، جو مجھے آزردہ کرے گا وہ اللہ کو ناراض کرے جو شخص اس ناراضگی میں ان کی اعانت کرے گا یا دشمنوں سے دوستی کرے گا۔ وہ اللہ سے جنگ کریگا اور حضورؐ کی شفاعت نہ پا سکے گا۔

حضرت قتادہ نے حضورؐ کی ایک حدیث نقل فرمائی ہے اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے کہ میرے اہلِ بیت کو توحید پر بہشت میں داخل فرمائے گا حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں کہ ایک سبیعہ دختر ابولہب حضورؐ کے پاس آئی اور کہنے لگی کہ لوگ مجھ پر آوازے کستے ہیں اور کہتے ہیں کہ تم دوزخی کی بیٹی ہو۔ حضورؐ اٹھے اور نہایت خشمناک ہو کر باہر نکلے، اور کہنے لگے ان لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ میرے رشتہ داروں کو تنگ کرتے ہیں۔ جو میرے رشتہ داروں کو تنگ کرے گا مجھے ناراض کرے گا۔ جو مجھے ناراض کرے گا اللہ تعالیٰ کو ناراض کرے گا[1]

حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ فرماتے ہیں کہ ایک دن حضور نبی کریم نے حسن اور حسین کے ہاتھ پکڑے اور فرمایا جو مجھے دوست رکھتا ہے ان دونوں کو دوست رکھتا ہے اور ان کے ماں باپ کو دوست رکھتا ہے قیامت کے دن وہ میرے ساتھ ہوگا۔
ابان بن ثعلب نے حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کی روایت سے حضور نبی کریم رؤف الرحیم کی

---

[1] حضورؐ نے یہ تنبیہ اس لیے فرمائی تھی کہ دشمنانِ رسول کے بیٹے بیٹیوں کا کوئی قصور نہ تھا ایک وقت آنیوالا تھا کہ دشمنانِ رسول کی یہ اولاد دامنِ اسلام میں آئے گی۔ مترجم۔

marfat.com

حدیث بیان فرمائی ہے کہ یہودیوں پر اللہ کا عذاب سخت ہو گیا، آتش پرستوں پر اللہ کا عذاب سخت ہو گیا، خون ناحق گرانے والے پر عذاب سخت ہو گیا اللہ کا عذاب اس پر سخت ہو گیا جو مجھے دکھ دیتا ہے اور مجھے وہ شخص دکھ دیتا ہے جو میری اولاد کو ستاتا ہے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ روایت کرتے ہیں کہ چار ایسے اشخاص ہیں جن کی شفاعت میرے ذمہ ہے اگر وہ ساری دنیا کے گناہ بھی کرلیں تاہم میں ان کی شفاعت کروں گا ایک وہ جو میری اولاد کی امداد کے لیے تلوار لے کر نکل آئے گا۔ دوسرا وہ جوان کی ضروریات پوری کرے گا۔ تیسرا وہ جوان کی حاجات کو پورا کرنے کے لیے کوشش کرتا ہے گا چوتھے وہ جوان سے دل و جان سے محبت کرے گا۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے اس شخص کیلیے بہشت حرام کر دی ہے جس نے اہل بیت پر ظلم کیا جس نے ان سے جنگ کی۔ جس نے انھیں گالیاں دیں، جس نے انھیں لوٹا۔ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں سے بات نہ کرے گا۔ اور وہ سخت عذاب میں دھکیلے جائیں گے۔

حضورؐ نے فرمایا:۔

کل دعا محجوب عن السماء	ہر دعا آسمانوں میں معلق رہتی ہے
حتی یصلی علی محمد	جب تک حضورؐ پر درود نہ پڑھا جائے

مجاہد نے ابن عمر سے یہ روایت بیان کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا سب سے پہلے جس شخص کی میں شفاعت کروں گا وہ اہل بیت سے ہوگا پھر جو اس کے نزدیک تر ہوگا۔ پھر دوستوں کی شفاعت کروں اور جو شخص ان کے نزدیک ہوگا پھر وہ لوگ جو ایمان لائیں گے پھر وہ لوگ جو یمن سے میری اتباع کریں گے پھر وہ لوگ جو عرب کی سرزمین سے تعلق رکھتے ہوں گے۔ پھر وہ لوگ جو عجم سے تعلق رکھتے ہوں گے۔

حضرت علی ابن ابی طالب فرماتے ہیں کہ میں نے حضور نبی کریم سے سنا ہے آپ نے فرمایا کہ ہر پیغمبر کے دوست ہوتے ہیں میرے چودہ دوست ہیں علی ہیں، فاطمہ ہیں، حسن ہیں حسین، ابوبکر ہیں، عمر ہیں، حمزہ ہیں، جعفر ہیں، ابن مسعود ہیں، بلال ہیں، عمارہ ہیں

marfat.com

ابوذر ہیں، سلمان ہیں، المقداد ہیں۔

حسن وحسین نماز کے وقت

عتبہ بن عزوان نے روایت کی ہے کہ حضور نماز ادا کر رہے تھے میں نے دیکھا کہ حسن اور حسینؓ مسجد میں آئے۔ آپ سجدہ میں تھے یہ دونوں بچے حضورؐ کی پشت پر سوار ہو گئے حضورؐ نے ان کی دلدہی کے لیے سجدہ لمبا کر دیا۔ نماز سے فارغ ہو کر دونوں کو گود میں لے لیا۔ ایک بار حسن کو چومتے اور دوسری بار حسین کو چومتے، جو لوگ مسجد میں موجود تھے، پوچھنے لگے یا رسول اللہ! آپ دونوں سے پیار کرتے ہیں۔ فرمایا: میں دنیا میں بہشت کی ان کلیوں کو کیونکر پیار نہ کروں۔

حضرت ابورافع روایت کرتے ہیں کہ حسن رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے تو سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے عقیقہ کرنا چاہا ایک بکری ذبح کرنا چاہی۔ حضورؐ نے حضرت فاطمہ کو فرمایا بکری ذبح نہ کرو۔ حسن کے بالوں کے برابر چاندی لے کر درویشوں اور غریبوں میں تقسیم کر دو۔ حسین رضی اللہ عنہ کی پیدائش پر ایسا ہی کیا گیا۔

حسن وحسین کی کشتی

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں۔ میں نے دیکھا ایک دن حضور نبی کریمؐ کے سامنے حضرت حسن اور حسین آپس میں کشتی لڑ رہے تھے۔ رسول اللہؐ فرماتے ہاں حسن! انس نے کہا یا رسول اللہ آپ بڑے کو چھوٹے پر للکار رہے ہیں آپ نے فرمایا ادھر جبرئیل کہہ رہے ہیں ہاں حسین! وہ حسین کو للکار رہے ہیں میں حسن کو کیوں نہ للکاروں؟

مسروق رضی اللہ عنہ حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ سے روایت کرتے ہیں میرے پاس حسن اور حسین آئے۔ میں نے دونوں کو سونے کا دینار دیا میرے پاس ایک چادر تھی میں نے اس کے دو ٹکڑے کر دیے ایک ایک ٹکڑا دونوں کے لیے تیار کر کے کندھوں پر ڈال دیے بچے بہت خوش ہوئے اور خوش خوش گھر سے باہر چلے گئے۔ حضورؐ نے انھیں خوش خوش دیکھا تو فرمایا میری دونوں آنکھوں کی ٹھنڈک! یہ چادریں تمھیں کس نے پہنائی ہیں اور یہ روپے کس نے دیے ہیں؟ اللہ تعالیٰ اسے جزائے خیر دے انھوں نے بتایا ہماری ماں عائشہ نے

marfat.com

دیے ہیں آپ نے فرمایا بیٹا تم نے صحیح کہا ہے عائشہ تمہاری بھی ماں ہے تمام مسلمانوں کی ماں ہے حضرت عائشہ بیان کرتی ہیں کہ میں نے حضورؐ سے اتنی خوشی میں بات کبھی نہیں سنی تھی۔ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں میں نے دیکھا حضورؐ پیار سے حضرت حسن کے پیٹ کو بوسہ دے رہے ہیں۔

حسن و حسین حضرت صدیق کی نظر میں

ایک دن سیدنا صدیق ابو بکر رضی اللہ عنہ نے حسن و حسین دونوں کو کھیلتے دیکھا دونوں کو اپنی گود میں اٹھا کر چوما اور کہا خدا کی قسم تم علی جیسے نہیں تم تو رسول اللہؐ کی طرح دکھائی دیتے ہو یہ بات حضرت علی سن کر مسکرا رہے تھے۔

ربیعہ بن شعبان رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے ایک دن حضرت حسن کو پوچھا کیا حضور نبی کریمؐ سے کوئی بات یاد ہے۔ آپ نے فرمایا ہاں۔ ایک دن صدقے کی چند کھجوریں حضورؐ کے پاس لائی گئیں میں نے ایک کھجور اٹھائی اور منہ میں ڈالی حضورؐ نے اپنی انگلی سے میرے منہ میں سے ترشدہ کھجور نکال لی۔ اور فرمایا

ما علمت انا آلِ محمد لا	کیا تمھیں معلوم نہیں کہ آلِ محمد پر صدقہ
تحل لنا صدقة	اور زکوٰۃ جائز نہیں۔

سید ریاض الجنۃ

حسن بن علی رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ایک پھول دیا۔ میں سونگھنے لگا، تو آپؐ نے فرمایا یہ پھول ریاحین الجنۃ سے ہے اور تم بھی جنت کے پھولوں سے ایک پھول ہو۔

ایک روایت میں آیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کو وہ شرف حاصل نہ تھا جو حضرت حسن کو تھا آپ گھر کے سامنے اپنا فرش بچھاتے اور اس پر تشریف فرما ہوتے تو لوگ ازراہِ ادب ادھر سے نہ گذرتے اور حضرت حسن کے احترام سے ادھر گذرنے کی جراءت نہ کرتے۔ جب لوگوں کو علم ہو جاتا کہ آپ اندر تشریف لے گئے ہیں پھر اس راستہ سے گذرتے۔ ایک دن مکہ کے راستہ میں حضرت سیدنا حسن اپنی سواری سے نیچے اُترے

marfat.com

اور پیادہ چلنے لگے۔ کوئی سوار ایسا نہ تھا جو اپنی سواری سے ادباً نیچے نہیں اترا حتیٰ کہ سعد وقاص بھی اپنی سواری سے اتر کر حضرت حسن کے پیچھے پیچھے پاپیادہ آرہا تھا۔

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے اپنی انگشتری پر ایک نقش کندہ کرانا چاہیے آپ متردد تھے کہ کون سا نقش کندہ کرائیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خواب میں دیکھا کہ ایک سرسبز وادی میں کھڑے ہیں اور ایک کنوئیں سے پانی نکال رہے ہیں۔ حضرت حسنؓ نے پوچھا یا روح اللہ! میں اپنی انگشتری پر نقش کندہ کرانا چاہتا ہوں آپ مشورہ دیں آپ نے فرمایا یہ لکھاؤ لاالہ الا اللہ الملک الحق المبین۔ یہ کلمات انسان کو غم واندوہ سے محفوظ رکھتے ہیں اور انجیل کی آخری آیۃ کریمہ ہیں۔

سید شباب اہل الجنۃ

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

من سرہ ان ینظر الی سید شباب اھل الجنۃ فلینظر الی الحسین بن علی

(ترجمہ) جو شخص جوانانِ اہلِ جنت کو دیکھ کر خوش ہونا چاہتا ہے وہ حسین ابن علی کو دیکھ لے۔

عبداللہ بن ابی رافع بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضور نبی کریم کو حضرت حسینؓ کی پیدائش پر ان کے کانوں میں اذان دیتے دیکھا۔ حضرت زین العابدین فرماتے ہیں، کہ میں نے اپنے والد حضرت حسینؓ سے سُنا تھا اگر کوئی شخص مجھے کان میں گالی دے (آپ نے دائیں کان کی طرف اشارہ فرمایا) اور پھر اسی کان سے مجھ سے معافی مانگ لے میں اسے معاف کردوں گا کیونکہ مجھے میرے والدِ محترم حضرت علیؓ نے بتایا ہے کہ میرے نانا نے فرمایا تھا۔ میرے حوض کوثر پر وہی شخص آئے گا جو معافی مانگنے والوں کو معاف کرتا ہے گا یہ گناہ خواہ سچے ہوں یا جھوٹے اگر معذرت کرلی ہے تو اسے معاف کرے ایک شاعر نے آپ کی اس صفت کو اپنے الفاظ میں بیان کیا ہے۔

اقبل معاذیر من یاتیک معتذرا　　ان بر عندک فیما قال اوفجرا

فقد اطاعك من يرجيك ظاهرہ وقد اجلك من يعصيك مستترا

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما حضور نبی کریم سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے مجھے بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر یحییٰ علیہ السلام کے ایک خون کے بدلے ستر ہزار لوگوں کا خون لیا تھا۔ مگر آپ کی بیٹی کے بیٹے حسینؓ ابن علی کے ایک خون کے بدلے ستر ہزار ستر خون کا بدلہ لے گا۔

حضرت جعفر صادق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے والد محترم حضرت حسین کی شہادت پر روتے تھے اور اس واقعہ کے بعد تین سال تک روتے رہے۔ بزرگوں کی ایک جماعت جن میں واثلہ بن الاسقع، مروان بن الحکم، المسور بن المخرمہ اور دوسرے چند مشائخ ہر سال اس واقعہ کی یاد منانے کے لیے آتے، اور اس دن بڑے روتے۔ اور ذکرِ حسین بھی کرتے۔

اہل بیت کا امتحان

ابو جعفر محمد بیان کرتے ہیں زینب نامی عورت نے جب نبوّت کا دعویٰ کیا تو کہنے لگی میں ہی فاطمہ بنت محمدؐ کی بیٹی ہوں ان دنوں متوکل خلیفہ تھے۔ اسے دربار میں حاضر کیا گیا اور اس سے نسب پوچھا گیا اس نے حضرت علی اور فاطمہ سے نسبت قائم کی۔ متوکل نے اپنے دربار میں بیٹھے ہوئے احباب کو کہا اس نسبت کو کیسے درست مانا جاسکتا ہے۔ فتح بن خاقان نے کہا، آپ اس مسئلہ میں محمد بن علی بن موسیٰ رضا کو بلائیں وہ اس حقیقتِ حال پر روشنی ڈال سکتے ہیں انھیں بلایا گیا متوکل نے آپ کا بڑا احترام کیا اپنے سامنے تختِ خلافت پر بٹھایا اور کہا یہ عورت دعوای کرتی ہے کہ یہ حضرت علی اور فاطمہ کی اولاد میں سے ہے آپ کا کیا خیال ہے؟ آپ نے فرمایا اس کی سچائی کو پانا بڑا آسان ہے آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے فاطمۃ الزہرا کی اولاد کا گوشت درندوں پر حرام کر دیا ہے آپ اسے شیر کے پنجرے میں ڈال دیں، اگر وہ سچی ہوگی تو شیر سونگھ کر ادب کریگا ورنہ اسے چیر پھاڑ جائے گا جب اسے لے گئے اس نے راستہ میں کہا میں جھوٹی ہوں مجھے معاف کر دیا جائے۔ میں نے غلط دعویٰ کیا تھا اسے سزا کے طور پر ایک ننگے اونٹ کی پشت پر الٹے منہ بٹھا دیا اور منادی کرادی کہ

marfat.com

سرزمین شہر میں یہ جھوٹی عورت جو اپنے آپ کو زینب کہتی ہے اسے حضرت فاطمہ یا حضرت علی کے گھرانے سے کوئی نسبت نہیں ہے کچھ عرصہ کے بعد حضرت ابو جعفر محمد بن علی بن موسیٰ رضا کا ذکر خیر متوکل کے دربار میں چل نکلا علی بن الجہم نے کہا امیر المومنین! اگر ابو جعفر کی بات سچی ہے تو آپ ایک دن امتحان لیں۔ اور ابو جعفر کو درندوں کے پنجرے میں ڈال کر تو دیکھیں۔ متوکل نے حکم دیا کہ ان درندوں کو تین دن رات بھوکا رکھا جائے ایک پنجرہ لاکر دربار کے سامنے رکھا جائے اور متوکل سامنے بیٹھ کر دیکھے گا اور ابو جعفر کو بلا کر اس پنجرے میں ڈال دیا جائے۔ علی بن یحییٰ اور ابن حمدون کہتے ہیں ہم اس موقعہ پر یہ منظر دیکھ رہے تھے ابو جعفر کو حاضر کیا گیا درندوں کے سامنے کھڑے کر کے دروازہ کھول دیا گیا وہ نکلے اور باہر آتے ہی ابو جعفر کے پاؤں کی زمین چومنے لگے اور آپ کا طواف کرنے لگے زمین پر لیٹ لیٹ جاتے سر پاؤں میں رکھتے، اور کوئی آواز نہ نکالتے کوئی حرکت نہ کرتے متوکل اس منظر کے قریب پہنچا دیکھا تو شیر بھوکے ہونے کے باوجود ابو جعفر کے قدموں میں سر رکھے لیٹے ہوئے ہیں درندوں کو بند کیا ابو جعفر کو بلایا گیا اور بے پناہ انعام پیش کیا گیا دربار میں بیٹھے علی ابن الجہم نے کہا یا امیر المومنین آپ بھی تو اولاد رسول ہیں آپ بھی ایک دن ان شیروں کے پنجرے میں آئیں۔ متوکل نے کہا مجھے مروانے لگے ہو۔ اور پھر ان لوگوں کو کہا جنھوں نے یہ منظر دیکھا تھا کہ کسی سے بات نہ کرنا ورنہ گردن اڑا دوں گا کہتے ہیں جب تک متوکل زندہ رہا کسی نے بات تک نہ کی۔

marfat.com

۲۸

حدیثِ غار

اور نبیِ کریمؐ کی غار میں تشریف آوری

راویان حدیث بیان کرتے ہیں کہ جن دنوں حضرت موسیٰ الاشعری بصرہ کے گورنر تھے تو نمازِ جمعہ کے لیے مسجد میں خطبہ پڑھنے کے لیے اٹھے آپ نے حضور نبی پاک صاحبِ لولاک کا ذکر کیا۔ اور اس کے بعد حضرت عمر بن الخطاب کا ذکر کیا۔ ضبہ بن محض مجلس سے اٹھا اور کہنے لگا آپ نے حضورؐ کا ذکر کیا مگر ان کے یارِ غار کا ذکر چھوڑ کر سیدنا عمر فاروق کا ذکر شروع کر دیا ہے۔ یہ بات کہہ کر ضبہ بیٹھ گیا یہ واقعہ دو تین بار ہوا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے موسیٰ الاشعری کو ایک خط لکھا کہ ضبہ بن محض کو میرے پاس بھیجا جائے ابو موسیٰ اشعری نے حکم دیا کہ ضبہ مدینہ پاک میں حاضر ہو کر سیدنا عمر فاروق کو ملیں۔

ضبہ وہاں گیا لوگوں نے حضرت عمر ابن الخطاب کو اطلاع دی کہ ضبہ دروازے پر کھڑا ہے اور اندر آنے کی اجازت چاہتا ہے آپ نے اجازت دی اندر آیا تو سیدنا عمر فاروق نے کہا میں ضبہ کو نہ مرحبا کہتا ہوں نہ اہلاً و سہلاً کا مستحق ہے۔ ضبہ نے کہا۔ یا امیر المومنین اگر آپ میرے لیے اہلاً و سہلاً کہنا پسند نہیں فرماتے حالانکہ فراخی نعمت تو خداداد چیز ہے۔ میرے تو نہ اہل ہیں نہ میرے پاس مال ہے۔ تو پھر مجھے امیر المومنین نے اتنی دور سے بلانے کی زحمت کیوں فرمائی ہے میں اتنا سفر کر کے تکلیفیں اٹھا کر یہاں پہنچا ہوں۔ میں نے کون سا گناہ کیا ہے؟ حضرت عمرؓ نے ضبہ کی باتیں سنیں۔ چند لمحوں کے لیے سر جھکا کر سوچا اور کہا ضبہ کیا یہ ممکن ہے کہ تم مجھے معاف کر دو۔ ضبہ نے کہا یا امیر المومنین! آپ کو اللہ تعالیٰ معاف فرمائے۔

marfat.com

پھر حضرت نے کہا ضبہ مجھے یہ بتاؤ کہ ابوموسیٰ الاشعری تم کیوں ناراض ہو؟ ضبہ نے بتایا کہ وہ خطبہ جمعہ کے وقت حضور کے ذکر کے بعد آپ کا ذکر کرنا شروع کر دیا کرتے تھے میں نے انھیں ٹوکا اور کہا آپ سیدنا صدیق اکبر یار غار کا ذکر کیوں نہیں کرتے، حضرت عمر ابن الخطاب نے یہ بات سنی تو رونے لگے اور کہا اے اللہ تو بہتر جانتا ہے کہ سیدنا ابوبکرؓ کے شب و روز عمر اور اس کی اولاد سے بدرجہا اچھے تھے۔ جس دن سے وہ پیدا ہوئے جس دن وہ فوت ہوئے ان کا ایک ایک لمحہ عمر سے بہتر رہا ہے تجھے معلوم ہے کہ وہ کیا دن تھا؟ اور وہ کیا رات تھی؟ ضبہ سے ہاں کہا یا امیر المومنین مجھے معلوم ہے۔ وہ رات شب ہجرت تھی۔ جب وہ رسولِ اکرم کے ساتھ غار ثور میں تھے۔ اس رات ایک لمحہ دائیں ہاتھ چلتے ایک لمحہ بائیں ہاتھ جاتے۔ ایک لمحہ کے لیے آگے ہوتے پھر پیچھے آتے تاکہ حضورؐ کو کوئی چیز تکلیف نہ دے حضورؐ نے پوچھا

''صدیق تم ایک ہاتھ کیوں نہیں چلتے''

عرض کی یارسول اللہ! مجھے آپ کی جان کا ہر طرف سے خطرہ ہے حضورؐ نے سیدنا صدیق اکبر کو تسلی دی کہ فکر نہ کرو۔ [اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا] اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ یہ دونوں اس رات جا رہے تھے حضورؐ کے پاؤں ننگے تھے جوتے ٹوٹ چکے تھے۔ پاؤں زخمی ہو رہے تھے۔ ٹانگیں تھک چکی تھیں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نبی کریمؐ کو اپنے کندھوں پر اٹھا لیا۔ اور غار تک لے گئے حضورؐ غار کے اندر جانا چاہتے تھے سیدنا ابوبکرؓ نے روک دیا اور عرض کی یارسول اللہ! آپ کو اپنے اللہ کی قسم ہے آپ اندر نہ جائیں جب تک آپ کا یہ غلام آگے جا کر جگہ نہ دیکھ لے۔ حضرت صدیق اندر گئے جگہ صاف کی حضورؐ کو اندر لے گئے ساری رات گذاری حتیٰ کہ صبح ہوگئی۔ اس رات سیدنا صدیق اکبر نے غار میں ایک ایسا سوراخ دیکھا جو بند نہ ہوسکا تھا اپنا پاؤں سوراخ کے منہ پر رکھ دیا۔ تاکہ کوئی موذی جانور باہر نہ آجائے اور حضورؐ کو تکلیف نہ پہنچائے اے امیر المومنین! یہ رات تھی جو سیدنا صدیق اکبر نے حضورؐ کی خدمت میں گذاری مگر دن وہ تھا جب حضورؐ نے وصال فرمایا۔ حضرت ابوبکر صدیق آپ کے خلیفہ مقرر ہوئے لوگ مرتد ہونے لگے میں گیا اور ازراہِ نصیحت کہا

ارفق بالناس وما تفهم بانهم کالوحش فقال یاعمر رجوت نصرتك وجئتنی بخذلانك انك خوار فی الجاهلية خوار فی الاسلام ونعمت ان تالفنهم فیجر مفتری ام بشعر مفتعل هیهات قبض رسول الله صلی الله علیه وسلم انقرض الوحی. والله لاضبر نهم تسبعنی ما بقر فی ید ی عند مشیی ان منعو نی عقالا۔

سیّدنا عمر فاروق نے فرمایا مجھے آج تک نہیں بھولا جب میں نے صدّیق اکبر کو کہا آپ نرمی برتیں، محبّت سے پیش آئیں یہ وحشی لوگ ہیں۔ حضرت صدّیقِ اکبر نے کہا عمر! مجھے امید تھی کہ تم میری مدد کرو گے مگر تم نے میرے حوصلے پست کر دیے ہیں۔ سُست روی کی دعوت دے رہے ہو۔ تم ایامِ جاہلیّت میں بھی سُست تھے اور اسلام کے نفاذ میں بھی۔ مجھے نصیحت کر رہے ہو کہ میں ان سے نرمی سے محبّت سے پیش آؤں۔ ان پر جادو کر دوں یا شعر پڑھ کر متاثر کروں۔ اور محبّت کا اظہار کروں۔ یاد رکھو اسلام آچکا ہے، ظاہر ہے، واضح ہے، قرآن روشن ہے، مبین ہے۔

افسوس یہ کیا زمانہ آگیا ہے کہ میں کیا کروں حضورؐ ہمارے درمیان سے جدا ہو گئے وحی آنا بند ہو گئی۔ مجھے خدا کی قسم میں اس وقت تک تلوار چلاؤں گا جب تک میری تلوار ٹکڑے ٹکڑے نہ ہو جائے یا جب تک یہ لوگ اس اسلام کو قبول نہ کر لیں جسے حضورؐ نے پیش کیا تھا۔ اور زکوٰۃ دینا شروع نہ کر دیں۔ جو حضورؐ کے زمانے میں دیتے تھے اگر کسی نے ایک اونٹ کی نکیل کے برابر بھی زکوٰۃ روکی تیں اس کے ساتھ جہاد کروں گا۔

مکّہ سے مدینہ تک

ایک دن سیدنا ابو بکر صدّیق رضی اللہ عنہ نے عازب سے اونٹ کا کجاوہ خریدا اس کی قیمت تیرہ درہم تھی حضرت ابو بکر نے عازب کو کہا کہ اپنے بیٹے براء کو کہو کہ یہ کجاوہ میرے گھر چھوڑ آئے عازب نے کہا میرا بیٹا اس وقت تک نہیں لے جائے گا جب تک آپ مجھے اس دن کا واقعہ نہ سنائیں جس دن آپ حضور نبی کریم صاحبِ کوثر و تسلیم کے ساتھ غارِ ثور میں گئے تھے

marfat.com

اور کفار مکہ آپ کی تلاش میں لگے ہوئے تھے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا ہم مکہ سے نکلے ہم ساری رات چلتے رہے دوسرا دن آیا تو ہم چاشت کے وقت ایک جگہ جا پہنچے اس وقت سورج کی گرمی خاصی تیز ہو چکی تھی۔ میں ادھر اُدھر دیکھ رہا تھا کہ کہیں سایہ دار جگہ ملے ہم ایک بہت بڑے پتھر کے سایہ میں جا بیٹھے میں نے وہاں ایک کپڑا پھیلا دیا اور اس پر حضورؐ کو بٹھایا۔ حضورؐ اس پر آرام فرمانے لگے میں پھر اِدھر اُدھر دیکھنے لگا کہ کوئی شخص ہماری تلاش میں تو نہیں آ رہا میں نے اچانک ایک گڈریے کو دیکھا جو بھیڑیں چرا رہا تھا۔ وہ بھی اس سایہ میں بیٹھنے کے لیے آگے آ رہا تھا جہاں حضورؐ آرام فرما رہے تھے میں نے اسے کہا بیٹا تم کون ہو وہ کہنے لگا میں فلاں قریشی کا لڑکا ہوں میں اسے پہچانتا تھا وہ آگے بڑھا میں نے پوچھا تمھاری بکریوں میں دودھ ہے اس نے کہا ہاں۔ میں نے کہا تھوڑا سا دودھ تو دو اس نے ایک بکری پکڑی اور دودھ دھونے لگا میں نے کہا بکری کے پستان صاف کر لینا اور اپنے ہاتھ بھی دھو لینا میرے پاس ایک لوٹا تھا اس نے دودھ سے بھر دیا میں نے اس کا سر باندھ لیا اور اسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے آیا۔

اس وقت حضورؐ نیند سے بیدار ہو چکے تھے۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! تھوڑا سا دودھ پی لیں آپؐ نے پیا سیر ہو گئے میں نے بھی پیا اور میرا پیٹ بھی بھر گیا میں نے کہا یا رسول اللہ! اب آگے چلنے کا وقت ہے ہم دونوں چل پڑے لوگ ہمارا تعاقب کر رہے تھے مگر کوئی بھی قریشی ہمیں نہ دیکھ سکا۔ ہاں سراقہ بن مالک بن جعشم ایک گھوڑے پر سوار چلا آ رہا تھا میں نے کہا یا رسول اللہ وہ آ گئے اور میں خوف سے رونے لگا حضورؐ نے فرمایا صدیق! لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا (ڈرو نہیں اللہ ہمارے ساتھ ہے) اب ہمارے اور سراقہ کے درمیان صرف دو تین نیزوں کا فاصلہ رہ گیا تھا میں نے کہا یا رسول اللہ! اب تو وہ بہت قریب آ گیا اور مجھے حضورؐ کی جان کا خطرہ تھا میں رو پڑا۔ حضورؐ نے پوچھا صدیق کیوں رو رہے ہو؟ میں نے کہا خدا کی قسم میں اپنے لیے نہیں رو رہا ہوں مجھے تو آپ کے لیے رونا آ رہا ہے حضورؐ نے ایک نگاہِ خشم سے سراقہ کو دیکھا

marfat.com

اور کہا اَللّٰھُمَّ اکْفِنَا بِمَا شِئْتَ (اے اللہ تو جس طرح چاہتا ہے ہماری حفاظت فرما) میں نے دیکھا اس کے گھوڑے کے پاؤں زمین میں دھنس گئے۔ وہ پیٹ تک زمین میں دھنستا نظر آیا۔ سراقہ گھوڑے سے نیچے اُترا اور کہنے لگا۔

"یا محمدؐ! مجھے پتہ ہے کہ یہ آپ کے حکم سے ہوا ہے اب اللہ سے میری رہائی کی دعا کریں مجھے خدا کی قسم ہے میں آپ کا تعاقب نہیں کروں گا حتیٰ کہ پیچھے آنے والوں کو بھی آگے نہیں آنے دوں گا میرا ایک تیر بھی ساتھ رکھ لیں آپ راستہ میں جہاں کہیں جائیں گے میرے چرواہے آپ کی خدمت کریں گے اور جس چیز کی ضرورت ہو مہیا کریں گے۔"

حضورؐ نے فرمایا: ہمیں راستہ میں تمھاری کسی چیز کی ضرورت نہیں ہے حضورؐ نے دعا فرمائی اس کا گھوڑا زمین سے باہر آ گیا وہ سوار ہو کر پیچھے اپنے ساتھیوں میں جا ملا۔ میں اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رات بھر چلتے اور دن کو آرام کرتے۔ اس طرح ہم مدینہ پاک میں جا پہنچے۔ مدینہ والے حضور کو اپنے اپنے گھر پر لے جانے پر مُصر تھے۔ حضورؐ نے فرمایا میں بنی النجار کے گھر ٹھہروں گا یہ لوگ میرے دادا عبد المطلب کے رشتہ دار ہیں میں ان کی قدر و منزلت کے لیے ان کے ہاں ٹھہروں گا۔ مدینہ پاک سے بہت سے لوگ آپ کے استقبال کو نکلے اور خوشی کا اظہار کرنے لگے وہ کہتے جاتے۔

جاء محمد جاء رسول اللہ - اللہ اکبر. جاء محمد جاء رسول اللہ۔

(محمد آئے رسول اللہ آئے۔ اللہ اکبر۔ محمد آئے رسول اللہؐ آئے)

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جہاں حکم ہوا وہاں ٹھہرے۔

مدینہ پاک پہنچے تو حضور نبی کریمؐ بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز ادا کیا کرتے تھے۔ اس طرح آپ سولہ یا سترہ مہینے بیت المقدس کی طرف منہ کرتے رہے آپ کے دل میں بار بار خیال آتا کاش میں کعبۃ اللہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھ سکتا اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو اتارا۔

marfat.com

قَدْ نَرٰی تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِی السَّمَاءِ — ہم دیکھ رہے ہیں کہ آپ کا چہرہ بار بار آسمان کی طرف اٹھتا ہے۔

اس دن کے بعد آپ کعبۃ اللہ کی طرف منہ کرکے نماز ادا کرنے لگے براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مہاجرین مکہ میں سے سب سے پہلے جو شخص مدینہ پاک میں آیا۔ مصعب بن عمیر بن ہاشم تھے۔ ان کے بعد عمرو بن ام کلثوم الاعمیٰ۔ پھر عمار یاسر، پھر سعد بن ابی وقاص پھر عبداللہ بن مسعود پھر بلال پھر عمر بن الخطاب بیس سواروں کو لے کر مدینہ پہنچے رضی اللہ عنہم، ان کے بعد حضور نبی کریم اور سید نا صدیق اکبر آئے۔

مجاہد روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں جس دن حضرت ابوبکر صدیق حضور نبی کریم کی خدمت میں غار ثور میں تھے۔ تو آپ کو سخت پیاس لگی حضورؐ سے شکایت کی آپ نے فرمایا غار کے دروازے پر جاکر پانی پی آؤ حضرت صدیق اکبرؓ کہتے ہیں میں غار کے دروازے پر پہنچا تو مجھے ایسا پانی ملا جو شہد سے میٹھا دودھ سے زیادہ سفید اور کستوری سے زیادہ خوشبودار تھا۔ میں حضورؐ کی خدمت میں واپس گیا تو آپ نے پوچھا پانی پی آئے ہو میں نے کہا ہاں یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے بہشت کی نہروں پر ایک فرشتہ مقرر کیا ہوا ہے آج اس نے جنت الفردوس کی نہروں سے ایک نہر یہاں تک کھول دی ہے۔ اس سے ابوبکر جتنا پانی چاہیں پئیں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ! کیا میری اتنی قدر و منزلت ہے حضورؐ نے فرمایا صدیق اس سے بھی زیادہ۔ خدا کی قسم۔ اس وقت تک کوئی شخص جنت میں نہیں جائے گا جب تک وہ تم سے دوستی نہیں رکھتا خواہ وہ شخص ستر پیغمبروں کا سا عمل کرتا ہو۔

marfat.com

۲۹

فضیلت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین

عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے اپنے والدِ مکرم سے روایت کی ہے کہ حضورؐ نے فرمایا :۔

اَبُوْبَکْرٍ فِی الْجَنَّةِ ۔ عُمَرُ فِی الْجَنَّةِ ۔ عُثْمَانُ فِی الْجَنَّةِ عَلِیٌّ فِی الْجَنَّةِ ۔ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ فِی الْجَنَّةِ ۔ سَعْدٌ فِی الْجَنَّةِ طَلْحَةُ فِی الْجَنَّةِ ۔ اَلزُّبَیْرُ فِی الْجَنَّةِ ۔ سَعِیْدُ بْنُ زَیْدٍ فِی الْجَنَّةِ ۔ اَبُوْعُبَیْدَةَ الْجَرَّاحِ فِی الْجَنَّةِ

یہ تمام صحابہ کرام جنت میں ہوں گے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریمؐ نے فرمایا

مَنْ سَبَّ اَصْحَابِیْ فَعَلَیْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ لَا یَقْبَلُ اللّٰهُ مِنْهُمْ صَرْفًا وَّلَا عَدْلًا ۔

(ترجمہ) انس بن مالکؓ فرماتے ہیں جو شخص میرے صحابہ کو گالی دے گا اس پر اللہ کی لعنت ہو، اس پر فرشتوں کی لعنت ہو، اس پہ انسانوں کی لعنت ہو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی توبہ قبول نہیں کرے گا۔ نہ ہی اس کا فدیہ قبول کیا جائے گا۔

میرے صحابہ

ایک دن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف فرما تھے اللہ تعالیٰ کا شکر اور سپاس ادا کیا فرمایا لوگو! تمھیں کیا ہوگیا ہے کہ آپس میں اختلاف کرتے ہو اور صحابہ کرام کے بارے میں چہ میگوئیاں کرتے ہو۔ تم جانتے نہیں کہ میری دوستی، میرے اہل بیت کی دوستی، میرے صحابہ کی دوستی قیامت تک میری امت پر فرض ہے۔ پھر آپؐ نے فرمایا صدیق کہاں ہیں حضرت صدیقؓ

marfat.com

اُٹھے۔ یارسول اللہ میں یہاں ہوں۔ حضورؐ نے فرمایا میرے پاس آؤ حضورؐ نزدیک آئے حضورؐ نے آپ کو گلے لگایا آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا۔ حضورؐ کی آنکھوں سے فرطِ محبت سے آنسو ٹپک رہے تھے پھر سیدنا صدیق اکبر کا ہاتھ پکڑ کر اوپر اٹھایا اور فرمایا مسلمانو! یہ ابوبکر صدیق ہیں۔ یہ مہاجر وانصار کے امام ہیں یہی وجہ ہے کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ میں انھیں دنیا میں اپنا باپ بناؤں اور آخرت میں اپنا دوست بناؤں۔ یہ میرا دوست ہے اس شخص نے میری اس وقت تصدیق کی جب مجھے سارا گھر جھٹلا رہا تھا۔ مجھے اس شخص نے اس وقت جگہ دی جب سب نے مجھے نکال دیا۔ یہ اس وقت میرا مونس جان بنا جب سب مجھے تنگ کرتے تھے۔ اس نے مجھے مال دیا۔ میری امداد کی۔ مجھے اپنی بیٹی دی مال اپنے روپے پیسے سے میرے لیے تمام ضروریات خریدیں۔ اس کے دشمنوں پر اللہ کی لعنت ہو۔ میں صدیق کے دشمنوں سے بیزار ہوں، میرا اللہ ان سے بیزار ہے۔ جو شخص یہ چاہتا ہے کہ اللہ اور اس کا رسولؐ اس سے بیزار ہو تو وہ سیدنا صدیق اکبر سے بیزار ہو۔ جو لوگ اس مجلس میں حاضر ہیں وہ ان لوگوں تک میرا پیغام پہنچا دیں۔ پھر فرمایا آپ نے۔ ابوبکرؓ تم یہاں بیٹھ جاؤ یہ جتنی باتیں میں نے کہی ہیں وہ اللہ تعالیٰ نے کہنے کا حکم دیا ہے اس کے بعد آپ نے فرمایا۔ عمر ابن الخطابؓ کہاں ہیں؟ حضرت عمر مجلس میں اٹھے اور آگے آئے حضورؐ نے ان کا ہاتھ پکڑ لیا، دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا، حضورؐ کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔ آپ نے بلند آواز سے فرمایا مسلمانو! یہ عمر بن الخطاب ہیں! یہ مہاجرین اور انصار کے سردار ہیں، یہ وہ شخص ہے جس کے متعلق مجھے اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا کہ اسے اپنا دوست اور مددگار بناؤ، اور اس سے مشورہ لیا کرو، یہ وہ شخص ہے جس کے دل پر، زبان پر اور ہاتھ پر حق اُترا، یہ ہمیشہ حق بات کہتا ہے خواہ کتنی ہی کڑوی ہو، یہ وہ شخص ہے جو سچی بات کہنے سے نہیں ڈرتا، ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈرتا۔ اس کے سایہ سے شیطان بھاگتا ہے، یہ اہلِ بہشت کے لیے چراغ ہے، اس کے دشمنوں پر اللہ کی لعنت ہو، اللہ ایسے لوگوں سے بیزار ہے۔ میں بھی ایسے لوگوں سے بیزار ہوں۔

marfat.com

پھر حضورؐ نے فرمایا۔ عثمان کہاں ہیں ؟ آپ نے انھیں آگے بلایا، بوسہ دیا اور فرمایا، یہ انصار و مہاجرین کے شیخ ہیں، مجھے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا تھا کہ میں اپنا دوست بناؤں، اپنا داماد بناؤں، دو بیٹیاں اس کے نکاح میں دوں اگر میرے پاس تیسری بیٹی بھی ہوتی تو اسے دیتا، یہ وہ شخص ہے جس سے آسمان کے فرشتے بھی حیا کرتے ہیں اس کے دشمنوں پر اللہ کی لعنت ہے۔

اس کے بعد آپؐ نے فرمایا، کہ علی کہاں ہیں؟ حضرت علیؓ اُٹھے، قریب آئے اور کہنے لگے یا رسول اللہؐ! میں یہ کھڑا ہوں۔ آپؐ نے فرمایا میرے نزدیک آؤ حضرت علیؓ قریب تر آئے۔ آپؐ نے حضرت علیؓ کو ساتھ اپنے لگا کر دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا۔ ہم نے دیکھا کہ حضورؐ کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے پھر ہاتھ پکڑ کر فرمایا۔ اے معاشر مسلمانان! یہ علیؓ ابن ابی طالب ہیں، یہ مہاجر و انصار کے سردار ہیں، یہ میرے بھائی ہیں یہ میرے چچا کے لڑکے ہیں، یہ میرے داماد ہیں، یہ میرا خون ہیں میرا گوشت ہیں، یہ سبطین کے باپ ہیں، حسن و حسین کے والد ہیں، جوانانِ اہلبہشت کے باپ ہیں۔ یہ وہ شخص ہے جس نے میرے غم اپنے ذمے لے لیے تھے۔ یہ اللہ کے شیر ہیں، اللہ کی تلوار ہیں، ان کے دشمنوں پر اللہ کی لعنت ہو۔ جو ان چاروں سے بیزار ہوگا اللہ اس سے بیزار ہوگا، میں بھی اس سے بیزار ہونگا، تم حاضرین میری یہ باتیں ان لوگوں کو پہنچادیں جو یہاں موجود نہیں ہیں۔

آپؐ نے پھر بلند آواز سے اعلان فرمایا مسلمانو۔ اگر اللہ کی عبادت کرتے ہو تو اس وقت تک کرتے رہو جب تک تمھاری پشتیں کمان کی طرح خمیدہ نہیں ہوجاتیں اس وقت تک روزے رکھو جب تک تم کمزوری سے کھنچی ہوئی کمان کی طرح نہیں ہوجاتے اس وقت تک نماز ادا کرو کہ تمھارے گھٹنے خم نہیں ہوجاتے۔ باایں ہمہ عبادت و ریاضت اگر تم میرے ان دس صحابہ کرام سے ایک کے بارے میں بھی تمھارے دلوں میں بغض یا دشمنی آگئی تو تمھارا ٹھکانا جہنم ہوگا۔ اور منبر سے نیچے اُترے تو تنگدل تھے اور آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔

marfat.com

یارانِ مصطفیٰ حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک بار حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ابوبکر پر رحمت فرمائے۔ جس نے اپنی بیٹی میری رفیقہ حیات بنادی ہے۔ پھر مجھے دارالہجرت مدینہ منورہ میں لے گئے۔ حضرت بلال حبشی کو خرید کر آزاد کر دیا۔ اللہ تعالیٰ حضرت عمر ابن الخطاب پر رحمت فرمائے کہ عمر ہمیشہ سچی بات کہتے ہیں خواہ وہ کتنی ہی کڑوی ہو۔ اللہ تعالیٰ عثمان پر رحمت فرمائے۔ ان کی حیاداری پر فرشتے بھی حیا کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو علی پر جو ہر وقت حق کا ساتھ دیتے ہیں۔ پھر فرمایا

میں قیامت کے دن آؤں گا تو میرے صدیق میرے دائیں ہاتھ ہوں گے، میرے عمرؓ بائیں ہاتھ ہوں گے، میرے عثمانؓ میرے پیچھے ہوں گے میرے علیؓ میرے آگے آگے ہوں گے۔ میرے پاس لوائے حمد ہوگا اس کی جھالریں سندس کی ہوں گی، استبرق کی ہوں گی یہ بات سن کر ایک اعرابی اٹھا۔ یارسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں کہا علیؓ میں اتنی طاقت ہوگی کہ آپ کا جھنڈا (لوائے حمد) اٹھا سکیں آپ نے فرمایا علیؓ کیسے نہ اٹھا سکیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے اسے چند عادات کریمہ سے نوازا ہے ان کا صبر میرا صبر ہے۔ ان کی نیکی حضرت یوسف کی طرح ہے ان کی قوت حضرت جبرئیل کی قوت ہے۔ لوائے حمد تو علی کے ہاتھ میں ہوگا۔ اور تمام خلائق اسی لوائے حمد کے زیر سایہ ہوگی۔

خلافت راشدہ کا اعلان حضورؐ نے فرمایا میں آج تمھیں ان ناموں کے بارے میں بتلانا چاہتا ہوں جو عرش معلّی پر لکھے ہوئے ہیں۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ الرَّسُوْلُ اللّٰہِ۔ ابوبکر صدیق، عمر فاروق، عثمان الشہید، علی الرضا، رضوان اللہ علیہم اجمعین، میرے بعد تیس سال خلافت رہے گی حضرت ابوبکر دو سال، حضرت عمر دس سال، حضرت عثمان بارہ سال اور حضرت علی چھ سال خلافت کریں گے۔

marfat.com

حضرت علی کا مقام

جس دن حضرت علی کرم اللہ وجہہ فتح خیبر سے واپس آئے حضورؐ نے سیدنا علی کرم اللہ وجہہٗ کو اپنے پاس بلایا۔ اگر مجھے یہ ڈر نہ ہوتا کہ میری قوم کے کچھ لوگ ہمارے متعلق وہ بات کہنا شروع کر دیں گے، جو عیسائیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں کہی تھی۔ تو میں تمہارے متعلق یہ کہتا کہ لوگ تمہارے راستہ کی مٹی کو چومیں تو حق ادا نہیں ہو سکتا۔ تمہارے وضو کا بچا ہوا پانی استعمال کریں تو انھیں شفا ہو جاتی۔ ولیکن تمھیں اتنی ہی قدر و منزلت کافی ہے کہ تم میرے لیے ایسے ہو جیسے موسیٰ علیہ السلام کے لیے ہارون تھے۔ لیکن میرے بعد نبوت ختم ہو چکی ہے۔ کوئی پیغمبر نہیں آئے گا۔ تم نے میری ذمہ داری امانتیں دے کر پوری کر دی۔ تم میری سنت پر کفار سے لڑتے رہے۔ تم آخرت میں میرے ساتھ ہوگے تم حوضِ کوثر پر میرے ساتھی ہوگے۔ تم سب سے پہلے شخص ہوگے جسے خلعت سے نوازا جائے گا تم میری امت کے پہلے شخص ہوگے جو بہشت میں قدم رکھوگے تمہارے دوست اور محبت کرنے والے نور کے منبروں پر کھڑے ہوں گے قیامت کے دن ان کے چہرے نورانی اور درخشندہ ہوں گے۔ میں ان کی شفاعت کروں گا وہ میرے ہمسایہ میں ہوں گے تمہاری جنگ میری جنگ ہوگی، تمہاری صلح میری صلح ہے۔ تمہارا راز میرا راز ہے تمہارا ظاہر میرا ظاہر ہے۔ تمہارے دل کے راز میرے راز ہیں۔ تمہارے بیٹے میرے بیٹے ہیں۔ تم میرے وعدے پورے کروگے حق تمہارے ساتھ ہوگا۔ ساری امت میں تمہارے جیسا کوئی عامل نہیں ہے۔ حق تمہارے ساتھ ہے، حق تمہاری زبان پر ہے حق تمہارے دل میں ہے حق تمہاری آنکھوں میں ہے۔ تمہارے گوشت پوست میں ایمان رچا بسا ہے۔ ایمان تمہارے خون سے جدا نہیں ہو سکتا تمہارا کوئی دشمن حوضِ کوثر پر نہیں آسکتا تمہارا دوست حوضِ کوثر کے انعام سے محروم نہیں رہ سکتا۔

سیدنا علی کرم اللہ وجہہ نے حضورؐ پرنور کی زبان عنبر فشاں سے یہ باتیں سنیں تو سجدہ ریز ہوگئے اللہ کا شکر ادا کیا اس کی نعمتوں پر شکر ادا کیا۔ جس نے انھیں قرآن سکھایا۔ عبادت کا طریقہ سکھایا نبی پر ایمان لانے کی دولت دی اور سید مرسلاں خاتم پیغمبراں کی

marfat.com

محبت عطا فرمائی۔ رضی اللہ عنہ۔

تین صدّیق

حضور نبی کریم مالک کوثر و تسنیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دنیا میں تین صدّیق ہیں۔ خبریل آلِ فرعون میں صدیق تھے۔ حبیب نجار آلِ یاسین کے صدیق تھے اور علی ابن ابی طالب آلِ محمد کے صدّیق ہیں۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا لَا تَفَضِّلُوْنِیْ عَلٰی اَبِیْ بَکْرٍ وَّ عُمَرَ اِلَّا وَ مَنْ فَضَّلَنِیْ عَلَیْھِمَا فَقَدْ اِفْتَرٰی دَالله لَاجلدنَہٗ (مجھے حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما پر فضیلت نہ دو جو شخص مجھے ان دونوں بزرگوں پر فضیلت دے گا وہ جھوٹا ہوگا اگر مجھے اختیار ہوتا تو اسے جھوٹے کی حد لگاتا)

رافضی طبقہ

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ایک اور مقام پر فرمایا ایک زمانہ آئیگا کہ ایک ایسا طبقہ ابھرے گا جو رافضیوں کے نام سے شہرت پائیگا وہ میرے دوست ہونے کے جھوٹے دعویدار بنیں گے۔ حالانکہ وہ میرے دوست نہیں ہوں گے۔ وہ صرف میرا نام استعمال کریں گے ان کی بڑی نشانی یہ ہوگی کہ وہ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کو گالیاں دیں گے۔ وہ مشرک ہیں ان سے جہاں تک ہوسکے جنگ و قتال کریں۔

ابوبکر صدّیق کا نام

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ایک دن رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے آپ کے ساتھ صحابہ کرام کی ایک جماعت تھی۔ ایک شخص سیّدنا صدیق اکبر ابوبکر کے آگے آگے جا رہا تھا حضورؐ نے دیکھا تو فرمایا ہوش کرو۔ تم اس شخص سے آگے بڑھنے کی کوشش کر رہے ہو جو تم سے بہتر ہے۔ مجھے خدا کی قسم آج تک کسی پیغمبر پر سورج طلوع نہیں ہوا جب تک اللہ تعالیٰ یہ اعلان نہ فرمالیتا کہ نبیوں کے بعد سب سے بہترین درجہ حضرت ابوبکر صدیق کا ہے حضرت ابوبکر کا نام اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ عرش پر لکھا ہوا ہے جہاں رسول اللہ کا نام ہے اس کے بعد ابوبکر کا نام آتا ہے۔

marfat.com

فضیلت عمر ابن الخطاب

ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے حضور سے سنا تھا کہ میرے پاس حضرت جبرئیل آئے۔

اور آکر حضرت جبرئیل آئے اور آکر حضرت عمر ابن الخطاب کا ذکر کیا میں نے پوچھا جبرئیل مجھے عمر ابن الخطاب کے فضائل سے اطلاع تو دو وہ خدا کے نزدیک کتنے محبوب ہیں حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا یا رسول اللہ! اگر میں آپ کے پاس بیٹھ جاؤں اور مجھے حضرت نوح علیہ السلام کی عمر کے برابر فارغ وقت ملے (یعنی نو سو پچاس سال) اور میں سیدنا عمر کے فضائل بیان کرتا جاؤں تو آپ یقین جانیے میں تمام فضائل بیان نہ کرسکوں گا جس قدر اللہ تعالیٰ نے اپنے اس بندے کے لیے مجھے بتائے ہیں یا رسول اللہ! اسلام آپ کے وصال اور حضرت عمر کی وفات پر جس قدر روئے کم ہے۔

مقام صدیق اکبر

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول کریم سے سنا کہ قیامت کے دن تین کرسیاں خالص سونے کی بنا کر رکھی جائیں گی۔ اور ان کی شعاعوں سے لوگوں کی آنکھیں چندیا جائیں گی۔ ایک کرسی پر حضرت ابراہیم علیہ السلام جلوہ فرما ہوں گے میں دوسری پر بیٹھوں گا اور ایک کرسی خالی رہے گی۔ حضرت ابو بکر صدیق کو لایا جائے گا اور اس پر بٹھائیں گے اور ایک منادی اعلان کرے گا۔ آج صدیق اللہ کے حبیب اور خلیل کے پاس بیٹھا ہے (یا طوبیٰ لِصدیق بَینَ حَبِیبٍ وَخَلِیل)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت بپا ہوگی اللہ تعالیٰ اولین و آخرین مخلوق کو جمع کرے گا نور کے دو منبر رکھے جائیں گے ایک عرش کے دائیں جانب ہوگا اور دوسرا بائیں جانب۔ دو شخص آکر ان دو کرسیوں پر بیٹھ جائیں گے جو شخص دائیں ہاتھ بیٹھے گا وہ بلند آواز سے کہے گا جس نے مجھے پہچان لیا اس نے اپنے آپ کو پہچان لیا جو شخص مجھے نہیں جانتا اسے معلوم ہو کہ میں رضوان جنت ہوں، بہشت کا خازن ہوں اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں جنت کی کنجیاں کسی کے سپرد کردوں۔ میں یہ کنجیاں سیدنا ابو بکر اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما کے

marfat.com

حوالے کر رہا ہوں۔ تاکہ وہ اپنے دوستوں کو کھلے بندوں جنت میں لے جائیں۔ تم سب لوگ اس بات کے گواہ رہنا پھر بائیں جانب سے ایک آواز آئے گی اور وہ کہے گا لوگو! مجھے پہچان لو میں دوزخ کا خازن مالک ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ دوزخ کی چابیاں حضور رسالت مآب جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے کر دوں تاکہ وہ اپنے صحابہ ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کو دے دیں۔ وہ اپنے دشمنوں کو دوزخ میں ڈالتے جائیں گے تم لوگ اس بات کے گواہ رہنا۔

کوثر کے چار گوشے

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، کہ حضور پرنور مالک یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے حوض کے چار گوشے ہیں ایک گوشہ میرے صدیق کے پاس ہوگا دوسرے میرے عمر ابن الخطاب کے پاس تیسرا عثمان ذوالنورین کے پاس اور چوتھا میرے علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہم کے پاس۔ وہ جسے چاہیں گے پانی پلائیں گے جو ابوبکر کا دشمن ہوگا، وہ سیدنا عمرؓ سے پانی نہیں لے سکے گا۔ جو علی کا دوست ہوگا اور حضرت عثمان کا دشمن ہوگا، حضرت علی اسے پانی نہیں دیں گے۔

صحابہ سے محبت

حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا من احب ابابکر فقد اقام الدین۔ ومن احب عمر فقد اوضح السبیل ومن احب عثمان فقد استنار بنور اللہ ومن اَحَبَّ عَلِیًا فَقَدِ اسْتَمْسَکَ بِالْعُرْوَۃِ الْوُثْقٰی ط جو شخص ابوبکر سے محبت کریگا اس کا دین کامل ہوگا۔ جو سیدنا عمر ابن الخطاب سے محبت رکھے گا اس کے لیے راہ حق روشن ہو جائے گا۔ جو شخص سیدنا عثمان غنی سے محبت رکھے گا اسے اللہ کا نور نصیب ہوگا جو سیدنا علی المرتضیٰ سے محبت کرے گا وہ ایمان میں مضبوط و مستحکم ہوگا اسی طرح جو شخص میرے صحابہ کے بارے میں اچھے الفاظ کہے گا وہ نفاق سے پاک ہوگا جو میرے صحابہ سے بغض رکھے گا، وہ میری سنت کے مخالف ہوگا۔ اس کی جگہ دوزخ ہوگی اور وہ اس بری جگہ پر ہمیشہ ہمیشہ رہے گا۔

marfat.com

صحابہ کی مواخات

حضرت عتبہ بن عامر الجہنی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک دن جناب رسول اللہ نے سیدنا ابوبکر اور سیدنا عمر فاروق کو بلا کر کہا میں تم دونوں میں برابری قائم کرنا چاہتا ہوں تم دونوں دنیا میں بھی ایک دوسرے کے بھائی ہو اور آخرت میں بھی۔ دونوں ایک دوسرے کو سلام کرو ایک دوسرے سے مصافحہ کرو۔ زبیر اور طلحہ دونوں نے مصافحہ کیا پھر ابی کعب اور عبد اللہ بن مسعود نے مصافحہ کیا۔ پھر ابوعبیدہ بن الجراح اور سالم مولیٰ ابی حذیفہ نے مصافحہ کیا پھر ابوالدرداء اور سلمان نے مصافحہ کیا۔ پھر سعد ابن ابی وقاص اور صہیب نے مصافحہ کیا پھر ابوذر اور بلال نے مصافحہ کیا پھر حضرت ابو انصاری اور بلال نے مصافحہ کیا پھر اسامہ بن زید اور ابو ہند نے مصافحہ کیا۔ حضرت عبدالرحمن بن عوف نے حضرت عثمان بن عفان کو دیکھا اور کہا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ہم تباہ ہو گئے ہمیں کیا ہو گیا ہے کہ حضورؐ کی نگاہِ التفات ہم پر نہیں پڑ رہی۔ ہم اللہ سے دوری اور رسول اللہ کے غصے سے پناہ مانگتے ہیں۔ حضورؐ نے ان دونوں کو دیکھا ان کی باتیں سنیں اور فرمایا بخدا! اللہ تمھیں اپنا دشمن نہیں جانتا نہ ہی میں تم سے ناراض ہوں تمام اللہ کے نزدیک عزیز ہو اور میرے مکرم ہو۔ اللہ کے فرشتے تمھیں محترم جانتے ہیں۔ میں نے چاہا کہ تمھیں اپنے پاس بلاؤں مگر وہ فرشتہ جو اس بات پر مقرر ہے مجھے منع کر رہا تھا اور کہہ رہا تھا ان دونوں کو ابھی رہنے دیں وہ امیر اور تونگر ہیں۔ اب تم دونوں ایک دوسرے کی برادری کا اعلان کرو اور مصافحہ کرو۔ تم دنیا اور آخرت میں بھائی بھائی ہو گئے۔ اس تقریب سے سیدنا علی ابن ابی طالب غائب تھے۔ جب آئے تو رسول اللہؐ نے انھیں اپنے پاس کھڑے کر کے کہا تم میرے دنیا میں بھی بھائی ہو اور آخرت میں بھی۔ پھر حضرت فاطمہ اور اُمّ سلمہ کو باہم بہنیں قرار دیا۔ پھر حضرت عائشہ صدیقہؓ اور ابوایوب انصاری کی بیوی بہنیں بنیں۔

(رضی اللہ عنہم ورضوعنہ)

سوید بن غفلہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک قوم کو باتیں کرتے دیکھا وہ سیدنا ابوبکر صدیق اور سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہما کا ذکر کر رہے تھے میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے

marfat.com

پاس گیا اور کہا یا امیرالمومنین ! میں نے ایک ایسی قوم کو دیکھا ہے جو حضرات ابوبکر اور عمر کا ذکر کر رہے تھے۔ وہ ایسی باتیں کر رہے تھے۔ جو ان دونوں حضرات کے لیے مناسب نہیں تھیں۔ اگر ان باتوں کو یہاں دہراؤں تو آپ پسند نہ کریں گے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے کہا۔

"میں ان لوگوں سے اللہ کی پناہ چاہتا ہوں اور ان پر اللہ کی لعنت ہو جو ان حضرات کے متعلق بری گفتگو کرتے ہیں۔ یہ دونوں حضورؐ کے صحابی ہیں، حضورؐ کے بھائی ہیں۔ رسول اللہؐ کے وزیر ہیں ان پر اللہ کی رحمت برستی ہے یہ کہہ کر آپ اٹھے اور روتے اٹھے:

اپنی داڑھی اپنے ہاتھ میں پکڑی اور اسے دیکھ رہے تھے لوگ جمع ہو گئے آپ نے انھیں خطاب کرتے ہوئے فرمایا:۔

"لوگو! ان لوگوں کا کیا حال ہو گا جو قریش کے دو سیدوں اور مسلمانوں کے باپوں کے متعلق سخت گفتگو کرتے ہیں میں ایسے لوگوں سے بری الذمہ ہوں اور ایسی گفتگو کی مذمت کرتا ہوں۔ خدا کی قسم: ابوبکر صدیقؓ اور عمر فاروقؓ کو وہی شخص محبت کرتا ہے جو مومن ہوگا: اور پرہیزگار ہوگا جو آپ کا دشمن ہوگا وہ پلید ہے اور زیاں کار ہے۔ وہ دونوں حضور کے پیارے دوست تھے۔ انھوں نے نہایت بہادری سے حق کی حمایت کی اور نہایت دانا داری سے حضورؐ کی اتباع کرتے رہے۔ اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر پر کاربند رہے۔ انھوں نے شریعت کے حدود میں پوری سختی سے عمل کیا حضور نبی کریم ہمیشہ ان دونوں کی رائے کو ترجیح دیا کرتے تھے۔ اور اللہ کے رسولؐ کے نزدیک ایسا کوئی شخص نہ تھا جو ان سے زیادہ قریب ہو حضورؐ دنیا سے رخصت ہوئے اور یہ دو حضرات بھی اس دنیائے فانی سے جدا ہوئے تو حضورؐ کی ساری امت آپ سے خوش تھی۔ حضورؐ کے حکم پر حضرت ابوبکرؓ نے نماز کی امامت کرائی اور لوگوں نے بلا اختلاف آپ کی اقتداء کی یہ امامت لوگ

marfat.com

اقتداء حضورؐ کی زندگی کے آخری سات دنوں تک ہوتی رہی۔ حضورؐ کے وصال کے بعد بعض لوگوں نے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا۔ حضرت صدیق اکبرؓ نے فرمایا کہ نماز اور زکوٰۃ ایک جیسے فرائض ہیں ان میں کوئی کوتاہی نہیں ہوگی۔ لوگوں نے حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ کے ہاتھ پر خوشی سے بیعت کی۔ کسی پر جبر نہیں کیا گیا۔ فرزندانِ عبدالمطلب میں سے سب سے پہلے جس شخص نے بیعت کی وہ میں تھا۔ حضرت ابوبکرؓ خلافت کو پسند نہیں کرتے تھے اور وہ چاہتے تھے کہ کوئی دوسرا صحابی اس خدمت پر متعین ہو۔ مگر مجھے خدا کی قسم! وہاں تمام صحابہ سے بہترین تھے جو حضورؐ کے بعد زندہ تھے وہ سب سے نرم دل اور پرہیزگار تھے۔ وہ سب سے عمر کے لحاظ سے بھی بزرگ تھے اور اسلام لانے میں بھی اوّل تھے۔ حضور علیہ السلام آپ کو میکائیل کی طرح جانتے تھے۔ وہ حضرت صدیق کو مہربان اور رحمت کنندہ شمار کرتے تھے۔ وہ حضرت ابراہیم کی طرح بردبار، باوقار تھے۔ وہ حضورؐ کی سیرت اور سنت کا لحاظ رکھتے تھے۔ وہ اسی حالت میں اللہ کی رحمت سے ہم کنار ہوئے اور اس دنیا سے رخصت ہوئے۔

جب حضرت سیدنا عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ خلافت کی ذمہ داری پر آئے۔ تو بہت سے لوگ آپ کے انتخاب پر راضی تھے ان میں بھی تھا بعض نے مخالفت کی۔ مگر ایک وقت آیا کہ تمام کے تمام ان کے عدل اور احسان کی وجہ سے ان پر راضی ہو گئے۔ اور آپ کی وفات کے وقت شاید ہی کوئی مسلمان ایسا ہو جس نے آپ پر اظہار رضامندی نہ کر دیا ہو۔ انھوں نے اپنے تمام امور کو حضور نبی کریمؐ کی سنتِ عالیہ اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے انداز پر سرانجام دیا۔ اور کسی معاملہ میں بھی تجاوز نہیں کیا۔ عرب کہا کرتے تھے کہ سیدنا عمر فاروق نے حضورؐ کی سنت کو اس قدر اپنایا جس طرح ایک اونٹنی کا بچہ اپنی ماں کے پیچھے پیچھے جاتا ہے آپ رعیت کے

marfat.com

معاملات کو عدل و انصاف سے طے کرتے تھے۔ ضعیف اور کمزور آپ کی امداد حاصل کرتے تھے۔ مگر آپ ظالموں پر سختی فرماتے کسی ملامت کرنیوالے کی ملامت سے نہ ڈرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے حق کو آپ کی زبان پر جاری کیا تھا آپ کی کوششوں سے اسلام کا احترام دوگنا ہوگیا۔ آپ کی ہجرت سے مسلمانوں کی قوت میں اضافہ ہوا، اللہ تعالیٰ نے منافقوں کے دلوں میں سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی ہیبت اور دہشت ڈال دی تھی۔ مومنوں کے دلوں میں آپ کی محبت کا جذبہ پیدا ہوگیا تھا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپکی ایسی تربیت کی تھی کہ آپ حضرت جبرئیل کی طرح دشمنوں اور کافروں پر سخت گیر تھے جس طرح حضرت نوح علیہ السلام دشمنانِ دین کے خلاف سخت گیر تھے حضرت عمر بھی ان لوگوں کے سخت خلاف تھے۔ وہ اللہ کی اطاعت میں بھی سخت پابند تھے، یہ کردار ان دو بزرگوں یعنی ابوبکر اور عمر فاروق کے بعد نہیں ملتا۔ رضی اللہ عنہما؛

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے مزید کہا جو شخص مجھ سے محبت کرتا ہے اسے ان دونوں سے محبت کرنا ہوگی جو ان سے محبت نہیں کرتا وہ میرا کھلا دشمن ہے اور میں اس سے بیزار ہوں۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مَنۡ سَبَّ نبینا فاقتلوہ ومن سب اصحابہ فاخذلوہ جو شخص کسی پیغمبر کو گالی دیتا ہے اسے قتل کر دیا جائے اور جو شخص کسی پیغمبر کے صحابی کو گالی دیتا ہے اسے ذلیل کرنا چاہیے۔

ہشام بن عروہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ان کے باپ نے عبداللہ ابنِ عمر رضی اللہ عنہما کی زبانی سنا کہ حضورؐ نے دعا مانگی اے اللہ! جس نے میرے ساتھ تعلق قائم کیا اور میرے ساتھ رشتہ محبت جوڑا اسے جنت میں میرے ساتھ وابستہ کردے یعنی ابوبکر، عمر، عثمان اور علی رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ساتھ رشتہ کو مضبوط فرما دے۔

marfat.com

۳۰

معراجِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اللہ تعالیٰ نے قرآنِ پاک میں جن آیاتِ کریمہ میں واقعہ معراج النبی کو بیان کیا ہے کر ان میں مندرجہ ذیل آیات خصوصی طور پر قابلِ ذکر ہیں۔

سُبۡحٰنَ الَّذِیۡۤ اَسۡرٰی بِعَبۡدِہٖ لَیۡلًا مِّنَ الۡمَسۡجِدِ الۡحَرَامِ اِلَی الۡمَسۡجِدِ الۡاَقۡصَا الَّذِیۡ بٰرَکۡنَا حَوۡلَہٗ ....

وَالنَّجۡمِ اِذَا ھَوٰی

اربابِ علم وحقیقت نے واقعہ معراج میں اختلاف کیا ہے اور اس کی کیفیت میں مختلف اقوال بیان کیے ہیں۔ بعض کے نزدیک یہ واقعہ محض خواب میں پیش آیا تھا بعض کے نزدیک یہ واقعہ ظاہری طور پر ظہور پذیر ہوا تھا۔ وہ کہتے ہیں کہ حضور پر نور فضائے دُنیا سے آسمان پر تشریف لے گئے۔ مگر بعض نے کہا ہے کہ دراصل حضور کے بعض واقعات معراجیہ خوابی تھے اور بعض ظاہری اور حقیقی تھے۔

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا ہے اَلۡکَعۡبَۃُ قِبۡلَۃُ الۡمَسۡجِدِ الۡحَرَامِ وَالۡمَسۡجِدُ قِبۡلَۃٌ لاھل الحرم۔ وَالۡحَرَمُ قِبۡلَۃٌ لِاَھۡلِ الۡاَرۡضِ

ترجمہ: کعبہ مسجد الحرام کا قبلہ ہے اور مسجد الحرام اہلِ حرم کا قبلہ ہے اور حرم اہلِ زمین کا قبلہ ہے۔

حضرات محدثین نے کئی اسناد کے ساتھ یہ حدیث بیان کی ہے کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے واقعہ معراج کی تفصیل یوں بیان فرمائی ہے کہ میں حطیم میں تھا۔ اور دائیں پہلو پر سو رہا تھا کہ کوئی شخص اندر آیا اس نے میرا سینہ چاک کیا اور ایک طشت زریں پیش کیا۔ یہ طشت زریں ایمان وحکمت سے بھرا ہوا تھا۔ میرا دل اس

marfat.com

طشت کے پانی سے دھویا گیا اور پھر اپنے مقام پر لگا دیا گیا ایک سفید رنگ کی سواری پیش کی گئی جو خچر سے قدرے چھوٹی اور گدھے سے قدرے بڑی تھی۔ جہاں تک نگاہ کام کرتی تھی وہاں تک اس کے قدم وہاں تک اٹھتے تھے۔ مجھے اس سواری پر سوار کرایا گیا حضرت جبرئیل میرے ہم رکاب رہے۔ جبرئیل علیہ السلام نے آسمان دنیا کے دروازے پر دستک دی، اندر سے آواز آئی کون ہے؟ جبرئیل نے بتایا کہ میں ہوں جبرئیل پوچھا تمہارے ساتھ کون ہے؟ جبرئیل نے کہا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)! آواز آئی کیا انھیں بلایا گیا ہے وہ رسول خدا ہیں۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے بتایا ہاں! دروازہ کھلا اور آواز آئی مرحبا! خوش آمدید۔

میں اندر گیا دیکھا کہ سید البشر حضرت آدم علیہ السلام کھڑے ہیں جبرئیل نے مجھے بتایا حضور! یہ آپ کے والد ہیں انھیں سلام کریں میں نے سلام کیا۔ حضرت آدم علیہ السلام نے سلام کا جواب دیا اور کہا مرحبا یا ابن الصالح! یا نبی صالح!

پھر مجھے دوسرے آسمان پر لے گئے وہاں دروازہ کھٹکھٹایا تو اندر سے آواز آئی کون ہے؟ جبرئیل علیہ السلام نے بتایا کہ میں جبرئیل ہوں اور میرے ساتھ حضرت محمد رسول اللہ جنھیں اللہ تعالیٰ نے بلایا ہے دروازہ کھلا تو اندر سے خوش آمدید کی آوازیں آئیں۔ میں نے دیکھا تو حضرت یحییٰ اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام کھڑے ہیں جبرئیل نے کہا سلام کریں میں نے سلام کیا۔ سلام کا جواب دینے کے بعد دونوں نے کہا مَرْحَبًا بِالْأَخِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ۔

پھر مجھے تیسرے آسمان پر لے گئے وہاں بھی دروازے پر دستک دینے کے بعد حضرت جبرئیل علیہ السلام سے وہی سوالات کیے گئے۔ جو پہلے آسمانوں کے دروازے کھلنے سے پہلے کیے جاتے تھے۔ دروازہ کھلا اندر قدم رکھا تو سامنے حضرت یوسف علیہ السلام کو کھڑے دیکھا سلام کیا تو آپ نے بھی خندہ پیشانی سے سلام کا جواب دیکر مرحبا کہا۔

پھر ہم چوتھے آسمان پر گئے اسی تحقیق و تفتیش کے بعد دروازہ کھلا میں اندر داخل ہوا

marfat.com

تو حضرت ادریس علیہ السلام کو استقبالیہ انداز میں کھڑے پایا میں نے سلام کیا تو انھوں نے سلام کے جواب کے ساتھ مرحبا یا اَخِی الصَّالِح وَیَا النَّبِی الصَّالِح کہا۔

اسی طرح پانچویں آسمان پر پہنچے تو حضرت ہارون علیہ السلام کو منتظر پایا سلام کہا تو سلام کے جواب کے بعد انھوں نے بھی مرحبا اور خوش آمدید کے ساتھ استقبال کیا چھٹے آسمان پر قدم رکھا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کو استقبال میں پایا سلام کہا، تو آپ نے بھی مرحبا اور خوش آمدید کے الفاظ سے پرتپاک خیر مقدم کیا وہاں سے روانہ ہونے لگے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کو روتے دیکھا۔ جبرئیل نے پوچھا حضرت آپ کا رونا کیسا ہے؟ آپ نے کہا یہ خوشی کا گریہ ہے، کہ آج میرا بیٹا رسالت کے تاج سے مزین معراج پر آرہا ہے۔ اور کل اسی کی امت تمام امتوں سے پہلے جنت میں قدم رکھے گی۔

اسی طرح ساتویں آسمان پر پہنچے اور سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو دروازے پر استقبال کرتے ہوئے پایا۔ آپ نے بھی سلام کے جواب میں مرحبا اور خوش آمدید کہتے ہوئے خیر مقدم کیا۔

ساتویں آسمان سے اوپر

ساتوں آسمانوں سے گذر کر ہم سدرۃ المنتہیٰ پر پہنچے یہ ایک بہت بڑا درخت ہے۔ اس کی وسعت پہاڑوں کی طرح دکھائی دیتی تھی۔ اور اس کے پتے ہاتھی کے کانوں کی طرح بڑے بڑے تھے پاس ہی چار نہریں رواں تھیں۔ جبرئیلؑ نے بتایا حضورؐ دو نہریں باطنی ہیں جو بہشت سے پھوٹتی ہیں اور بہتی رہتی ہیں۔ اور یہ ظاہری دو نہریں آپ کی زمین کی فرات اور نیل کی تمثیلات ہیں پھر ہم وہاں سے بیت المعمور تک چلے گئے۔ میرے لیے تین پیالے پیش کیے گئے۔ ایک میں شراب، ایک میں شہد اور ایک میں دودھ تھا۔ میں نے دودھ والے پیالہ کو پکڑا اور اس سے پی لیا۔ حضرت جبرئیل نے کہا آپ کی امت کا یہی مشروب ہوگا۔ اس مقام پر مجھ پر پچاس نمازیں فرض کی گئیں جب میں واپس آیا، تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے مجھے پوچھا حضورؐ آپ کے لیے کتنی نمازیں فرض ہوئیں

marfat.com

میں نے بتایا روزانہ پچاس !

کہنے لگے آپ کی امت ہر روز پچاس نمازیں ادا کرنے کی ہمت نہیں رکھتی ان میں تخفیف کرائیے۔ میں نے آپ سے پہلے عام لوگوں کی ہمت کا اندازہ لگایا ہوا ہے۔ آپ واپس جاکر اللہ کے حضور تخفیف کی عرض کریں۔ میں واپس گیا کم کرنے کی درخواست کی چنانچہ دس نمازیں کم ہوئیں اور چالیس نمازوں کا حکم دیا گیا حضرت موسیٰ اس پر بھی راضی نہ تھے۔ مجھے پھر واپس کیا اور کہا آپ کی امت میں یہ طاقت نہیں ہے میں دوبارہ گیا تو پھر عرض کی اب تیس نمازوں تک کیا گیا لیکن حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پھر زور دیا یا رسول اللہ! میں بنی اسرائیل کو دیکھ چکا ہوں آپ کی امت اس بار گراں کو نہیں اٹھا سکے گی مجھے پھر لوٹا دیا اور بیس نمازوں تک رہ گئیں مگر حضرت موسیٰ علیہ السلام اس پر بھی مطمئن نہ تھے میں ان کے کہنے پر پھر واپس ہوا۔ اب کی بار دس رہ گئیں مگر حضرت موسیٰؑ نے پھر اصرار کرتے ہوئے مجھے پھر اللہ کی بارگاہ میں بھیجا اب کی بار صرف پانچ نمازیں رہ گئیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام پھر بھی کہنے لگے یا رسول اللہ آپ کی امت بڑی نازک ہے یہ پانچ نمازیں نہیں پڑھ سکے گی آپ پھر جائیے اور ان میں کمی کرائیے میں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کہا اب مجھے بار بار اللہ کی بارگاہ میں نمازیں کم کرانے کیلیے جاتے ہوئے شرم محسوس ہوتی ہے۔ میں اب اس کام کے لیے نہیں جاؤں گا ایک منادی نے ندا دی آج سے امتِ رسول پر پانچ نمازیں فرض کردی گئی ہیں۔

تعلیم اذانِ نماز

سب سے پہلے اذان نماز کا حکم ہوا تو حضرت جبرئیل علیہ السلام حضور پرنور شافع یوم النشور کی خدمت میں سواری لے کر حاضر ہوئے یہ سواری براق تھی مگر بڑی شوخ و چالاک۔

حضورؐ نے فرمایا جبرئیل ذرا کچھ اصیل سی سواری لاؤ۔ جبرئیل ایک اور لائے اسے برقہ کہا جاتا تھا۔ حضورؐ بیٹھے تو وہ بھی شرارتیں کرنے لگی تو جبرئیل نے کہا برقہ! ادب کرو آج تک اس شخص سے محترم تجھ پر کوئی شخص نہیں بیٹھا۔ حضورؐ پھر سوار ہوئے اور ایسے مقام پر پہنچے جہاں ایک حجاب نظر آیا وہاں ایک فرشتہ کھڑا دکھائی دیا حضورؐ نے جبرئیل سے

marfat.com

پوچھا یہ کون ہے؟ جبرئیل کہنے لگے یارسول اللہ مجھے اس خدا کی قسم جس کی قدرت نے مجھے پیدا فرمایا ہے میں نے اس فرشتے کو آج تک نہیں دیکھا تھا۔ فرشتے نے اسی وقت بلند آواز سے کہا اللہ اکبر، اللہ اکبر! حجاب کے پیچھے سے آواز آئی تم نے سچ کہا واقعی میں ہی بڑا ہوں مجھے ہی کبریائی ہے فرشتے نے کہا اَشْہَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ۔ حجاب کے پیچھے سے آواز آئی میرے بندے نے سچ کہا ہے میرے سوا کوئی بھی الٰہ نہیں فرشتے نے کہا۔ اَشْہَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہ۔ حجاب کے پیچھے سے آواز آئی میں نے ہی اپنے نبی کو رسول بنا کر بھیجا ہے فرشتے نے پھر کہا حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ۔ حَیَّ عَلَی الْفَلَاح۔ نماز اور فلاح کی طرف بلایا حضور نبی کریم صاحب کوثر و تسنیم فرماتے ہیں کہ اس دن اللہ تعالیٰ نے مجھے اولین و آخرین کا شرف عطا فرمایا تھا۔

ایک اور روایت میں آیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا کہ میں اس رات اُمِّ ہانی کے گھر سویا ہوا تھا۔ مجھے ام ہانی کے گھر سے مسجد الحرام تک لے گئے اور وہاں سے مسجد اقصیٰ تک گئے اور وہاں سے آسمانوں پر۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ایک اور روایت بیان کی ہے کہ رسولِ خدا نے اللہ تعالیٰ سے درخواست کی یا اللہ! جس بہشت اور دوزخ کا میں عام طور پہ ذکر کرتا ہوں مجھے وہ دکھا دو دیں۔ چنانچہ سترہ ماہِ رمضان ہفتہ کی رات کو (ہجرت سے اٹھارہ ماہ پہلے) اٹھایا گیا۔ حضورؐ فرماتے ہیں میں ایک رات گھر میں باوضو سویا ہوا تھا۔ حضرت جبرئیل آئے دوبارہ وضو کرایا میکائیل بھی ساتھ تھے اور کہنے لگے حضورؐ آپ نے اللہ سے جو کچھ مانگا تھا منظور ہو گیا ہے بسم اللہ کیجیے۔ مجھے وہاں سے مقام ابراہیم اور زمزم کے درمیان لایا گیا وہاں میرا شکم چاک کیا گیا ایک طشت میں پانی لا کر میرے پیٹ کو دھویا گیا حضرت جبرئیل علیہ السلام آبِ زمزم لاتے جاتے اور میکائیل دھوتے جاتے تھے۔ جبرئیل نے میکائیل کو کہا اب دل کو چیرا جائے۔ میکائیل نے دل کو چیرا تو خون کے چند سیاہ قطرے نکلے۔ دل کو پھر وہاں ہی رکھا اور پیٹ کو دوبارہ سی دیا اس طرح میرے اندر نور ایمان و حکمت بھر دیا گیا۔

marfat.com

حضورؐ نے فرمایا میرے پاس تین شخص آئے ایک نے کہا یہی ہے دوسرے نے کہا ہاں۔ تیسرے نے کہا قوم کے اس سردار کو آگے لاؤ یہ تینوں اللہ کے جلیل القدر فرشتے تھے حضرت جبرئیل نے مجھے کہا اب اٹھیے۔ میرا ہاتھ پکڑا اور مسجد سے باہر آئے ایک سواری کھڑی تھی اس پر بٹھایا اور صفا اور مروہ کی وادی کے درمیان چلنے لگا۔ اس سواری کا چہرہ انسانی خوبصورت چہرہ تھا۔ کان ہاتھی کی طرح تھے۔ پشت گھوڑوں کی طرح تھی پاؤں اونٹ کے پاؤں کی طرح تھے۔ دُم گائے کی دم کی طرح گدھے سے بڑی اور خچر سے قدرے چھوٹی تھی۔ سر یاقوت کی طرح سرخ اور سینہ سفید موتی سے بنا ہوا تھا۔ یہ براق تھی کہ اس سے پہلے پیغمبر ایسی ہی براقوں پر بیٹھا کرتے تھے۔ اس کی زین بہشت کی زین تھی۔

حضرت جبرئیل نے مجھے بیٹھنے کا اشارہ کیا میں نے بیٹھنا چاہا تو براق سرکشی کرنے لگا۔ کیونکہ فترت کے سو سال سے اس پر کوئی بھی سوار نہیں ہوا تھا۔ جبرئیل نے کہا، اے براق ادب! تمھیں یہ گستاخی کرتے شرم نہیں آتی۔ بخدا! آج تک تجھ پر اس شخص سے بلند رتبہ انسان نہیں بیٹھا۔ براق نے یہ بات سنی تو کانپنے لگی اور جھک گئی۔ میں اس پر بیٹھ گیا مجھے وہاں سے بیت المقدس تک لے گئے میں مسجد کے دروازے کے اندر گیا دیکھا تمام پیغمبرانِ خدا مسجد میں موجود تھے۔ تمام نے السلام علیك یا اول یا اخر یا معاشر کہہ کر میرا استقبال کیا اب بیت المقدس کے اردگرد لاکھوں فرشتے آنے لگے۔ اور مجھے مبارک باد دینے لگے میں نے جبرئیل سے پوچھا یہ کون ہیں؟ اور مجھے کس لیے مبارک دے رہے ہیں۔ جبرئیل امین نے بتایا یا رسول اللہ! یہ سب اللہ کے پاک بندے ہیں۔ آپ کو مبارک دے رہے ہیں آپ پہلے شخص ہوں گے جو قیامت کے دن قبر سے اٹھیں گے اور آپ کی اُمت پہلی اُمت ہو گی جو قبروں سے نکلے گی آپ پہلے شخص ہوں گے جو بہشت میں قدم رکھیں گے اور آپ کی اُمت پہلی اُمت ہو گی، جو بہشت میں داخل ہو گی حضرت جبرئیل نے میرا بازو پکڑا اور مسجد سے باہر لے آئے مسجد کے دروازے پر میکائیل اور اسرافیل کھڑے تھے۔ براق اپنے کان ہلا رہی تھی اور اپنے

marfat.com

دو پروں کو تول رہی تھی۔ اس کا چہرہ انسانی چہرہ تھا۔ گا یں گھوڑے کی طرح۔ ماتھا مروارید اور مرجان سے مرصع بال یاقوت سرخ کی طرح گندھے ہوئے، کان سبز زمرد سے بنے ہوئے۔ آنکھیں زہرہ و مریخ کی طرح چمک رہی تھیں۔ دُم گائے کی دم کی طرح تھی۔ اس پر بھی سبز زمرد اور یاقوت جڑے تھے۔ بیر چاندی کی طرح سفید شفاف سینہ سونے کی طرح سرخ پاؤں اٹھاتا تو ایک وادی سے دوسری وادی ناپتا، رنگ بجلی کی طرح شعاعیں مارتا ایک قدم یوں اٹھتا جہاں تک نظر جاتی لگام گوہر و جواہر سے مرصع زنجیر زریں سے بندھی ہوئی بدن پر ریشمی کپڑے ڈالے ہوئے تھے۔

حضورؐ سوار ہونے لگے تو براق نے سرکشی اور چابکدستی دکھائی۔ جبرئیل نے کہا تمھیں شرم نہیں آتی آج تم پر حضرت محمد مصطفیٰ سواری کرنے والے ہیں جن سے بڑھ کر کوئی آدمی روئے زمین پر اللہ کے نزدیک محترم اور مکرم نہیں ہے۔ براق کو شرم آئی ندامت سے سر جھکا دیا۔ جبرئیل نے تھپکی دی حضورؐ کی رکاب پکڑی میکائیل نے لگام تھامی اسرافیل نے کپڑے درست کیے میں سوار ہو کر بیت المقدس آیا، نماز پڑھائی تمام انبیاءِ کرام نے میری اقتداء کی۔ جبرئیل نے میرا ہاتھ پکڑا اور سفرِ معراج پر روانہ ہوئے اور اس طرح ہم آسمان دنیا پر پہنچے۔

جبرئیل کی شکل اور لباس

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ حضرت جبرئیل امین میرے پاس اکثر ایسے انسان کی شکل میں آتے ہیں جس طرح کوئی بڑا دوست اور محبت کرنے والا انسان ہوتا ہے آپ کے کپڑے صاف سفید براق ہوتے ہیں اور یاقوت و جواہرات سے مرصع ہوتے ہیں رنگت برف کی طرح سفید اور چہرہ کشادہ اور درخشاں دانت چمکدار، دونوں پر سبز اور پاؤں بھی سبز رنگ کے ہوتے ہیں شکل و صورت کے نور سے آفاق کے گوشے روشن ہو جاتے ہیں ایک دن سرکار ابد قرار جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرئیل کو فرمایا آپ میرے سامنے اس شکل و صورت اور عمدہ لباس میں آتے ہیں تاکہ میں دیکھ کر خوش رہوں مگر کبھی مجھے اپنی شکل تو دکھاؤ حضرت جبرئیل

marfat.com

اپنے بازو پھیلائے تو آفاق پر پھیل گئے۔ یعنی مشرق و مغرب کی تمام دیواریں لپیٹ میں آگئیں۔

بعض روایات میں آیا ہے کہ حضور نبی کریم صاحب کوثر و تسنیم مکہ مکرمہ سے آسمان پر تشریف لے گئے۔ تو ایک ایسا مقام آیا جسے صراح کہتے ہیں یہ ساتویں آسمان پر ہے اور آسمان والے کعبہ کی طرح اس کی تکریم کرتے ہیں حضرت جبرئیل علیہ السلام ہر روز بہشت کی نہروں میں سے ایک نہر میں نہاتے ہیں اپنے پروں کو جھٹکتے ہیں۔ تو ان سے ستر ہزار قطرے گرتے ہیں اللہ تعالیٰ ہر قطرہ سے ایک فرشتہ پیدا فرماتا ہے جو صراح کا طواف کرتے ہیں اسی طرح ستر ہزار فرشتے بیت المعمور کا طواف کرتی ہے قیامت تک دوسری بار انھیں طواف کرنے کی باری نہیں آتی۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس رات میں معراج کے سفر پر گیا تو وادیٔ فلسطین میں ربوۃ سے گذرا۔ میں نے ایک خوب صورت عورت کو دیکھا نہایت ہی خوش شکل اور دنیا کی تمام آرائشوں سے مزین تھی اس کے لباس اور زیورات کی جتنی تعریف کی جائے کم ہے وہ میرے راستہ میں کھڑی تھی مجھے دیکھتے ہی کہنے لگی یا محمد! یا محمد! ذرا آہستہ۔ میں نے ایک بات پوچھنی ہے میں نے ایک نظر دیکھا مگر رکا نہیں حضرت جبرئیلؑ نے پوچھا حضورؐ! آپ کو معلوم ہے یہ کون عورت ہے میں نے کہا آپ ہی بتائیں کہنے لگے یہ دنیا ہے۔ جس نے اپنے آپ کو آراستہ پیراستہ بنا کر آپ کے سامنے لا کھڑا کیا ہے۔ اگر آپ اس کے کہنے پر رُک جاتے تو آپ کی اُمت دنیا کے حسن وجمال کی عاشق ہو جاتی اور آخرت کی پرواہ کیے بغیر دنیا کے غلام رہتے۔ ابھی جبرئیل ہی باتیں کر رہے تھے۔ کہ دائیں ہاتھ سے آواز آئی یا محمد یا محمد! ذرا ٹھہریے۔ میں نہ رُکا، آگے بڑھے تو جبرئیل علیہ السلام نے بتایا یہ یہودیوں کا ایک مبلغ ہے اگر آپ اس کی آواز پر رُک جاتے تو آپ کی اُمت یہودیوں کے خیالات پر فریفتہ ہو جاتی ہم آگے گئے، تو بائیں ہاتھ سے ایسی ہی آواز آئی یا محمد یا محمد! ذرا رکیے۔ میں نہ رکا حضرت جبرئیل نے بتایا یا رسول اللہ یہ عیسائیوں کا منادی (مبلغ) ہے اگر آپ رُک جاتے تو عیسائی لوگ آپکی

marfat.com

امت پر چھا جاتے اور ان کے خیالات آپ کی اُمّت کو پسندیدہ ہوتے۔ ہم آگے بڑھے ایک مسجد دکھائی دی۔ اس میں سے دو فرشتے آگے بڑھے اور میرے سامنے چار پیالے لا رکھے ایک میں دودھ، ایک میں شہد، ایک میں شراب اور ایک میں پانی۔ میں نے دودھ کو اٹھایا اور پی لیا حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ هَدَاكَ لِلْفِطْرَةِ الرشد ورشدت امة ولو شرب الخمر الغمی۔ لغت امة ولو شرب العسل سفة وسهت امته۔ ولو شرب الماء لغرقت امته وحرم الخمر

(اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے آپ کی فطرت رشید بنائی ہے اسی طرح آپ کی اُمّت کو بھی رشد و ہدایت پر قائم رکھا اگر آپ شراب کا پیالہ اٹھاتے تو آپ کی امت مستِ جام رہتی۔ آپ نے دودھ کا پیالہ اٹھایا ہے۔ یہ فطرت اسلام کی علامت ہے اگر آپ پانی کا پیالہ اٹھاتے تو آپ کی اُمّت غرقاب ہو جاتی اور ہمیشہ طوفانوں کی زد میں رہتی)

جلوسِ معراج کی شان و شوکت

حضورؐ فرماتے ہیں کہ جبرئیل میرے ساتھ ساتھ رہے ہم تمام سفر اکٹھا رہے وہ میرے ہمرکاب تھے۔ میں معراج کی بلندیوں تک جا پہنچا۔ اللہ تعالیٰ نے معراج کو بہترین مقام پیدا فرمایا ہے دنیا کا کوئی شخص اس جسمِ خاکی کے ساتھ میرے سوا معراج کی بلندیوں کو نہیں پہنچ سکتا معراج کی رات کو میرے دائیں ہاتھ چار سو فرشتے چل رہے تھے اور بائیں ہاتھ پر بھی چار سو فرشتے رواں دواں تھے۔ آگے آگے ایک ہزار فرشتہ جا رہا تھا پیچھے پیچھے بھی ایک ہزار فرشتہ آ رہا تھا ہر فرشتہ کے دو دو پر سبز رنگ کے تھے ہر ایک سر پر نورانی تاج سجے ہوئے تھے۔ اور پانچ سو خصوصی مقرب فرشتے مرحبا مرحبا کہتے کہتے آگے بڑھ رہے تھے ان کے چہرے چاند کی طرح درخشاں تھے یا محمد مرحبا! یا محمد مرحبا! کہتے جاتے تھے۔

حضرت جبرئیل علیہ السلام نے میکائیل کو آواز دی، میکائیل نے میکائیل کو آواز دی

marfat.com

میکائیل نے شمائیل کو آواز دی۔ شمائیل نے کلکائیل کو آواز دی، کلکائیل نے عاصدمائیل کو آواز دی، عاصدمائیل نے نوربائیل کو آواز دی۔ نوربائیل نے رضوان بائیل کو پکارا اور اس نے رصائیل کو آواز دی۔ وہ ہر ایک کو کہتے جاتے تھے ہوشیار محمد رسول اللہ کی سواری گذر رہی ہے۔ ان فرشتوں کے مختلف درجات تھے۔ وہ تسبیح الٰہی بیان کرتے یہ پندرہ درجات تھے۔ حضرت اسماعیل اس درجہ پر تھے۔ وہ ستر ہزار فرشتے لے کر استقبال کو کھڑے تھے۔ یہ فرشتے آسمانِ دنیا کے فرشتے تھے۔ یہ سولھویں درجے کے فرشتہ جہاں زربائیل کھڑے تھے۔ ان کے سر پہ ایک نورانی تاج تھا۔ اس کا ایک پَر آسمانِ دنیا پر پھیلا ہوا تھا۔ اور دوسرا آسمان کے دوسری طرف تک پہنچا ہوا تھا۔ ان کی کمان میں ہزار ہزار فرشتہ تھا اب آپ چوبیسویں درجہ پر پہنچے وہاں زولائیل کھڑے تھے ان کے پروں کے نیچے سات ہزار ایسے فرشتے کھڑے تھے جن کے پر اور انگلیاں گوہر سے بنی موتی تھیں۔

پچیسویں درجے پر ایک اور فرشتہ جس کا نام اسمعیائیل تھا۔ سات ہزار فرشتے لیکر کھڑا تھا۔ وہ تسبیح کرتے تو ان کے منہ سے موتی جھڑتے۔ ہزاروں فرشتے ان موتیوں کو چنتے تھے اور اسے زود شرقی میں ڈالتے جاتے تھے۔

حضورؐ نے بتایا کہ ہم فرشتوں کی ایک ایسی جماعت تک پہنچے جو یہ تسبیح بیان کر رہے تھے۔ سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی۔ ان فرشتوں کے سردار ہاروت اور ماروت تھے تمام کے سر پر نورانی تاج تھے۔ اس نے جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا آپ کے ساتھ کون ہیں؟ حضرت جبرئیل نے بتایا یہ محمد رسول اللہ محبوب خدا ہیں۔ اس نے اجازت لیکر حضورؐ کو سلام عرض کیا۔ اس فرشتے کی اسی زبانیں تھیں اور ہر زبان سے چالیس ہزار فرشتے تسبیح بیان کرتے تھے۔ تمام کے سر پہ تاج تھے۔ اور تسبیح بیان کرتے اور مجھے کہتے مرحبا یا محمدؐ مرحبا یا محمدؐ!

حضور نبی کریمؐ نے پچیسویں پایہ پر ایسے فرشتے دیکھے جو سربسجود پڑے تھے۔ جبرئیل نے بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے جس دن سے آسمان وزمین پیدا فرمایا ہے یہ فرشتے

marfat.com

اسی دن سے سربسجود ہیں ان کے سران کے پردں کے پیچھے چھپے ہوئے ہیں۔ ایک بھی دوسرے کو نہیں دیکھ سکتا وہ اللہ کے خوف سے سجدہ میں پڑے تسبیح وتہلیل ادا کرتے رہتے تھے۔ اور ایک لمحہ کے لیے بھی کوتاہی نہیں کرتے۔ یہ دوسرے فرشتوں کی نسبت سخت عبادت وریاضت میں ہیں۔ حضورؐ کو ان کا یہ انداز عبادت بڑا پسند آیا۔ وہاں سے حضور ایک آسمان کے ایسے دروازے پر پہنچے جسے حفظہ کہتے ہیں اس دروازے پر ایک التحصیل نامی فرشتہ کھڑا تھا۔ اس کے ماتحت بارہ ۱۲ ہزار فرشتے صف بستہ تھے۔ جبرئیل نے دروازہ کھولنے کا کہا تو اسمٰعیل نے کہا کہ آپ کے ساتھ کون ہے جبرئیل نے کہا محبوب خدا! دروازہ کھلا اور ہم اندر چلے گئے۔

استقبالی فرشتے

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور نبی کریمؐ کی زبانی سنا۔ ایک مقام پر حضرت جبرئیل نے ایک دروازہ کھٹکھٹایا۔ پوچھا آپ کون ہیں؟ اور آپ کے ساتھ کون ہے؟ بتایا گیا میں جبرئیل ہوں اور محمد بن عبداللہ تشریف لا رہے ہیں آسمان کا دروازہ کھلا وہ فرشتہ ستر ہزار فرشتوں کا لشکر لیے استقبال کو کھڑا تھا۔ یہ فرشتے اس آسمان کے موکل تھے تمام نے حضورؐ کی آمد پر صلوٰۃ وسلام پڑھا۔ اور حضورؐ پر اللہ کی رحمتوں کی دعائیں کیں۔

وہب بن منبہ روایت کرتے ہیں کہ ابو عثمان الہندی نے سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے حضورؐ کی روایت سنی کہ آسمان دنیا کا نام برقیعا ہے اللہ تعالیٰ نے اسے سبز زمرد سے بنایا ہے۔ اور اس آسمان کے فرشتوں کی تسبیح سُبْحَانَ ذِی الْمُلْکِ وَالْمَلَکُوْت ہے جو شخص یہ تسبیح پڑھے گا اسے ان فرشتوں کا ثواب ملے گا۔ اس کے بعد حضورؐ فرماتے ہیں کہ مجھے آسمانِ دوم پر لے جایا گیا اس کا فرش پیتل کا بنا ہوا تھا۔ اور اس کا نام ملینا تھا۔ بعض کتابوں میں اس آسمانِ دوم کا نام ارفلمون تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اسے سفید چاندی سے بنایا ہے۔ اس کے خازن کا نام رفیائیل ہے اور اس کی تسبیح وتہلیل سُبْحَانَ ذِی الْعِزَّۃِ وَالْجَبَرُوْت تھی۔ جو شخص بھی یہ تسبیح پڑھے گا اسے ان فرشتوں کا ثواب ملیگا جبرئیل نے کہا کہ دروازے کھول دیں انھوں نے پوچھا آپ کس کو ساتھ لائے ہیں؟ بتایا

marfat.com

محمد رسول اللہ میرے ساتھ ہیں وہ کہنے لگا حیا ، اللّٰھم اخ ومن خلیفہ نعم الدخ ونعم الخلیفہ ونعم المجی جاء

حضورؐ فرماتے ہیں میں نے ایک شخص کو دیکھا جس کے اردگرد ہزاروں حسین وجمیل نوجوان کھڑے تھے۔ وہ ان تمام کے جھگھٹے میں یوں دکھائی دیتا تھا جیسے ستاروں میں چاند ہوتا ہے میں نے کہا جبرئیل یہ کون ہے؟ بتایا یہ سیدنا یوسف الصدیق علیہ السلام ہیں اور اردگرد ان کی امت کے صالحین جمع ہیں اب سب نے حضورؐ پر سلام پیش کیا اور آپ کو مرحبا کہا۔

آسمانِ سوم کا آسمانی نام فیدوَن ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسے سُرخ یاقوت سے بنایا ہے اس کے خازن کا نام کوکب بائیل ہے۔ اس پر رہنے والے فرشتوں کی تسبیح سُبْحَانَ الْحَيِّ الَّذِيْ لَا يَمُوْتُ جو شخص یہ تسبیح پڑھے گا اسے ان فرشتوں جیسا ثواب ملے گا حضرت یوسف تیسرے آسمان پر تھے۔ اور حضرت عیسیٰ اور یحییٰ دوسرے آسمان پر ہوتے ہیں حضورؐ فرماتے ہیں کہ میں تیسرے آسمان پر دو آدمیوں کو دیکھا وہ دونوں یاقوت کے منبروں پر تشریف فرما تھے۔ یہ دونوں عیسیٰ بن مریم اور یحییٰ بن زکریا علیہما السلام تھے۔

حضورؐ نے فرمایا میں نے حضرت عیسیٰ کو دیکھا وہ دراز زلف بلند قامت نوجوان نظر آئے اور سرخ چہرہ تھا۔ انھوں نے مجھے بتایا کہ مجھے آسمانِ چہارم پر لےجایا گیا جو سرخ سونے سے بنا ہوا ہے۔ اس کا نام ماعون ہے اللہ تعالیٰ نے اسے سفید موتی سے بنایا ہے۔ اور اس کا خازن مومن بائیل ہے اس کے فرشتوں کی تسبیح سُبْحَانَ الْقُدُّوْسِ رَبُّ الْمَلَائِكَةِ وَالرُّوْحِ جو شخص یہ تسبیح پڑھے گا اسے ان فرشتوں کا ثواب ملے گا۔

حضورؐ نے فرمایا میں نے ایک اور شخص کو دیکھا حضرت جبرئیل نے بتایا یہ حضرت ادریس علیہ السلام ہیں آپ چوتھے آسمان پر موجود تھے۔ آپ نے مجھے دیکھتے ہی کہا مرحبا بالاخ الصباح والنبی الصالح (خوش آمدید۔ میرے برادر صالح۔ خوش آمدید میرے نبی صالح) پھر فرمایا میں نے مریم ابن عمران کو بھی دیکھا وہ گوہر سفید کے ستر محلات میں تشریف فرما تھیں۔ اسی طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ زمرد سبز کے ستر محلات میں

marfat.com

قیام فرما تھیں۔ حضرت فاطمۃ الزہرا ستر محلات جو مرجان سرخ کے بنے تھے۔ میں قیام کررہی تھیں۔

ہم آسمانِ پنجم پر پہنچے جو سبز یاقوت کا بنا ہوا تھا۔ اس کا نام سفخون تھا۔ آسمان میں اس کا دوسرا نام دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسے سُرخ زدے بنایا ہے۔ اس کے خازن کا نام سفطیا ہے اور یہاں کے رہنے والے سبحان من بین التیجہ والنار کی تسبیح بیان کرتے ہیں۔ میری امت سے جو اس تسبیح کو ایک بار پڑھے گا اسے ان حضرات کا ثواب ملیگا آگے بڑھے تو مجھے ایک ضعیف آدمی دکھائی دیا۔ میں نے زندگی بھر اس سے بوڑھا انسان نہیں دیکھا تھا اس کی آنکھیں موٹی موٹی، لمبی داڑھی ناف تک پھیلی ہوئی، اس کے سامنے لوگ بیٹھے تھے۔ اور وہ کوئی داستان سنا رہا تھا۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے بتایا یہ ہارون بن عمران ہیں ان کے سامنے بنی اسرائیلیے ہیں۔ ہم نے سلام کیا، اس نے سلام کا جواب دیا صلوٰۃ وسلام پیش کیا۔

نصر نے روایت کی ہے کہ حضورؐ اس کے بعد آسمان ششم پر تشریف لے گئے آپ نے فرمایا اس کا نام دفنا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اسے زرد یاقوت سے بنایا ہے۔ اس کے خازن کو رحیابیل کہتے ہیں ان کے بسنے والوں کی تسبیح سُبْحَانَ اللّٰہِ و رَبَّ کُلِّ شَیْئٍ وخالق کُلِّ شَیْئٍ اس تسبیح کو پڑھنے والے آسمانِ ششم کے رہنے والوں کا ثواب پائیں گے۔

کروبیاں

چھٹے آسمان پر عجیب وغریب فرشتے نظر آئے بے حساب اور بے پناہ فرشتے تھے۔ صف در صف زمین پر سجدہ ریز۔ ان فرشتوں کے سراپا پروں سے آئے ہوئے تھے۔ سر، منہ، بازو، ہر جگہ پَر ہی پر نظر آتے تھے ان پروں کے درمیان کسی فرشتے کا نہ منہ، نہ ہاتھ، نہ پاؤں۔ نہ منہ، نہ کان حتیٰ کہ کوئی عضو نظر نہیں آتا تھا۔ ہاں ان کے ایک ایک پر سے اللہ کی تسبیح وتہلیل سنائی دیتی تھی۔ وہ اللہ کی نعمتوں کا ذکر کرتے، مختلف آوازیں نکالتے کبھی کبھی ان کے رونے کی آواز آتی۔ وہ اللہ کے ڈر سے اس طرح روتے کہ اگر زمین والے ان کی وہ دھبری آواز سن پائیں تو ڈر سے کچھ نہ کھا سکیں، میں نے حضرت جبرئیلؑ سے پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ جبرئیل نے بتایا حضورؐ یہ کروبیاں ہیں۔

marfat.com

آج تک دن میں سے ایک نے بھی یہ بات نہیں کی ساتھ والے کا منہ تک نہیں دیکھا ان کے نیچے زمین اور آسمان پر موجود ہیں مگر ان کی طرف ایک نے بھی نہیں دیکھا یہ اللہ کے ڈر سے اس قدر رکوع میں کہ ایک دوسرے کا ہوش نہیں ہے۔ حضورؐ نے انھیں دیکھا تو سلام کہا مگر انھوں نے سر اٹھا سارے سے جواب دیا اور اللہ کے ہاں اس قدر خضوع و خشوع میں ڈوبے ہوئے تھے۔ کہ حضور کی طرف دیکھا تک نہیں جبرئیل علیہ السلام نے انھیں آگاہ کیا کہ میرے ساتھ رسولِ رحمت تشریف فرما ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے محبوب ہیں اللہ نے انھیں خاتم النبیین بنا کر عرب میں بھیجا ہے ہم ان سے بات نہیں کرتے۔ جبرئیل سے میرا نام سنا تو سب کے سب مجھے سلام کرنے لگے مرحبا مرحبا کہنے لگے اور بڑی عزت و تکریم سے پیش آئے۔ پھر اسی طرح عبادت میں غرق ہو گئے میں چند لمحوں کے لیے انھیں دیکھتا رہا ان کے طرزِ عبادت پر رشک کرتا رہا اور ان کے متعلق سوچتا رہا۔ میں نے وہاں ایک ایسے شخص کو دیکھا جو سیاہ چمڑے کا لبادہ اوڑھے ہوئے تھا زلفیں بکھری ہوئیں اور ایک بڑا مجمع اس کے پیچھے تھا میں نے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا یہ کون ہے انھوں نے بتایا یہ حضرت موسیٰ کلیم اللہ ہیں۔

حضرت ابن عباس روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریمؐ نے فرمایا۔ میں وہاں سے آگے بڑھا اور ساتویں آسمان پر میں نے ایسے فرشتے دیکھے جن کا ذکر کرنے کی مجھے اجازت نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے اتنی قوت دی کہ میں نے انھیں اپنی نگاہوں سے دیکھا حالانکہ کسی عام انسان کی آنکھوں میں وہ قوت نہیں کہ انھیں دیکھ سکے ایک اور روایت میں ہے کہ میں آسمان ہفتم پر پہنچا اس کا نام شموا تھا اللہ تعالیٰ نے اس آسمان کو اپنے نور سے بنایا ہے۔ اس کے خازن کا نام نوریائیل تھا۔ (بعض حضرات نے اس کا نام عربیا لکھا ہے) اس آسمان پر رہنے والوں کی تسبیح سبحان خالق النور ہے جو شخص یہ کلمات پڑھے گا، اسے ساتویں آسمان والوں کا ثواب ملے گا۔ بلکہ اہلِ زمین کئی گنا ثواب پائیں گے ان حضرات نے نبی کریم صاحب کوثر و تسنیم کو ادب سے سلام کیا اور استقبال کیا اس کے بعد حضور نے دو ٹھاٹھیں مارتی ہوئی نہریں دیکھیں جبرئیل سے پوچھا یہ نہریں کہاں سے ہیں بتایا کہ یہ اہلِ دنیا کی نہریں ہیں وہاں رفیائیل فرشتہ نظر آیا یہ رضوانِ جنت کا خلیفہ ہے بہشت کی حوریں لکے

marfat.com

ساتھ کھڑی تھیں۔ حضورؐ فرماتے ہیں میں نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کی طرف مسکرا کر دیکھا تو رفیائیل نے جبرئیل کو کہا اگر حضور اجازت دیں تو حورعین آپ کی زیارت کرلیں آپ نے حوروں پر ایک نگاہ ڈالی۔ یہ حوریں السلام علیک یا محمد کہہ کر استقبال کر رہی تھیں، اور کہنے لگیں ہم اتنی نازنین ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں غصہ ہونا سکھایا ہی نہیں ہم ہمیشہ زندہ ہیں ہمیں موت نہیں آتی۔ ہم ہر وقت بقعہ راز میں ہیں کبھی عریاں نہیں ہوتیں یا رسول اللہ اپنی امت کو ہمارا اسلام پہنچانا۔ رضوان مائیل خازن بہشت سامنے آیا۔ اس کے ساتھ ایک ہزار فرشتے صف بستہ کھڑے تھے۔ ان کے چہرے چودہویں رات کے چاند کی طرح درخشاں تھے سبز کپڑے زیب تن کیے ان سے کستوری کی خوشبو آرہی تھی۔ سب کے سر پر نور کے تاج درخشاں تھے۔ کمر میں زمرد کے پٹکے تھے۔ سر پہ تاج جس پر موتی جڑے ہوئے تھے۔ ہر موتی کی چمک پانچ سو سال راہ تک جاتی تھی۔ میں نے کہا کتنے خوب صورت فرشتے ہیں۔ جبرئیل علیہ السلام نے کہا یا رسول اللہ! آپ کی امت کے پرہیز گار لوگ انھی فرشتوں کی طرح ہوں گے۔ حضورؐ کو جبرئیل کی اس بات سے بڑی مسرت ہوئی آپ کے رخسار خوشی سے تمتمانے لگے فرمایا جبرئیل مجھے تم نے اتنی خوش خبری دی ہے کہ میرا دل خوش ہوگیا ہے جبرئیل نے کہا یا رسول اللہ! آپ کو مزید بشارت ہو کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اتنی بشارتیں دے گا کہ آپ خوش ہو جائیں گے۔ جبرئیل مجھے وہاں سے مزید اوپر لے گئے۔ وہاں مجھے درخشندہ ستارے نظر آئے۔ ہر ستارے کے نیچے پچاس پچاس فرشتے کھڑے تھے۔ اور ہر ایک سے مرحبا ایک یا اہلاً کی آواز آرہی تھی۔ میں نے پوچھا جبرئیل یہ کون لوگ ہیں؟ بتایا یہ آسمان کے عابد ہیں اس کے بعد شمیائیل حاضر ہوئے اور حضورؐ کی خدمت میں مرحبا بالاخ الصالح والنبی صالح کہا اور کہا آج اللہ تعالیٰ نے زمین اور آسمان دونوں پر احسان فرمایا ہے کہ اپنے حبیب کو معراج بخشا۔ میں نے کہا جبرئیل یہ کون ہے؟ بتایا یہ ایک فرشتہ ہے جس کا نام راس الهدیٰ ہے۔ اس کے ساتھ ایک ہزار فرشتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے جس دن زمین و آسمان پیدا فرمائے انھوں نے کبھی سر سجدے سے نہیں اٹھایا۔ اور قیامت تک ایسے ہی سر بسجود رہیں گے۔

marfat.com

ان کے بعد فرشتوں کی ایک اور جماعت دکھائی دی یہ تعداد میں بارشوں کے قطرے کے تھے۔ ریت کے ذروں جتنے تھے۔ وہ دن رات صف بہ صف کھڑے ہیں اللہ کے ڈر سے ایک دوسرے کو نہیں پہچانتے۔ صرف عبادتِ الٰہی میں غرق ہیں میں نے جبرئیل سے دریافت کیا کہ یہ کون لوگ ہیں؟ انھوں نے بتایا کہ جب سے اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان پیدا کیے ہیں یہ عبادت میں مصروف ہیں اور قیامت تک ایسے ہی کھڑے رہیں گے۔

حضور نبی کریم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے ایسے فرشتے ہیں جو ہر وقت کانپتے رہتے ہیں ان کی آنکھوں سے آنسو کا ایک قطرہ گرتا ہے تو اس سے ایک فرشتہ پیدا ہوتا ہے وہ ہر وقت نماز میں کھڑا رہتا ہے۔ بعض ہمیشہ سجدے میں پڑے رہتے ہیں، بعضے رکوع میں پڑے رہتے ہیں۔ قیامت تک یہ فرشتے اپنے اپنے طرز عبادت میں مصروف رہیں گے یہ اللہ کے پاکباز ہیں اور کہتے رہتے ہیں اے اللہ ہم تیری اتنی عبادت نہیں کر سکے جتنی کرنا چاہیے تھی۔ حضور نے ایک ایسے فرشتے کی تعریف کی جس کا نام شمائیل تھا۔ یہ بہت بڑا فرشتہ تھا۔ اس کے سر پر ایک تاج تھا جو لوٗ لوٗ اور یاقوت سے مرصع تھا ہر ایک لوٗلوٗ زمین کے حجم کی تھی اور ہر یاقوت میں ساری دنیا سما سکتی ہے۔ میں نے جب اس کا درجہ دیکھا تو مجھے ڈر آیا۔ اور کانپنے لگا۔ میں نے جبرئیل سے پوچھا مجھے اس کے نزدیک لے جاؤ، اس نے میرا استقبال کیا ہمشائیل اسی کا نام تھا۔ اس کا سر عرش کے سایہ میں تھا اور قدم سجین میں تھے۔ (سجین ایک ایسا پتھر ہے جس میں تمام کافروں کے نام کندہ ہیں) ہمشائیل نے ہاتھ میں ایک زنجیر پکڑی ہوئی تھی۔ اس مچھلی کی گردن پر ڈالی ہوئی تھے۔ جس نے ساری زمین اٹھا رکھی ہے۔ اس مچھلی کا چہرہ یاقوت کا بنا ہوا تھا۔ تالو زمرد کا ہے۔ گردن میں سبز زمرد بنا ہوا ہے۔ اور یہ زنجیر فرشتے کے ہاتھ میں ہے جو ساق عرش کے نیچے کھڑا ہے۔ اس کے ساتھ بیس ہزار فرشتے ہیں جن کے سر پر مرصع تاج ہیں انکے پروں پر بادلوں کی گھٹائیں ہیں وہ اللہ کی تسبیح و تہلیل کرتے رہتے ہیں۔

میں نے مزید چند فرشتے دیکھے یہ بارش برسانے والے فرشتے تھے ان کے چہرے شبِ تاریک کی طرح کالے کالے۔ رات کی سیاہیوں کی طرح ان پر پردے پڑے ہوئے تھے

marfat.com

اور وہ زمین آسمان کے درمیان نور کی شعاعوں میں کھڑے تھے۔ حضرت جبرئیل نے کہا کہ حضور سر اٹھا کر انھیں سلام کریں میں نے ایسے ہی کیا۔ سر اٹھایا تو سامنے نیصبائیل فرشتہ کھڑا تھا۔ اس کے دائیں ہاتھ ایک ہزار فرشتہ اور بائیں ہاتھ پہ ایک ہزار فرشتہ کھڑا نظر آیا، اسی طرح اس کے آگے اور پیچھے ہزار ہزار فرشتہ صف بستہ کھڑا تھا۔ ان کے سر پہ نور کے تاج تھے۔ تمام کے تمام آیۃ الکرسی پڑھ رہے تھے۔ جبرئیل نے کہا یہ تمام فرشتے عرش کے ایک قطرہ نور سے پیدا ہوئے ہیں میں نے سدرۃ المنتہیٰ سے ہوائے رحمت کی آواز سنی۔ یہ آواز ان فرشتوں کی توبہ کی تھی۔ یہ فرشتے مرصع تاج پہنے عرش کی سبزی سے مالامال تھے۔ بہشت سے تمام خازن سامنے آگئے۔ صاعریائیل، خلیفہ رقبائیل، ہر ایک ہزار ہزار فرشتہ لیے کھڑا تھا۔ یہ تمام اپنی انگلیوں سے میری طرف اشارہ کر رہے تھے، اور کہہ رہے تھے اللہ تعالیٰ نے اس آدم زاد پر اپنی کرامت اور رحمت نچھاور کی ہے جبرئیل ہم آپ کو بھی مرحبا کہتے ہیں کیونکہ آپ اس رحمت عالم کے ہمرکاب ہیں۔ میں نے ساتویں آسمان کے فرشتوں کے سردار کو دیکھا جس کا نام غضبائیل تھا اس کے ساتھ بیس ہزار فرشتے تھے۔ ہر فرشتے کے سر پہ تاج تھا ہر تاج پر ایک ایک ہزار موتی جڑا ہوا تھا اور ہر ایک موتی اتنا بڑا تھا کہ زمین اس میں سما سکتی تھی۔

حضور نبی کریم آسمان دنیا میں پہنچے تو جبرئیل کے کہنے پر دروازے کھل گئے اور آپ اندر تشریف لے گئے تو آپ نے ایک فرشتہ دیکھا جو تکیہ لگائے بیٹھا تھا حضور نے اسے سلام کیا اس نے جواب دیا مگر اپنی جگہ سے نہ اٹھا اور حضور کے استقبال کے لیے اسے کچھ حرکت نہ ہوئی۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان آیا کہ میرا محبوب آیا ہے۔ سلام کیا مگر تم تکیہ لگائے بیٹھے رہے۔ اور ان کا احترام نہیں کیا۔ مجھے اپنے جلال کی قسم ہے کہ اب تم کھڑے رہو گے ایک پاؤں پر کھڑے رہو گے۔ اور قیامت تک بیٹھ نہ سکو گے۔

اس مقام پر حضرت جبرئیل علیہ السلام نے اذان کہی۔ جبرئیل کے چہرے پر لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا ہوا تھا۔ میکائیل نے نماز کی اقامت کہی اور حضور نے نماز کی امامت کرائی تمام فرشتوں نے آپ کی اقتدا کی۔

marfat.com

مالک، خازن دوزخ

حضور فرماتے ہیں (صلی اللہ علیہ وسلم) کہ میں آسمان چہارم پر تھا ایک فرشتہ اٹھا اور اپنے ہاتھ میری گردن میں ڈال دیے میں نے جبرئیل کو کہا یہ اللہ کی عجیب مخلوق ہے ۔ جبرئیل علیہ السلام نے کہا یارسول اللہ! آپ نے خود رات کے ایک حصہ میں اللہ تعالیٰ کی کتنی عجائبات کا مشاہدہ فرمایا ہے چنانچہ وہی فرشتہ میرے سامنے کھڑے ہو کر ہنسنے لگا اور بڑا خوش ہو کر مجھے سلام کہنے لگا میں نے جبرئیل کو کہا یہ کون ہے جو میرے سامنے ہنس رہا ہے جبرئیل نے بتایا یارسول اللہ! یہ وہ ہے جو آپ سے پہلے کسی کے سامنے نہیں ہنسا اور قیامت تک کسی کے سامنے نہیں ہنس سکے گا اگر وہ کسی اور کے سامنے ہنستا تو آپ کے سامنے بھی ہنس لیتا۔ ابن مالک ہے ، جو دوزخ کا خازن ہے یہ جب سے پیدا ہوا ہے کبھی نہیں ہنسا۔ ہمیشہ خشمناک، ترش رو اور غضبناک ہی رہا ہے ۔ اس کا غصہ اور غضب صرف اہل دوزخ کے لیے ہی ہے ۔ اور اللہ کے غصے اور غضب کی علامت ہے میں نے کہا جبرئیل اسے کہیے کہ مجھے دوزخ دکھائے ۔ جبرئیل نے کہا ہاں یارسول اللہ! جبرئیل نے کہا مالک حضور کو دوزخ دکھاؤ مالک نے دوزخ کا سرپوش اٹھایا تو دوزخ جوش مار رہا تھا سیاہ اور تاریک تھا ۔ آگ میں روشنائی نہیں تھی ۔ وہ بھڑک رہا تھا جوز فیر اور شہیق کی طرح تھی ۔ دوزخ کی آگ گدھے کی آواز سے بھی سنگین اور مکروہ تھی ۔ چنانچہ مجھے آگے لے گئے ۔ اس مقام پر مجھے دوزخ سے ڈر آنے لگا ۔ میں نے جبرئیل کو کہا اسے کہہ دیں کہ دوزخ کو دور کر دیں چنانچہ دوزخ کو ہٹا لیا گیا مالک نے کہا ارجعی! دوزخ ہٹ گئی اور اپنی جگہ چلی گئی ۔ میں نے آج تک اتنی گرم، بدبودار اور درشت مقام کبھی نہیں دیکھا تھا ۔ اس مقام پر لوگوں پر اتنا عذاب، ذلت اور خواری برس رہی تھی ۔ کہ پتھر اور لوہا بھی قوت برداشت نہ رکھتا تھا ۔

اور لاؤ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ دوزخ کی آگ کو ایک ہزار سال تپایا جاتا رہا وہ سفید ہو گئی پھر مزید ہزاروں سال تپایا گیا وہ سرخ ہو گئی پھر ہزاروں سال تپایا گیا تو سیاہ ہو گئی ۔ اب وہ سیاہ ہے تاریک ہے ، حضورؐ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک سخت آواز سنی میں نے جبرئیل سے پوچھا کہ یہ کیا ہے بتایا

marfat.com

کہ دوزخ کی آواز ہے وہ کہہ رہی ہے میرے لیے اور لاؤ، مزید لاؤ۔

ضحاک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آتش دوزخ سیاہ ہے اور اس کے اندر جلنے والے بھی سیاہ ہوں گے۔ جو چیز اس میں گرے گی سیاہ ہو جائے گی۔ دوزخ کہتی ہے میری زنجیریں اور میری بیڑیاں بے حد حساب ہیں۔ حمیم، غساق اور زقوم کے انبار موجود ہیں میری گرمی اور تپش کا حساب نہیں ہے اے اللہ! اب میرے لیے اپنے وعدہ کے مطابق خوراک مہیا فرما۔ اسے کہا جائے گا تیرے لیے ہر سیاہ کار مرد ہر سیاہ کار عورت ہر پلید مرد اور ہر پلید عورت ہوگی۔ ہر گردن کش جو قیامت پر ایمان نہیں رکھتا تیری غذا بنے گا۔ دوزخ اس بات پر خوش ہو جائے گا۔

حضور نے فرمایا اہلِ دوزخ پر افسوس ہے مجھے جبرئیل علیہ السلام نے بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے دوزخ کو تاریکی سے پیدا فرمایا ہے۔ اس کی اوپر کی تہہ پیتل کی بنی ہوئی تھی اس کے سات طبقے بنا دیے پھر دوزخ کو آواز دی کہ اب گرم ہو جاؤ، دوزخ گرم ہو گئی ایک ہزار سال آگ بھڑکتی رہی۔ پھر ہوا نے التجا کی یا اللہ مجھے اس گرمی سے نجات دے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اوپر کی فضا کو جہاں ہوا کا گذر ہے دوزخ سے پاک کر دیا اور اسے اسفل السافلین میں جگہ دی۔ اس کے اوپر دریا، زمین اور سمندر بنا دیے۔ دوزخ کو حکم دیا کہ تم غصہ میں رہو کہنے لگی اے اللہ! کس پر غصہ کروں فرمایا اس پر جو کافر ہو گیا، میرے دوستوں سے انکار کرتا رہا۔ دوزخ نے کہا اے اللہ! مجھے تیرے جلال کی قسم ہے۔ میں کافروں کے ٹکڑے ٹکڑے کر دوں گی۔ دوزخ نے ایک غضبناک آواز نکالی جو ہوا میں آئی۔ اس غضبناک آواز میں سے اللہ تعالیٰ نے ایسے ستارے بنائے جو شیطانوں پر برستے رہیں گے۔ چنانچہ ان میں جو حصہ خنک ہے وہ زمہریر ہے اور جو حصہ گرم ہے وہ سموم ہے جو شخص گرمیوں میں بیمار ہوتا ہے یا سردیوں میں بخار میں مبتلا ہوتا ہے وہ انھی اثرات میں سے ہوتا ہے مومن اس تپ کی گرمی سے گناہوں سے پاک ہو جاتے ہیں۔

حضورؐ نے فرمایا شب معراج کو مجھے حضرت آدم کے پاس لے جایا گیا حضرت آدم علیہ السلام ابھی تک ویسے ہی تھے۔ جس طرح اللہ تعالیٰ نے انھیں پیدا فرمایا تھا تمام اولادِ آدم کے

marfat.com

ارواح بہشتی کے گئے حضرت آدم کے دائیں ہاتھ ایک دروازہ تھا۔ جہاں سے ٹھنڈی ہوا آتی تھی۔ بائیں ہاتھ پر ایک دروازہ تھا جہاں سے گرم ہوا آتی تھی۔ حضرت آدم جب دائیں ہاتھ بٹھاتے وہ خوش خوش بیٹھتا اور کہتا کتنی اچھی ہوا ہے اور خوش تن سے آرہی ہے۔ فرمایا ان لوگوں کے نامہ اعمال علیین سے تھے۔

میں نے حضرت جبرئیل سے پوچھا کہ یہ کیا ہے؟ بتایا حضورؐ! یہ آپ کے والد محترم ہیں ان کے دائیں ہاتھ پر بہشت کا دروازہ کھلتا ہے جوان کی اولاد میں سے کوئی آدمی بہشت میں جاتا ہے تو خوش و خرم ہوتا ہے اور ہنستا ہے آپ کے بائیں جانب دوزخ کا دروازہ ہے ان کی اولاد سے جو کافر اور گناہگار ہوتا ہے وہ اس میں جاتا ہے اور روتا ہے۔

حضورؐ فرماتے ہیں میں سویا ہوا تھا، ایک فرشتہ آیا کہا اٹھیے۔ میں اٹھا، آگے چلیں میں نے تھوڑی دور دیکھا ایک آدمی سو رہا ہے اور ایک جاگ رہا ہے۔ جاگنے والا پتھر اٹھا کر لا رہا ہے اور سونے والے کا سر کوٹ رہا ہے لیکن بایں ہمہ سر پھر درست ہو جاتا ہے۔ وہ ایک اور پتھر لاتا ہے اور اس کا سر کوٹتا ہے۔ مجھے کہا اب آگے آئیے۔ میں آگے آیا تھوڑی دور جا کر دیکھا کہ دو اور آدمی موجود ہیں ایک کھڑا تھا اور ایک بیٹھا تھا کھڑے آدمی کے ہاتھ میں زنجیریں تھیں وہ اس بیٹھے ہوئے آدمی کے منہ میں ڈال دیتا تھا اور اسے کھینچتا ہے میں نے کہا سبحان اللہ! میں وہاں سے ہٹا پھر آگے بڑھا تو ایک مرد اور ایک عورت کو ننگا کھڑے پایا۔ ان دونوں کے نیچے سے آگ کے شعلے لپک رہے تھے پاس ہی خون کی ایک نہر رواں تھی۔ جس میں ایک آدمی فریاد کر رہا تھا۔ اس نہر کے کنارے ایک شخص کھڑا پتھر جمع کر رہا تھا۔ اور ان پتھروں کو آگ سے گرم کر رہا تھا جب وہ پتھر آگ کا انگارا بن جاتے تو وہ خون کی نہر پر جاتا ہے تو وہاں کھڑے شخص کے منہ میں وہ آگ کے پتھر ڈالتا ہے۔ میں نے سبحان اللہ کہا اور آگے بڑھا چند لمحوں کے بعد مجھے ایک جنگل نظر آیا جہاں بہت سے بچے کھیل رہے تھے۔ ان کے درمیان ایک بوڑھا لمبا آدمی کھڑا تھا وہ اتنا لمبا تھا کہ اس کا سر بلندیوں پر نظر نہیں آرہا تھا۔ میں نے پوچھا یہ کون ہے؟

marfat.com

میں وہاں سے آگے گیا تو ایک درخت دیکھا جہاں بہت سے لوگ جمع ہو جائیں تو سب پر سایہ فگن ہوتا وہاں مجھے دو آدمی دکھائی دیے۔ ایک لکڑیاں جمع کر رہا تھا اور ایک آگ جلا رہا تھا۔ میں نے پوچھا یہ کون ہیں؟ مگر مجھے کہا گیا آگے تشریف لے چلیں، آگے گئے اور ایک باغیچہ دیکھا جس میں رنگا رنگ کے پھول تھے۔ وہاں ایک لمبا آدمی کھڑا تھا جس کا سر نظر نہیں آتا تھا۔ اس شخص کے ارد گرد بھی بچوں کا غول تھا۔ میں نے اتنے خوبصورت بچے کبھی نہیں دیکھے تھے اس مقام سے آگے بڑھے تو ایک ایسے مقام پر پہنچے جو بہت بلند تھا۔ اس سے بڑھ کر اونچا مقام شاید ہی کوئی ہو۔ اس مقام کی چوٹی پر ایک بہت بڑا شہر آباد تھا۔ اس شہر کی عمارتوں کی ایک اینٹ سونے کی اور ایک اینٹ چاندی کی تھی ہم اس شہر میں گئے دروازے کھولے گئے لوگوں کا ایک ہجوم ہمارے استقبال کو آیا انمیں سے بعض اتنے خوبصورت تھے کہ اس سے پہلے خوبصورت چہرے نہیں دیکھے گئے بعض اتنے مکروہ چہرہ لوگ تھے کہ ان سے بدصورت چہرے کا تصور نہیں کیا جا سکتا۔ ایک فرشتے نے ان سب کو کہا جاؤ اور اپنے آپ کو اس کنوئیں میں پھینک دو وہ چلے گئے اور ایک کنوئیں میں چھلانگیں مارتے گئے۔ میں نے کہا سبحان اللہ! اور پوچھا کہ یہ کیا ہے؟ جواب کی بجائے آگے چلنے کو کہا گیا۔

میں چند لمحے آگے بڑھا تھا ایک اور شہر نظر آیا یہ شہر پہلے سے بڑا کھلا اور وسیع تھا۔ اس میں روشنائی تھی۔ ہر طرف جگ مگ کرتا شہر تھا۔ شہر کے عین درمیان ایک دریا بہہ رہا تھا۔ جس کا پانی سفید براق تھا۔ لوگوں کی ایک جماعت شہر میں دوڑی دوڑی داخل ہو رہی تھی۔ اور شہر والوں کو پکڑ کر دریا میں پھینک رہے تھے۔ وہ اس دریا سے نہا کر روشن چہرہ اور خوبصورت نکل کر آتے۔ میں نے کہا سبحان اللہ!

حضرت جبرئیل نے کہا حضورؐ! اب کہاں جانا ہے؟ میں نے کہا میں تو اپنے رب کے سامنے جانا چاہتا ہوں۔ کہنے لگے درست کہا آپ نے۔ اب جبرئیل گذشتہ واقعات پر روشنی ڈالنے لگے۔ اور کہا آپ نے جس شخص کو لوہے کی زنجیریں اٹھائے دیکھا تھا اور دوسروں کے منہ میں ڈال رہا تھا وہ ایسا انسان تھا جو اپنے گھر سے نکلتے ہی جھوٹ

marfat.com

کہنے لگے۔ اور ہر جگہ جھوٹ کہتا پھرے۔

لیکن وہ ننگے مرد اور عورت وہ تھے جو باہمی زنا کرتے تھے اور آگ کے تنور میں بھسم ہو ہو کر جاتے تھے۔

جو شخص خون کی نہر میں منہ میں گرم پتھر رکھتا تھا وہ سود خور تھا اور آگ کے نزدیک کھڑا داروغہ جہنم کا خازن تھا جنگل میں لمبا آدمی حضرت ابراہیم علیہ السلام تھے آپ کے گردا گرد بچے انھیں کے تھے۔ جو دین فطرت پر زندہ رہے اور بت پرستی نہیں کی۔ دنیا کے جس شہر کے لوگوں کو آپ نے نیک عمل کرتے دیکھا تھا اور بعض بدعمل کر رہے تھے انھوں نے توبہ کر لی اللہ نے ان کی توبہ قبول کر لی تھی۔ مگر وہ خون کی نہر والا شخص سود خور تھا اس کی قبر سے آگ کے شعلے نکلتے تھے۔

لیکن جس آدمی کا سر پتھر سے کچلا جا رہا تھا وہ حافظِ قرآن تھا جو اس کے یاد رکھنے سے غافل ہو گیا تھا اور نماز کا ذریعہ نہیں کرتا تھا۔

بعض روایات میں آیا ہے کہ حضور نبی کریمؐ ایسے لوگوں میں پہنچے جو زراعت اور کھیتی باڑی کر رہے تھے۔ وہ جس قدر ان کھیتوں میں ہل چلاتے ویسے ہی فصل ہوتی حضورؐ نے پوچھا جبرئیل یہ کون لوگ ہیں بتایا حضورؐ! یہ نمازی لوگ ہیں، یہ اللہ کے راستے میں جہاد کرنے والے لوگ ہیں۔

حضورؐ نے فرمایا میں نے ایسے لوگ بھی دیکھے جن کے سر کوٹے جا رہے تھے میں نے پوچھا جبرئیل یہ کس سزا میں ہیں؟ جبرئیل نے بتایا یہ وہ لوگ ہیں جو نماز میں سستی کیا کرتے تھے۔ آگے بڑھے تو بعض لوگ دکھائی دیے جن کے سامنے نہایت خوش ذائقہ اور تازہ گوشت پڑا تھا۔ مگر انھیں بدبودار گوشت دیا جا رہا تھا۔ جبرئیل نے بتایا کہ یہ وہ لوگ ہیں جن کے گھر خوب صورت عورتیں تھیں مگر وہ زنا کرتے تھے یہ بدبودار گوشت ان عورتوں کا ہے۔ اسی طرح وہ عورتیں جو اپنے گھر کے نیک اور حلال خاوندوں کو چھوڑ کر غیر مردوں کے ساتھ تعلقات قائم کرتی ہے اس کا بھی یہ حال ہو گا۔

تھوڑا سا آگے مرد عورتوں کا ایک مجمع تھا جس میں بعض لنگڑا کر چلتے تھے جیسے اونٹ

marfat.com

چلتا ہے۔ کچھ لوگ ان پر مسلط تھے۔ وہ دوزخ کے آتشیں پتھر لا لا کر کھلاتے تھے وہ بیل کی طرح ڈکارتے تھے میں نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟

بتایا گیا یہ وہ لوگ ہیں جو دوسروں کا ناحق مال کھا جاتے ہیں آگے جا کر لوگوں کی ایک اور جماعت دیکھی۔ ان میں سے اکثریت عورتوں کی تھی۔ انھیں الٹا لٹکایا ہوا تھا، بعض پستانوں کے ساتھ بندھے ہوئے تھے۔ بعض پاؤں سے الٹے لٹکائے ہوئے تھے وہ فریاد کرتے تھے بیل کی طرح ڈکارتے تھے۔ میں نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟

جبرئیل علیہ السلام نے کہا، حضورؐ! یہ وہ عورتیں ہیں جو اپنے خاوندوں کو چھوڑ کر دوسرے مردوں سے زنا کرتی تھیں۔ اور ان کے صلب کی بجائے غیروں کے تخم سے اولاد حاصل کرتی رہتی ہیں۔ ہم ان بدبخت عورتوں کو چھوڑ کر آگے بڑھے ایک بلند و بالا ٹیلے پر پہنچے وہ اتنا بڑا ٹیلہ تھا کہ اس پر چڑھنا مشکل تھا وہاں پہنچے تو دیکھا بہت سی عورتوں کو لٹایا ہوا ہے اور اس پر اژدہا لوٹے ہوئے ہیں وہ اژدہا ان کے پستانوں کو نوچ رہے ہیں یہ وہ عورتیں تھیں جو اپنے بچوں کو دودھ نہیں پلاتی تھیں

ایک شخص ایندھن اکٹھا کرتا جا رہا تھا مگر اسے اُٹھا نہیں سکتا تھا۔ مگر اس بوجھ کے باوجود مزید جمع کرتا جاتا تھا اس کے بارے میں معلوم ہوا کہ وہ ایسا شخص ہے جو لوگوں سے قرض لیتا جاتا ہے مگر لوٹانے کی ہمت نہیں رکھتا اور مزید قرضہ لیتا جاتا ہے۔

حضور نبی کریمؐ نے بتایا کہ دوزخ میں مجھے ایسے لوگ نظر آئے جو عذاب میں تھے جب آگ میں جل جاتے تو انھیں باہر نکال لاتے اور ان کے سر پتھروں سے کوٹے جاتے تھے پھر دوزخ میں لے جاتے اور انھیں اُلٹا لٹکا دیتے تھے۔ مجھے بتایا گیا کہ یہ وہ لوگ ہیں یہ اہلِ کتاب ہیں جو اللہ کی کتاب میں ردّ و بدل کرتے تھے۔ اور اپنی مرضی سے ترمیم کیا کرتے تھے۔ بعض لوگ ایسے بھی نظر آئے کہ ان کی زبانیں اور لبیں قینچیوں سے کاٹی جا رہی تھیں۔ ایک بار کٹتیں پھر درست ہو جاتی تھیں۔ ان کے بارے میں بتایا گیا کہ یہ وہ خطیب تھے جو فتنہ بپا کرنے میں پیش پیش ہوتے۔ یعنی علماءِ سوء کے۔

ایک جگہ ایک ایسا سوراخ نظر آیا جس سے ایک بیل نکلا۔ مگر وہ بیل دوبارہ اسی سوراخ

marfat.com

راستے اندر جانا چاہتا تھا۔ مگر وہ جا نہیں سکتا تھا معلوم ہوا کہ یہ وہ شخص تھا جو بات کہتا اور اپنی کہی ہوئی بات پر پشیمان ہوتا تھا۔ وہ اس بات کو دہرانا چاہتا مگر ایسا نہ کر سکتا۔

اس کے بعد ہم ایک ایسے مکان پر پہنچے جو چاندی کا بنا ہوا تھا وہاں ایک شخص بیٹھا تھا جس نے مجھے دیکھتے ہی کہا خوش آمدید! وہ آدمی جس کی زیارت کا مجھے اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا تھا۔ آج رات اس کی زیارت ہوگئی۔ میں نے اسے پوچھا مجھے بتاؤ تم کون ہو؟ کہنے لگا میں سلیمان بن داؤد ہوں میں نے پوچھا یہ چاندی کا گھر کس کا ہے؟ کہا یہ حضرت داؤد علیہ السلام کا ہے۔ میں اس گھر کے اندر گیا اس کی وسعت میلوں تک تھی۔ کم از کم تیس تیس میل لمبا چوڑا تھا۔ زبرجد۔ لعل و یاقوت کا کام ہوا تھا حضرت جبرئیل علیہ السلام نے میرے تعجب کو محسوس کر لیا اور کہا یا رسول اللہ! کیا آپ چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو بھی اتنا بڑا مکان عنایت فرمائے۔ میں نے کہا انشاء اللہ مجھے بھی وہ اپنے فضل سے اتنا بڑا مکان دے گا۔ یہ کہتے ہوئے آگے بڑھے ایک اور مکان دیکھا جہاں بیٹھے ہوئے ایک اور شخص نے مجھے مرحبا کہا۔ اللہ تعالیٰ نے پیغمبر آخرالزماں کے دیدار کا وعدہ آج پورا فرما دیا۔ میں نے پوچھا آپ کون ہیں؟

کہنے لگا میں داؤد پیغمبر ہوں یہ گھر حضرت ابراہیم خلیل اللہ کا ہے۔ ہم اس گھر میں داخل ہوئے مجھے وہاں بچوں کی آواز سنائی دی۔ میں نے جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا یہ بچے کون ہیں؟ بتایا کہ یہ مومنوں کے بچے ہیں حضرت خلیل اللہ انھیں پالتے ہیں۔

اُمت کے گنہ گار بندے

حضرت عروہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی ایک اور واقعہ بیان فرمایا ہے ایک دن حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم گھر سے باہر تشریف لائے اور مسجد میں بیٹھ گئے۔ فرمانے لگے میں نے ایک عجیب و غریب واقعہ دیکھا ہے۔ میری اُمت سے کل ایک ایسا آدمی دکھائی دیا جس کے پاس حضرت عزرائیل آئے تاکہ اس کی روح قبض کریں مگر اس نے چند ایسی نیکیاں اپنے والدین سے کی تھیں کہ ملک الموت کو واپس جانا پڑا میں نے ایک ایسے آدمی کو دیکھا جس پر ملائکہ عذاب اکٹھے ہو رہے تھے میں نے اس کی نماز جنازہ

marfat.com

ادا کی اور ان کے عذاب سے چھڑا لیا میں نے اپنے ایک اُمتی کو دیکھا جو اس قدر پیاسا تھا کہ اس کی زبان منہ سے باہر نکل رہی تھی۔ وہ حوض کوثر کی طرف بڑھتا تو فرشتے اسے ہٹا دیتے۔ میرے دیکھتے دیکھتے اس کے رمضان کے روزے آئے اور اسے پانی پلایا پھر میں نے ایک ایسے آدمی کو دیکھا جو میری امت سے تھا وہ میری طرف آیا وہاں تمام پیغمبر بیٹھے ہوئے تھے۔ جونہی وہ میرے پاس آنے کی کوشش کرتا انبیائے کرام اسے دور ہٹا دیتے اور فرماتے غیر نبی داخل نہیں ہوگا۔ اس کا "غسلِ جنابت" آیا۔ اسے پکڑ کر میرے پاس لایا اور بٹھا دیا۔ میں نے اپنی امت کا ایک اور آدمی دیکھا جس کے آگے پیچھے اندھیرا اور تاریکی کے سوا کچھ نہ تھا۔ اس کے دائیں بائیں بھی تاریکی ہی تاریکی تھی۔ وہ اس تاریکی میں حیران و پریشان تھا۔ اس کا حج و عمرہ آگے بڑھا اسے تاریکی سے ہٹا کر نور اور روشنی کی طرف لے گیا میری امت سے ایک اور آدمی جو دوسرے مومنوں سے باتیں کر رہا تھا۔ اور لیکن دوسرے مومن اس سے باتیں نہ کرتے تھے۔ میری نظر سے گذرا۔ اس کے صلہ رحمی نے اسے امداد کی اور دوسرے مومنوں کو اس کے ساتھ باتیں کرنے پر آمادہ کر لیا۔ اس کے ہاتھوں میں ہاتھ ڈالے اس کے دوست بن گئے۔ میں نے ایک امتی کو دیکھا کہ زبانیہ فرشتے اسے گھیر چکے تھے۔ مگر نہی عن المنکر اور امر بالمعروف آگے بڑھے۔ اور اسے ان کے عذاب سے چھڑا لیا۔ ایک اور امتی کو دیکھا جو دوزانو بیٹھا تھا۔ مگر اس کے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان ایک بڑا حجاب پڑا تھا اس کی خوش خلقی نے اس کا ہاتھ پکڑا اور اللہ تک پہنچا دیا ایک اور آدمی ایسے ہی نظر آیا کہ اس کا اعمال نامہ بائیں ہاتھ میں تھا۔ اللہ کے ڈر کی صفت آگے بڑھی اور اس کا نامہ اعمال بائیں ہاتھ سے چھین کر دائیں ہاتھ میں کر دیا اسی طرح میری اُمت کا ایک مرد دوزخ میں گر پڑا تھا۔ وہ دنیا میں اللہ کے خوف سے رویا کرتا تھا اس کے آنسوؤں نے اسے دوزخ سے نجات دلا دی۔

میری امت کا ایک اور شخص پُل صراط پر چلتے چلتے کانپ رہا تھا اس درخت کی ٹہنیوں کی طرح جو طوفانِ ہوا میں کانپتی ہیں اس کا ظن نیک آگے بڑھا اور وہ سلامتی سے پل صراط سے گذر گیا۔ ایک اور امتی کو دیکھا کہ وہ کبھی گرتا تھا کبھی اٹھتا تھا میرا درود اسکے

marfat.com

کام آگیا اور اسے اٹھا کر کھڑا کر دیا۔ وہ صحیح طور پر چلنے لگا۔

میں نے اپنی امت کا ایک ایسا آدمی دیکھا جو آگ کی تپش سے جھلس رہا تھا اس کا دیا ہوا صدقہ آگے بڑھا اور اس کو تپش آتش سے چھڑا لیا۔ اور اس کا سایہ بن گیا۔ میں نے اپنی امت کے ایک آدمی کو دیکھا کہ وہ جنت کے دروازے پر پہنچ گیا۔ مگر دروازے مقفل تھے۔ اس کی شہادت لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ الرَّسُوْلُ اللّٰه آگے آئی اور وہ اندر داخل ہو گیا۔

مرغ تسبیح خواں

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے روایت کی ہے۔ کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے معراج کی رات میں مختلف آسمانوں کی سیر کرنے کا موقعہ ملا تو مجھے بعض عجیب آدمیوں اور جانوروں کو دیکھنے کا موقعہ ملا۔ آسمان دنیا پہ ایک مرغ نظر آیا جس کے پر بے حد سفید تھے۔ اتنی سفیدی میری نظروں نے پہلے کبھی نہیں دیکھی تھی۔ اس کے بال اتنے سبز تھے کہ اس سے بڑھ کر سبزی نظر نہیں آتی تھی۔ اس کے پاؤں تحت الثریٰ میں تھے۔ گردن زیر عرش تھی۔ اس کے پر اتنے بڑے تھے کہ اگر پھیلاتا تو مشرق و مغرب کو ڈھانپ لیتا تھا رات کا کچھ حصہ گذرتا تو اپنے پر کھولتا اور ذرا پھڑ پھڑاتا اس سے آواز آتی تو اللہ کی تسبیح سنائی دیتی سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوْس سبحان الکبیر المتعال لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْم اس کی اس آواز سے زمین کے تمام مرغ اذان دیتے اور اپنے پر جھاڑتے جس وقت وہ آسمان پر چپ ہو جاتا، زمین کے مرغ بھی چپ ہو جاتے رات کا ایک اور حصہ گذرتا تو وہ اپنے پر پھیلا کر مشرق و مغرب کو ڈھانپ لیتا تھا پروں کو جھاڑتا تو پھر تسبیح سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْم کی آواز آتی سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَزِیْزِ الْقَهَّار اور سُبْحَانَ رَبِّ الْعَرْشِ الرَّفِیْع سنائی دیتی۔ اس کی اس آواز سے زمین کے تمام مرغ اللہ کی تسبیح بیان کرتے اور اپنے پروں کو پھڑ پھڑاتے۔ آسمان کا مرغ ساکن ہوتا تو یہ بھی خاموش ہو جاتے حضورؐ نے فرمایا میں نے جس رات اس پرندے کو دیکھا ہے میرا دل بھر جاتا ہے کہ اسے دیکھوں۔

marfat.com

میں نے ایک ایسا فرشتہ دیکھا جس کا زیریں بدن تو آگ میں تھا مگر بالائی حصۂ بدن برف میں تھا۔ نہ تو آگ سے برف پگھلتی تھی اور نہ برف آگ کو ٹھنڈا کرتی۔ وہ ایک پاؤں پر کھڑا اللہ کی تسبیح بیان کرتا تھا اور کہتا اے خداوند پاک! اس برف کی نمی کو دور فرمایہ آگ کو بجھا دیتی ہے تو اپنی قدرت سے برف اور آگ کو یکجا کرنے والا ہے۔ جس طرح تو نے ان دونوں میں محبت دی ہے اسی طرح مومن بندوں کے درمیان الفت و محبت عطا فرما۔ میں نے جبرئیلؑ سے پوچھا یہ کون شخص ہے؟

بتایا کہ یہ اللہ کے فرشتوں میں سے ایک فرشتہ ہے۔ جو زمین و آسمان کے کناروں پر موکل ہے یہ ہمیشہ نیک دعا کرتا رہتا ہے۔ یہ اہلِ زمین کے لیے اور خصوصاً آپ کی اُمت کے مومنوں کے لیے دعا کرتا رہتا ہے۔ اسے اللہ تعالیٰ نے جب سے پیدا فرمایا ہے اس کا یہی معمول ہے۔

وہاں سے آگے بڑھے تو ایک اور فرشتہ نظر آیا۔ کہ وہ چوکڑی مارے بیٹھا ہے اور تمام دنیا اور اس کی تمام چیزیں اس کے پیچھے پڑی ہیں۔ اس کے ہاتھ میں ایک تختی تھی جس پر نور کی کچھ لکیریں نظر آ رہی تھیں۔ اور وہ اسے دیکھتا جاتا تھا اپنا سر اوپر نہیں اٹھاتا تھا۔ دائیں بائیں بھی نہیں دیکھتا تھا۔ حضرت جبرئیل نے مجھے بتایا کہ یہ ملک الموت ہے۔ جو دنیا کی جاندار چیزوں کی روحیں قبض کرنے پر مقرر ہے یہ سخت جان فرشتہ دنیا و مافیہا سے بے نیاز اپنا کام کرتا رہتا ہے

میں نے جبرئیلؑ سے پوچھا کہ ہر جاندار چیز اسی کے قبض کرنے سے مرتی ہے؟ جبرئیلؑ نے کہا۔ یارسول اللہ! یہ دنیا کی ہر چیز کو ایک لمحہ میں حاضر کر لیتا ہے اور اس کی روح قبض کر لیتا ہے۔ میں نے کہا یہ تو بہت سخت کام ہے جبرئیل کہنے لگا یارسول اللہ مرنے کے بعد اس سے بھی سخت کام ہوتا ہے میں نے پوچھا وہ کیا؟ جبرئیل نے کہا منکر و نکیر آتے ہیں ہر آدمی کو قبر میں ان سے سامنا ہوتا ہے۔ وہ تنہا ان سے ہم کلام ہوتا ہے۔ میں نے کہا جبرئیل مجھے منکر و نکیر سے ملاقات تو کراؤ۔ حضرت جبرئیل نے کہا یارسول اللہ ﷺ! وہ بڑے غضبناک اور دہشتناک فرشتے ہیں ان کو آپ دیکھ کر لرز جائیں گے

marfat.com

آج تک کسی آدم زاد نے انھیں جیتے جی نہیں دیکھا جب تک وہ مر نہ جائے وہ نظر نہیں آتے ان کا کلام آپ کے وہم و گمان سے بھی زیادہ سخت ہے میں نے کہا جبرئیل مجھے ان کا تفصیلی تعارف کراؤ۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا حضور میں اگر انکی درازقامتی کا ذکر کرنے لگوں تو دہشت آنے لگے گی۔ اسی طرح اگر ان کی تفصیلات بیان کروں تو آپ ڈر جائیں گے ہاں اتنا بیان کردوں ان کی آواز گرجتے ہوئے بادلوں کی طرح رعد کی آواز جیسی ہے ان کے دانت کشتی سے بھی بڑے ہیں ان کے بال اتنے لمبے ہیں کہ زمین پر گھسیٹے جاتے ہیں ناخنوں سے زمین کو کھود دیتے ہیں ان کی ٹانگیں اتنی مضبوط ہیں کہ اگر روئے زمین کے تمام انسان جمع ہو جائیں تو ان کو ہلا نہیں سکیں گے جب وہ قبر میں آتے ہیں تو انسان کو از سرِ نو زندہ ہونا پڑتا ہے اور اللہ کے حکم سے مُردے کو قبر میں بٹھا لیتے ہیں اور اتنی کڑک کے ساتھ مخاطب ہوتے ہیں کہ ہڈیاں ٹوٹ جاتی ہیں۔ اور گوشت پوست سے علیحدہ ہو جاتی ہیں اور انسان ہوش کھو بیٹھتا ہے۔

حضورؐ نے فرمایا۔ جبرئیل تم نے ان فرشتوں کا ذکر کر کے مجھے موت سے دلچسپی پیدا کر دی ہے۔ اب مجھے ملک الموت سے ملاقات کراؤ تاکہ میں اس سے باتیں کر سکوں۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام مجھے ملک الموت کے قریب لے گئے میں نے اسے سلام کیا جبرئیل نے ملک الموت کو کہا آپ رحمۃ للعالمین حضرت محمد رسول اللہ ہیں جنھیں اللہ تعالیٰ نے اپنا محبوب پیغمبر بنا کر عرب میں بھیجا ہے۔ ملک الموت نے مجھے مرحبا کہا اور مبارک پیش کی اور میری طرف دیکھ کر خوشی کا اظہار کیا اور میری امت کے لیے اچھی بشارتیں دیں اور کہا حضورؐ میں نے آپ کی اُمت کو نیک پایا ہے۔ اور پھر کہنے لگا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ المنّان بالنعم میں نے پوچھا کہ آپ کے ہاتھ میں یہ تختی کیسی ہے؟ کہا یہ موت کے پروانے ہیں میں نے کہا مجھے پہلی امتوں کی موت کی کیفیت تو دکھاؤ اور میں دیکھوں کہ گذشتہ زمانہ میں آپ کس طرح لوگوں کی روح قبض کرتے رہے ہیں کہنے لگا جن کی جانیں قبض ہو چکی ہیں ان کے نام دوسری ارواح میں ہیں۔ میں نے سوال کیا تم بیک وقت اتنے انسانوں کی روح کس طرح قبض کر لیتے ہو جو مختلف علاقوں،

marfat.com

مختلف شہروں اور زمین کے مختلف حصوں میں موجود ہوتے ہیں۔ کہنے لگا آپ دیکھ رہے ہیں کہ ساری دنیا کی مخلوق میرے دو زانو کے سامنے رکھی گئی ہے۔ پھر اس تختی پر میری نگاہ ہے۔ میرے ہاتھ مشرق و مغرب تک پھیلے ہوئے ہیں۔ جب کسی زندہ چیز کی موت کا وقت آتا ہے تو بلا تاخیر ہاتھ بڑھا کر روح قبض کر لیتا ہوں حضورؐ فرماتے ہیں اس کی اس بات پر میں رونے لگا۔

محمد بن کعب روایت کرتے ہیں اللہ تعالیٰ نے تمام پیغمبروں کو آیۂ کریمہ بیان کرنے کا حکم فرمایا ہے۔ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ۔ جب پیغمبرانِ خدا یہ آیت اپنی امتوں کے سامنے بیان کرتے تھے تو وہ کہتے تھے ہمیں اپنے دل کے خیالات پر اختیار نہیں ہے لہٰذا اللہ ہمیں کیوں پکڑے گا۔ جب اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تاجِ رسالت سے نوازا۔ تو ان آیات کو نازل فرمایا۔ حضورؐ ان آیات کریمہ پر ایمان لائے اپنے صحابہ کے سامنے تلاوت فرمائیں وہ بھی ایمان لائے اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے امت کی تمام دشواریوں کو آسان فرما دیا۔

دَنَا فَتَدَلّٰی جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم شب معراج کو قرب خداوندی کو پہنچے جسے قرآنِ پاک نے دنا فتدلّٰی سے بیان فرمایا ہے اور کہا کہ اللہ تعالیٰ جاہ و منزلت کے لحاظ سے اپنے محبوب کے اتنا قریب ہو گیا۔ مکان اور وجود کے طور پر نہیں اسی طرح فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ (دو کمانوں کی نزدیکی سے بھی نزدیک تر ہو گیا۔ فَاَوْحٰى اِلٰى عَبْدِهٖ مَا اَوْحٰى (اللہ نے اپنے بندے کو وہ کچھ عطا فرمایا جو کچھ عطا کرنا تھا) مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰى حضورؐ کے قلب پاک نے جو کچھ نظر سے دیکھا تھا اس میں قطعاً کوئی فرق نہ کیا افتمارونہ علی ما یری مگر جب نبی کریمؐ نے ان تمام واقعات کو دیکھنے کے بعد مکہ والوں کو اطلاع دی تو انھوں نے انکار کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تم ان چیزوں کو جھٹلا رہے ہو جو میرا محبوب دیکھ کر بیان فرما رہا ہے۔ وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰى مجھے اپنی ذات کی قسم ہے میرے محبوب نے کئی بار دیکھ کر بیان کیا ہے۔ عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى۔ انھوں نے سدرۃ المنتہیٰ کے پاس دیکھا۔

marfat.com

سدرۃ المنتہیٰ سدرۃ المنتہیٰ ایک ایسا مقام ہے کہ ہر فرشتہ اور نبی مرسل اس مقام تک رسائی کر سکتا ہے بعندھا جنتہ الماوی یہاں شہداء کے ارواح آکر آرام کرتے ہیں مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی حضورؐ نے اپنی آنکھ نہ جھپکی اور نہ ہی بہکی۔

سات آسمانوں سے اوپر سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سات آسمانوں سے گزر کر آگے بڑھے۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام تمام حجابات سے گزرتے وقت آپ کے ہمرکاب رہے۔ ہر مقام پر آپ کے ساتھ ساتھ رہے۔ آخر کار ایک ایسا حجاب آیا جہاں حضرت جبرئیل کے قدم رک گئے۔ حضورؐ نے فرمایا یہاں رُک جانے کی کیا وجہ ہے؟

کہا یارسول اللہ! وَمَا مِنَّا اِلَّا لَہٗ مَقَامٌ۔ میرے لیے ایک مقام معین ہے اس سے آگے نہیں جا سکتا۔ میں اپنے مقام سے پانچ سو سالہ راہ آگے بڑھ آیا ہوں اور یہ صرف اس لیے ہوا کہ آپ کا جلال و احترام میرا مددگار ہوا۔ مگر اب آگے بڑھنے کی ہمت نہیں ہے۔ آپ اللہ کے قرب کے زیادہ مستحق ہیں۔ آپ آگے جائیں۔

حضورؐ حضرت جبرئیل کو وہاں ہی چھوڑ کر آگے بڑھے۔ تو عرش رب العظیم کے دائیں جانب جا پہنچے لَقَدْ رَاٰی مِنْ اٰیٰتِ رَبِّہِ الْکُبْرٰی یہاں نبی اکرم نے اپنے اللہ کی بڑی بڑی نشانیاں دیکھیں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ یارسول اللہ! آپ جانتے ہیں کہ درجات اور حسنات کیا چیزیں ہیں۔ درجات اس وضو سے میسر آتے ہیں جو شدید سردیوں میں صبح کی نماز کے لیے کیا جائے۔ پھر چل کر نماز صبح با جماعت ادا کرنا۔ پھر نماز کے انتظار میں بیٹھنا۔ پھر لوگوں کو سلام کرنا غریبوں کو کھانا کھلانا۔ رات کو نوافل ادا کرنا۔ جبکہ دوسرے لوگ سوئے ہوں۔

زیر سایہ عرش حضورؐ فرماتے ہیں میں اس مقام پر تھا کہ عرش معلیٰ سے ایک قطرہ ٹپکا اور میری زبان پر گرا۔ آج تک اس سے لذیز ترین چیز کسی نے نہ چکھی ہوگی۔ اللہ تعالیٰ نے اس قطرے سے مجھے اولین اور آخرین کا علم عنایت فرما دیا

marfat.com

جبرئیل علیہ السلام کی آواز آئی یارسول اللہ! اللہ کا شکر ادا کیجیے میں نے کہا اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ وَالصَّلَوٰاتُ وَالطَّیِّبَاتُ میں نے یہ کہا تو میرے اللہ کی طرف سے تین جواب آئے فرمایا اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّہَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ۔ حضورؐ کی خواہش تھی کہ اس کرامت اور عزت افزائی میں میری اُمت کو بھی حصہ ملے۔ فرمایا اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ۔ فرشتوں نے حضور نبی کریمؐ کی کرامت دیکھی اور اللہ تعالیٰ سے براہ راست ہم کلام پایا تو کہنے لگے اَشْہَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْہَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ بعض علماء نے اس مقام پر کہا ہے۔ معنی تحیت یہ ہے اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ الملک اللہ اور اَلصَّلَوٰتُ سے مراد نماز پنجگانہ ہے الطیبات سے مراد زکوٰۃ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا

اٰمَنَ الرَّسُوْلُ سے صَدَقَ الرَّسُوْلُ۔ حضورؐ نے ان اکرام و اجلال کی تصدیق کی جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو دیے تھے والیہ المصیر۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان گناہوں کے عذاب کو معاف فرما دیا جو اُمت کے افراد کے خیال میں آتے ہیں، لیکن ان کا ارتکاب نہیں کرتے۔ حضورؐ نے فرمایا اللہ تعالیٰ میرے امتیوں کے ان گناہوں پر گرفت نہیں فرماتا۔ جو ان سے سرزد نہ ہوئے ہوں۔ مگر یہ انعام کسی سابقہ امت کو نہیں آیا فرمایا رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا اِنْ نَّسِیْنَا اَوْ اَخْطَاْنَا اے اللہ ہمیں ان گناہوں پہ نہ پکڑ جو ہم بھول گئے ہیں یا غلطی سے سرزد ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان روزہ داروں کا کفارہ معاف کر دیا جو بھول کر کچھ کھا پی لیتے ہیں اگر کوئی مومن کسی کو عمداً نہیں بلکہ غلطی سے قتل کر دے تو اس کا قصاص نہیں غرضیکہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پہ اور آپ کی اُمت پہ بے شمار عنایات ہوئیں جو قدیم اُمتوں سے ممتاز ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر وہ چیز دی جو آپ نے طلب کی بلکہ جس چیز کو طلب نہیں کیا وہ بھی دی۔

حضور علیہ السلام نے فرشتوں کو مختلف انداز سے اللہ کی عبادت کرتے دیکھا اللہ تعالیٰ نے آپ کی اُمت کے لیے ان عبادات کو ان کا حصہ بنا دیا۔ رکوع، قیام، سجود،

marfat.com

التحیات ۔ ان کی عبادت اور خصوصاً نماز تحت التراٰی کے فرشتوں سے لے کر عرش معلّٰی تک کے فرشتوں کی طرزِ عبادت کا ایک نمونہ ہے تکبیر کہتے ہیں تو مکبر کا ثواب ملتا ہے قیام کرتے ہیں تو قائمون کا ثواب ملتا ہے ۔ رکوع کرتے ہیں توراکعون کا ثواب پاتے ہیں سجدہ کرتے ہیں ، تو ساجدین کا ثواب پاتے ہیں حضورؐ نے جو کچھ چاہا اللہ تعالیٰ نے وہی کچھ دے دیا ۔

حضورؐ کے خصوصی مقامات حضور نبی کریم صاحب کوثر و تسنیم صلّی اللہ علیہ وسلّم کو اللہ تعالیٰ سے دو ایسے خصوصی مقامات ملے جو پہلے انبیاءِ کرام کو نہیں ملے تھے پہلا مقام قاب قوسین والا تھا ۔ دوسرا مقام محمود تھا ۔ رسولِ اکرمؐ فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن تمام انبیاءِ کرام منبروں پر کھڑے ہوں گے ۔ میں اپنے منبر پر کھڑا ہوں گا میرا منبر عرشِ اعلیٰ کے قریب ہو گا ۔ میں اس منبر پر بیٹھ کر اپنی اُمّت کی بخشش کے لیے شفاعت کروں گا ۔ ایوان خداوندی سے اعلان ہو گا وہ رسولِ ہاشمی کہاں ہیں ؟ رسولِ قریشی کہاں ہیں ۔ ؟ رسولِ تہامی کہاں ہیں ؟ رسولِ ابطحی کہاں ہیں ؟ صاحب تاج لولاک کہاں ہیں ۔ صاحب ناقہ کہاں ہیں ؟ حوضِ کوثر اور شفاعت کے مالک کہاں ہیں ؟ وہ اٹھیں شفاعت کریں اور اپنی امت کے حق میں بات کریں میں آج ہر وہ چیز دوں گا جو میرا محبوب طلب کرے گا ۔ میں ہر وہ اعزاز دوں گا ۔ جس کا میں نے وعدہ فرمایا ہے ۔ حضورؐ عرش کے سایہ میں سجدہ ریز ہوں گے اور زبان پر امتی امتی رَبِّ هَبْ لِیْ جاری ہو گا ۔

marfat.com

۳۱

غزواتِ النبی صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم

احادیث میں مختلف صحابہ کرام کی روایت میں آیا ہے۔ نبی کریم صاحب کوثر و تسنیم نے بذاتِ خود چھبیس جنگوں میں شرکت فرمائی ان میں سے بدرؔ، اُحدؔ، خندقؔ، بنی قریظہؔ، بنی مصطلقؔ، خیبرؔ، فتح مکہؔ، حنینؔ اور طائفؔ بڑے معرکہ تھے۔

واقعہ بدر حضور علیہ السلام کو خبر ملی کہ کفارِ مکہ کا ایک قافلہ شام سے آرہا ہے اور ابوسفیان ستر مسلح آدمیوں کو لے کر سالارِ کارواں ہے۔ ان دنوں نبی کریمؐ کے پاس تین سو تیرہ جانثار تھے۔ ان میں سے بہتر۷۲ تو انصار تھے باقی مہاجرین اور دوسرے جانبازانِ اسلام تھے۔ یہ رمضان کا مہینہ تھا اور اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعہ فتح کا وعدہ فرمادیا تھا۔ حضورؐ کو یقین تھا کہ اس کارواں پر فتح حاصل کرلیں گے۔ آپ کے صحابہ مدینہ سے باہر نکلے تو ابوسفیان کو اطلاع ہوگئی قافلے کو ساحلِ سمندر کی طرف سے لیا۔ اور اپنے تیز رفتار قاصد مکہ میں روانہ کردیے۔ اور اہلِ مکہ کو امداد کے لیے بلالیا۔ مکہ سے ایک ہزار جنگجو مشرکین پوری تیاری کے ساتھ نکلے ان میں مکہ اور اس کے نواح کے تمام قبائل موجود تھے۔ صرف بنو عدی کے اخنس بن شریق الثقفی نے بنی زہرہ کے کچھ آدمیوں کو راستہ سے واپس بلالیا۔ اس نے بھی قسم کھائی ہوئی تھی تاہم کفار کا لشکر نو سو ستر آدمی لے کر مدینہ منورہ کو روانہ ہوا۔ ان میں مکہ کے مشہور آدمی عباس بن عبدالمطلب، عقیل، نوفل بن الحارث بن عبدالمطلب بھی تھے۔ ان بنو ہاشم کو مجبوراً شریکِ جنگ ہونا پڑا۔ عباس بن عبدالمطلب نے سارے لشکر کے کھانے کے اخراجات برداشت کیے، دوسرے مشاہیر مکہ میں سے عتبہ بن ربیعہ، حارث بن عامر بن نوفل، طعیمہ بن عدی، ابوالبختری بن ہشام، امیہ بن خلف، منبہ اور نبیہ (حجاج کے بیٹے) سہیل بن عمرو جیسے لوگ موجود تھے۔

marfat.com

حضور نبی کریمؐ میدانِ بدر میں پہنچے تو وہاں ایک کنواں تھا جو غفار نامی ایک قبائلی کی ملکیت تھی ۔ اس کنوئیں کا نام بھی بدر تھا ۔ حضورؐ کو معلوم ہوا کہ کارروان کی جگہ مکہ کے جنگجو آئے ہیں ، صحابہ کرام کو بلایا ان سے مشورہ کیا کہ ان لوگوں سے لڑنا چاہیے یا واپس چلے جانا چاہیے صحابہ نے عرض کی یارسول اللہ ! جس طرح آپ کا حکم ہو ۔ حضور نے حکم دیا کہ ان سے جنگ کرنا چاہیے ۔ چنانچہ دونوں لشکر سترہ رمضان المبارک کو میدان بدر میں آمنے سامنے ہوئے ۔ حضورؐ نے اس دن سفید جھنڈا پسند فرمایا تھا جسے مصعب بن عمیر نے اٹھا رکھا تھا ۔ حضرت امیرالمومنین علیؑ بھی ایک جھنڈا سیاہ اٹھائے صفوں میں کھڑے تھے اللہ تعالیٰ نے رسولؐ اور صحابہ کی امداد کو پانچ ہزار فرشتے بھیجے اور اس طرح کافروں کی نگاہ میں مسلمانوں کی کثرت تعداد دکھادی ۔ تاکہ ان کے دلوں میں رعب بیٹھ جائے دوسری طرف مسلمانوں کی نگاہ میں کفار کا لشکر کمزور نظر آتا تھا ۔ اور اس طرح ان کے حوصلے بلند ہوگئے ۔

میدانِ کارزار میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مٹی کی ایک مٹھی اٹھائی اور شاہت الوجوہ کہتے ہوئے لشکر کفار کی طرف پھینکی ۔ کفار اپنی آنکھیں مل رہے تھے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ مکہ کے ہر مشرک کی آنکھ میں مٹی کا ذرہ پڑا تھا ۔

اللہ تعالیٰ کی نصرت سے کفار کے ستر آدمی قتل کر دیے گئے اور ستر آدمی قیدی بنا لیے گئے ۔ ان میں عباس ، نوفل بن الحارث اور عقیل بھی تھے ۔ (یہ دولت ایمان سے مشرف ہوئے ، عتبہ بن ابی معیط ، نضر بن الحارث بن کلاہ ، طعیمہ بن عدی جیسے لوگ بھی قید ہو کر آئے ۔ حضورؐ نے مقتول مشرکین کے لاشوں کو صفراء نامی گاؤں کے پاس دفن کرا دیا حضرت عباس کو حکم ہوا کہ آپ فدیہ ادا کر کے آزاد ہو جائیں اور اپنے بھتیجے نوفل اور عقیل کا بھی فدیہ ادا کریں کیونکہ تمہارے پاس فدیہ ادا کرنے کے لیے مال ہے ۔ عباس نے بتایا یارسول اللہ ، میں دل سے مسلمان تھا مجھے تو کفار نے مجبور کر کے شریک جنگ بنایا تھا ۔ حضورؐ نے فرمایا اگر یہ بات سچ ہے تو اللہ تعالیٰ تجھے جزا دے گا لیکن ظاہراً لڑنے کے لیے آئے ہو اس لیے فدیہ ادا کرنا ہوگا ۔ عباس کہنے لگے میں تو

marfat.com

مفلوک الحال ہوں ۔ میرے پاس فدیہ کہاں سے آیا حضورؐ نے فرمایا وہ مال کہاں سب جو تم ام الفضل کو دے کر آئے تھے ۔ تم نے کہا تھا کہ اگر مجھے سفر میں کچھ ہو گیا تو اتنا مال فضل کو دینا اور اتنا عبداللہ کو ۔ حضرت عباس نے کہا مجھے خدا کی قسم ہے آپ اللہ کے رسول ہیں یہ بات میرے اور اُمّ الفضل کے علاوہ کسی کے علم میں نہ تھی ۔ چنانچہ عباس نے اپنا فدیہ بھی ادا کیا اور عقیل اور نوفل کا فدیہ ادا کر کے چھڑا لیا ۔ عقیل تو اسلام لے آئے اور کچھ عرصہ بعد نوفل بھی مسلمان ہو کر مدینہ طیبہ میں آ گئے ۔

کشتۂ شمشیر علی امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے میدانِ بدر میں عاص بن سعید بن العاص بن امیہ بن عبد الشمس کو قتل کیا ۔ ولید بن عتبہ بن ربیعہ بن عبد الشمس کو موت کے گھاٹ اتار دیا ۔ اسود بن عبد الاسود بن ہلال المخزومی کو تہہ تیغ کیا ۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ماموں عاص بن ہشام بن المغیرہ کو قتل کیا ۔ حمزہ بن الحارث عتبہ بن ربیعہ بن عبد الشمس کو تہہ تیغ کیا ۔ عمرو بن جموح الانصاری نے ابوجہل بن ہشام کو داخل جہنم کیا اس کی تلوار کا ایک وار ابوجہل کا پاؤں کاٹ گیا اور اسے دور پھینک کر آگے بڑھے ۔ شام سے پہلے عبداللہ بن مسعود آئے اور ابوجہل کا سر کاٹ کر حضورؐ کی خدمت میں لے آئے ۔ عمار یاسر رضی اللہ عنہ نے امیہ بن خلف جیسے ناخلف کو قتل کیا ۔

میدان بدر میں لشکر اسلام کو فتح ہوئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان کیا ۔ کہ کفار کے تمام لاشے ایک جگہ جمع کر دیے جائیں اور انھیں چاہِ بدر میں پھینک کر مٹی ڈال دی حضورؐ نے اس گڑھے پر کھڑے ہو کر کفار کے مُردہ لاشوں کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا اور ایک ایک کا نام لے کر کہا وَجَدْنَا مَا وَعَدَنَا رَبُّنَا حَقًّا فَهَلْ وَجَدْتُمْ مَا وَعَدَ رَبُّكُمْ حَقًّا ۔ ہمارے ساتھ ہمارے اللہ نے جو وعدہ کیا تھا ہم نے اسے پورا ہوتے دیکھا مگر تم بھی اس مقام پر پہنچ گئے جو تم سے وعدہ ہوا تھا صحابہ کرام کے استفسار پر حضورؐ نے فرمایا یہ لوگ ہماری ساری باتیں سن رہے ہیں مگر جواب دینے کی ممانعت ہے ۔

مالِ غنیمت کی تقسیم میں صحابہ میں کچھ اختلاف ہوا ۔ ایک جماعت یہ کہہ رہی تھی کہ ہمیں مالِ غنیمت میں ترجیح دی جاتے کیونکہ ہم میدان جنگ میں حضور کے قریب تھے آپ کی

marfat.com

حفاظت پر مامور تھے ۔ اور یہ جنگ حضور کی دعا سے جیتی گئی ہے لہذا ہمارا حق زیادہ ہے
دوسرے کہتے تھے ہمارا حق زیادہ ہے ۔ ہم اپنی تلواروں سے کفار کو دور رکھنے میں کامیاب ہوئے ۔ ہم نے کفار کو قتل کیا اور مال غنیمت چھینا ۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مال غنیمت کی تقسیم میں قدرے دیر کر دی حتیٰ کہ آپ مقام صفرا پر پہنچے اللہ تعالیٰ نے احکام نازل فرمائے ۔

يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْاَنْفَالِ قُلِ الْاَنْفَالُ لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ

ترجمہ جو لوگ مالِ غنیمت کے متعلق پوچھتے ہیں یارسول اللہ آپ فرما دیجیے ۔ مال غنیمت تو اللہ اور اس کے رسول کا ہے ۔

چنانچہ حضورؐ نے مالِ غنیمت کو اپنے فیصلے کے مطابق تقسیم کرنا شروع کیا اور شرکاء بدر کے علاوہ مزید آٹھ صحابہ کو مالِ غنیمت کا ویسے ہی حصہ دار قرار دیا جیسے وہ شریکِ بدر تھے ۔ کیونکہ انھیں حضورؐ نے بعض اہم فرائض پر مقرر کیا ہوا تھا ۔ ان میں حضرات عثمان، طلحہ، سعد، ابولبابہ اور حارث بن حاطب تھے ۔ مالِ غنیمت میں سے ان کا باقاعدہ حصہ رکھا گیا ۔ باقی کا مالِ غنیمت مدینہ پاک میں پہنچایا گیا ۔ تاکہ آپ اپنی صوابدید پر تقسیم فرما سکیں اس مقام پر یہ آیۂ کریمہ نازل ہوئی ۔

وَاعْلَمُوْا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ

جب جو مال غنیمت میں سے پانچواں حصہ اللہ کے لیے ہے ۔

شرکاء بدر صحابہ میں سے چودہ صحابہ کرام شہید ہوئے ان کے نام یہ ہیں عبیدہ بن الحارث بن عبد المطلب ۔ مہجع مولیٰ عمر ۔ ذوالشمالین عمر بن نضلہ ۔ عمیر بن ابی وقاص (حضرت سعد کے بھائی) ۔ عاقل بن البکیر، صفوان بن ابی البیضا ۔ یہ مہاجرین میں سے تھے ۔ باقی انصاری شہدا تھے رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ ۔

---

marfat.com

واقعہ احد مشرکین مکہ میدان بدر سے شکست کھانے کے بعد مکہ پہنچے تو انھوں نے دیکھا کہ ان کے اشراف اور سردار مارے گئے ہیں مکہ میں کوئی ایسا گھر نہ تھا جس میں صفِ ماتم نہ بچھ گئی ہو۔ اور ہر گھر میں فریاد اور رونا بپا نہ ہوا ہو اب ہر ایک شخص انتقامی جنگ کے لیے تیاری کرنے لگا۔ معاویہ کی والدہ ہندہ ابوسفیان کو انتقامی جنگ کے لیے ترغیب دیتی تھی۔ کیونکہ اس کے بہت سے عزیز مارے گئے تھے اس کا باپ عتبہ، چچا شیبہ، بھائی ولید بن عتبہ، بیٹے کے لڑکے سب کے سب مجاہدینِ بدر کی تلواروں کی نذر ہو گئے تھے۔ ابوسفیان نے اس ترغیب پر تین ہزار قریشی لشکر تیار کیا اور ان کے ساتھ بہت بڑی جماعت امدادی طور پر آمادۂ جنگ ہوگئی۔ عورتوں کا ایک ٹولہ تیار کیا جس کی قیادت ہندہ کے ذمہ تھی عورتیں ان جنگی کافروں کے لیے یہ اشعار پڑھتی تھیں ؎

نحن نبات الطارق   نمشی علی نمارق
البیل فی المفارق   والدر فی المخالق
ان تقبلوا انعانق   او تدبروا نفارق
فراق غیر وامق

ترجمہ:۔ ہم ہیں ستارہ زادیاں   افلاک کی شہزادیاں
ہم بجلیاں انوار کی   ہم نادیاں ہیں نار کی
ہم دختر ہیں نور کی   ہم مشعلیں ہیں طور کی
(منظور ہاشمی)

یہ سارا لشکر مدینہ کی وادی میں پہنچ گیا۔ اور یہ واقعہ شوال تین ہجری میں ہوا یہ لوگ میدان اُحد میں لنگر انداز ہوتے ادھر مدینہ منورہ میں حضورؐ نے صحابہ سے مشورہ کیا کہ ہمیں کیا کرنا چاہیے۔ حضورؐ کی رائے بھی انھیں آگے آنے دیا جائے۔ ہم یہاں گلی کوچے میں ان کے خلاف جنگ لڑ سکیں۔ مگر نوجوان اور پرجوش صحابہ نے کہا یارسول اللہ ہم بزدل نہیں ہم میدانِ جنگ میں نکلیں گے اور ان سے جنگ کریں گے۔ حضورؐ ان حضرات کے مشورے پر باہر نکلے اور ہتھیار باندھ کر نکلے۔ مگر اب صحابہ نے سوچا کہ ہم نے جوش میں آکر یہ قدم اٹھایا ہے انھوں نے حضورؐ کی خدمت میں عرض کی یارسول اللہ آپ کی رائے

marfat.com

درست تھی۔ مگر حضور نے فرمایا نبی ایک بار ہتھیار پہن لے اور قدم اٹھائے تو رکا نہیں کرتا۔ اب میدان جنگ میں جانا ہوگا۔ چنانچہ آپ ایک ہزار مجاہدین کے ساتھ مدینہ سے نکلے اور بنو حارث کے گھروں میں ایک دن اور ایک رات قیام فرمایا آگے بڑھے تو عبداللہ ابی اسلول تقریباً تہائی آدمیوں کو لے کر واپس چلا گیا اور کہنے لگا ہم موت کے منہ میں کیوں جائیں۔ اس کے ساتھ بنی حارثہ اور بنو سلمہ کے دونوں قبیلے بھی لوٹنے لگے۔ مگر اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اِذْ هَمَّتْ طَّائِفَتَانِ مِنكُمْ اَن تَفْشَلَا انھیں اطمینان دلایا۔ چنانچہ حضورؐ سات سو مجاہدین کے ساتھ آگے بڑھے۔ لشکر اسلام میں اس دن صرف دو زرہیں تھیں اور پچاس تیرانداز تھے۔ حضور نبی کریمؐ نے ان پچاس تیراندازوں کو ایک درے پر مامور فرمایا تاکہ لشکر اسلام کی پشت پر کوئی حملہ نہ کر سکے ان پچاس تیراندازوں کے سالار حضرت عبداللہ بن جبیر کو بنایا گیا حضورؐ نے تاکیداً فرمایا کہ اگر لڑتے لڑتے ہمیں پرندے بھی اٹھا کرلے جائیں۔ تم لوگوں نے یہاں سے نہیں ہٹنا۔ جب تک میں خود کسی کو بھیج کر نہ بلالوں۔

پہلے ہی دار میں کافروں کے پاؤں اکھڑ گئے۔ ان کی عورتیں گھوڑوں پر سوار ہو کر بھاگنے لگیں ان کے زیور چھنکے وہ چلا چلا کر بھاگیں اور پاس سے گذریں۔ عبداللہ جبیر کے ساتھیوں نے کہا یہ مالِ غنیمت جا رہا ہے۔ ہم کیوں بیٹھیں رہیں اور اب کیا انتظار کرنا ہے۔ حضرت عبداللہ جبیر نے پکارا تم حضورؐ کے حکم کو بھول گئے ہو؟ انھوں نے کہا بخدا! اب فیصلہ ہو چکا ہے ہم مالِ غنیمت اکٹھا کریں گے۔ یہ لوگ وہاں سے ہٹ آئے تو کافروں کا ایک زبردست دستہ جس میں پانچ سو جنگی موجود تھے پیچھے سے لوٹ پڑا اور مسلمانوں پر حملہ کر کے شکست دے دی۔ اس دوڑ دھوپ میں حضورؐ کے پاس صرف بارہ آدمی رہ گئے۔ مسلمانوں کے ستر آدمی شہید ہوئے جن میں چار جلیل القدر مہاجر تھے حضرت حمزہ ابن عبدالمطلب، عبداللہ بن جحش، مصعب بن عمیر، شماس بن عثمان رضی اللہ عنہم۔ باقی تمام انصار تھے۔ کافروں کے صرف دس آدمی مارے گئے۔ میدان احد میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے طلحہ بن ابی طلحہ بن عثمان بن عبدالدار کو قتل کیا تھا۔ یہ

marfat.com

کفار کا علمبردار تھا اس کے متعلق قرآن پاک نے کہا تھا ۔

ان شر الدواب عند اللہ الصم البکم

(بے شک اللہ کے نزدیک سب سے بدترین وہ چارپایہ ہے جو سننے اور بولنے سے عاری ہے)۔

واقعہ اُحد کے بارے میں یہ آیتہ کریمہ نازل ہوئی سنلقی فی قلوب الذین کفروا الرعب (ہم عنقریب کافروں کے دلوں میں رعب ڈال دیں گے مسلمانوں کا) ابوسفیان نے جنگ اُحد کے خاتمہ پر تین بار نبی کریم کو پکارا مگر آپ نے اشارہ کیا۔ کہ اس کا جواب نہ دیا جائے۔ اس نے کہا ان لوگوں میں ابو قحافہ کا لڑکا ابوبکر ہے پھر خاموشی کا حکم رہا۔ اب کہنے لگا کیا عمر ابن الخطاب ہے یہ بھی تین بار پکارا مگر خاموشی دیکھ کر اپنے لوگوں کو کہنے لگا سب مارے گئے ہیں۔ حضرت عمر سے نہ رہا گیا۔ کہنے لگے او اللہ کے دشمن خدا کے فضل سے یہ تینوں موجود ہیں۔ ابوسفیان نے کہا آج ہم نے بدر کا بدلہ لے لیا ہے آج ہماری فتح ہے۔

ہندہ نے میدان جنگ میں حضرت حمزہ کی نعش کو پڑا دیکھا تو آپ کا جگر نکال لیا اور چبا لیا۔ ناک کان اور دوسرے اعضاء کاٹ کر ہار بنالیا۔ ابوسفیان نے خوشی کا نعرہ لگاتے ہوئے کہا اعل ہبل، اعل ہبل۔ ہبل زندہ باد۔ ہبل زندہ باد۔ حضورؐ نے صحابہ کو حکم دیا کہ اس نعرے کا جواب دو۔ صحابہ نے حضورؐ کے کہنے پر نعرہ لگایا۔ اللہ اعلیٰ واجل۔ ابوسفیان نے کہا اِنَّا لَنَا عزّٰی وَلا عزّٰی لکم۔ ہمارے ساتھ عزّٰی ہے اور تمہارے ساتھ نہیں مسلمانوں نے کہا اَللہُ مَولَانَا وَلَا مَولَا لَکُمْ۔ اللہ ہمارا مولا ہے اور تمہارا نہیں ہے۔

کفار مکہ میدان احد چھوڑ کر روانہ ہوئے۔ حضورؐ اپنے شہداء کی تجہیز و تکفین کے لیے رک گئے۔ شہداء کی نعشوں پر کھڑے ہو کر حضور نبی کریم مالک کوثر و تسنیم نے یہ آیتہ کریمہ پڑھی۔ من المومنین رجال صدقوا ما عاہد و اللہ علیہ پھر فرمایا اللھم ان عبدک نبیک یشھد ان ھولاء شھداء فاتوھم وسلموا علیھم فلا یسلم علیھم احد ما دامت السمٰوٰت والارض اِلّا ردوا علیہ الی الاٰتیرا

marfat.com

بندہ اور تیرا نبی آج گواہی دیتا ہے کہ یہ تمام شہید ہوئے ہیں اے صحابہ تم آگے بڑھو اور ان شہدا کو سلام پیش کرو جو شخص بھی ان کو سلام کہے گا جب تک زمین و آسمان موجود ہیں یہ لوگ سلام کا جواب دیتے رہیں گے یہ بات کہہ کر آپ چند لمحے رُک گئے اور فرمایا۔

ھولاء اصحابی الذین اشھد لھم یوم القیامۃ انھم خرجوا من الدنیا خماصا

(یہ میرے صحابہ ہیں درست ہیں میں قیامت کے دن ان پر گواہی دوں گا کہ یہ لوگ دنیا سے بھوکے اور پیاسے نکلے تھے حضورؐ نے مزید اعلان فرمایا:۔

لا تغسلوھم ادفنوا ھم بکلھم فانھم یبعثون یوم القیامۃ واوداجھم تشخب وما الکون لون الدم والریح ریح المسک

ترجمہ:۔ ان شہداء کو نہلانے کی ضرورت نہیں انھیں نیا کفن پہنانے کی ضرورت نہیں انھیں زخموں کے ساتھ دفن کیا جائے یہ قیامت کے دن اٹھیں گے تو ان سے خون بہہ رہا ہوگا۔ خونیں کفن اٹھیں گے ان کے زخموں سے کستوری کی خوشبو آرہی ہوگی۔

حضرت حمزہ کی نعش پر

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آگے بڑھے اپنے چچا حمزہ ابن عبدالمطلب کی مثلہ شدہ نعش کو دیکھا زبان سے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ کہا اور زار زار روئے اور فرمایا اے اللہ مجھے ان کافروں پر فتح ہوگی تو میں ان کے ستر آدمیوں کا مثلہ کروں گا۔ اللہ تعالیٰ نے حضورؐ کے اس غصہ آمیز اعلان پر یہ آیت نازل فرمائی

وَاِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوْا بِمِثْلِ مَا عُوْقِبْتُمْ ۔ (آپ بھی اسی قدر عذاب دیں بس قدر ان کفار نے آپ کو تکلیف دی تھی)

سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر انکی بہن حضرت صفیہ کو ملی تو آپ دو چادریں لائیں تاکہ اپنے بھائی کو کفن پہنا سکیں حضور نبی کریمؐ نے حضرت حمزہ کے پہلو میں ایک انصاری نوجوان کی نعش دیکھی فرمایا ایک چادر سے اس انصاری کا کفن دیا جائے (یہ بات حضرت صفیہ کی دلدہی کیلئے تھی ورنہ شہید کو کفن کی ضرورت نہیں تھی) سیدنا حمزہ کا قد لمبا تھا جسم پر چادر پوری نہیں آئی چنانچہ حضور نے فرمایا ننگے پاؤں ہیز گھاس سے ڈھانپ دیے جائیں۔

marfat.com

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس اعلان کے کفارہ کے طور پر کہ میں فتح پانے کے بعد ستر کافروں کا مثلہ کروں گا۔ ستر رکعت نماز ادا کی۔ حضورؐ مدینہ پاک میں آئے تو بہت سے گھروں سے ان کے شہداء کیلئے رونے کی آوازیں آتی تھیں مگر آپ کے چچا حمزہ رضی اللہ عنہ کو رونے والا کوئی نہ تھا۔ حضورؐ نے فرمایا لکن حمزۃ لا بواکی لہ میرے چچا کو رونے والا کوئی نہیں ہے۔ وہ مدینہ منورہ میں غریب الدیار تھے ان کے سارے رشتہ دار تو مکہ مکرمہ میں تھے۔ یہ بات انصار نے سنی تو تمام نے فیصلہ کیا کہ اپنے عزیزوں پر رونے سے پہلے ہر شخص حضرت حمزہ کے لیے روئے ایک عرصہ تک مدینہ پاک میں جب کوئی شخص مرتا اور اسکے عزیز اس پر روتے تو پہلے حضرت حمزہ کا ذکر کرتے اور روتے۔

دوسری جنگیں

اُحد کی جنگ کے بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بنی النضیر سے جنگ لڑنا پڑی۔ اور انھیں ان کے گھروں سے نکال دیا وہ لوگ خیبر میں چلے گئے۔ حضورؐ مدینہ میں لوٹ آئے مگر تھوڑے دنوں کے بعد آپ کو بنی المصطلق سے جنگ لڑنا پڑی۔ ان پر غلبہ حاصل کر لیا۔ اس قبیلہ کے بہت سے لوگ قیدی بنا لیے گئے اُم المومنین حضرت جویریہ بنت الحرث قیدی کی حیثیت سے آئیں آپ نے انھیں آزاد فرما کر نکاح کر لیا۔ اس طرح آپ مدینہ واپس آئے آپ اسی سفر میں تھے کہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا ایک ہار گم ہو گیا تھا۔ جس کے بارے میں بعض منافقین نے حضرت سیدہ کے خلاف بہت سی باتیں بنائیں اور آیۃ برئیت نازل ہوئی۔

انھی دنوں ایک شخص عینیہ بن حص نے مدینہ کے مویشیوں پر چھاپا مارا اور انھیں چرا کر لے گیا حضورؐ نے اس سے جنگ کرنے کے لیے سعید بن زید الاشہل کی قیادت میں ایک مختصر سا لشکر بھیجا۔ وہاں پہنچ کر اسے شکست دی۔ اور مویشیوں کو واپس لائے۔ چند دنوں بعد حضور نبی کریم صاحب کوثر و تسنیم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کو فدک پر حملہ کرنے کا حکم دیا۔ زید بن حارثہ کو قرقرہ روانہ کیا۔ عمر ابن الخطاب کو بنی عامر کے ایک گاؤں پر لشکر کشی کرنے کا حکم دیا۔ ابا العوجا اسلمی کو بنی سلیم کی طرف روانہ کیا تمام کے تمام سلامتی سے مدینہ منورہ واپس آ گئے۔ البتہ ابا العوجا اسلمی اپنے ساتھیوں سمیت اپنی مہم میں شہید ہو گئے۔

marfat.com

حیی بن اخطب کفار مکہ کو از سر نو جنگ کے لیے ابھارا تھا۔ کنانہ اور غطفان کے قبائل جمع ہوئے حضورؐ اطلاع پاکر مختصر سا لشکر لے کر نکلے۔ کفار کا لشکر فدک کی بستی میں اُترا ہوا تھا حضورؐ اپنے مجاہدین کو لے کر سلع کے مقام پر فروکش ہوئے۔ حضورؐ نے پہلی بار مدینہ منورہ کی حفاظت کے لیے خندق کھودنے کا حکم دیا۔ ابوسفیان اپنا پورا لشکر لے کر مدینہ منورہ کے گرد منڈلاتا رہا۔ مگر بے بس ہو کر چودہ دنوں بعد مکہ مکرمہ لوٹ لیا۔

جنگِ خندق جنگِ خندق کے موقعہ پر کفار کی طرف سے ایک پہلوان میدان میں نکلا جس کا نام عمرو بن عبدود تھا۔ امیرالمومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے نبرد آزما ہوا۔ حضرت علیؓ کی تلوار نے عمرو بن عبدود کو قتل کر دیا۔ ادھر اللہ تعالیٰ نے طوفان باد و باراں سے لشکرِ کفار کو درہم برہم کر دیا۔ بنی قریظہ نے حضور کے سامنے قسم کھائی تھی کہ وہ نہ کفار کی امداد کریں گے۔ اور نہ آپ سے تعاون کریں گے۔ بلکہ غیر جانبدار رہیں گے۔

حیی ابن اخطب نے ابوسفیان کو کہا کہ میں بنی قریظہ کو قسم توڑنے پر آمادہ کرتا ہوں تاکہ وہ اس معاہدہ سے دست کش ہو جائیں جس میں انھوں نے عدم جانبداری کا معاہدہ کیا ہوا ہے۔ حضورؐ نے کسی آدمی کو بنو قریظہ کی طرف بھیجا کہ وہ اپنے قول پر ثابت قدم رہیں ادھر حیی ابن اخطب کی کوششیں بیکار ثابت ہوئیں۔ اور وہ اس معاہدے سے نہ پھرے ابوسفیان اس نتیجہ پر پہنچا کہ حیی ابن اخطب نے اس سے جھوٹ کہا ہے۔ وہ وہاں سے واپس ہوا۔ کنانہ اور غطفان بھی اس کے ساتھ ہی علیحدہ ہو گئے۔ حضور نبی کریم بھی مدینہ منورہ میں آ گئے۔ اور ابھی اسلحہ اتارا ہی تھا۔ کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے اور عرض کی حضور آپ لوگوں نے اسلحہ اتار دیا ہے مگر فرشتوں نے ابھی تک ہتھیار نہیں رکھے۔ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ آپ باہر آکر بنو قریظہ سے نپٹیں۔ حضور باہر نکلے۔ بنو قریظہ کا محاصرہ کر لیا اور کہا ہم حکم دیتے ہیں کہ تم قلعہ سے نیچے اتر آؤ۔ انھوں نے کہا ہم تو سعد کے حکم پر نیچے آئیں گے۔ آپ نے کسی آدمی کو سعد کی طرف بھیجا مگر وہ ایک تیر کے زخم سے نڈھال تھے تاہم سعد آئے اور اس طرح بنو قریظہ بھی نیچے اتر آئے۔ سعد نے۔ اپنے ہاتھ سے ان کی

marfat.com

گردنیں قلم کرنا شروع کردیں ان کا مال و دولت لے لیا اور حضورؐ کی خدمت میں عرض کی کہ آپ اسے تقسیم فرمائیں حضورؐ نے اس مالِ غنیمت کو مسلمانوں میں تقسیم کردیا۔

حضور جنگ خندق کے بعد بنی لحیان کی جنگ سے فارغ ہونے کے بعد مدینہ منورہ آئے اور پھر غزوہ دومۃ الجندل میں شرکت کی اور مدینہ منورہ لوٹ آئے۔

چھوٹے چھوٹے معرکے

حضور نبی کریمؐ نے عبداللہ بن رواحہ کو خیبر کو بھیجا انھوں نے بسیر بن زرام الیہودی کو اس کے تیس ساتھیوں سمیت قتل کردیا۔ پھر حضورؐ نے عبداللہ بن عتیک کو ایک جنگ پر بھیجا انھوں نے ابا رافع بن ابی الحقیق کو قتل کیا۔

حضورؐ نے انھی دنوں ابا سلمہ بن الاسد کو نجد کی طرف روانہ کیا انھوں نے مسعود بن عروہ کو قتل کردیا۔ زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو وادی القریٰ کی طرف بھیجا وہ بنی خزاعہ پر حملہ آور ہوئے۔ زید کے ساتھیوں میں سے بہت سے ساتھی شہید کردیے گئے۔ خود زید بھی سخت مجروح ہوئے۔ عکاشہ کو بھیجا اور انھیں مدینہ لایا گیا۔ اسی اثناء میں بشیر بن سعد الانصاری کو بنی مرہ کے ساتھ فدک بھیجا اور وہ مدینہ واپس آگئے۔ ہجری کے ساتویں سال حضور عمرہ کرنے کے لیے مکہ مکرمہ آئے۔ آپ اس سفر خیر میں کسی قسم کی جنگ نہیں چاہتے تھے۔ آپ کے ساتھ اس سفر میں ایک ہزار چھ سو آدمی تھے۔ ستر اونٹ قربانی کے لیے ساتھ لیے تھے۔ مقام حدیبیہ پہنچے تو حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو کفار کی طرف سفارت کے طور پر بھیجا آپ کی خواہش تھی کہ مکہ والوں سے اجازت لیکر کعبۃ اللہ کا طواف کریں اور عمرہ کریں مگر کفار نے آپ کو اجازت نہ دی۔ حضرت عثمان کچھ عرصہ کے لیے وہاں رک گئے۔ صحابہ میں یہ بات مشہور ہوگئی کہ کافروں نے حضرت عثمان کو قتل کردیا ہے۔

بیعتِ رضوان

اس موقعہ پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تمام صحابہ کو بیعت لینے کا حکم دیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا لَقَدْ رَضِیَ اللّٰہُ عَنِ الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ یُبَایِعُوْنَکَ تَحْتَ الشَّجَرَۃِ۔ اللہ تعالیٰ ان مسلمانوں سے راضی

marfat.com

ہو گیا۔ جنہوں نے درخت کے نیچے بیعتِ رضوان میں حصہ لیا۔ اس موقعہ پر کفار دں
اور مسلمانوں کے درمیان صلح ہوئی۔ اور یہ شرطیں طے پائیں کہ اس سال حضور عمرہ کیے
بغیر واپس چلے جائیں

۲۔ اگلے سال عمرہ کرنے کی اجازت ہو گی۔

اس موقع پر حضورؐ نے اونٹوں کو ذبح کر کے قربان کیا۔ اور اپنے سر منڈوائے
اور حضور ان صحابہ کے ساتھ واپس مدینہ منورہ آ گئے۔ عید الاضحیٰ ادا کی۔

فتح خیبر

حضور نبی کریمؐ نے خیبر پر لشکر کشی کی اور اپنا ایک لشکر گاہ بنایا
اس مقام پر یہودیوں نے مختلف قلعے بنائے ہوئے تھے اور اس
میں محفوظ تھے۔ لشکر اسلام کو دیکھ کر یہودی بھی جنگ کے لیے باہر نکل آئے۔ حضور
نبی کریمؐ نے صحابہ کی ایک جماعت کو آگے بڑھ کر جنگ کرنے کا حکم دیا۔ سخت جنگ ہوئی
کئی دنوں تک ان کا بڑا قلعہ فتح نہ ہو سکا حضورؐ نے اعلان فرمایا۔

لاعطین الرایۃ غدا — میں کل اس شخص کو علم دوں گا
رجلا یفتح اللہ علی — جس کے ہاتھ سے قلعہ فتح ہو گا
یدہ

دوسرے دن حضورؐ نے امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کو علم اسلام دیا حضرت
علیؓ یہودیوں کے قلعہ کے سامنے آئے اور دشمنوں کو للکارا، علم گاڑ دیا۔ ایک یہودی قلعہ
کی دیوار پر کھڑے ہو کر کہنے لگا تم کون ہو؟ آپ نے بتایا میں علیؓ ہوں! علی ابن ابی طالب
یہودی نے اپنی قوم کو مخاطب کرتے ہوئے کہا مجھے توریت کی قسم ہے اب معاملہ بگڑ گیا
ہے تم شکست کھاؤ گے۔ اللہ تعالیٰ نے اس قلعہ کو حضرت علیؓ کے ہاتھ پر فتح کرانا ہے۔
چنانچہ دوسرے دن حضرت علی کے ہاتھوں قلعہ کا دروازہ ٹوٹ چکا تھا۔ اور مسلمانوں کا
اس پر قبضہ ہو چکا تھا حضورؐ نے فیصلہ کیا کہ ان فسادی یہودیوں کو قتل کر دیا جائے۔
ان کی عورتوں کو غلام بنا لیا جائے اور ان کے مال و دولت کو ضبط کر لیا جائے اسی جنگ
کے مالِ غنیمت میں حضرت صفیہ بنت حیی ابن اخطب لونڈی بن کر حضورؐ کے حصے آئیں

marfat.com

جنھیں آزادی دے کر حضورؐ کے نکاح میں لایا گیا۔

فتح خیبر کے بعد حضورؐ مدینہ منورہ تشریف لائے۔ آپ نے کعب بن عمر انصاری کو شام کی سرحدوں پر روانہ کیا اس معرکہ میں حضرت کعب اور ان کے ساتھی شہید ہو گئے دوسری طرف غالب بن عبداللہ الکلبی کو بنی مرہ کے قبائل کی طرف روانہ کیا اس نے بہت سے لوگوں کو قتل کیا۔ اور بہت سے لوگوں کو قیدی بنا لیا حضورؐ نے عینیہ بن حصن کو بنی العنبر کی طرف روانہ کیا۔

فتح مکہ

ہجرت کا ساتواں سال جا رہا تھا حضورؐ نے ارادہ کیا کہ اس سال عمرہ کریں، صحابہ کو ساتھ لیا آپ مکہ مکرمہ کی طرف روانہ ہوئے۔ آپ مکہ سے روانہ ہوئے۔ تو آپ کے پاس ساٹھ اونٹ تھے۔ آپ مکہ میں داخل ہوئے کعبۃ اللہ کا طواف کیا۔ تین دن تک قیام فرما رہے۔ اس سفر میں آپ نے میمونہ بنتِ حارث الہلالیہ سے نکاح کیا۔ واپس مدینہ پاک تشریف لائے اور آٹھویں سال ہجرت تک مدینہ منورہ میں قیام فرما ہوئے۔ اسی دوران آپ نے موتہ کی مہم پر حضرت جعفر بن ابی طالب، عبداللہ بن رواحہ اور زید بن حارثہ رضی اللہ عنہم کو روانہ کیا مگر تینوں دورانِ جنگ شہید ہو گئے۔ اب حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ گئے تو یہ مہم سر ہوئی۔ عمر بن العاص، ذات السلال کی طرف روانہ ہوئے آپ نے اس سارے علاقہ کو فتح کیا۔ اسی دوران قبیلہ بکر اور خزاعہ کے درمیان لڑائی چھڑ گئی قبیلہ بکر قریش کا حلیف تھا اور خزاعہ مسلمانوں کے ساتھ معاون تھا۔ قریش نے بکر کی حمایت میں اپنے جنگجو بھیجے اور بہت سا اسلحہ بھی فراہم کیا۔ دوسری طرف خزاعہ نے فریاد کی اور حضورؐ سے امداد طلب کی۔ حضورؐ نے ایک آدمی بھیجا اپنے تمام صحابہ کو جمع کیا۔ مدینہ منورہ میں مسلمان قبیلوں کے لوگ جمع ہو گئے۔ تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مہاجر وانصار اور دوسرے مسلمان قبائل کے دس ہزار جنگجو لے کر مکہ کی طرف روانہ ہوئے۔

حضورؐ کا لشکر مکہ کے نواح میں پہنچا تو ابو سفیان کو گرفتار کر لیا گیا۔ اور حضورؐ کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ حضرت عباس ابن عبدالمطلب حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے دوسری طرف ابو سفیان کو کہا تمھاری نجات اسی میں ہے کہ اسلام قبول کر لو ورنہ مارے

marfat.com

جاؤ گے۔ ابوسفیان نے کلمہ پڑھ لیا۔ حضورؐ نے اسے رہا کر کے مکہ مکرمہ بھیج دیا۔ جب حضورؐ کے صحابہ حضورؐ کی قیادت میں مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تو اعلان کیا گیا آج جو شخص ابوسفیان کے گھر داخل ہو گا۔ اسے کچھ نہیں کہا جائے گا جو اپنے گھر کا دروازہ بند کرے گا وہ امن میں ہو گا۔ جو ہتھیار ڈال دے گا امن میں ہو گا۔ ابوسفیان نے بھی سارے مکہ میں منادی کرا دی کہ جو میرے گھر چلا آئے اور ہتھیار ڈال دے اسے امن ہے۔ حضورؐ مسجد حرام میں تشریف لائے۔ کعبۃ اللہ ان دنوں بتوں کا گھر تھا۔ تین سو ساٹھ بُت وہاں نصب تھے آپ نے اپنا عصاء اٹھایا۔ بتوں کے سروں پر مارتے جاتے انھیں گراتے جاتے اور کہتے جاتے۔

جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ۚ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا

حضور نبی کریمؐ نے مکہ میں رمضان المبارک کے آخری ایام اور شوال کے نصف ماہ مکہ مکرمہ میں قیام فرمایا۔

جنگِ حنین

فتح مکہ کے بعد ابھی مسلمانوں کا لشکر مکہ مکرمہ میں ہی تھا کہ خبر آئی۔ کہ ہوازن اور ثقیف کے قبائل سر دھڑ کی بازی لگا کر مرد عورت بچے سب میدانِ جنگ میں تیار کھڑے ہیں ان کے لشکر کی قیادت مالک بن عوف النضری کے ہاتھ میں تھی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اپنا لشکر ترتیب دیا اور بارہ ہزار نوجوانوں کے ساتھ میدانِ جنگ کی طرف بڑھے۔ دس ہزار تو مدینہ اور اس کے مضافات کے لوگ تھے اور دو ہزار مکی نومسلمان شامل ہوئے۔ حنین کے مقام پر پہنچے تو ہوازن قبیلہ کے لوگوں نے مسلمانوں پر اچانک تیر بازی کر دی۔ مسلمانوں کا یہ لشکر اس اچانک حملہ کی تاب نہ لاتے ہوئے ادھر اُدھر بھاگا۔ مگر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مقام پر چند صحابہ کے ساتھ کھڑے رہے۔ آپ ایک اونٹ پر جس کا نام شہبا تھا سوار اپنی جگہ پر کھڑے رہے اور فرمایا۔ اَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ الْمُطَّلِب (میں محمد ہوں اور عبدالمطلب کا بیٹا ہوں) حضرت عباس کو فرمایا صحابہ کو واپس بلائیں اور بلند آواز سے کہیے۔ صحابہ کہاں ہیں، مہاجر کہاں ہیں، بیعت الرضوان والے کہاں ہیں؟ رسول اللہ ادھر ہیں۔ یہ آواز سنتے ہی مسلمانوں نے

marfat.com

جمع ہونا شروع کر دیا۔ اور مل کر مدافعانہ حملہ کر دیا۔ اسی اثناء میں حضور نے ابو سفیان کو کہا تھوڑی سی مٹی مجھے پکڑا دو۔ ابو سفیان نے کنکریوں کی ایک مشت حضورؐ کو پکڑائی آپ نے چند آیات پڑھ کر شاہت الوجوہ کہہ کر کافروں کی طرف پھینکی کافر ایک ایک کے شکست کھانے لگے۔ میدان جنگ سے بھاگنے لگے۔ کچھ طائف کو بھاگے کچھ اوطاس کی طرف نکل گئے۔ بہت سے میدانِ جنگ میں مارے گئے۔ بے پناہ مالِ غنیمت جمع کیا گیا۔ بچے غلام بنا لیے گئے۔ کہتے ہیں اس جنگ میں پہلی دفعہ چھ ہزار غلام مسلمانوں کے قبضہ میں آئے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن قیس الاشعری کو ایک لشکر دے کر ان بھگوڑوں کے تعاقب میں بھیجا یہ دستہ طائف کی طرف بڑھا اور ان کے ساتھ جنگ کر کے زیر کر لیا۔ اور انھیں گھیر لیا۔ طائف کے قبیلوں کا سردار مالک بن عوف باہر نکلا اور اس نے کلمہ پڑھ کر اسلام قبول کر لیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے طائف میں پندرہ دن قیام فرمایا۔ آپ نے جعرانہ کے مقام پر تمام مالِ غنیمت کو جمع کر کے تقسیم کرنا شروع کیا۔ اور صحابہ مالِ غنیمت سے مالا مال ہو گئے عتاب ابن اسید کو امیر مکہ مقرر کر دیا۔ اور معاذ بن جبل اور ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہما کو قرآن پڑھانے اور مسائلِ دین کو سمجھانے کے لیے مکہ میں چھوڑا۔

جنگ تبوک

حضور صلی اللہ علیہ وسلم یہ تمام علاقہ زیر اسلام لانے کے بعد مدینہ منورہ میں لوٹ آئے۔ یہ ہجرت کا نواں سال تھا آپ نے شامیوں اور رومیوں کی فوجوں کے اجتماع کی خبر سنتے ہی اسلام کا لشکر تیار کیا۔ آپ کا یہ مقصد تھا کہ اگر روم تک جانا پڑے تو آگے بڑھتے جائیں گے۔ مدینہ پاک کے مضافات میں لوگوں کو بھیج کر تمام مسلمانوں کو بلایا اور تیس ہزار کی تعداد میں یہ لشکر تبوک کی مہم پر روانہ ہوا۔ اس سے پہلے اتنا بڑا لشکرِ اسلام کبھی دیکھنے میں نہ آیا تھا۔ یہ لشکر اگرچہ بے سرو سامانی میں تھا۔ مگر وہ باہمت لشکر تھا مگر اس جنگ کے دوران بعض منافقین کا نفاق ظاہر ہو گیا حضور نبی کریمؐ نے خالد بن ولید کی قیادت میں تین ہزار سپاہیوں کو

marfat.com

درمتہ الجندل کی طرف روانہ کیا۔ اور حضور نبی کریم صاحب کوثر و تسنیم صلی اللہ علیہ وسلم بذات خود تبوک کی طرف بڑھے۔

مدینہ کو واپس آئے تو عبداللہ بن ابی حدرد الاسلمی کو غابہ کی طرف بھیجا۔ خالد بن ولید عراق کی طرف بھیجے گئے۔ حضرت خالد کی قیادت میں چھ سو نوجوان تھے اسی سال حضرت ابوبکر صدیق امیر حجاج بناکر مکہ مکرمہ روانہ کیے گئے۔ اللہ تعالیٰ نے اسی دوران سورہ براءت نازل فرمائی۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سورہ براءت کی تیس آیات کی تلاوت عام کے لیے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو حکم دیا کہ وہ لوگوں میں تلاوت کریں۔ اس سال مشرکین مکہ بھی حج کرنے آئے تھے۔ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سورۂ براءت کی آیاتِ مقدسہ سناتے رہے۔

بَرَاۗءَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖٓ اِلَى الَّذِيْنَ عٰهَدْتُّمْ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ
فَسِيْحُوْا فِي الْاَرْضِ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ

اب اس معاہدہ کی مدت چار مہینے کردی مگر جن لوگوں پر معاہدہ کا اطلاق نہیں ہوتا تھا۔ پچاس دن دیے گئے۔ یعنی ذوالحجہ سے آخر محرم تک۔ پھر فرمایا فَاِذَا انْسَلَخَ الْاَشْهُرُ الْحُرُمُ۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ ان لوگوں کو آیۃ براءۃ سناتے گئے اور اعلان کرتے رہے آج کے بعد کوئی مشرک یا بت پرست کعبۃ اللہ کا حج نہیں کرے گا اور کوئی شخص برہنہ ہوکر طواف کعبہ نہیں کرسکے گا۔ اس مہم کے بعد سیدنا ابوبکر صدیق اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ مدینہ واپس آئے۔ حضور اکرمؐ نے مدینہ منورہ سے ہی بادشاہانِ وقت کے نام اپنے فرامین جاری کیے اور انھیں اسلام کی دعوت دی۔ ہر بادشاہ کے پاس اپنی طرف سے سفیر روانہ کیے۔ اسی سال حضورؐ نے آخری حج (حجۃ الوداع) کیا اس سفر میں آپ کے ساتھ آپ کی ازواج مطہرات اور اہل وعیال شریک سفر تھے۔ اور کسی مشرک کو آپ کے ساتھ جانے کی اجازت نہ تھی۔

حجۃ الوداع کے موقع پر اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ کی آیۃ کریمہ نازل ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے حضورؐ کو دین کی تکمیل کی بشارت دی اس آیۃ کریمہ کے بعد کوئی آیت

marfat.com

نازل نہیں ہوئی۔ ہاں حلال وحرام کے مسئلہ پر سورۃ النساء کی آیت یَسْتَفْتُوْنَکَ قُلِ اللّٰہُ یُفْتِیْکُمْ نازل ہوئی وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ (میں نے آپ پر اپنی تمام نعمتیں نازل فرمادی ہیں) آج کوئی مشرک آپ کے ساتھ نہیں ہے۔ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا (ہم نے آپ کے لیے دینِ اسلام کو پسند فرمایا) اور حقیقت ہے کہ اسلام سے بڑھ کر اللہ کے نزدیک کوئی دوسرا مذہب نہیں ہے۔

مندرجہ بالا آیۃ کریمہ نازل ہوئی تو اس وقت مسلمانوں کا ایک بے پناہ ہجوم میدانِ عرفات میں موجود تھا۔ حضورؐ کی اونٹنی درمیان میں کھڑی تھی اور آپ اس پر تشریف فرما تھے اس دن کے بعد آپ اکیاسی دن ظاہری زندگی میں رہے۔ مدینہ پاک واپس آئے یہاں آکر سب سے آخری آیۃ کریمہ نازل ہوئی۔ وَاتَّقُوْا یَوْمًا تُرْجَعُوْنَ فِیْہِ اِلَی اللّٰہِ تھی اس آیۃ کریمہ کے نزول کے بعد آپ صرف نو دن زندہ رہے پھر پیر دوم ماہ ربیع الاول دس ہجری کو وصال فرمایا۔ واقعات وصال کی تفصیل آگے بیان کی جائے گی۔

حضور اکرمؐ نے ساٹھ غزوات کیے۔ جن میں سے انتیس میں بہ نفسِ نفیس شریک رہے نو جنگوں میں اپنے ہاتھ سے تیغ زنی کی۔ بدرؔ، اُحدؔ اور خندقؔ کے علاوہ بنو قریظہؔ، بنو المصطلقؔ، خیبرؔ، طائفؔ، فتح مکہؔ، حنینؔ میں آپ لڑے۔ ایک مستند روایت کے مطابق آپ کا وصال مبارک پیر کو ہوا۔ اور منگل کو دفن کیے گئے۔ وصال کے وقت آپ کی نو بیویاں زندہ تھیں۔ حضرات عائشہ صدیقہ، حفصہؔ، ام حبیبہ، ام سلمہ، زینب بنت جحش، میمونہؔ، سودہؔ، جویریہ اور صفیہ رضی اللہ عنہن۔

marfat.com

۳۲

نبی کریمؐ کے گھوڑے اور دوسری سواریاں

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ نبی کریم صاحب کوثر وتسنیم کے پاس ایک گدھا عفیر، ایک خچر دُلدل، ایک گھوڑا، مرتجز اور ایک اونٹنی تھی جس کا نام القصویٰ تھا۔ میدانِ جنگ کے لیے زرہ جسے ذات الفضول کہتے اور ایک تلوار جسے ذوالفقار کہا جاتا تھا خصوصی اسلحہ تھا ایک اور گھوڑا جس کا نام سکب تھا آپ نے اسے ایک فزاری شخص سے خریدا تھا حضور اکرم میدانِ اُحد میں اسی گھوڑے پر سوار تھے۔ ایک اور گھوڑا جسے آپ نے ایک اعرابی سے خریدا تھا۔ اسے مرتجز کہتے تھے۔ اس گھوڑے کی خریداری کے بعد جب اعرابی نے سودا طے کرنے کے بعد انکار کر دیا۔ تو حضرت خزیمہ بن ثابت نے حضورؐ کے حق میں گواہی دی۔ درآنحالیکہ وہ اس خرید و فروخت کے وقت موقع پر موجود نہ تھے۔ حضورؐ نے اسے اس گواہی کے بارے میں پوچھا تو جواب دیا یارسول اللہ! ہم نے آپ کی ان باتوں کی تصدیق کی جو آسمانوں کے متعلق تھیں۔ اور بلا دیکھے ان کو سچ مانا۔ لیکن آج میں زمین کی ایک نادیکھی چیز کو کس طرح سچ نہ مانوں۔ حضورؐ اس صحابی کے ایمان پر اتنے خوش ہوئے کہ آپ نے اسے ذوالشہادتین کا لقب دیا۔

حضورؐ کے پاس ایک اور گھوڑا جسے خرس کہتے تھے، ایک اور جسے لزاز کہا جاتا تھا یہ گھوڑا مقوقس قبطی نے بطور تحفہ پیش کیا تھا حضورؐ کو یہ گھوڑا بڑا پسند تھا آپ اکثر لڑائیوں میں اسی پر سوار ہوئے۔ آپ کا ایک اور گھوڑا تھا جسے ظرب کہا جاتا تھا ایک اور گھوڑا ورد نام والا تمیم الداری نے ہدیتہً پیش کیا تھا۔ یہ گھوڑا حضور نبی کریم نے سیدنا عمر فاروق کو دے دیا تھا۔ ملاوح نامی گھوڑا ابوہریرہ بن نیاز نے بطور ہدیہ پیش کیا۔ لحیف نامی گھوڑا فروہ بن عمرو الجذامی نے پیش کیا ایک گھوڑا جسے سجہ کہا گیا ہے

marfat.com

دوسرے گھوڑوں سے سبقت لے جاتا تھا۔ اور حضورؐ اس پر تشریف فرما ہوتے تو اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان فرماتے۔ ایک گھوڑا جسے سجل کہا جاتا تھا۔ ایک دوسرا گھوڑا جسے بحر کہتے تھے وہ تین بار دوسرے گھوڑوں سے بازی لے گیا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے تھپکی دے کر فرمایا

"مَا اَنْتَ اِلَّا بَحْرٌ"

(تم تو سمندر ہو) اس دن سے اس کا نام بحر پڑ گیا۔

آپ کا خچر جسے مقوقس نے بطور تحفہ بھیجا تھا۔ حضورؐ مدینہ پاک کے قیام کے دوران اسی پر سواری کرتے۔ حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہٗ بھی اسی پر بیٹھتے یہ دلدل امیر معاویہ کے زمانہ تک زندہ رہا۔ آپ کا ایک گدھا جسے یعفور کہا کرتے تھے پھر ایک خچر تھا جسے فضہ کہا کرتے تھے۔ سیدنا صدیق اکبر کو عطا کر دیا گیا ایک اور خچر جسے ایلیہ کہا کرتے یہ خچر ایلیہ کے بادشاہ نے ہدیہ پیش کیا تھا۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قصویٰ اونٹنی سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آٹھ سو درہم سے خرید کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پیش کی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قصویٰ کو چار سو درہم میں خریدا تھا۔

اسی اونٹنی پر وحی آتی اور یہ قصویٰ ہی کی ہمت تھی کہ وحی کا بوجھ برداشت کرتی تھی۔

آپ کی ایک اور اونٹنی تھی جس کا نام عضباء تھا۔ یہ اونٹنی اتنی تیز رفتار تھی کہ کوئی اونٹنی اس سے بازی نہ لے جا سکی۔ ایک اعرابی اپنی اونٹنی لایا اور وہ آگے نکل گئی تو حضورؐ کو بڑا تعجب ہوا اور آپ نے فرمایا۔

"آج تک کوئی ایسی چیز نہیں جو ہمیشہ بلند اور اعلیٰ رہے سوائے اللہ کی ذات کے"

ایک اور اونٹنی جس کا نام جدعا تھا۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایسی اونٹنیاں بھی تھیں جو دودھ دیتی

marfat.com

اور بچے جنتیں تھیں۔

کہتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سات اونٹنیاں جن کے بچے تھے بعض قبائلیوں نے دھکیل لیں۔ آپ کے غلام یسار کو قتل کر دیا۔ اور اونٹوں کو بھگا دیا حضرت علیؑ کو ان کے تعاقب میں بھیجا گیا۔ آپ واپس لائے۔ چوروں کو گرفتار کیا۔ ان کے دائیں ہاتھ کاٹ دیے گئے۔ ان کے پاؤں بھی کاٹ دیے گئے آنکھیں نکال دی گئیں اور انھیں دھوپ میں لٹکا دیا گیا۔

ان لوگوں کو عرنیین کہا جاتا تھا۔

marfat.com

۲۳

حضور نبی کریمؐ کا اسلحہ

ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت فرماتے ہیں کہ نبی کریم رؤف الرحیم کے پاس تلوار تھی جسے ذوالفقار کہتے تھے۔ آپ میدان جنگ میں اسی تلوار سے کام لیتے تھے۔ ایک اور تلوار جسے قضیب کہا جاتا تھا۔ یہ پہلی تلوار تھی جسے آپ نے زیب تن کیا تھا ایک اور تلوار جسے عضب کہا جاتا تھا۔ پھر بتار، مخذم، رسوب، قلعی، حتف سب تلواریں تھیں ایک اور تلوار جس کا نام مشوق تھا۔ ایک چھری نما تلوار تھی جسے آپ لٹکا لیتے۔ اس کے کنارے چاندی کے تھے۔

آپ کی ذرہ ذات الفضول، السعدیہ، الفضہ تھی۔ حضورؐ کے پاس ایک زرہ داودی تھی کہتے ہیں یہ وہ زرہ تھی جسے حضرت داؤدؑ نے پہن کر جالوت سے جنگ کی تھی۔

آپ کے نیزے المثنیٰ، مجن اور العنزہ تھے۔ ایک نیم نیزہ تھا۔ جس پر آپ کبھی کبھی ٹیک لگا لیتے۔ اور جب چلتے تو ہاتھ میں رکھتے۔ عید کی نماز کے وقت اسی نیزے کو لایا جاتا تھا۔ نماز پڑھاتے تو آپ کے آگے کھڑا کر دیا جاتا۔ تاکہ سترہ کا کام دے آپ کا سیاہ جھنڈا تھا جسے عقاب کہا جاتا تھا ایک ایسا وقت آیا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی چادر سے علم بنانا پڑا۔ حضورؐ کا خصوصی علم سفید رنگ کا تھا۔ کبھی ایسا بھی ہوتا کہ عورتوں کی چادر سے جھنڈا بنا لیا کرتے تھے۔ آپ کی ڈھال کا نام دلو تھا۔ حضورؐ پر بعض اوقات سرخ چادر پہنتے اور سر پہ دستار باندھتے۔ شملہ ڈھیلا چھوڑ دیتے تھے سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک بار حضورؐ نے میرے سر پر پگڑی باندھی اور اس کا شملہ پیچھے چھوڑ دیا فرمایا کرتے پگڑی مسلمانوں اور مشرکوں کے

marfat.com

درمیان امتیاز کی نشانی ہے۔

حضورؐ کی کمانیں روحا، بیضا، صفرا، کتوم تھیں۔ کتوم میدانِ بدر میں ٹوٹ گئی تھی۔ حضورؐ کا ایک تھیلہ تھا جسے کافور کہا کرتے تھے۔ یہ حضرت نجاشی نے بطور تحفہ بھیجا تھا۔ ایک سادہ جوتا بھیجا۔ حضورؐ نجاشی کے خلوص کی وجہ سے اسے پہنتے تھے۔

آپ کے چند جبے تھے سبز سندس کا بنا ہوا جُبّہ۔ ایک پشمین کا کمبل، اس پر آپ نماز بھی ادا فرمالیا کرتے تھے۔ شملہ سر پر لٹکتا تھا اور کندھوں پر لٹکا لیتے تھے۔

حضورؐ کی پیاری بکریاں قابلِ ذکر ہیں۔ سات بکریاں تھیں۔ حضرت اُمِّ ایمنؓ چرانے کو لے جاتی تھیں۔ صبح جاتیں شام کو گھر لاتیں۔ ان بکریوں کے نام عجرہ، زمزم، سقیا، برکہ، اطلال، اطراف تھے ایک بکری جس کا دودھ آپ بڑے شوق سے پیتے تھے۔ عنشیہ تھی۔

آپ کے پاس ایک سفید مرغ تھا ایک پیالہ جس کا نام مغیث تھا۔ اس میں ایک لوہے کا حلقہ پڑا ہوا تھا سفر میں یہ پیالہ آپ کے پاس رہتا۔ جسے پانی پینے کی ضرورت پڑتی اسی سے پیتے تھے۔

آپ کے پاس ایک تغار تھا جسے مخضب کہا کرتے تھے اسی سے آپ وضو فرماتے ایک دن آپ نے وضو فرمایا تو صحابہ بھی وضو کرنے کے لیے آگے بڑھے۔ مگر ادباً آگے کھڑے رہے۔ آپ نے اجازت دی کہ وہ اس تغار سے وضو کرلیں اس دن اس تغار کے پانی سے اسی صحابہ نے وضو کیا آپ کا ایک پیالہ لکڑی کا تھا۔ ایک شیشے کا تھا۔ آپ کا ایک مٹی کا لوٹا تھا۔ جس سے وضو بھی کرتے اور پانی بھی پیتے انصار کے بچے حضورؐ کے پاس حاضر ہوتے اور اس لوٹے سے پانی پی لیتے۔ تو حضور انھیں منع نہیں کرتے تھے۔ بچوں کو اس لوٹے سے پانی مل جاتا تو پی لیتے۔ جو بچ جاتا اپنے منہ اور بدن پر مَل لیتے۔ اور اس طرح یہ بچے حضورؐ کے وضو کا بچا ہوا پانی تبرک کے طور پر حاصل کرتے

marfat.com

نبی کریم علیہ السلام کے پاس ایک سو بکریاں تھیں۔ مگر وصال کے وقت آپ کے ترکہ میں صرف دو یمنی چادریں، ایک عمان کا تہہ بند، دو صحاری کپڑے، ایک صحاری پیراہن ایک یمانی جبہ اور ایک سفید کمبل تھا، ایک واسکٹ، چند ٹوپیاں (صرف تین یا چار) پانچ آزار بند، سونے کی چادر سرخ، ایک تختہ، ایک پیالہ، ایک پیمانہ جس سے گھر میں کوئی چیز وزن فرما لیتے۔ اسی سے درویشوں کو دیتے۔ ایک عصا ایک گز لمبا جسے محجن کہا کرتے تھے ہاتھ میں رکھتے، زمین پر گاڑ لیتے، اونٹ پر سواری کے وقت لٹکا لیتے اور اسی سے زمین پر سے کوئی چیز اٹھا لیتے۔

جن دنوں آپ بیماری اور بخار میں طواف فرما رہے تھے اور اونٹ پر سوار ہو کر طواف فرما رہے تھے یہی عصا ہاتھ میں تھا۔ اور اسی سے ارکان پر نشان کرتے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

ے اک بوریا کھجور کا گھر میں بچھا ہوا۔

marfat.com

۳۴

نبی کریمؐ حج اور عمرہ ادا فرماتے ہیں

ایک روایت میں ہے کہ نبی کریم روف الرحیم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں نجد سے ایک وفد آیا۔ اور کہنے لگا الحج الحج یارسول اللہؐ حضورؐ نے فرمایا حج عرفہ ہے۔ جو شخص صبح طلوع ہونے سے پہلے آئے اس کا حج ہو جاتا ہے حضور نبی کریمؐ اپنی قوم کے ساتھ بعثت (یعنی اعلان نبوت) سے پہلے بھی حج کیا کرتے تھے۔ پھر آپ نے حج کی فرضیت سے پہلے بعثت کے بعد بھی حج کیا آپ ہر حج کے موسم پر لوگوں کو اسلام کی دعوت دیا کرتے تھے۔ ہجرت کے چھٹے سال حج کی فرضیت کے احکامات نازل ہوئے

وَلِلّٰہِ عَلَی النَّاسِ حِجُّ الْبَیْتِ

حضورؐ باہر تشریف لائے احرام باندھا، عمرہ کیا۔ آپ نے ذوالحلیفہ سے ہی احرام باندھ لیا تھا۔ مگر حدیبیہ کے مقام پر پہنچ آئے تو مشرکین مکہ نے آپ کو آپ کے صحابہ کو حج کرنے سے روک دیا حضورؐ نے ایک معاہدہ کیا کہ وہ اس سال حج کیے بغیر واپس چلے جاتے ہیں مگر آئندہ سال حج کو آئیں گے۔ اور مشرکین مکہ مکرمہ کو تین دن کے لیے مکمل طور پر خالی کر جائیں گے۔ اور پہاڑوں کی چوٹیوں پر چلے جائیں گے اور دس سال تک آپس میں کوئی لڑائی نہیں ہو گی حضورؐ نے اس موقعہ پر ستر اونٹ قربان کیے۔ اور واپس چلے گئے۔ مدینہ پاک پہنچے تو آپ کو خیبر کی جنگ لڑنا پڑی۔ خیبر کے علاقہ اور مال غنیمت کو ان صحابہ میں تقسیم کر دیا۔ جو صلح حدیبیہ کے وقت آپ کے ساتھ تھے۔ یہ لوگ اہل رضوان تھے اور انھی کے بارے میں آیا تھا اِنَّا فَتَحْنَا لَکَ فَتْحًا مُّبِیْنًا (ہم نے آپ کے لیے فتح مبین عطا فرمائی ہے) لَقَدْ رَضِیَ اللّٰہُ عَنِ الْمُؤْمِنِیْنَ۔ اِذْ یُبَایِعُوْنَکَ تَحْتَ الشَّجَرَۃِ (اللہ تعالیٰ ان مسلمانوں پر یقیناً

marfat.com

راضی ہو گیا، جنہوں نے درخت کے نیچے بیعت کی تھی)۔ صلح حدیبیہ کے وقت ایک بائیس پیادہ صحابہ بھی تھے۔ صرف بائیس سوار تھے۔ حضورؐ نے ان حضرات پر خیبر کا مالِ غنیمت تقسیم کر دیا۔ اس سال آپ مدینہ مبارکہ میں رہے۔ دوسرا سال آیا، احرام باندھا عمرہ کے لیے نکلے۔ مسجد شجرہ ذوالحلیفہ سے احرام باندھ لیا۔ ماہ ذی قعدہ میں مکہ مکرمہ گئے وہاں تین دن رہے۔ عمرہ سے فارغ ہو کر سارے صحابہ مکرمہ میں گئے۔ ان کے پاس صرف تلواریں ہی تھیں۔ مشرکین مکہ پہاڑوں کی بلندیوں سے مسلمانوں کو دیکھتے رہے اور وہ تھکے تھکے سے تھے۔ تو کہتے محمدؐ کے صحابہ کو دیکھو۔ مدینہ کی گرمی نے انھیں کمزور اور لاغر کر دیا ہے۔ وہ سمجھے اگر بد عہدی کرنا چاہتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے نبی مکرم کو آگاہ فرما دیا۔ تو حضورؐ نے تمام صحابہ کو تکلفاً توانا اور طاقت ور نظر آنے کا اہتمام کرنے کا حکم دیا۔ اور کہا کہ ہر صحابی رُعب سے چلے۔ چنانچہ صحابہ نے صفا اور مروہ میں دوڑنا شروع کیا۔ کافروں نے انھیں یوں دیکھا تو کہنے لگے ابھی مسلمانوں میں طاقت اور زور ہے یہ منظر دیکھ کر اپنے بُرے ارادوں سے رُک گئے۔

حضورؐ نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو کافروں کے پاس بھیجا اور کہا اگر تم لوگ اجازت دو تو میں مزید تین دن گذار لوں۔ حضورؐ نے عمرہ سے پہلے میمونہ الہلالیہ سے شادی کی تھی۔ آپ شادی کی تقریبات کو مکہ میں ہی مکمل کرنا چاہتے تھے۔ مگر کفار نے کہا، ہم آپ کی مزید مہمانی نہیں کر سکتے آپ مکہ سے چلے جائیں۔

چنانچہ حضور نبی کریمؐ مکہ سے باہر چلے گئے مکہ دس میل دور ایک گاؤں جسے سرف کہتے ہیں قیام فرمایا۔ اور تین دن تک رہے۔ تقریبات شادی مکمل ہوئیں پھر مدینہ کو روانہ ہو گئے۔ ہجرت کے آٹھویں سال اہل مکہ نے اس معاہدے کو توڑ دیا جو صلح حدیبیہ کے تحت کیا تھا۔ تمام صلح کی شرائط پارہ پارہ کر دیں۔ یمن کے لوگوں کو بلا کر اپنی امداد کے لیے آمادہ کر لیا۔ بنو نفاثہ کا قبیلہ جو خزاعہ کے خلاف تھے جمع کر لیا۔ خزاعہ کا حضورؐ سے معاہدۂ تعاون تھا۔ اسی طرح ان لوگوں نے حضرت عبدالمطلب سے بھی معاہدہ تعاون کیا تھا۔ خزاعہ والوں نے ایک شخص کو مدینہ بھیجا اور فریاد کی کہ ہمیں مکہ والوں اور یمن والوں نے

کعبۃ اللہ کے اندر بھی قتل کرنے سے دریغ نہیں کیا۔ آپ ہماری امداد فرمائیں۔ حضورؐ نے اعلان فرمایا۔ خدا میری امداد نہ کرے اگر آج میں خزاعہ کی فریاد پر ان کی امداد نہ کروں گا۔

حضورؐ کو اور صحابہ کرام کو کفارِ مکہ کی معاہدہ شکنی سے خوشی ہوئی۔ چنانچہ نبی اکرم رمضان المبارک میں مکہ مکرمہ میں آئے۔ آپ نے احرام نہیں باندھا تھا۔ اور پورے سترہ دن قیام فرمایا اور فتح مکہ کے بعد حنین کی جنگ کو نکلے۔ اس علاقہ کو فتح کرنے کے بعد بے پناہ مالِ غنیمت تقسیم کیا ایک ماہ کے لیے طائف میں قیام فرمایا۔ وہاں کے لوگ جوق در جوق بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوتے رہے۔ اور دولتِ ایمان پاتے رہے۔ اب آپ نے مقام جعرانہ سے ہو کر احرام باندھا اور عمرہ کیا۔ عمرہ سے فارغ ہو کر مدینہ کو روانہ ہوتے ہوئے پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو امیر الحاج بنا کر مکہ مکرمہ بھیجا۔

اس حج کے سفر پر حضرت ابوبکر مدینہ منورہ سے چل کر ایک گاؤں عرج میں ٹھہرے آپ صبح کی نماز پڑھا رہے تھے کہ باہر سے عضباء اونٹنی کی آواز سنی۔ خیال کیا کہ حضورؐ تشریف لائے ہیں جماعت کرانے سے رک گئے۔ باہر دیکھا تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ حضورؐ کی اونٹنی پر سوار پہنچے ہیں۔ حضرت ابوبکر نے پوچھا ابوالحسن! کیا آپ امیر ہوں گے یا رسول اللہؐ کے قاصد! حضرت علیؓ نے بتایا میں تو قاصد رسول ہوں امیر آپ ہی ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ نے سورۂ براءت نازل فرمائی ہے اور حکم دیا ہے کہ اسے اہلِ مکہ پر پڑھ دیا جائے۔ اور حکم دیا ہے وہ شخص پڑھے جو حضورؐ کے قبیلہ بنو ہاشم سے ہو۔ چنانچہ یہ آیات میں ہی تلاوت کروں گا۔ چنانچہ دونوں اصحابِ رسولؐ مکہ میں آئے سیدنا ابوبکر امیرِ حج تھے اور حضرت علی آیاتِ ربانی پڑھنے کے لیے قاصدِ رسول تھے۔

سیدنا ابوبکر صدیق نے خطبہ پڑھا اور حضرت علی نے اٹھ کر حضورؐ کا پیغام دیا۔ آیاتِ براءت پڑھ کر سنائیں اور کہا اللہ تعالیٰ نے کفارِ مکہ کو مہلت دی ہے کہ وہ چار ماہ کے اندر اندر جدھر چاہیں چلے جائیں اس کے بعد جو شخص مکہ میں یا کعبۃ اللہ میں بحالتِ کفر اُ ملیگا وہ خود ذمہ دار ہو گا۔ اور اسے کوئی امان نہیں ہو گی۔

دس ہجری میں حضور نبی کریم حج کے ارادے سے مدینہ منورہ سے روانہ ہوئے جو کہ

marfat.com

نماز مدینہ میں پڑھی۔ عصر اور شام ذوالحلیفہ میں ادا کی۔ احرام باندھے تمام صحابہ نے بھی حضورؐ کی اتباع کی اور اس طرح تمام مسلمان اتوار کے دن پنجم ذوالحجہ کو مکہ مکرمہ پہنچے۔ کعبۃ اللہ کا طواف کیا۔ سعی کی اور اللہ تعالیٰ کے احکام کا انتظار کرنے لگے حکم آیا جو جو قربانی لائے ہو اللہ کے راستہ میں ذبح کرو جو قربانی کا جانور نہیں لایا وہ پھر ذبح کرلے۔ حضورؐ نے ستر جانور ذبح کیے۔ (یہ بدنہ کہلاتے ہیں) پھر احکام حج بیان فرمائے

قریش اور دوسرے عربوں کا عقیدہ تھا کہ حج کے دنوں میں عمرہ کرنا بہت بڑا گناہ ہے اللہ تعالیٰ نے ان کے اس نظریہ کو رد فرمایا اور حضورؐ کو حکم دیا کہ آپ حج کے دنوں میں بھی عمرہ ادا فرما کر ان کے خیالِ باطل کی عملی تردید فرمائیں۔ اور بتا دیا کہ عمرہ کسی وقت بھی منقطع نہیں ہو سکتا۔ بایں ہمہ کفار مکہ کو بڑا تعجب ہوا۔ حضورؐ ان باتوں سے افسردہ خاطر ہو کر حضرت ام سلمہ کے گھر تشریف فرما تھے۔ حضرت ام سلمہؓ نے پوچھا یا رسول اللہ! کیا بات ہے آپ کیوں افسردہ دل ہیں؟ آپؐ نے فرمایا میں کیوں افسردہ دل نہ ہوں۔ میں جو کچھ کہتا ہوں تو میری مخالفت کی جاتی ہے۔ ام سلمہ کہنے لگیں یا رسول اللہؐ! اگر آپ قربانی نہ کرتے تو یہ بھی قربانی نہ کرتے حضورؐ نے فرمایا اگر مجھے علم ہوتا تو میں یقیناً جانور لے کر نہ آتا عمرہ تو کر سکتا ہوں صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ! ہم کس طرح قربانی کریں آپ نے فرمایا تمام قربانی کرو۔

حضرت امیر المومنین علی اور ابو موسیٰ اشعری یمن سے آئے۔ حضورؐ نے ان دونوں کو احرام باندھنے کا حکم دیا حضورؐ نے تازہ صورتِ حال پر گفتگو فرمائی۔ حضرت علی تیس جانور لے آئے تھے۔ مگر حضرت ابو موسیٰ اشعری کے پاس کچھ نہ تھا۔ ان کو معافی ملی دوسرے صحابہ کو بھی معافی ملی۔ مگر حضورؐ نے اور حضرت علی نے قربانی کی دونوں نے حج کیا دوسرے لوگ عمرہ کر کے فارغ ہو گئے۔ لبعض نے اس دن روزہ بھی رکھا۔ جن لوگوں کے پاس اونٹ تھے انھوں نے ذبح کیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ازواجِ مطہرات کی طرف سے ایک گائے ذبح کی۔ پھر منا پر پہنچے۔ یہ چاشت کا وقت تھا یہاں نماز صبح تک رہے۔ دوسرے دن عرفات میں پہنچے۔ اور وہاں خیمے لگا دیے گئے زوال تک

marfat.com

وہاں قیام فرمایا۔ پھر مسجد ابراہیم میں تشریف لے گئے دو خطبے پڑھے۔ نماز ظہر ادا کی، دو رکعت نماز ادا کی۔ عصر کی دو رکعتیں ادا کیں (نماز کسر) مگر دونوں نمازوں کے لیے صرف ایک اذان دی گئی۔ مگر اقامت دوبارہ پڑھی۔ یہ جمعہ کا دن تھا اللہ تعالیٰ نے اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ کی آیۃ کریمہ نازل فرمائی حضور کھڑے ہو کر اس وقت دعا مانگ رہے تھے۔ اور لوگوں کو اسلام کی طرف تبلیغ فرما رہے تھے۔ حتیٰ کہ سورج ڈوب گیا۔ وہاں سے مزدلفہ پہنچے حضرت اسامہ بن زید، حضورؐ کے ردیف تھے حضرت اسامہ کہتے ہیں میں نے عرض کی یا رسول اللہ! اَلصَّلٰوۃُ اِمَامَکَ یا رسول اللہ نماز پڑھنا ہے حضورؐ نے وضو فرمایا مزدلفہ پہنچے۔ شام اور عشاء کی نمازوں کو اکٹھے پڑھا ایک اذان کے ساتھ دو اقامتوں کی ادائیگی کی۔ وہ ساری رات مزدلفہ میں گذاری۔ دوسرے دن صبح کی نماز ادا کی۔ مشعر احرام پر کھڑے ہوئے، دعا کی آپ کے چہرے پر بشاشت تھی، آپ مسکرائے اور لوگوں نے کہا یا رسول اللہ! آپ مسکرا رہے ہیں حالانکہ آپ ایسے مواقع پر مسکرایا نہیں کرتے۔ آپ نے فرمایا دشمن خدا ابلیس نے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے میری امت کے حق میں مانگی ہوئی دعا کو قبول فرما لیا تو واویلا کرنا شروع کر دیا اور اپنے سر پر خاک ڈالنے لگا۔ مجھے اس کی یہ حرکت دیکھ کر ہنسی آ گئی۔

آپ سورج نکلنے کے ساتھ ہی منا میں پہنچے، رمی کی، یعنی شیطانوں پر پتھر پھینکے، اونٹ ذبح کیا، سر منڈایا، سات بار طواف کعبہ فرمایا پھر وہاں سے منا کو تشریف لائے۔ نماز ظہر ادا کی خطبۃ الوداع پڑھا، احکام الٰہیہ بیان فرمائے۔ صحابہ کرام کو ذہنی طور پر تیار فرمایا کہ اب مفارقت قریب ہے۔ آپ نے بڑا طویل خطبہ دیا۔ مختلف روایات بیان کیں ہر روایت مختلف انداز سے بیان کی مناسک حج سے فارغ ہو کر واپس مدینہ چلے گئے اور یہ آیۃ کریمہ نازل ہوئی۔ وَاتَّقُوْا یَوْمًا تُرْجَعُوْنَ فِیْہِ اِلَی اللّٰہِ آپ نے مدینہ منورہ میں ہی وصال فرمایا۔

marfat.com

۳۵

فضیلتِ مکّہ مکرّمہ

هٰذَا اُحُدٌ جَبَلٌ يُحِبُّنَا وَنُحِبُّهُ۔

سرکارِ ابد قرار نبی المختار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یہ کوہِ احد ہے۔ یہ پہاڑ ہمیں دوست رکھتا ہے اور ہم اسے دوست رکھتے ہیں۔ حضور نبی کریم کو مشرکینِ مکّہ کے جبر و استبداد کی وجہ سے اپنا گھر چھوڑنا پڑا تو آپ نے مکہ کو دیکھ کر فرمایا، اے مکّہ مجھے معلوم ہے تم دنیا کے بہترین شہروں میں سے ہو۔ جسے اللہ محبوب رکھتا ہے۔ اور اے سرزمینِ مکہ! تم دنیا کی بہترین زمین ہو جو اللہ کو پسندیدہ ہے۔ اگر مشرکینِ مکہ مجھے یہاں سے نہ نکالتے تو میں تجھے کبھی نہ چھوڑتا۔

خَيْرُ بَلْدَةٍ عَلٰى وَجْهِ الْاَرْضِ وَاَحَبُّهَا اِلَى اللّٰهِ مَكَّةُ

(روئے زمین پر بہترین شہر مکہ ہے، اور اللہ تعالیٰ نے مکہ کو ہی محبوب شہر کہا ہے)

حضورؐ نے ایک بار فرمایا۔

"اللہ تعالیٰ نے ساری زمین کو مکہ کے قدموں سے پھیلایا ہے سب سے پہلے فرشتوں نے مکّہ کی سرزمین کا طواف کیا تھا۔"

حضورؐ نے فرمایا۔ جو نبی بھی اپنی قوم کے ظلم و ستم سے بھاگا اسے مکہ کی سرزمین میں پناہ ملی۔ اور وہ اللہ کی عبادت کرتا رہا۔ یوم وفات تک۔ حضورؐ نے فرمایا حضرات نوحؑ، ہودؑ، شعیبؑ، صالحؑ، اسمٰعیلؑ علیہم السلام کی قبریں چاہِ زمزم اور مقامِ ابراہیم کے درمیان ہیں۔ مجھے خدا کی قسم ہے کعبہ کے گرد و نواح میں تین سو انبیاء دفن کیے گئے

marfat.com

ہیں اور رکن یمانی سے لے کر رکن الاسود تک ستر انبیاء کی قبریں ہیں اور یہ وہ انبیاء کرام تھے جنھیں ان کی اپنی قوم نے جھٹلایا تھا۔ اور انھیں وہاں سے نکلنا پڑا۔ وہ کعبۃ اللہ میں امن وسکون سے اللہ کی عبادت کرتے رہے اور وہ وفات تک وہیں رہے۔

حضورؐ نے فرمایا۔ جو شخص حج یا عمرہ کے دوران وفات پائے گا قیامت کے دن اس سے کسی قسم کا حساب نہیں لیا جائے گا۔ اور اسے اجازت ہوگی کہ وہ سیدھا جنت میں داخل ہو جائے۔

ایک بار سیدنا اسمٰعیل علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی جناب میں مکہ کی گرمی کی شکایت کی۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت اسمٰعیل کو وحی بھیجی کہ ہم ان پتھروں کے درمیان جنت کی ٹھنڈی ہواؤں کا ایک دروازہ کھول دیتے ہیں تاکہ تمھیں ٹھنڈک ملتی رہے۔

ایک دن حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ آئے اور اپنے احباب کو مخاطب کر کے کہنے لگے تمھیں معلوم ہے میں کہاں سے آرہا ہوں۔ کہا یا امیر المومنین! آپ کہاں سے آرہے ہیں؟ فرمایا میں آج بہشت کے دروازے پر کھڑا رہا۔ لوگوں نے معلوم کیا تو آپ محرابِ کعبہ کے نیچے کھڑے ہو کر دعا مانگ رہے تھے۔ حضورؐ نے فرمایا

ان الرکن الیمانی بابٌ من ابواب الجنۃ۔

"رکن یمانی جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہے" اور رکن الاسود کے پاس کھڑے ہو کر دعا مانگنے والے کی دعا کبھی رد نہیں ہوتی۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ:

اِنَّ مَا بَیْنَ الرُّکْنِ الیمانی والرکن الاسود روضۃ من ریاض الجنۃ

(رکن یمانی اور رکن الاسود کے درمیان جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے)

فرمایا جو شخص مکہ مکرمہ میں مرے گا وہ یوں ہوگا جیسے آسمانوں پر مرا ہے مگر جو شخص مکہ یا مدینہ میں فوت ہوگا خواہ وہ حاجی ہو یا عمرہ کرنے آیا ہو۔ اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن زندہ کرے گا اور اس پر کوئی حساب اور عذاب نہ ہوگا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص ایمان کی نظروں سے خانہ کعبہ پر نگاہ ڈالے گا اس کے اگلے اور پچھلے

marfat.com

گناہ معاف کر دیے جائیں گے پھر مزید فرمایا جو شخص مسجد حرام میں ایک نماز ادا کرے گا اسے دو دو ہزار نمازوں کا ثواب ملے گا۔

حضور نے فرمایا کہ حاجی اور عمرہ کرنے والے اللہ کے گروہ میں وہ اللہ سے جو کچھ مانگتے ہیں انھیں ملتا ہے ان کی دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ اگر وہ راستہ میں مصیبت میں پھنس جائیں تو اللہ تعالیٰ ان کی حفاظت کرتا ہے۔ اگر وہ اس مقام پر ایک درہم خرچ کرے تو ایک درہم کے بدلے ہزار درہم ثواب ملتا ہے۔ کوئی شخص لاالٰہ الا اللہ کہے یا تکبیر اللہ اکبر کہے۔ تو اللہ کے فرشتے جواب میں لاالٰہ الا اللہ اور اللہ اکبر کہتے ہیں ادھر وہ اس وقت تک تکبیر کہتے رہتے ہیں جب تک وہاں خاک موجود ہے یعنی قیامت تک۔ ایک شخص نے حضور سے پوچھا یہ تمام ثواب کہاں سے آتا ہے؟ یہ اس خدا سے آتا ہے جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ حاجی اس مقام پر جو خرچ کرتے ہیں انھیں دنیا میں اس کا بدلہ برابر ملتا ہے۔ اور موت کے بعد کئی گنا زیادہ میسر آتا ہے۔ ان کا ایک درہم بوقبیس پہاڑ سے بھی گراں تر ہوتا ہے۔

من نظر الی البیت نظرۃ من غیر طواف ولاصلوٰۃ کان افضل عند اللہ من عبادت سنۃ صالحاً وقائماً راکعاً ساجداً

(جو شخص نماز اور طواف کیے بغیر ہی ایک نظر کعبۃ اللہ کو دیکھے گا وہ اس عبادت سے زیادہ مقبول ہوگی جو ایک سال کی جائے گی۔ ایک سال متواتر روزے رکھے جائیں اگر وہ نماز ایک پاؤں پر کھڑا ہو کر ادا کرے۔ یا سجدہ میں گر کر پڑے یا رکوع میں پڑا رہے۔)

حضور نے فرمایا۔ جو شخص کعبۃ اللہ کی طرف منہ کر کے ہی بیٹھا رہے اور اللہ تعالیٰ سے اس بات کا ثواب طلب کرے کہ اس نے قبلہ و کعبہ کو دوست رکھا ہے اس کی تعظیم کی ہے، اس سے پیار کیا ہے اسے ایک حاجی، ایک عمرہ کرنے والے اور ایک نمازی کا ثواب ملے گا جو روزہ رکھے اور نماز ادا کرے گا قیامت کے دن اللہ کی نظر کرم سب سے پہلے اسی پر پڑے گی۔ جسے اللہ تعالیٰ نے طواف کعبہ میں دیکھا بخشا گیا۔ جسے سجدہ میں دیکھا

marfat.com

بخشا گیا۔ جسے کعبۃ اللہ کی طرف منہ کیے دیکھا بخشا گیا۔

حضورؐ نے فرمایا جسے مکہ مکرمہ میں رمضان کے روزے رکھنے کا موقع ملا اور نمازیں ادا کرنے کی توفیق ہوئی۔ اسے ایک لاکھ رمضان کے روزوں کا ثواب ملے گا اور اس پر بخشش اور شفاعت کے دروازے کھل جائیں گے۔

پھر فرمایا جو شخص گرمیوں میں کعبۃ اللہ کا سات بار طواف کرے گا۔ حجر اسود کو بوسہ دے گا، طواف کے دوران کسی کو تکلیف نہ دے اور اللہ کو یاد کرتا رہے۔ اسے ہر قدم پر ستر ہزار نیکیاں ملتی ہیں۔ ستر ہزار برائیاں دور کی جاتی ہیں اور ایک ہزار مراتب بلند کیے جاتے ہیں جو شخص اپنے پاؤں سے چل کر کعبۃ اللہ میں جائے گا تو اس کو چودھویں کے رات کی فضیلت اور آسمان کے ستاروں کا ثواب ملے گا۔ حضورؐ نے فرمایا اگر فرشتوں کو اجازت ہوتی کہ وہ کسی کے ہاتھ میں ہاتھ ڈال کر چلیں تو وہ اس شخص کو یہ اعزاز دیتے جو نمازی ہوتا، جو والدین کا فرمانبردار ہوتا، جو خانہ کعبہ کا طواف کرتا۔ حضورؐ نے فرمایا بہترین بُقعہٴ زمین اور اعلیٰ ترین مقام رکن یمانی اور مقام ابراہیم کے درمیان کا ٹکڑا ہے۔ مقبول حج سے زیادہ نیک عمل اور کوئی نہیں ہو سکتا۔ فرمایا کہ جس کا حج قبول ہو گیا اس کے لیے جنت کے بغیر کوئی جگہ ہی نہیں ہے۔ حضورؐ نے فرمایا جو شخص حج کرے اور فحش کلامی نہ کرے۔ وہ اللہ کے حضور ایسا جائے گا۔ جیسے ماں نے اسے بلا کسی گناہ کے جنا ہو اللہ تعالیٰ نے خانہ کعبہ کو ایک سو بیس رحمتوں سے پیدا فرمایا۔ اور جو شخص حج کرتا ہے اس پر اللہ کی ایک سو بیس رحمتیں نازل ہوتی ہیں۔ ساٹھ رحمتیں طواف کرنے والوں کے لیے ہیں چالیس رحمتیں نماز ادا کرنے والوں کے لیے اور بیس رحمتیں ان لوگوں کے لیے جو کعبہ کو صرف دیکھتے ہی رہتے ہیں۔ حضورؐ نے فرمایا جو شخص مکہ کی گرمی ایک گھڑی کے لیے برداشت کرے گا۔ اس سے دوزخ کی آگ ایک سو سال راہ دور کر دی جائے گی۔ اور بہشت کے ایک سو سالہ راہ نزدیک ہو جائے گی۔ حضورؐ نے فرمایا جو شخص مکہ مکرمہ میں ایک دن بیمار ہو گیا تو اسے ساٹھ سالہ عبادت کے ثواب دیے جائیں گے۔

آپ نے فرمایا کہ قیامت کے دن رکنِ یمانی اور مقام ابراہیم کوہ ابوقبیس کی طرح

marfat.com

نظر آئیں گے ان کی دو آنکھیں ہوں گی، زبان ہوگی، دو لبیں ہوں گی اور جو شخص خانہ کعبہ کی زیارت کر کے آئے گا اس کے حق میں گواہی دیں گے۔

کائنات ارضی میں حجر اسود کے بغیر کوئی چیز ایسی نہیں ہے جو بہشت سے آئی ہے مگر اس پتھر کو بھی مشرکین اور پلید لوگوں کے ہاتھوں نے چھو چھو کر سیاہ نہ کر دیا ہوتا تو آج جو شخص اسے ہاتھ لگاتا ہر بیماری سے نجات پاتا۔

حضورؐ نے فرمایا کعبۃ اللہ کا طواف کرتے رہو اس دن تک کہ جب کہ میں دیکھ رہا ہوں۔ کہ ایک شخص حبش سے اٹھے گا اور تمہیں ایسا کرنے سے روک دے گا۔ اور کعبۃ اللہ کو ویران کر دے گا۔

من صلی فی المسجد الحرام	جو شخص مسجد حرام میں دو رکعتیں ادا
رکعتین فکانما صلی فی	کرے گا وہ ایسے ہوگا جیسے اس نے
مسجدی الف رکعۃ ومن	میری مسجد (نبوی) میں ہزار رکعت
صلی فی مسجدی صلوۃ	ادا کی ہیں جو شخص میری مسجد (نبوی)
کانت افضل من الف صلوۃ	میں ایک نماز پڑھے گا وہ دنیا بھر
فیما سواہ من المساجد	کی مساجد میں ایک ہزار نمازوں
فی البلدان	سے افضل ہوگی۔

حضورؐ نے فرمایا میری نگاہ میں آج روئے زمین پر ایسا کوئی شہر نہیں جہاں ایک نیکی کی جائے اور اس ایک نیکی کے بدلے دس لاکھ نیکیوں کا ثواب ملتا ہو۔ ہاں یہ صرف مکہ مکرمہ میں ہے۔ اس شہر میں ایک درہم صدقہ دینے والے کو ایک لاکھ درہم ثواب ملیگا دنیا میں ایسا کوئی شہر نہیں جہاں اخیار کا دریا بہہ رہا ہو۔ اور مقبول نمازیں ادا کی جاتی ہوں۔ وہ صرف مکہ مکرمہ ہی ہے۔

حضرت ابن عباسؓ نے پوچھا یا رسول اللہ! یہ نیکیوں کا دریا (یعنی شراب اخیار) کیا ہے فرمایا کعبۃ اللہ کا آب زمزم ہے۔ پھر پوچھا۔ اور مقبول نمازیں کیا ہیں آپ نے فرمایا کعبۃ اللہ کے ناودان میں نمازیں۔

marfat.com

حضورؐ نے فرمایا یہ شہر مکہ ہی ہے کہ اس کی دیواروں پر ہاتھ لگا کر منہ پر ملا جائے تو گناہ معاف ہو جاتے ہیں انسان سے گناہ اس طرح جھڑ جاتے ہیں جس طرح درختوں سے پتے جھڑ جاتے ہیں۔ یہ مقامات ہیں رکن یمانی کے، اور مقام ابراہیم کے۔ آپ نے فرمایا صرف مکہ ہی ایک شہر ہے جہاں صرف کعبۃ اللہ پر ایک نگاہ ڈالنے سے ہزاروں نمازوں کا ثواب مل جاتا ہے۔ صرف کعبۃ اللہ والے شہر مکہ ہی ایک ایسا شہر ہے جہاں انبیاء کرام سفر کر کے آتے ہیں صرف مکہ ہی ایک ایسا شہر ہے جہاں نیکیاں سمٹ کر آتی ہیں اگر ایک دن اس شہر میں کھانا کھا لیا جائے اور ایک رات سو لیا جائے تو سارے زمانے کے طعام قیام سے افضل ہے۔ یہ شہر مکہ ہی ایک ایسا شہر ہے جہاں انبیاء، نیک انسان، دانشمند لوگ جمع ہوں گے۔ عابد و زاہد عورت اور مرد اسی شہر میں جمع ہوں گے۔ فرمایا عرفہ کا دن ہوگا تو اللہ تعالیٰ موقف پر اپنی رحمت کے دروازے کھول دے گا۔ اور فرشتوں کے ذریعہ عام معافی گناہ کا اعلان فرمائے گا۔ اور کہے گا میرے فرشتو آج دیکھ لو یہ میرے خاک آلود بندے یہ تھکے ماندے مسافر جو میرے گھر کی زیارت کو روئے زمین سے چل کر جمع ہوئے ہیں۔ وہ میری رحمت اور بخشش کی امید لے کر آئے ہیں میں نے ان تمام کو بخش دیا ہے اے میرے بندو! جاؤ تم تمام کے تمام بخشے گئے ہو۔ تمہاری شفاعت قبول کی گئی ہے۔ تم اگر کسی کی شفاعت کرو گے اور اس کے گناہ ریت کے ذروں کی تعداد میں ہوں گے۔ زمانے کے دنوں کی مقدار میں ہوں گے قطرہ باراں کی طرح ہوں گے تو میں تمہاری شفاعت سے بخش دوں گا۔

حضورؐ نے فرمایا جو شخص حج اسلام کرتا ہے اور طواف زیارت کرتا ہے اس کے ذمہ کوئی گناہ نہیں رہے گا۔

حضورؐ نے فرمایا دنیا میں ایسا کوئی شہر نہیں جہاں بہشت کی خوشبوئیں آتی ہوں ہاں یہ شہر صرف مکہ مکرمہ ہے۔ اس کے ہزاروں مقامات ایسے ہیں جہاں بہشت کے دروازے کھلے ہوئے ہیں۔

ملتزم جہاں دعائیں قبول ہوتی ہیں۔

marfat.com

حجر الاسود جہاں دعا قبول ہوتی ہے۔
طوافِ کعبہ جہاں دعا قبول کی جاتی ہے۔
میزابِ رحمت، رکن الاسود، رکن الیمانی، مقام ابراہیم، منیٰ، عرفات، جمرات کعبہ کی چھت کے زیرِ سایہ، صفا، مروہ، حرم۔ یہ وہ مقامات ہیں جہاں کی ہوئی دعا رد نہیں ہو سکتی۔

عبدالقاسم بہت بڑے بزرگانِ دین میں سے ہوئے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ میں کعبۃ اللہ کا مجاور تھا میرے دل میں آیا کہ اب یہاں سے چلا جاؤں۔ اور کہیں اور جگہ قیام کروں۔ رات کو خواب میں مجھے پوچھا گیا۔ ہمارا شہر اچھا نہیں لگتا کہ تم کہیں اور جا رہے ہو۔؟ صبح اٹھا اپنے ارادوں سے توبہ کی۔ آپ جب تک زندہ رہے کعبۃ اللہ کے مجاور اور ہمسایہ رہے۔

وہب منبہ روایت کرتے ہیں کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں کو حکم دے گا۔ کہ وہ زمین پر جائیں۔ ان کے ہاتھ میں سونے کی زنجیریں ہوں گی۔ اور انھیں حکم ہو گا کہ کعبۃ اللہ کو ان زنجیروں سے کھینچ لاؤ۔ چنانچہ فرشتے تعمیلِ ارشادِ خداوندی سے سات ہزار زنجیروں سے جکڑیں گے۔ ایک فرشتہ کہے گا اے خانۂ خدا! اللہ کے حکم سے میدانِ محشر میں چلے آؤ۔ اس دن اللہ تعالیٰ کعبۃ اللہ کو زبان دے گا آنکھیں دیگا لب دے گا۔ وہ کہے گا میں اللہ کا گھر ہوں میں اس وقت تک میدانِ محشر میں نہیں جاؤں گا جب تک میرے طواف کرنے والوں کو پروانۂ بخشش نہ دے دیا جائے۔ ایک فرشتہ اعلان کرے گا تمھاری کیا خواہش ہے؟ کعبۃ اللہ کہے گا اے اللہ! میری ان لوگوں کے لیے بھی شفاعت قبول فرما جو میرے جوارِ مضافات میں دفن ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس کی بات کو قبول فرمائے گا۔ چنانچہ مکہ کی سرزمین کے تمام مدفون قبروں سے اٹھیں گے۔ ان کے چہرے روشن ہوں گے۔ احرام باندھے ہوں گے۔ وہ کعبہ کے اردگرد جمع ہو جائیں گے لبیک لبیک کی صدائیں لگائیں گے۔

اب فرشتے کعبۃ اللہ کو کہیں گے اب تم چلے جاؤ۔ مگر وہ کہے گا میں اسوقت تک

marfat.com

نہیں جاؤں گا جب تک میرا مقصد پوری طرح پورا نہیں ہوگا۔ ہوا سے ایک فرشتہ ندا دے گا اب کیا بات رہ گئی ہے۔ کعبۃ اللہ التجا کرے گا۔

"اے اللہ! یہ تیرے بندے تیری توحید کا اقرار کر چکے ہیں۔ تیرے رسولؐ کی رسالت پر ایمان لا چکے ہیں۔ اگرچہ گناہگار ہیں مگر تیری رحمت کے امیدوار ہیں۔ یہ دور دراز علاقوں سے حاضر ہوئے ہیں، لاغر اونٹوں پر سوار ہوکر آئے ہیں خاک آلود اور بکھرے بال لے کر حاضر ہوئے ہیں انھوں نے اپنے مال و متاع، اہل و عیال، دوست و احباب کو پیچھے چھوڑ آئے ہیں۔ صرف تیری آرزو لے کر حاضر ہوئے ہیں تیری اطاعت کے لیے سرنگوں ہیں۔ تیرے حکم پر مناسک حج پورے کیے ہیں۔ میں التجا کرتا ہوں کہ آج اپنے فضل و کرم سے انھیں قیامت کے امتحانات سے درگذر فرما۔ میری شفاعت ان کے حق میں قبول فرمالے۔ انھیں میرے دامن میں جگہ دے۔"

ایک فرشتہ کہے گا یہ لوگ تمھارے پاس آنے سے پہلے آلودۂ گناہ تھے۔ گناہانِ کبیرہ کے مرتکب ہوتے رہے ہیں۔ ان پر تو آتش دوزخ واجب ہوچکی ہے کعبۃ اللہ کہے گا اے الہ العالمین! میں بڑے بڑے گناہ گاروں کے لیے شفاعت کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا آج میں نے تمھاری شفاعت قبول کرلی ہے۔ اور انکو صاف کردیا ہے۔ اور تمھاری مراد پوری ہوگئی ہے۔

اس وقت ایک اور اعلان ہوگا۔ کہ زمین و آسمان میں جس نے بھی کعبۃ اللہ کی زیارت کی ہے وہ میدانِ عرفات سے باہر چلا جائے۔ کعبۃ اللہ کہے گا لبیک! لبیک! کعبۃ اللہ کو ایک فرشتہ کہے گا اب یہاں سے ہٹ جاؤ۔ کعبہ کہے گا لبیک۔ لبیک! والخیر بیدیک لبیک لاشریک لک لبیک ان الحمد والنعمۃ لک والملک لاشریک لک اب فرشتے کعبۃ اللہ کو میدانِ حشر میں لے جائیں گے۔

حضورؐ نے فرمایا جب اللہ کا بندہ حج کرتا ہے اور اللہ اس کے حج کو قبول فرمالیتا ہے

marfat.com

تو اس کے ستر سالہ گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔ صحابہ نے پوچھا حضور اگر اس کی عمر ستر سال سے کم ہو تو پھر۔ فرمایا اس کے ماں باپ کے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں پوچھا اگر ان کے گناہ نہ ہوں تو آپ نے فرمایا اس کی اولاد کے گناہ بخش دیے جاتے ہیں۔

روایات میں آیا ہے اگر کسی مسلمان کو یہ کہا جائے کہ طوافِ کعبہ کرو اور وہ کہے میں نہیں کرتا تو ساتھیوں کو چاہیے اسے پاؤں سے گھسیٹ کر طواف کرائیں۔ اللہ تعالیٰ پھر بھی اسے بخش دے گا۔

کہتے ہیں کہ کعبۃ اللہ قیامت کے دن باتیں کرے گا۔ اور کہے گا:۔

"اے اللہ مجھے اجازت دے میں حضور نبی پاک صاحبِ لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کا روضہ دیکھوں۔ یعنی کعبے کا کعبہ دیکھوں۔ اللہ تعالیٰ اسے اجازت دے گا اور حاضر ہو کر کہے گا یا رسول اللہ! آپ فکر نہ کریں۔ میں نے تین قسم کے بندوں کی شفاعت کی ہے۔ ایک تو وہ جنھوں نے میرا طواف کیا ہے دوسرے وہ جو میرے لیے گھر سے نکلے۔ تیسرے وہ جنھوں نے میری زیارت کا ارادہ کیا ہے مگر پہنچ نہ سکے۔ وہ لوگ جو میرے لیے نکلے مگر راستہ بھول گئے"۔

حضرت مجاہد کی روایت میں ہے کہ حضرت آدم کائناتِ ارضی پر آئے تو آپ نے کعبۃ اللہ کا طواف کیا فرشتے آگے آئے۔ آپ سے کہا آپ یہاں آگئے ہیں۔ آپ نے اللہ کی عبادت کی حجت کو پورا کر دیا ہے آپ اس گھر کا طواف کرتے ہیں کیونکہ ہم آپ سے دو ہزار سال قبل اس گھر کا طواف کرتے رہے ہیں۔ حضرت آدم نے پوچھا تم طواف کرتے وقت کیا کہتے تھے؟ فرشتوں نے کہا سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ حضرت آدم نے کہا میں ان کلماتِ قدسیہ کے علاوہ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ کا اضافہ کروں گا۔

حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ جس دن حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حج کیا تو فرشتوں نے یہی سوال ان سے کیا۔ جیسے حضرت آدم سے کہا تھا حضرت ابراہیم نے

marfat.com

فرمایا مجھے اس میں اضافہ کرنے دو۔ آپ نے العظیم کا لفظ لاحول ولا قوۃ کے آگے بڑھا دیا۔ چنانچہ ملائکہ اس لفظ کے اضافہ سے پڑھتے رہے۔ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں النظر الی الکعبۃ محض الایمان کہ کعبۃ اللہ پر نگاہ ڈالنا بھی ایمان ہے حضرت ابن مسیب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جو شخص ایمان اور تصدیق کے ساتھ کعبۃ اللہ کو ایک بار دیکھ لے وہ اس طرح گناہوں سے پاک ہو جاتا ہے جیسے آج ہی ماں نے جنا ہے حضرت محمد بن السائب فرماتے ہیں جو شخص ایمان اور تصدیق کے ساتھ ایک بار کعبۃ اللہ کو دیکھ لے گا۔ وہ گناہوں سے اس طرح پاک ہو جائے گا جس طرح خزاں میں درخت پتوں سے پاک ہو جاتے ہیں۔

حضرت مجاہد فرماتے ہیں کہ میں نے کعبۃ اللہ کو خواب میں دیکھا جو حضور پُر نور سے باتیں کر رہا تھا۔ اگر آپ کی اُمت گناہوں سے باز نہ آئی۔ تو اپنا ایک ایک سنگریزہ دُور دور پھینک دوں گا۔

حضرت ابن عمر فرماتے ہیں کہ میں نے حضور نبی کریم کو فرماتے سنا کہ جب کوئی مسلمان طواف کعبہ کرتا ہے تو اسے ایک غلام کے آزاد کرنے کا ثواب ملتا ہے اور وہ قدم اٹھا کر زمین پر رکھتا ہے تو اس کے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں اور اس کے درجات بلند کر دیے جاتے ہیں۔ حضرت جابر بن عبداللہ فرماتے ہیں جو شخص خانہ کعبہ کے سات بار طواف کرے۔ آب زمزم پیئے اور دو رکعت نماز ادا کرے اللہ تعالیٰ اس کے وتمام گناہوں کو بخش دے گا۔ سعید بن مسیب روایت کرتے ہیں رکنِ یمانی اور مقام ابراہیم بہشت کے مقامات میں سے دو مقامات ہیں۔

حضرت ابوہریرہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی نے کعبۃ اللہ کے سات طواف کیے۔ طوفان نوح میں کعبۃ اللہ کی دیواریں بہہ گئیں مگر اللہ تعالیٰ نے ان کی بنیادوں کو ویسے ہی محفوظ رکھا۔ پھر سیدنا ابراہیم اور اسمٰعیل نے اللہ کے حکم سے ان بنیادوں پر کعبۃ اللہ کو زمین سے اٹھالیا تھا۔ اور رکنِ یمانی کو کوہ بوقبیس پر لا رکھ حضرت ابراہیم کعبہ کی تعمیر کرنے لگے تو بوقبیس سے آواز آئی کہ رکنِ یمانی یہاں ہے

marfat.com

حضرت ابراہیم پہاڑ پر گئے رکن کو اٹھایا اور کعبۃ اللہ میں لائے۔

سیدنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اپنے والد مکرم سیدنا صدیق اکبر کے پاس گئی۔ وہ بیمار تھے۔ میں نے بیمار پرسی کی۔ میں نے پوچھا آپ کا کیا حال ہے آپ نے فرمایا ہر انسان صبح کو اٹھتا ہے تو موت اس کے اتنی نزدیک ہوتی ہے جیسے جوتے کے نزدیک اس کا تسمہ ہوتا ہے۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں میں وہاں سے عامر بن فہیرہ کے پاس گئی وہ بھی بیمار پڑے تھے۔ میں نے حال پوچھا تو کہنے لگے۔ میں نے موت سے پہلے ہی موت کا ذائقہ چکھا تھا۔ میں حضرت بلال کے پاس گئی پوچھا بلال تم کس حال میں ہو؟ حضرت بلال نے بلند آواز سے یہ شعر پڑھا۔

الا لیت شعری ھل ابیتن لیلۃ بواد وحولی اذخر وجلیل

وھل اردنا یوم میاہ مجنہ وھل یبدون لی شامۃ طفیل

کاش کہ مجھے یہ معلوم ہوتا کہ مجھے فلاں جگہ رات رہنے کا اختیار دیا گیا ہے اور میرا پیراہن نیلا اور سبز ہوتا (اذخر وجلیل دو سبز گھاس ہیں جو وادی کعبہ میں اگتے ہیں) کاش میں یہ پانی پیتا جو کوہ شامہ اور طفیل کے درمیان ہے۔ (شامہ اور طفیل دو پہاڑوں کے نام ہیں) مطلب یہ تھا کاش میں عہد گذشتہ کو پالیتا۔ حضرت عائشہ حضورؐ کی خدمت میں آئیں اور ان حضرات سے جو کچھ سنا تھا۔ بیان کیا۔ حضورؐ نے سن کر فرمایا اے اللہ! تیرے بندے حضرت ابراہیم نے مکہ مکرمہ اور اس کے اہالیان کے لیے دعا کی تھی۔ میں مدینہ اور اہالیان مدینہ کے لیے دعا کرتا ہوں۔ جس طرح حضرت ابراہیم نے اہل مکہ کے لیے دعا کی تھی۔ اے اللہ! انھیں برکت دے ان پیمانوں میں جس سے کھانا کھاتے ہیں ان کھجوروں میں برکت دے۔ جو وہ کھاتے ہیں۔ مدینہ کی محبت عطا فرما۔ اس کی آب و ہوا کو خوشگوار بنا دے مکہ سے بھی مدینہ کو برکات سے بھر دے اس کے دو مقامات خم اور جحفہ کو اپنی برکات کا گہوارا بنا دے۔

حضرت زہری رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہے کہ بنیاد خانہ کعبہ سے ایک پتھر ملا جس کے چار گوشے تھے۔ اس پر کچھ لکھا ہوا تھا۔ لوگوں نے اسے پڑھنا چاہا مگر نہ پڑھ

marfat.com

سکے۔ یمن کے ایک عالم کو بلایا گیا۔ وہ آثار قدیمہ کے علوم سے واقف تھا اس نے پڑھا تو ایک کنارے پر لکھا تھا۔ میں خدا ہوں! خدائے کعبہ ہوں۔ میں نے جس دن زمین و آسمان بنائے۔ خانہ کعبہ کو محترم بنا دیا ہے۔ صفا و مروہ کو یہاں نصب کر دیا گیا پھر چاند سورج کو بنایا تو آٹھ فرشتوں کو میں نے حکم دیا کہ وہ اس کے ارد گرد رہیں میں نے اہل مکہ کو گوشت اور پانی وافر عنایت کیا ہے۔ بعضوں نے لکھا ہے گوشت اور دودھ میں برکت دی، پتھر کی دوسری جانب لکھا تھا یہ اللہ کا گھر ہے یہ محترم ہے اس میں تین طرفوں سے روزی آتی رہا کرے گی۔ پہلے یہ کہ اس گھر کا احترام برقرار رکھیں وہ اہل شہر ہوں گے دوسری جانب لکھا تھا

"میں خدا ہوں، میرے بغیر دوسرا کوئی خدا نہیں میں نے ہی خیر و شر کو بنایا ہے مبارک ہیں وہ لوگ جنھیں میں نے خیر سے مقدر کیا ہے اور حیف ہے ان لوگوں پر جنھیں شر کا خوگر بنا دیا ہے"۔

حضرت علی بن الحسین رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم سے روایت کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے چھ شخصوں پر لعنت فرمائی ہے۔ ایک وہ جو قرآن پاک میں تحریف کرے گا دوسرا جو قضا و قدر کو نہ مانے گا۔ تیسرے وہ شخص جو اللہ محبوبوں کو تکبر اور گردن کشی سے ذلیل کرے گا۔ چوتھے وہ جسے اللہ نے خوار کیا ہے اس کی عزت کرے گا پانچویں جو میری سنت کی تکذیب کرے گا چھٹا وہ ہے جو اللہ کے حرم میں خون اور اہل بیت کے مال کو ہضم کرتا ہے۔

حضرت عبداللہ ابن مسعود روایت کرتے ہیں جس جگہ حضرت خواجہ دو عالم کھڑے ہوا کرتے تھے۔ اسے ثنیۃ المقبرہ کہتے ہیں کسی زمانہ میں اس جگہ قبرستان تھا حضورؐ نے فرمایا اس خطہ سے اللہ تعالیٰ ستر ہزار ایسے لوگوں کو اٹھائے گا جو قیامت کے دن بلا حساب و کتاب جنت میں داخل ہوں گے۔ ان میں سے ایک ایک شخص ستر ہزار گناہگاروں کی شفاعت کرے گا۔ ان کے چہرے درخشاں ہوں گے حضرت ابوبکر صدیق نے پوچھا یارسول اللہ! یہ کون لوگ ہیں فرمایا یہ مسافر ہوں گے۔

marfat.com

حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ خانہ کعبہ میں جانا نیکی اور طاعت ہے۔ کعبۃ اللہ سے باہر آنا گناہوں اور برائیوں کو دعوت دینا ہے۔ جو شخص خانہ کعبہ کو چھوڑ دے گا گناہ میں گھر جائے گا۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز حج کرنے گئے تو کہنے لگے اے اللہ! تو نے اپنے بندوں کو اپنے گھر کی زیارت کے لیے بلایا ہے۔ تو نے انھیں مغفرت اور منفعت کا وعدہ دیا ہے۔ انھوں نے مناسکِ حج ادا کیے ہیں۔ میں بھی تیرے حکم پر حاضر ہوا ہوں اور مجھے بھی تیری ہی رحمت اور منفعت کی امید ہے۔ تو مجھے دنیا اور آخرت کی نیکی عطا فرما۔ اور آتشِ دوزخ سے نجات دے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم فرمایا کرتے تھے کہ حضرت آدم علیہ السلام بہشت سے زمین پر آئے۔ تو خانہ کعبہ زمین پر یاقوت سے بنا ہوا تھا یہ یاقوت بہشتی تھے اس کے دو دروازے تھے۔ دونوں سبز زمرد کے بنے ہوئے تھے ایک دروازہ مشرق کو کھلتا تھا اور ایک مغرب کو اس میں جنت کی قندیلیں روشن تھی۔ آسمان کے نیچے یہ ہی ایک گھر روشنیوں سے معمور تھا۔ ہر روز اس میں ستر ہزار فرشتے نازل ہوتے تھے۔ ایک کی باری آتی پھر قیامت تک اس کی باری نہ آتی۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم کو اس جگہ پہنچایا فرشتوں کا یہ سلسلہ نزول آدم سے قیامت تک جاری رہے گا۔ جس دن حضرت آدم پہلی دفعہ آئے تو یہ جگہ کشتی کی طرح کانپتی تھی۔ اللہ نے حجر اسود کو نیچے بھیجا۔ یہ پتھر سفید موتی کی طرح چمک رہا تھا۔ حضرت آدم نے اس پتھر کو اٹھایا۔ اس سے بڑے مانوس ہوگئے اندھیرے میں یہ پتھر روشنی بہم پہنچاتا تھا۔

اللہ تعالیٰ نے اولاد آدم سے ایک وعدہ لیا۔ اور اس میثاق کو حجر الاسود میں رکھا حضرت آدم کو ایک عصا دیا پھر فرمایا آدم اب قدم اٹھاؤ۔ حضرت آدمؑ نے قدم اٹھایا اور دوسرا رکھا تو آپ ہندوستان کی سرزمین سراندیپ (جسے اِن دنوں سری لنکا کہتے ہیں) میں تھے۔ آپ کچھ عرصہ یہاں ٹھہرے مگر کچھ عرصہ کے بعد کعبۃ اللہ کی زیارت کا اشتیاق ہوا آپ وہاں پہنچے۔ فرشتوں نے کہا آپ خانہ کعبہ کی زیارت کرلیں آپ جہاں قدم اٹھاتے

marfat.com

اسی زمین پر کوئی نہ کوئی شہر آباد دکھائی دیتا۔ آپ عرب میں پہنچے اور دو قدم اٹھائے تو کعبۃ اللہ کے سامنے تھے۔ فرشتے صف بستہ کھڑے تھے۔ کہنے لگے یا آدم آپ کو حج مبارک ہو ہم آپ سے دو ہزار سال پہلے حج کرتے چلے آرہے ہیں۔ حضرت آدم نے کہا تم لوگ کعبۃ اللہ کا طواف کرتے وقت کیا پڑھتے ہو؟ وہ کہنے لگے ہم کہتے ہیں سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر۔ حضرت آدم طواف کرتے تو یہی کلمات پڑھتے تھے آپ ہر رات سات بار طواف کرتے اور دن کے وقت پانچ بار۔ دعا فرماتے اے اللہ! میری اولاد میں سے ایسے لوگ پیدا فرما جو تیرے گھر کو تعمیر کر سکیں۔

اللہ نے فرمایا میں اپنے گھر کو تیرے ایک فرزند کے ذریعہ تعمیر کراؤں گا جس کا نام ابراہیم ہوگا۔ میں اسے اپنا خلیل بناؤں گا۔ اس عمارت کو اس کے ہاتھ پر مکمل کراؤں گا وہ میرا گھر بنائے گا پانی کا انتظام کرے گا۔ اسے حلال وحرام کے اختیار دوں گا۔ اسے مناسک حج سکھاؤں گا اسے شعائر اللہ بتاؤں گا۔ وہ اس گھر کی تعمیر سے فارغ ہو کر ساری کائنات ارضی پر ندا کرے گا۔

"اے لوگو! یہ اللہ کا گھر ہے اس کی زیارت کرو۔"

اس کی آواز اہلِ مشرق ومغرب کو پہنچے گی وہ جواب میں لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ کہیں گے۔

حضور نبی کریم صاحب کوثر وتسنیم نے فرمایا کہ حضرت آدم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے عرض کی یا اللہ میری اولاد میں سے جو کوئی تیرے گھر کی زیارت کرے اور تیرا شریک کسی کو نہ ٹھہرائے۔ اسے بہشت میں جگہ دینا۔ اللہ نے فرمایا آدم، اگر تمہاری اولاد سے ایک رات بھی میرے گھر میں گذار گیا اور مشرک نہ ہوا میں اسے قیامت کے دن بلا حساب وکتاب بہشت میں لے جاؤں گا۔

سیدہ عائشہ فرماتی ہیں کہ حضور پر نور شافع یوم النشور نے فرمایا میں رکن یمانی میں کھڑا تھا تو حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے اور کہا یا رسول اللہ! آپ اسے بوسہ دیں اور اپنے ہاتھ سے ملیں۔

marfat.com

سفیان بن عینیہ نے روایت کی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ حج کے لیے آئے ان کے ساتھ اپنے احباب و اقارب کی ایک جماعت تھی انھوں نے میدانِ عرفات میں ایک بڑا ہجوم دیکھا اور کہا اے اللہ! نیکوں کو اور نیکیاں عطا فرما اور بدکاروں کو معاف فرما۔ توبہ کی توفیق عطا فرما۔ گناہوں کو معاف فرما۔

تاریخ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ مکہ مکرمہ کے مضافات میں بارہ ہزار پہاڑ ہیں اور ہر ایک پہاڑ کا جدا جدا نام ہے اور عربوں کے مختلف لوگ ان پہاڑوں میں رہتے ہیں۔ بوقبیس اور جبل بکا دونوں اس علاقہ میں قدآور ہیں۔ بوقبیس اپنی محبت سے سرکتا رہا اور وہ خانہ کعبہ کے پاس آکر رُکا۔ مگر جبلِ بکا کو دور جگہ ملی۔ وہ روتا رہا کعبہ کے نزدیک اس کے رونے پکارنے کی آواز سنائی دی۔ اس کی چوٹی سے پتھر گرنے لگے۔ مجاور راستے سے پتھر ہٹاتے جاتے مگر وہ دوبارہ گرنے شروع ہو جاتے۔

marfat.com

۳۶

عمارتِ کعبہ
اور عبداللہ بن زبیرؓ کا مقتل

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کعبۃ اللہ کی تعمیر مرمت سے فارغ ہوئے تو آپ نے کعبۃ اللہ کا سفید غلاف تیار کرایا تو فرمایا اب لوگ عمرہ کریں اور قربانیاں کریں۔ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے کعبۃ اللہ کو شہید کر دیا اور بنیادوں کو از سر نو اٹھایا۔ حجر اسود کو دوبارہ نصب کیا چونکہ کعبۃ اللہ جل گیا تھا اس کے دروازے اور پتھر تک ویران ہو گئے تھے رکن یمانی تین ٹکڑے ہو گیا تھا۔ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے رکن یمانی کو چاندی سے مضبوط کر دیا اور خانہ کعبہ کی بنیادوں کو مضبوط کر کے بلند کیا خانہ کعبہ کے طول کو زیادہ کیا اور اس طرح ۲۷ گز لمبا بنا دیا۔ خانہ کعبہ کے اندرون حصّہ کو مشک و کستوری سے خوشبودار بنا دیا۔ دو دروازے لگائے۔ ایک دروازہ سامنے اور ایک اس کے اندر لوگ ایک دروازے سے اندر جاتے اور دوسرے سے باہر چلے جاتے تھے۔ انھوں نے پا پیادہ عمرہ کیا اور قریش کی ایک جماعت کو اس عمرہ میں ساتھ لیا۔

کہتے ہیں حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے یزید ابن معاویہ کی بیعت سے انکار کر دیا۔ مگر یزید نے ان پر ظلم و ستم کے احکام جاری کر دیے۔ چنانچہ آپ حرم شریف میں پناہ گزیں ہو گئے اپنے ساتھیوں کو وہاں ہی بلا لیا۔ اور دن رات یزید ابن معاویہ کے خلاف تقریریں کرنے لگے۔ اور اس کی عیب شماری کرنے لگے وہ فرمایا کرتے۔ یزید شراب پیتا ہے لوگ ان سے دور دور رہتے۔ مگر پھر بھی بعض مضبوط عزم لوگ آپ کے پاس جمع ہونے لگے اور بنو امیہ کے خلاف باتیں کرتے جب یہ صورت حال یزید تک پہنچی

marfat.com

تو اس نے حکم دیا کہ عبداللہ ابن زبیر کو گرفتار کرکے اس کے سامنے پیش کیا جائے چنانچہ اس نے شام سے ایک بہت بڑا لشکر روانہ کیا۔ عبداللہ ابن زبیر کو گھیر لیا اور اس پر بے پناہ سختی کی۔ لوگوں نے کہا حضور یزید آپ پر سختی کرے گا، آپ اس کا مقابلہ نہیں کر سکتے، اس نے قسم کھائی ہے کہ آپ کو پابند سلاسل کرکے پیش کیا جائے۔ ہم آپ کو سلاسل اور بیڑیاں پیش کرتے ہیں آپ ان پر اپنا پیراہن ڈال لیں تاکہ اس کی قسم بھی پوری ہو جائے اور آپ بھی بچ جائیں۔ اور اس طرح آپ کی صلح ہو جائے۔ حضرت عبداللہ نے کہا مجھے چند دنوں تک سوچنے کا موقعہ دیا جائے۔ آپ اپنی والدہ اسماء بنت صدیق اکبرؓ کے پاس گئے اور مشورہ کیا کہ مجھے کیا کرنا چاہیے اس نے مشورہ دیا بیٹا! میں تمہیں گرفتار ہو کر جاتا نہیں دیکھنا چاہتی۔ اور یزید کے سامنے قیدی کی حیثیت سے جانا پسند نہیں کرتی۔ عزت سے ایک دن کی زندگی ذلت کی لمبی مہلت سے اچھی ہے بنی امیہ کے سامنے سر تسلیم خم نہ کرو۔ وہ جو چاہیں کریں مگر عزت کی موت بہرحال بہتر ہے۔ چنانچہ عبداللہ ابن زبیر نے گرفتار ہونے سے انکار کر دیا۔ اور اپنے ساتھیوں کو لے کر کعبۃ اللہ میں مقیم ہو گئے۔

اسی دوران یزید کو یہ خبر ملی کہ مدینہ کے لوگوں نے یزید کے خلاف اعلان کر دیا ہے اور اس کے حکام و عمال کو وہاں سے نکال دیا ہے یزید نے مسلم بن عقبہ المزنی کو حکم دیا کہ وہ ایک زبردست لشکر لے کر مدینہ منورہ پہنچے اور مدینہ والوں سے جنگ کرے وہاں سے فارغ ہو کر مکہ مکرمہ جائے۔ اور عبداللہ بن زبیرؓ سے جنگ کرے۔

مسلم بن عقبہ مدینہ روانہ ہوا سخت لڑائی کی۔ اور فتح یاب ہوا۔ تین دن تک مدینہ پاک میں قتل عام کیا۔ مکہ کو روانہ ہوا مگر راستہ میں ہی موت نے آلیا۔ حصین بن نمیر کو اپنا نائب مقرر کیا۔ اور اس مہم کو اس کے حوالے کیا۔ حصین مکہ پہنچا اور کئی دن تک عبداللہ بن زبیرؓ سے لڑتا رہا۔ حضرت عبداللہ اپنے ساتھیوں کو لے کر کعبۃ اللہ میں پناہ گیر ہوئے۔ اور کعبہ کے اردگرد قیام پذیر رہے اور مسجد حرام میں خیمے لگا دیے۔ ایسی پناہ گاہیں بنا لیں جس سے حصین کے منجنیقوں سے محفوظ رہ سکیں۔ اور ساتھ ہی دھوپ سے بھی بچ سکیں۔ حصین بن نمیر نے کوہ ابو قبیس پر منجنیقیں نصب کر دیں اور مکہ اور مضافات مکہ پر

marfat.com

پتھر برسانا شروع کر دیے یہ پتھر خانہ کعبہ میں گرنے شروع ہوئے۔ کعبہ کا غلاف پارہ پارہ ہو گیا۔ حضرت عبداللہ بن زبیر کے ایک آدمی نے ایک طرف آگ روشن کی سخت ہوا تھی آگ خیموں میں جا لگی۔ کوہ صفا کی طرف سے رکن الاسود اور رکن یمانی کی طرف پھیل گئی۔ سخت طوفانی ہواؤں نے خیموں میں آگ لگا دی۔ اور انھیں جلا کر خاکستر کر دیا۔ ان دنوں کعبۃ اللہ لکڑی اور پتھر سے بنا ہوا تھا۔ اس پر کپڑے لگے ہوئے تھے۔ لکڑیاں جس پر کعبہ کی بنیاد تھی تمام کے تمام جل گئے۔ کعبہ کا چھت جل گیا۔ رکن الاسود جل گیا۔ کعبہ کی دیواریں خستہ ہو گئیں چھتیں بیٹھ گئیں۔ پتھر گرنے لگے ادھر منجنیقوں سے سنگ باری نے ہر چیز کو تباہ کر دیا۔ اسی اثناء یہ خبر پہنچی کہ یزید کا انتقال ہو گیا چنانچہ حصین اپنے لشکر کو لے کر واپس چلا گیا

حضرت عبداللہ بن زبیر نے اپنے احباب، مکہ کے شرفاء اور بزرگوں سے مشورہ کیا کہ خانہ کعبہ کی بنیادوں کو اکھاڑ دیا جائے۔ اور اسے ویران کر کے اس جگہ ایک نئی عمارت اٹھائی جائے۔ بہت سے لوگوں نے اس بات پر اتفاق نہ کیا کہ پہلے خانہ کعبہ کو مسمار کیا جائے۔ تاہم اکثریت نے اس بات پر اتفاق کر لیا۔ کہ خانہ کعبہ کو شہید کر دیا جائے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بنیادوں پر نئی دیواریں کھڑی کی جائیں اور اسی انداز سے تعمیر نو کی جائے۔ جس طرح حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ صدیقہ کو کہا تھا۔ حضرت عبداللہ بن زبیر از سر نو تعمیر کعبہ پر آمادہ ہوئے۔ اس وقت آپ نے چار دینا صفا بھیجے اور اونٹوں پر چونا لاد کر لایا جانے لگا۔ جن دنوں خانہ کعبہ کو شہید کیا جا رہا تھا۔ مکہ سے اکثر لوگ شہر چھوڑ کر منا میں چلے گئے۔ انھیں ڈر تھا کہ کہیں اللہ کا عذاب انھیں بھی اپنی لپیٹ میں نہ لے لے۔ چنانچہ کسی شخص کو یہ جراءت نہ ہوتی تھی کہ کدال لے کر خانہ کعبہ کی دیوار پر مارے۔ حضرت عبداللہ بن زبیر خود کدال لے کر اٹھے اور دیوار کعبہ کو مسمار کرنا شروع کیا۔ اور اس طرح آپ پتھر گراتے جاتے لوگوں نے دیکھا کہ ایسا کرنے سے آپ کو کچھ نہیں ہوا۔ تو انھیں بھی جراءت ہوئی چنانچہ وہ بھی کام کرنے لگے۔ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے حضرت زبیر کو پیغام بھیجا کہ مسمار شدہ قبلہ کی طرف لوگوں کو نماز پڑھنے کی اجازت نہ دی جائے۔ ہاں مقام کعبہ پر اسی طرح لکڑیاں

marfat.com

کھڑی کر کے غلاف یا پردہ ڈال دیا جائے۔ تاکہ نشانِ قبلہ مرکز عبادت بنا رہے پھر لوگ اس طرف منہ کر کے نماز ادا کریں۔ اسی طرح طواف میں کوئی رکاوٹ نہ آنے پائے حضرت عبداللہ بن زبیر نے ایسے انتظامات کر دیے۔ حضرت عبداللہ بن زبیر نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ مجھے حضرت عائشہ صدیقہ نے حضورؐ کی زبانی بتایا تھا کہ لوگ تعمیر کعبہ سے غافل ہو گئے ہیں۔ اور اس کی عمارت کو چھوٹا کر دیا گیا ہے۔ اور مدتوں اس کو مکمل کرنے سے رک گئے۔ انھوں نے کعبۃ اللہ کے ارد گرد چند گز جگہ چھوڑ دی۔ اگر مجھے اس بات کا خطرہ نہ ہوتا کہ ہماری قوم نے نیا نیا اسلام قبول کیا ہے۔ اور تعمیر نو اور وسعت عمارات پر اعتراض کرتے۔ میں موجودہ کعبہ کو مسمار کر دیتا۔ زمین کو ہموار کر دیتا۔ ایک دروازہ مشرق اور ایک دروازہ مغرب کو بناتا تاکہ لوگ مشرقی دروازے سے آتے اور مغربی دروازے سے باہر جاتے۔ عائشہ تمھیں معلوم ہے کہ تمھاری قوم نے اسے بلند کیوں بنایا۔ حضرت عائشہ نے کہا یا رسول اللہ! آپ ہی بتائیں۔ فرمایا ان لوگوں نے اسے اس لیے بلند تر بنالیا کہ لوگ اس کے اوپر جائیں۔ ان کی اجازت حاصل کریں جسے اجازت دیں وہ اوپر جائے ورنہ دروازے پر روک دیا جائے۔ اور ہاتھ لگا کر واپس چلا آئے۔ اگر تمھاری قوم اس بات پر تیار ہو جائے تو اس عمارت کو مسمار کر کے از سر نو وسعت دے کر تعمیر کرے تو تم آؤ۔ میں تمھیں دکھاؤں۔ کہ اصل کعبہ کی حدود کہاں تک تھیں اور کتنی جگہ ان لوگوں نے چھوڑ دی ہے۔

چنانچہ حضورؐ نے حضرت عائشہ سیدہ صدیقہ کو ساتھ لیا اور سات گز جگہ کی نشاندہی کرائی۔ جسے یونہی چھوڑ دیا گیا ہے۔ جب حضرت عبداللہ بن زبیر نے از سر نو تعمیر کعبہ کی۔ تو آپ کو ان بنیادوں کے نشانات ملے۔ جہاں سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے کعبۃ اللہ کی دیواریں کھڑی کی تھیں۔ چنانچہ یہ چھ سو گز جگہ ایک ہاتھ زائد بھی کعبۃ اللہ میں ملا لی گئی۔ یہ حجر اسود سے دور تھی۔ حضرت عبداللہ ابن زبیرؓ نے مکہ کے پچاس اشراف اور صحابہ کو بلایا۔ اور انھیں یہ پرانی بنیادیں دکھائیں۔ انھیں اس بات پر گواہ بنایا اور اب عمارت کی بنیاد انھیں دیواروں پر رکھا۔ دو دروازے بنائے گئے۔ ایک مشرق کی جانب

marfat.com

اور ایک مغرب کی جانب ۔ تاکہ لوگ مشرقی دروازے سے اندر آئیں اور مغربی دروازے سے باہر نکلیں ۔ حضرت عبداللہ بن زبیر نے قدیم بنیادوں پر کعبۃ اللہ کی تعمیر نو کی ۔ لوگ ایک دروازے داخل ہوتے اور دوسرے سے باہر جاتے ۔

جب حجاج بن یوسف نے مکہ مکرمہ پر حملہ کیا ۔ اور حضرت عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا ۔ تو حجاج بن یوسف نے اموی خلیفہ عبدالملک مروان کو لکھا کہ عبداللہ بن زبیر نے اصل کعبہ کو بڑھا کر توسیع کر دی تھی ۔ یہ "بدعت" اس کی بنا کردہ ہے دو دروازے بنائے ہیں جو پہلے نہیں تھے ۔ عبدالملک نے لکھا کہ مغربی دروازے کو بند کر دیا جائے ۔ اور عبداللہ ابن زبیر کی وسعت دادہ عمارت کو مسمار کر دیا جائے اور جس طرح کعبۃ اللہ پہلے تھا ۔ اسی طرح بنا دیا جائے چنانچہ حجاج نے ان دیوار دنکو مسمار کر کے پھر ویسے ہی بنا دیا جس طرح پہلے تھا ۔

ایک روایت میں چار تابعین نے جو شام سے خانہ کعبہ کا حج کرنے آئے تھے بیان کیا کہ ہم امیرالمومنین سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے ہم وہاں بیٹھے تھے ایک شخص آیا یہ عراقی آدمی تھا ۔ اور کہنے لگا یا امیرالمومنین ! ہم نے اپنے امام کو سنگسار کر دیا ہے ۔ اس سے پہلے بھی ہم نے ایک امام کو سنگسار کر دیا تھا ۔ حضرت عمر غصے سے بھرے اُٹھے ۔ نماز میں کھڑے ہو گئے ۔ وہ اس قدر غصے میں تھے کہ آپ کو نماز میں سہو ہو گیا ۔ نماز سے فارغ ہو کر لوگوں کی طرف منہ کر کے کہنے لگے کہ تم میں سے شام سے کون لوگ آئے ہیں ۔ چاروں شامی اٹھے ۔ حضرت عمر نے فرمایا کہ اے شامیو ! یہ عراقی شیطان کا انڈا ہے ۔ جس کے دماغ میں شیطان نے اپنا بچہ دیا ہے ۔ پھر فرمایا اے اللہ ! جس طرح ان لوگوں نے میری دل آزاری کی ہے انھیں ویسی ہی سزا دے ۔ کچھ عرصہ بعد ایک ثقفی غلام (حجاج بن یوسف) نمودار ہو گا ۔ جوان پر اپنی جہالت سے حکم ٹھونسے گا کسی نیکی کی بات کو قبول نہیں کرے گا ۔ تاریخ میں اس غلام ثقفی کا نام حجاج بن یوسف تھا ۔

حضرت اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے حضور نبی کریم

marfat.com

ستلہ ہے کہ ثقفیوں سے دو آدمی ایسے اٹھیں گے ایک ظالم ہو گا اور ایک کذاب ہو گا کذاب مسیلمہ تھا۔ اور ظالم حجاج تھا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے کوفہ والوں کے دھوکوں سے تنگ آکر فرمایا۔ اے اللہ! میں نے انھیں حسن سلوک سے نوازا۔ مگر انھوں نے ہمیشہ میرے سامنے غداری کی۔ میں نے انھیں نصیحت کی انھوں نے اس کا جواب مکر و فریب سے دیا ان میں ثقفیوں سے ایک ایسا جوان مسلط فرما جس کا دامن دراز ہو۔ جو ان کو تہس نہس کرے ان کے کھیت ویران کر دے۔ ان کی پوستین (چمڑے) ادھیڑ دے۔ ان پر اپنی جاہلیت کا قانون چلائے حضرت حسنؓ فرماتے ہیں کہ حضرت علیؓ نے جس دن یہ بات کہی تھی اس دن تک ابھی حجاج بن یوسف پیدا بھی نہیں ہوا تھا۔

جب حجاج بن یوسف نے حضرت عبداللہ ابن زبیر کو شہید کیا تو منبر پر کھڑے ہو کر کہنے لگا عبداللہ ابن زبیر نے خدا سے دھوکہ کیا ہے اس کی کتاب کو تبدیل کر دیا ہے اس مجلس میں حضرت عبداللہ ابن عمرؓ بھی موجود تھے۔ اٹھ کر فرمانے لگے تم جھوٹ بول رہے ہو۔ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے ایسا نہیں کیا۔ حجاج بن یوسف کہنے لگا یہ بات کہنے والا کون ہے؟

لوگوں نے بتایا۔ "یہ عبداللہ ابن عمر ہیں"۔

حجاج بن یوسف کہنے لگا اگر مجھے امیرالمومنین کا ڈر نہ ہوتا تو آج عبداللہ ابن عمر کو سبق سکھا دیتا۔ ایک شامی وہاں سے گذر رہا تھا اس کے ہاتھ میں خنجر تھا۔ اس نے عبداللہ بن عمر کے پاؤں پر مارا۔ حجاج وہاں سے گذرا تو دیکھ کر کہنے لگا۔ یہ کس نے مارا؟ عبداللہ ابن عمرؓ نے کہا۔

"یہ تم نے مارا ہے"۔

حجاج کہنے لگا واللہ! "میں نے نہیں مارا"۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے میرے آنے سے پہلے حرم کو کسی پر حلال نہیں کیا۔ مجھے حکم دیا گیا تھا کہ میرے لیے آدھا دن حلال کیا گیا۔ اور اس طرح حرم پاک میں ہتھیار لا سکتے ہو چنانچہ یہ خنجر تم نے ہی مارا ہے۔

marfat.com

کہتے ہیں جس وقت عبداللہ ابن زبیرؓ کو شہید کیا گیا تو حضرت عبداللہ ابن عمر آپ کے پاس گئے دیکھ کر فرمایا

رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْکَ (اللہ تم پر رحمت نازل فرمائے) بخدا میں نے ہمیشہ تمھیں روزہ سے دیکھا ہے۔ تم اللہ کو اتنا دوست رکھتے تھے۔ کہ ہمیشہ اس کی عبادت میں مصروف رہتے تھے۔ جب یہ بات حجاج بن یوسف تک پہنچی تو اس نے ایک شامی کو حکم دیا کہ جاکر عبداللہ بن عمر کا سر کاٹ کر لاؤ۔ وہ شامی چند لمحوں کے لیے خاموش رہا۔ اور پھر کہنے لگا۔

اگر اجازت ہو تو ایک بات کروں۔؟

"حضرت عبداللہ بن عمر لوگوں میں بڑے مقبول و محبوب ہیں میرا خیال ہے اگر انھیں شہید کیا گیا تو وہ فتنہ برپا ہوگا کہ تھمتے نہ تھمے گا"

چنانچہ حجاج نے کہا اچھا اب چھوڑ دو۔ حجاج نے دس ہزار درہم حضرت عبداللہ ابن عمر کو بھیجے۔

عبداللہ ابن عمر نے وہ مال لے لیا مگر حجاج بن یوسف کے کچھ عرصہ کے بعد ایک آدمی کو کہلا بھیجا اور عبداللہ ابن عمر کو کہلا بھیجا کہ ہمارا دس ہزار درہم واپس کردیں۔ آپ نے کہا کچھ روپیہ تو خرچ کرچکا ہوں انشاءاللہ اسے بھی واپس کردوں گا۔ حجاج کہنے لگا نہیں اب اس کی ضرورت نہیں ہے۔

جب مروان نے دنیا سے کوچ کیا۔ عبدالملک نے لوگوں کو اپنی خلافت تسلیم کرنے پر آمادہ کیا۔ اہل شام نے تو اسے قبول کرلیا۔ چنانچہ عبدالملک نے منبر پر کھڑے ہوکر خطبہ پڑھا اور کہا:۔

"عبداللہ بن زبیر کو کون ٹھکانے لگائے گا؟"

حجاج بن یوسف نے کہا یا امیرالمومنین۔" یہ کام میں کروں گا۔"

اس وقت عبدالملک نے اسے خاموش کرادیا مگر یہی بات پھر ایک مجلس میں کہی تو دوبارہ حجاج بن یوسف نے کہا کہ میں عبداللہ بن زبیر کو قتل کروں گا۔ مگر اس دفعہ بھی

marfat.com

عبدالملک نے اسے خاموش کرا دیا۔

تیسری بار پھر عبدالملک نے کہا کہ عبداللہ بن زبیر کا کون کام تمام کرے گا؟

حجاج بن یوسف نے اٹھ کر کہا۔

"یا امیرالمومنین! میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں ہی عبداللہ بن زبیر کے بدن سے جبہ اتار رہا ہوں اور خود پہن رہا ہوں۔"

یہ سن کر عبدالملک نے ایک لشکر حجاج بن یوسف کی قیادت میں دیا اور اسے مکہ بھیجا۔ حجاج وہاں پہنچا اور مکہ میں جنگ کرنے لگا۔ عبداللہ بن زبیر مقابلہ میں آئے۔ آپ نے لوگوں کو فرمایا ان دو پہاڑوں کو دیکھو یہ لوگ جو مکہ میں جمع ہو رہے ہیں انھیں پہاڑوں پر نہ چڑھنے دو۔ مگر تھوڑے دنوں کے بعد حجاج نے مکہ والوں پر غلبہ حاصل کر لیا۔ اور اپنی فوجوں کو لے کر کوہ بوقبیس پر جا پہنچا۔ وہاں اس نے منجنیق لگا دی اور پتھر پھینکنے شروع کر دیے۔ یہ پتھر مسجد حرام میں گرنے لگے۔ اور اس طرح حضرت عبداللہ بن زبیر اور ان کے ساتھی زخمی ہونے لگے۔

جس دن حضرت عبداللہ ابن زبیر شہید ہوئے۔ وہ صبح اپنی والدہ مکرمہ کے پاس حاضر ہوئے۔ ان کی والدہ اسماء بنت صدیق اکبر کی اس وقت سو سال عمر ہو گئی تھی۔ مگر دانت ابھی تک درست تھے۔ اور آنکھوں میں پوری بصارت تھی اپنے بیٹے کو دیکھ کر کہنے لگیں۔

"تم نے میدان جنگ میں کیا کیا؟"

عبداللہ نے کہا وہ وہاں تک پہنچ چکے ہیں۔ مگر موت میں سکون ہے۔"

والدہ نے کہا بیٹا میرے لیے مرنا چاہتے ہو یاد رکھو اگر میری زندگی میں مرنا چاہتے ہو تو میری یہ دلی خواہش ہے کہ تم بادشاہ ہو اور میری آنکھیں دیکھیں اور انھیں ٹھنڈک نصیب ہو یا میرے سامنے شہید ہو جاؤ تا کہ مجھے تمھاری اس قربانی سے ثواب ملے۔ حضرت عبداللہ ابن زبیر اپنی والدہ کو الوداع کہہ کر مسجد میں آئے۔ وہ اپنے لیے جگہ بنا رہے تھے۔ کہ منجنیق کے پتھراؤ سے بچ سکیں لوگوں نے حضرت عبداللہ کو کہا

marfat.com

"حضور! ہم صلح کی بات کریں"؟

فرمایا اب صلح کا وقت نہیں خدا کی قسم! یہ لوگ اگر تمھیں کعبۃ اللہ میں بھی دیکھ لیں تو قتل کرنے سے باز نہ آئیں گے۔ یہ کہہ کر یہ شعر پڑھا۔

وَلَسْتُ بِمُبْتَاعِ الْحَيٰوةِ بِسُبَّةٍ ۔۔۔ وَلَا مُرْتَقٍ مِنْ خَشْيَةِ الْمَوْتِ سُلَّمَا

"میں اپنی زندگی گناہ کے بدلے نہیں فروخت کر رہا، اور نہ ہی موت کے خوف سے ڈروں گا۔ میں سیڑھیوں پر چڑھ کر اونچے محل پر نہیں جاؤں گا"۔

کچھ لوگ باب النبیؐ سے داخل ہوئے ان میں ایک حبشی بھی تھا حضرت عبداللہ نے پوچھا یہ کون شخص ہے؟ بتایا یہ حمص کے لوگ ہیں۔ آپ نے ان پر حملہ کر دیا سب سے پہلے اس حبشی پر وار کیا اور ایک زوردار تلوار ماری جس سے حبشی کا پاؤں کٹ گیا۔ حبشی نے کہا:۔

" اوزانیہ کے بیٹے"

حضرت عبداللہ نے کہا "حام کے بیٹے صبر کرو، اسماء زانیہ نہیں ہو سکتی"۔

یہ کہہ کر انھیں مسجد سے باہر نکال دیا ایک اور لشکر بنی سہم کا آگیا آپ نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ بتایا گیا یہ اردن کے رہنے والے ہیں آپ نے ان پر بھی حملہ کر دیا اور انھیں خانہ کعبہ سے باہر نکال دیا اس وقت یہ شعر آپ کی زبان پر تھا۔

لَا عَهْدَ لِي بِغَارَةٍ مِثْلَ السَّيْلِ ۔۔۔ لَا يَنْجَلِي غُبَارُهَا حَتَّى اللَّيْلِ

اس کے بعد بنی مخزوم کا ایک لشکر آگے بڑھا۔ آپ نے ان پر بھی حملہ کر دیا اور یہ شعر پڑھا۔

لَوْ كَانَ لِلدَّهْرِ بِلًا اَبْلَيْتَهُ ۔۔۔ اَوْ كَانَ قِرْنِي وَاحِدًا كَفَيْتُهُ

حضرت عبداللہ کے دوست مسجد کی چھت پر کھڑے تھے۔ جو دشمنوں پر پتھر مار رہے تھے ایک پتھر حضرت عبداللہ کے سر پر جا لگا جس سے آپ زخمی ہو کر گر پڑے اور اس طرح آپ شہید ہو گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

marfat.com

. صلح بن الولید الریاحی روایت کرتے ہیں کہ میری دادی نے مجھے بتایا تھا کہ میں اس وقت حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کے پاس بیٹھی تھی جس وقت حضرت عبداللہ آخری بار حاضر ہوئے اور کہنے لگے اے والدہ محترمہ! آج حجاج چالیس ہزار شامیوں کو لے کر مکہ پر حملہ آور ہو رہا ہے۔ ان کے تیر ہم پر گر رہے ہیں۔ ہمارے ساتھی زخمی ہو رہے ہیں مجھے لوگ مشورہ دے رہے ہیں کہ یا تو میں بھاگ کر کسی دور پر امن سرزمین پر چلا جاؤں یا اپنے آپ کو اس کے حوالہ کر دوں تا کہ وہ مجھے شام لے جائے یا میدان جنگ میں ڈٹ جاؤں تا وقتیکہ شہید ہو جاؤں۔

حضرت اسماء بنت ابو بکر رضی اللہ عنہا نے فرمایا میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ قبیلہ ثقیف میں ایک قاتل اور کذاب پیدا ہو گا۔ یہ حجاج وہی قتال ہے جس کا ذکر حضورؐ نے فرمایا تھا۔ کہا:۔

"اے بیٹا جاؤ! زندگی عزت اور غیرت کی ہوتی ہے اگر مرنا ہے تو عزت سے مرو، کسی قسم کی ذلت اور بزدلی قبول نہ کرنا"

حضرت عبداللہ گئے، قرآن پاک کھولا، اور کعبہ کی دیوار کے پاس بیٹھ گئے اور شہید ہو گئے۔

ابو یوسف محمد ابن الزبیر مؤذن مسجد عسقلان بیان کرتے ہیں:۔

انھوں نے اپنے دادا سے سنا تھا کہ جب حجاج بن یوسف نے کعبۃ اللہ پر پتھراؤ کرنے کیلئے منجنیق نصب کر دی دائیں بائیں سے پتھر برسلتے تو کعبۃ اللہ کو نشانہ نہ لگتا۔ ایک یہودی نشانہ باز آگے بڑھا، کہنے لگا اگر تم خانہ کعبہ کو نشانہ بنانا چاہتے ہو تو پتھروں کو نجاست سے آلودہ کر لو۔ چنانچہ ان عقل کے اندھوں نے ایسا ہی کیا۔ اور پھر جا کر کعبۃ اللہ کو شہید کیا۔ ایسے ہی محمد بن کثیر الصفانی روایت کرتے ہیں، کہ انھوں نے اپنے دادا عبدالرحمٰن بن عطا سے سنا، انھوں نے بتایا کہ وہ اس واقعہ میں موجود تھا جب عبداللہ بن زبیر کو شہید کیا گیا تھا وہ کہتے ہیں کہ:۔

تمام لوگ جنگ مغلوبہ میں مشغول تھے میں نے دیکھا ایک اونٹ آیا وہ خانہ کعبہ کا

marfat.com

طواف کرنے لگا۔ اس نے سات بار طواف کیا کہتے ہیں منجنیق سے پتھر برسے تو کعبہ نے فریاد کی۔ اور یہ فریاد بالکل انسانی آواز سے ملتی جلتی تھی۔

حجاج بن یوسف نے عبداللہ بن زبیر کو شہید کرنے کے بعد حکم دیا کہ ان کی نعش کو شہر کے دروازے پر لٹکا دیا جائے۔ ایک تو لوگوں میں ڈر پیدا کرنا چاہتا تھا دوسرے وہ قریش کی بے عزتی کرنا چاہتا تھا چنانچہ آپ کی نعش کو مکہ کے دروازے پر لٹکا دیا گیا۔ قریش وہاں سے گذرتے تو خوفزدہ ہوتے۔ حضرت عبداللہ بن عمر بھی اسی طرف سے گذرے کھڑے ہوگئے اور تین بار فرمایا:۔

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا اَبَا حَبِیْبَ۔ پھر کہا خدا کی قسم! میں نے تمھیں مخالفت کرنے سے روکا تھا۔ خدا کی قسم تم روزہ رکھتے تھے۔ خدا کی قسم تم نماز پڑھتے تھے"

حجاج بن یوسف کو پتہ چلا تو عبداللہ ابن زبیر کی نعش کو اتارا اور یہودیوں کے قبرستان میں پھینک دیا۔

حضرت عبداللہؓ بن عمر نے حضرت عبداللہ ابن زبیرؓ کو سرنگوں لٹکتے دیکھا تو فرمایا:۔

"میں آج بھی تمھیں نماز پڑھتے دیکھ رہا ہوں۔ میں آج بھی تمھیں قیام فرما دیکھ رہا ہوں"

کہتے ہیں جس وقت شامی لشکر نے حضرت عبداللہ بن زبیر پر حملہ کیا تو ساتھ ساتھ اللہ اکبر کی تکبیریں کہتے جاتے تھے۔ حضرت عبداللہ ابن عمر نے سنا تو فرمایا کہ مدینہ کے یہودی حب رسول اللہؐ پر حملہ کرتے تھے تو تکبیر ہی پڑھتے تھے۔ اور کہتے تھے ہم نے مسلمانوں پر جادو کر دیا ہے۔ تاکہ مسلمانوں کے کوئی بیٹا نہ پیدا ہو۔ مگر ان دنوں جو سب سے پہلے بیٹا پیدا ہوا وہ عبداللہ ابن زبیر تھے۔ اس وقت یہ خبر سن کر مسلمانوں نے بھی نعرہ تکبیر بلند کیا تھا۔

کہتے ہیں حجاج بن یوسف نے عبداللہ بن زبیرؓ کی والدہ حضرت اسماء بنت ابوبکر

marfat.com

رضی اللہ عنہا کی طرف پیغام بھیجا کہ وہ میرے پاس آئیں مگر آپ نہ گئیں پھر آدمی بھیجا اور ساتھ ہی کہا اگر اس دفعہ نہ آئیں تو کسی ایسے شخص کو بھیجوں گا کہ تمھیں بالوں سے پکڑ کر گھسیٹتا لائے گا۔ مگر حضرت اسماء نہ گئیں۔ اور فرمایا :۔

" میں بالوں سے گھسیٹ کر تو لے جائی جا سکتی ہوں مگر میں ایسے
ظالم دشمنِ اسلام کے پاس چل کر نہیں جاؤں گی "

حجاج بن یوسف نے سنا تو خود اٹھا اور حضرت اسماءؓ کے پاس گیا اور کہا تم نے دیکھ لیا ہے کہ میں نے تمھارے بیٹے عبداللہ سے کیا کیا ہے۔؟ حضرت اسماء نے فرمایا ہاں تم نے اس کی دنیا تباہ کر دی ہے مگر اپنا دین تباہ کر لیا اور آخرت غرق کر لی میں نے سنا ہے تم عبداللہ کو گالیاں دیا کرتے تھے۔ اور انھیں کہا کرتے تھے کہ یا ابن ذات النطاقین۔ یاد رکھو مجھے یہ لقب تو حضور پر نور نبی کریم نے عطا کیا تھا مگر میں نے سنا تھا انھوں نے تیرے لیے بھی کہا تھا ان فی ثقیف مبیر و کذاب۔ میں نے کذاب کو تو دیکھ لیا مگر مبیر غالب تم نہیں ہو۔ حجاج نے یہ بات سنی تو خاموش ہو کر لوٹ آیا۔

حضور علیہ السلام نے پچھنے لگوائے۔ ایک برتن میں خون رکھا تھا آپ نے عبداللہ بن زبیر کو کہا اسے یہیں زمین میں دبا آؤ۔ حضرت عبداللہ نے خون کا برتن لیا مگر علیحدگی میں جا کر پی لیا۔ حضور نے فرمایا۔ عبداللہ تم نے آتشِ دوزخ کو اپنے لیے حرام کر لیا اب تمھیں آتشِ دوزخ ہاتھ نہیں لگا سکے گی۔ لیکن ہائے لوگو! اور ہائے عبداللہ!

کہتے ہیں حضرت عبداللہ بن زبیر کو شہید کر کے لٹکایا گیا۔ آپ کی نعش کئی دن تک لٹکتی رہی۔ مکہ کے لوگ اس نعش سے کستوری کی خوشبو پاتے تھے۔ حجاج بن یوسف کو اس کرامت سے بڑا غصہ آیا۔ حکم دیا کہ ایک مردہ کتا لے کر اسی لکڑی کے ساتھ لٹکا دیا جائے۔ جہاں عبداللہ ابن زبیر کو لٹکایا گیا ہے۔ تاکہ لوگ اس خوشبو سے متاثر نہ ہو سکیں۔

کہتے ہیں حجاج بن یوسف نے بو قبیس پر منجنیق نصب کی تو آسمان سے بجلی چمکی

marfat.com

جس سے حجاج کے سپاہی ڈر گئے۔

حجاج کہنے لگا ڈرو نہیں یہ بجلی تہامہ کی زمین کی ہے۔"

کہتے ہیں ایک یہودی نیا نیا مسلمان ہوا تھا اس کا نام یوسف تھا اسے عبدالملک بن مروان سے بڑی دوستی تھی۔ اسے پرانی کتابوں پر بڑا عبور حاصل تھا۔ ایک دن عبدالملک کے کاندھے پر ہاتھ رکھ کر کہنے لگا مروان کے بیٹے اللہ سے ڈرو۔ تم امت محمدیہ کے سربراہ کیسے بن سکتے ہو؟ عبدالملک کہنے لگا مجھے امتِ محمدیہ سے کیا سروکار، یوسف نے کہا تم ایک دن امت محمدیہ کے حکمران ہو گے۔ لیکن جب تمہیں یہ منصب ملے تو اللہ سے ڈرنا، جب یزید بن معاویہ نے مکہ مکرمہ پر لشکر بھیجا۔ عبدالملک نے کہا نعوذ باللہ نعوذ باللہ۔ کوئی شخص خانہ کعبہ پر لشکر کشی کرنے کی جرأت کر سکتا ہے؟ اب یوسف نے کہا تم اس معاملہ میں یزید سے بھی آگے نکل جاؤ گے۔

marfat.com

۲۷

زمانہ جاہلیت کی قسمیں

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :۔

زمانہ جاہلیت کی جتنی قسمیں تھیں ۔ زمانہ جاہلیت میں وہ سخت تر اور تازہ ہو گئیں ایسے لوگوں میں جنہوں نے زمانہ قبل از اسلام قسمیں اٹھائی تھیں ۔ انھیں مطیبون کہا جاتا تھا ۔ یہ عبد مناف بن قصی بن کلاب کے بیٹے تھے ۔ ان میں ہاشم ، مطلب ، عبد شمس تھے ۔ جن کی والدہ کا نام عاتکہ تھا ۔ ان کے بھائی نوفل تھے ۔ انھیں مطیبون اس لیے کہا جاتا تھا ۔ کہ عبد مناف کی ایک بیوی لکڑی کا ایک پیالہ لائیں جس سے بہت خوش مشام خوشبو آتی تھی ۔ اس نے یہ پیالہ کعبہ کے پاس رکھ دیا ۔ اور عبد مناف کے بیٹوں نے اس پیالے میں ہاتھ ڈال کر عہد کیا اور اپنے ہاتھوں کو کعبۃ اللہ کی دیواروں سے ملا ۔ تاکہ اس عہد میں سختی کا اظہار کیا جا سکے ۔ عہد یہ تھا کہ جو چیز عبد الدار بن قصی کے پاس ہے ۔ یا قصی نے انھیں جو کچھ دیا ہے لے لیں گے ۔ اور یہ چیزیں خانہ کعبہ کی دربانی جھنڈے کی رکھوالی اور پانی پلانے کے انتظامات کی ذمہ داریاں تھیں ۔ ان لوگوں کے جانشینوں کی ایک جماعت جس میں بنی اسد ، بنو زہرہ ، بنو تیم ، بنو الحارث بن فہر تھے نے بھی ایک دوسرے کے ساتھ تعاون اور دوستی کی قسم کھائی تھی ۔ انھیں بھی مطیبین کہا جاتا تھا ۔ ان کا سردار عبد شمس بن قصی تھا ۔ کچھ لوگ عبد الدار کے اتباع بن گئے ان میں بنی مخزوم ، بنو عدی ، بنو جمح ، بنو سہم تھے ۔ ان قبیلوں نے بھی قسم کھائی تھی کہ وہ ایک دوسرے کے معاون اور مددگار رہیں گے ۔ انھیں احلاف (حلیف) کہا جاتا تھا یہ تمام صلح اور جنگ پر یک زبان متفق تھے ۔ وہ بنی عبد مناف کے ان مناصب پر بھی راضی تھے ۔ انھیں انتظامات کے ہوتے ہوئے اسلام کی روشنیاں نمودار ہونے لگیں چنانچہ

marfat.com

کعبتہ اللہ کے پانی کے انتظامات ہاشم بن عبد مناف کو دے دیے گئے۔ کیونکہ ہاشم بن عبد مناف کو دے دیے گئے۔ کیونکہ ہاشم بن عبد مناف عام طور پر سفر میں رہتے تھے اور مکہ میں بہت کم قیام کرتے۔ ان کے پاس مال و دولت کی کمی تھی مگر اولاد زیادہ تھی موسم حج آتا تو ہاشم لوگوں کے درمیان اٹھتے اور کہتے تامعشر القریش! تم لوگ اللہ کے گھر کے ہمسایہ ہو۔ اس کے اہل خانہ ہو حج کا موسم آرہا ہے۔ حجاج اور زائرین خانہ کعبہ کی طرف آرہے ہیں۔ یہ لوگ سفر کی گرد سے اٹے ہوئے ہیں۔ مسافرت سے تھکے ہوئے ہیں یہ اللہ کے گھر آرہے ہیں۔ اللہ کے مہمان آپ لوگوں کی خدمت کے مستحق اور طلبگار ہیں۔ اس لیے سب مل کر خدمت کے لیے کمربستہ ہو جاؤ۔ اور اپنے مہمانوں کی خاطر خواہ خدمت کرو۔ انھیں کھانے پینے، رہنے سہنے میں کوئی تکلیف نہ ہو۔ اللہ کی قسم! اگر میرے پاس مال و دولت ہوتا۔ تو میں ان زائرین اور حجاج پر خرچ کر دیتا۔ اور تم لوگوں کو تکلیف نہ دیتا۔ چنانچہ ہاشم کی اپیل پر اہل مکہ ان لوگوں کے انتظامات کیلیے روپیہ پیسہ لا کر ڈھیر کر دیتے۔ کھانا پکاتے، دوسرے انتظامات کرتے۔ اس خدمت کا نام رفادہ رکھا گیا تھا۔ جب عبد شمس دنیا سے چلے گئے تو یہ امور مطلب نے سنبھال لیے

marfat.com

۳۸

خانہ کعبہ کی کنجیاں

حضور اکرم نبی محترم حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو طلحہ کے بیٹوں کو بلایا۔ اور فرمایا کعبۃ اللہ کی یہ چابیاں لے لو یہ تمھیں اللہ اور اس کے رسول نے دی ہیں یہ کنجیاں تمھارا منصب اور حق ہے۔ کوئی تم لوگوں سے نہیں چھین سکتا۔ جو چھینے گا وہ ظالم ہو گا۔ اور ظلم سے چھینے گا۔

واقدی نے ایک روایت لکھی ہے کہ نبی کریم فتح مکہ کے دن مسجد کے ایک کنارے پر تشریف فرما تھے۔ لوگ آپ کے اردگرد بڑی تعداد میں جمع تھے۔ آپ نے حضرت بلال کو حکم دیا کہ وہ عثمان بن طلحہ کے پاس جائیں اور انھیں کہیں کہ رسول اللہ نے کعبۃ اللہ کی کنجیاں مانگی ہیں۔ عثمان بن طلحہ نے کہا ہاں یا رسول اللہ! یہ کہہ کر وہ اپنی والدہ کے پاس گئے (سلافہ بنت سعد انصاریہ) بلال واپس آئے۔ تو حضورؐ کی خدمت میں آکر عرض کی یا رسول اللہ! عثمان اپنی والدہ سے کنجیاں لینے گیا ہے۔ عثمان نے اپنی والدہ کو کہا کہ رسول اللہ ؐ نے کعبۃ اللہ کی کنجیاں منگوائی ہیں۔ والدہ نے کہا اللہ تعالیٰ تمھیں اپنی پناہ میں رکھے۔ یہ منصب تو تمھاری عزت تھی۔ اس سے قوم کا فخر اور عزت تمھارے ہاتھ سے چلی جائے گی۔ عثمان کہنے لگا اگر آپ مجھے کنجیاں نہ دیں گی تو کوئی دوسرا آکر چھین لے جائے گا۔ ماں نے کنجیاں اپنے دوپٹے سے باندھ لیں اور کہنے لگیں کون ہے جو یہ کنجیاں مجھ سے چھین لے۔ ماں بیٹا یہ باتیں کر رہے تھے کہ سیدنا عمر فاروق اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہما کی باتوں کی آوازیں ان کے گھر میں سنائی دیں۔ حضرت عمرؓ نے آواز دی عثمان! باہر آؤ میں نے کہا۔ بیٹا یہ چابیاں لے جاؤ اس سے بہتر ہے کہ تیم اور عدی والے چھین لیں چنانچہ ماں نے اپنے بیٹے کو چابیاں دے دیں اور کہا یہ کنجیاں حضورؐ کی

marfat.com

خدمت میں لے جاؤ اور کہو کہ یہ امانت آپ کے حوالے ہے۔ عثمان حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کنجیاں پیش کرتے ہوئے کہنے لگا۔ الامانۃ!

حضورؐ نے حضرت عباس سے سقایہ (پانی کے انتظامات) لے لیے۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کہا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں مجھے پانی کے انتظامات (سقایہ) بھی دیں۔ اور کنجیاں بھی۔ حضورؐ اٹھے کعبۃ اللہ کے دروازے پر کھڑے ہوگئے کنجیاں آپ کی آستین میں تھیں۔ حضرت جبرئیل خانہ کعبہ کی کنجیاں حضرت عباس کو دینا چاہتے تھے مگر اسی وقت حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے اور یہ آیت کریمہ نازل ہوئی

اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰۤى اَهْلِهَا

(اللہ تعالیٰ تمھیں حکم دیتا ہے کہ لوگوں کی امانتیں ان کے اہل کو پہنچا دو)

چنانچہ حضور نبی کریمؐ نے عثمان بن طلحہ کو بلایا اور فرمایا اے فرزندان طلحہ یہ تمھارا حق ہے کنجیاں تم لے لو اللہ تعالیٰ نے تمھیں اور تمھاری اولاد کو اپنے گھر کا محافظ اور نگران مقرر فرمایا ہے یہ اللہ کی امانت ہے اور تمھارا حق ہے۔

marfat.com

۳۹

کعبۃ اللہ کی پیمائش

روایت بیان کی گئی ہے جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کعبۃ اللہ کی تعمیر کی تو اس مکان کی بلندی تقریباً نو گز تھی۔ طول تیس گز اور عرض بائیس گز تھا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانہ میں خانہ کعبہ پر چھت نہ تھی۔ قریش نے زمانہ جاہلیت میں اس عمارت پر اضافہ کیا اس وقت حضور سرورِ کائنات کی عمر بہت تھوڑی تھی۔ ان لوگوں نے کعبۃ اللہ کی بلندی میں مزید اضافہ کیا۔ اور اس طرح اٹھارہ گز ہو گیا۔ چھت ڈالی گئی، طول میں کمی کر دی گئی چھ گز اور ایک ہاتھ رہ گئی۔ حجرالاسود کو ایک جگہ نصب کیا گیا۔ یہ بنیاد اور عمارت حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے زمانہ تک رہی۔ کعبہ کو شہید کر دیا گیا۔ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بنیادوں پر عمارت کھڑی کی گئی۔ قریش کی دیواروں پر نو گز بلندی بڑھائی گئی۔ اس سے ستائیس گز کی بلندی ہو گئی۔ دروازہ ختم کر دیا گیا اور مشرق اور مغرب میں دروازے بنائے گئے۔ مگر جس وقت عبداللہ بن زبیر کو شہید کیا گیا۔ اور حجاج بن یوسف کا غلبہ ہو گیا۔ مکہ پر قبضہ ہو گیا۔ اس نے عبدالملک بن مروان کو خط لکھا کہ عبداللہ بن زبیر نے کعبۃ اللہ میں کچھ اضافہ کر دیا ہے۔ عبدالملک بن مروان نے حکم دیا کہ اضافی تعمیر کو گرا دیا جائے اور انھی بنیادوں پر دیواریں بنائی جائیں۔ چنانچہ حجاج نے اسی طریقے کعبۃ اللہ کو تعمیر کیا اور ایک دروازہ لگا دیا گیا۔

مکہ مکرمہ کے اسماء

مکہ مکرمہ کے کئی نام ہیں۔ بکہ، ام رحم، ام القریٰ، القادس، البیت العتیق، الحاطمہ۔ کعبہ سب سے پہلا اللہ کا گھر ہے۔ جسے اللہ کی عبادت کے لیے تعمیر کیا گیا۔ یہ مومنین کے لیے پہلا عبادت کدہ ہے۔ جس میں عبادت کی جانے لگی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا بنایا ہوا۔ پہلا

marfat.com

اللہ کا گھر ہے جو مسلمانوں کی عبادت کے لیے مخصوص کیا گیا۔ آج بھی اسی طریقہ پر ہے۔ رکن الاسود سے لے کر رکن شامی تک پچیس گز کا فاصلہ ہے۔ کعبہ کے عقب میں رکنِ یمانی سے لے کر رکن غربی تک پچیس گز ہے۔ دائیں طرف رکن الاسود سے رکن یمانی تک بیس گز کا فاصلہ ہے جس طرف حجر الاسود نصب ہے رکنِ شامی سے رکنِ غربی تک اکیس گز کی لمبائی ہے کعبہ کی دو منزلیں ہیں۔

کعبۃ اللہ کا اندرونی رقبہ

کعبۃ اللہ کی اونچائی اٹھارہ گز اور بارہ انگشت ہے مگر چھت سمیت اس کی اونچائی بیس گز ہے کعبۃ اللہ کے چھت پر سنگِ مرمر کا فرش ہے۔ اور کعبۃ اللہ کا پرنالہ (میزاب) رکنِ یمانی اور رکن غربی کے درمیان ہے ان کے درمیان ہی حجر الاسود نصب ہے۔ اور میزاب (پرنالہ) چار گز چوڑا ہے۔ اس میزاب کا اندرونی حصہ سنہری ہے۔ ولید بن عبد الملک نے حکم دیا تھا کہ ناڈوان (میزاب) کو سونے سے جڑ دیا جائے۔ کعبہ کے اندر حجر الاسود نصب ہے اور یہ رکنِ شامی تک نظر آتا ہے اور کعبۃ اللہ کا دروازہ بھی اسی دیوار میں ہے یہ انیس گز اور دس انگشت کھلا ہے رکن شامی سے رکنِ غربی تک کا درمیانی فاصلہ پندرہ گز ہے۔ اور اٹھارہ انگشت ہے۔ رکن غربی سے لے کر رکنِ یمانی کے درمیان کا فاصلہ بیس گز اور چھ انگشت ہے۔ رکن شامی سے رکن اسود کا درمیانی فاصلہ سولہ گز چھ انگشت ہے۔

کعبۃ اللہ کے اندر تین کرسیاں ہیں جو سنہری پتری سے ڈھانپی ہوئی ہیں ان زر آلود کرسیوں پر ریشمی پردے لٹک رہے ہیں۔ کرسی کے نیچے سنگ رخام بچھا ہوا ہے۔ کعبہ کی چھت میں چار روشن دان ہیں ایک رکنِ غربی کے سامنے ہے۔ ایک رکنِ یمانی کے سامنے ہے ایک رکن اسود کے سامنے ہے ایک رکن میامین کے برابر ہے۔ چاروں طرف روشن دان ہیں ان پر یمنی آبگینہ چڑھا ہوا ہے جن سے چھن چھن کر روشنی آتی ہے۔ کعبہ میں ایک دروازہ بائیں ہاتھ پر ہے اس پر چاندی کی چادر چڑھی ہوئی ہے۔ عباسی خلیفہ متوکل کے زمانہ (۲۳۷ھ) سارے کعبہ کے فرش میں

marfat.com

سنگ رخام لگایا گیا تھا۔ یہ پتھر سفید بھی تھا، سبز بھی اور سرخ بھی۔ یہ چھتیس تختے لگے ہوئے تھے کعبہ کے دروازے کے سامنے سنگ رخام کے دو تختے بچھے ہوئے ہیں۔ جو سبز بھی ہیں اور سرخ بھی۔؎

مسجد الحرام کی پیمائش

مسجد حرام کا رقبہ ایک لاکھ گز طویل اور چار سو چار گز عریض ہے۔ مشرق کی طرف سے آئیں تو ایک سو تین ستون ہیں۔ مغرب کی طرف سے داخل ہوں تو ایک سو پچاس ستون ہیں۔ رکن شامی کی طرف سے بڑھیں ایک سو پچیس ستون ہیں۔ رکن یمانی کی طرف سے ایک سو اکتالیس ستون ہیں۔ اس طرح ہم کہہ سکتے ہیں کہ مسجد حرام کے تمام چار سو چوراسی ستون ہیں ہر ستون کے اوپر دس دس گز اور اردگرد تین تین گز اور ان ستونوں پر ہر طرف اکاون اکاون ستون ہیں ان ستونوں پر چار سو ننانوے طاق بنے ہوئے ہیں علہ

مسجد الحرام کے دروازے

مسجد حرام کے تئیس ۲۳ دروازے ہیں باب بنی شیبہ باب ذات القواریر، باب النبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ یہ دروازہ زقاق العطارین کے برابر ہے۔ حضرت خدیجۃ الکبریٰ کا گھر اسی طرف ہے حضور نبی کریم اکثر اسی دروازے سے آیا جایا کرتے تھے۔ چوتھا دروازہ باب عباس بن عبد المطلب ہے۔ یہ سبز رنگ نظر آتا ہے۔ پانچواں باب بنی ہاشم ہے۔ چھوال باب بنی تیم ہے۔ ساتواں باب بنی ام ہانی ہے۔ اس کے علاوہ باب ابی البختری بن قصام ہے۔ پھر ایک دروازہ سرائے زبیدہ کے سامنے ہے ایک دروازہ کا نام باب بنی سہم ہے۔ پاس ہی باب ابراہیم ہے۔ یہاں سے عمرہ کرنے جاتے ہیں۔ پھر باب الحذورہ ہے۔ یہ دارالندوہ اور دارالعجلہ کی طرف ہے۔ رکن شامی کی طرف چھ دروازے ہیں۔ باب سہم جسے باب عمرو بن العاص بھی کہتے ہیں ایک اور درواز؟

علہ یاد رہے یہ حالات کوائف مؤلف کتاب کے زمانے کے ہیں مگر ان دنوں کعبۃ اللہ کی وسعت [illegible] تبدیل ہو چکی ہیں۔ (مترجم)

marfat.com

جو ان دنوں بند کر دیا گیا ہے تیسرا دروازہ باب دار العجلہ ہے۔ چوتھا باب قعصان ہے پانچواں باب دار الندوہ ہے۔ چھٹا باب الامیر ہے۔

حطیم حطیم شریف رکن یمانی اور مقام ابراہیم کے درمیان ہے ملتزم بھی دروازے اور حجر الاسود کے درمیان ہے لیکن مقام ابراہیم وہ ہے جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ

وَاتَّخِذُوا مِن مَّقَامِ اِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى ط

عبداللہ بن شعیب بن شیبہ نے روایت کی ہے۔ ہم خلیفہ عباسی مہدی کے زمانہ میں مکہ مکرمہ گئے۔ تاکہ مقام ابراہیم کو مرمت کر دیں ہم نے دیوار توڑنا شروع کی چند اینٹیں ذرا ناپختہ نظر آئیں وہاں سے توڑنا شروع کیا۔ پھر ہمیں یہ بھی ڈر تھا کہ کہیں ان ضربوں سے دیوار یک لخت نہ گر جائے۔ ہم نے خلیفہ مہدی کو ایک خط لکھا جس میں صورت حال سے آگاہ کیا اس نے ایک ہزار دینار زر خالص بھیجا۔ ہم نے مقام ابراہیم کو سونے سے جڑ دیا۔ اور ان ٹوٹی ہوئی اینٹوں کو سونے اور چاندی سے محکم کر دیا۔ اور نیچے اوپر سونا جڑ دیا آج جو سونا ہمیں نظر آرہا ہے۔ وہ خلیفہ مہدی کا عطیہ ہے۔ مقام ابراہیم کو پوری طرح غلاف میں ڈھانپ دیا گیا بعض مؤرخین کا خیال ہے کہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام اس پتھر پر کھڑے ہوتے تھے۔ اور یہ وہی مقام ہے جہاں آپ نے اللہ کے حکم سے تمام مخلوقات کو ندا کی تھی۔ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے پوچھا یا اللہ! میری آواز کب وہاں پہنچ سکے گی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا آپ کا کام صرف ندا کرنا اور پکارنا ہے۔ پہنچانا یا سنانا میرا کام ہے۔ چنانچہ حضرت ابراہیم پتھر پر کھڑے ہوئے۔ اللہ کے حکم سے یہ پتھر بڑا ہوگیا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے آواز دی۔ تو مشرق و مغرب میں آواز پہنچی حتیٰ کہ اصلاب سے بھی لبیک کی آواز آئی اور ہر ایک کی آواز سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے سنی۔ جس شخص نے ایمان کے ساتھ ایک بار آواز دی اور لبیک کہا وہ ایک بار حج کرے گا۔ جس جس نے دو بار یا تین بار آواز دی وہ اتنی اتنی بار حج کرے گا۔ جس نے زیادہ بار لبیک کہا۔ وہ اتنی بار ہی حج کرے گا۔ یہ پتھر ہی مقام ابراہیم ہے۔

marfat.com

کہتے ہیں سیدنا ابراہیم علیہ السلام حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو ملنے گئے۔ حضرت سارہ نے آپ کو قسم دی تھی کہ آپ ہاجرہ کے گھر جا کر اونٹ سے نہیں اتریں گے حضرت ہاجرہ نے آگے بڑھ کر سیدنا ابراہیم کے سر اور ڈاڑھی کو دھونا چاہا۔ حضرت ابراہیم کا اونٹ دروازے پر جھک گیا۔ حضرت ابراہیمؑ نے اپنا پاؤں پتھر پر رکھا۔ حضرت ہاجرہ نے آپ کا سر دھویا۔ جس وقت دائیں جانب سے دھویا اور پتھر کو بائیں جانب لے آئیں اور اس پر پاؤں رکھا پھر دوسری طرف سے دھویا۔ اس طرح حضرت ابراہیم کا پاؤں اس پتھر پر نشان بن کر نمایاں ہو گیا۔

منبر کعبہ سب سے پہلے جس شخص نے کعبۃ اللہ میں منبر پر کھڑے ہو کر خطبہ دیا وہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ تھے۔ اور اپنے دور خلافت شام سے منبر بنا کر اپنے ساتھ لائے۔ یہ چھوٹا منبر تھا اور اس کے تین پائے تھے۔ اس سے پہلے امراء، خلفاء اور صحابہ کا یہ طریقہ نہیں تھا کہ منبر پر کھڑے ہو کر خطبہ دیں وہ کعبۃ اللہ میں زمین پر کھڑے ہو کر خطبہ دیا کرتے تھے۔ ہارون الرشید نے حج کیا۔ تو والیٔ مصر نے اس کے لیے ایک بہت بڑا منبر نصب کیا اس کے نو پائے تھے۔ واثق نے حج کے موقع پر تین منبر رکھائے۔

ایک ۱ مکہ مکرمہ میں

ایک ۲ منا میں

اور ایک ۳ میدان عرفات میں

منا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرمایا کرتے تھے کہ منا اپنے مہمانوں کے لیے کشادہ ہوتا جائے گا۔ جس قدر مخلوق خدا آتی جائے گی یہ کھلتا جائے گا۔ مکہ مکرمہ سے چار میل کا فاصلہ ہے اور منا بھی حرم میں داخل ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ منا کو اس لیے منا کہا جاتا ہے کہ جن دنوں حضرت آدم علیہ السلام مکہ مکرمہ آئے اور حضرت جبرئیل علیہ السلام آپ سے جدا ہونے لگے تو کہا کوئی خواہش ہو تو بتائیں حضرت آدم علیہ السلام نے کہا تَمَنَّيْتُ الْجَنَّةَ "مجھے جنت کی تمنا ہے"

marfat.com

اس مقام کو آج تک منا کہا جاتا ہے۔ کیونکہ یہاں حضرت آدم علیہ السلام نے اپنی امنیت کو ظاہر کیا تھا۔

مسجد خیف مسجد خیف کے بیس دروازے ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم جب بھی مکہ مکرمہ میں جاتے ہیں تو مسجد خیف میں ٹھہرتے ہیں۔ یہ منا میں ہے اس کے درمیان ایک مینارہ ہے اور منارے کے پاس ہی حضرت آدم کی قبر ہے۔ سارا سال یہاں سرسبزی رہتی ہے۔

حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں پچھتر انبیاء نے خانہ کعبہ کا طواف کیا اور مسجد منا میں نمازیں ادا کرتے رہے اگر تم چاہتے ہو کہ تمھاری کوئی نماز فوت نہ ہو، تو مسجد منا میں نماز ادا کرو۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ مقام صخرہ بھی منا میں ہے۔ یہ وہ جگہ ہے جہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بیٹوں سیدنا اسمٰعیل علیہ السلام اور اسحٰق علیہ السلام کو ذبح کے لیے پیش کیا تھا مگر ان کی بجائے دنبہ ذبح کیا گیا۔ مگر یہ وہی دنبہ تھا جسے حضرت آدم علیہ السلام اور ان کے بیٹوں نے پہلی بار ذبح کیا۔ اس دنبے کو یا اس کی اولاد کو یا اس کی اولاد کو اللہ تعالیٰ نے اتنا محفوظ رکھا کہ سیدنا اسمٰعیل علیہ السلام کے ذبح کے وقت یہی دنبہ پیش کیا گیا۔ اور ذبح ہوا اس دنبے کی بڑی بڑی سرگیں آنکھیں تھیں بڑا سر تھا اور بڑی آواز نکالتا تھا۔ سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے اپنے فرزند اسمٰعیل علیہ السلام کے گلے پر چھری پھیری تو آواز آئی ذرا آہستہ آہستہ، یہ ان کے راستہ میں قربان ہو رہا ہے۔ حضرت ابراہیم نے غور سے دیکھا تو دنبہ تھا جو ذبح ہو چکا تھا یہی وہ جگہ ہے جہاں مسجد کبش تعمیر ہوئی۔ منا سے مزدلفہ دو میل کے فاصلہ پر ہے مزدلفہ سے لے کر مسجد عرفہ تین میل کا فاصلہ ہے۔ مزدلفہ موقف قرار دیا گیا ہے۔

حرم پاک مَنْ نَصَبَ انصاب الحرم۔ ابراھیم علیہ السلام۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جس شخص نے سب سے پہلے حرم کے پتھر درست کیے وہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام تھے۔ حضرت جبرئیلؑ آپ کو بتاتے جاتے

marfat.com

تھے کہ پتھروں کو کس ترتیب سے لگایا جائے۔ فتح مکہ کے دن سید نا رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی آدمی کو بھیج کر تمیم بن اسد الخزاعی کو بلایا۔ تاکہ وہ شکستہ دیواروں کو مرمت کریں حضرت آدم علیہ السلام زمین پر آئے تو آپ کو بڑا ڈر لگ رہا تھا۔ آپ اس خوف کے دوران شیطانِ لعین سے اللہ کی جناب میں پناہ مانگ رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو حکم دیا انھوں نے مکہ مکرمہ کو گھیر لیا۔ جہاں جہاں فرشتے کھڑے ہوں اس کے اندر کی زمین کو حرم قرار دے دیا گیا۔

حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جس دن حضرت آدم علیہ السلام زمین پر اُترے تو آپ بہشت کی مفارقت سے بڑے اداس اور پریشان تھے آپ اتنے روئے کہ فرشتوں کو بھی ان کے رونے پر ترس آیا۔ اور وہ بھی رونے لگے اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم کی دلدہی کے لیے بہشت سے ایک خیمہ بھیجا وہ اس جگہ نصب کیا گیا جہاں ان دنوں کعبۃ اللہ کی عمارت ہے۔ اس وقت ابھی کعبہ نہیں تھا۔ یہ خیمہ یاقوت سرخ کا بنا ہوا تھا۔ یہ یاقوت بھی بہشت سے آئے تھے۔ اس میں تین قندیلیں روشن تھیں ان سے بہشت کی روشنیاں نکل رہی تھیں جوں جوں اس خیمہ میں روشنی ہوتی گئی حضرت آدم علیہ السلام خوش ہوتے گئے۔ حضرت آدم علیہ السلام مکہ شہر کی طرف بڑھے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس جگہ کو مصئون اور مامون بنا دیا۔ اس خیمہ کو فرشتوں نے گھیر لیا اس پر حرم شریف کے پتھر رکھے ہوئے تھے۔ یہ فرشتے نگران تھے۔ دیو اور پریاں نزدیک نہیں آسکتی تھیں اس وقت بہشتی روشنیوں کے علاوہ بہشتی ہوائیں چل رہی تھیں۔ اس وقت تک تمام زمین پاک اور صاف تھی۔ ابھی تک کوئی خون ناحق اس زمین پر نہ گرا تھا۔ کسی نے گناہ کا ارتکاب نہیں کیا تھا۔ اس وقت تک زمین بھی ملائکہ کا مسکن تھا۔ وہ جس طرح آسمانوں پر تسبیح کرتے ویسے ہی زمین پر تسبیح پڑھتے تھے۔ وہ خیمہ اپنی جگہ پر نصب رہا اور جب تک حضرت آدم زندہ رہے یہ خیمہ اپنی جگہ قائم رہا۔ جب آپ کا انتقال ہوا وہ خیمہ بھی زمین سے اٹھا لیا گیا۔

marfat.com

۴۰

چاہِ زمزم کی کھدائی

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جب سیدنا ابراہیمؑ کی زوجہ حضرت ہاجرہ اور حضرت سارہ کے درمیان مناقشت پیدا ہوئی تو حضرت ابراہیمؑ حضرت ہاجرہ کو لے کر مکہ مکرمہ آ گئے۔ ان دنوں حضرت اسماعیل ابھی گود میں تھے۔ اور حضرت ہاجرہ کے پاس دنیا کی کوئی چیز نہیں تھی۔ صرف ایک مشکیزہ تھا جس سے پانی پی لیتے تھے۔ حضرت اسماعیل صرف دودھ پیتے تھے۔ ابھی اور کوئی چیز نہیں کھا سکتے تھے۔ حضرت ابراہیم ان دونوں ماں بیٹا کو وہاں چھوڑ کر واپس چلے گئے۔ آپ جانے لگے تو حضرت اسماعیل علیہ السلام کی والدہ حضرت ہاجرہ نے آواز دی کہ آپ ہمیں کس کے حوالے کیے جا رہے ہیں؟

آپ نے فرمایا: "اللہ کے حوالے۔"

حضرت ہاجرہ نے کہا: "میں راضی ہوں کہ آپ مجھے اللہ کے حوالے کیے جا رہے ہیں۔"

آپ ایک درخت کے نیچے بیٹھ گئیں بچے کو بھی زمین پر لٹا دیا۔ اور مشکیزہ درخت کی ایک ٹہنی سے لٹکا دیا۔ خود مشکیزے سے پانی پی لیتیں اور بچے کو دودھ پلا دیتیں۔ ایک وقت آیا کہ پانی ختم ہو گیا۔ اور دودھ بھی بھوک اور پیاس کی وجہ سے خشک ہو گیا۔ حضرت اسماعیل بھوک کی وجہ سے نڈھال ہو گئے۔ ان کو ڈر تھا کہ بچہ بھوک اور پیاس سے کہیں مر نہ جائے۔ وہاں سے اٹھیں اور ادھر ادھر پانی کی تلاش میں گھومنے لگیں کوہِ صفا پر گئیں کہ کہیں سے پانی نہیں تو انسان ہی مل جائے جس سے پانی مل جائے۔ پھر کوہ مروہ پر گئیں شاید وہاں سے کسی کا پتہ ملے۔ پھر دل میں خیال آیا

marfat.com

کہ میرے اِدھر ادھر دوڑنے پر کہیں بچہ مر نہ جائے۔ اسی پریشانی کے عالم میں تین یا چار بار صفا اور مروہ پر گئیں۔ واپس آئیں حضرت اسماعیل ابھی اسی حال میں تھے اس طرح دہ سات بار آتی جاتی رہیں۔

نبی کریم صاحب کوثر و تسنیم فرماتے ہیں یہ ابتدائی سعی تھی۔ جو حضرت ہاجرہ نے صفا اور مروہ کے درمیان کی تھی۔ پھر آئیں اور جاتیں اور بیٹے کو ویسے ہی پاتیں آخرکار حضرت ہاجرہ نے ایک آواز سنی لیکن آواز دینے والا نظر نہ آیا۔ کہنے لگیں اے آواز دینے والے اگر تم کسی نیکی کے ساتھ آئے ہو تو میری فریاد سنو۔ اور میرے قریب آؤ حضرت جبرئیل علیہ السلام نمودار ہوئے اور زمین پر ایک ٹھوکر ماری۔ جس سے چشمہ آب ظاہر ہوا۔ وہاں سے پانی بہنے لگا حضرت ہاجرہ کو خطرہ ہوا کہ کہیں پانی دور نہ بہہ جائے۔ مٹی اٹھا کر اس کے اردگرد نالہ بنانے لگیں۔ اور منہ سے کہتیں زم زم (رک جاؤ)

حضرت ابن عباس فرماتے ہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر حضرت اسماعیل کی والدہ اس دن پانی کو نہ روکتیں تو زمزم کا چشمہ جاری و ساری رہتا، حضرت ہاجرہ مشکیزہ لائیں پانی سے بھرا، حضرت اسماعیل کو پلایا خود بھی پیا، حضرت اسماعیل کو دودھ پلایا پرندوں نے اڑتے اڑتے اس وادی میں پانی دیکھا۔ جمع ہونے لگے۔ شام سے ایک کارواں جو قبیلہ جرہم کے لوگوں پر مشتمل تھا گذر رہا تھا۔ انھوں نے پرندوں کو اس چشمے کا رخ کرتے دیکھا تو ادھر آئے دو آدمیوں کو صورتِ حال معلوم کرنے کیلیے آگے بھیجا کہ یہاں پرندے کیوں جمع ہو رہے ہیں۔ وہاں پہنچے ماں بیٹے کو بیٹھے دیکھا ان سے باتیں کیں۔ اور واپس جا کر قافلہ والوں کو اطلاع دی۔ تمام کارواں وہاں آیا اور پڑاؤ ڈال دیا۔ حضرت اسماعیل کی والدہ کو بہت سے تحفے دیے۔ خوشی کا اظہار کیا اور پوچھنے لگے یہ پانی کہاں سے آیا ہے اور کس کی ملکیت ہے؟ فرمانے لگیں یہ میری ملکیت ہے انھوں نے کہا کیا آپ اجازت دیں گی کہ ہم لوگ یہاں آئیں اور قیام کریں آپ نے فرمایا ہو سکتا ہے۔ چنانچہ ان لوگوں نے اپنے اہل وعیال کو وہاں ہی بلالیا اور اسی چشمہ زمزم پر اپنے خیمے لگا لیے۔ اور درخت کے نیچے اور اردگرد ایک قبیلہ

marfat.com

آباد ہوگیا۔

یہ لوگ خانہ کعبہ کی عزت نہیں کرتے تھے اور عام لوگوں کی طرح کئی قسم کے گناہوں کا ارتکاب کرتے کچھ عرصہ کے بعد یہ پانی خشک ہوگیا اور چشمہ بند ہوگیا۔

عام الفیل تک آبِ زمزم کا یہ چشمہ بند رہا۔ حضرت عبدالمطلب ان دنوں جوان تھے مگر آپ نے قسم کھائی کہ خواہ کتنے ہاتھی حملہ کریں میں اللہ کا یہ گھر نہیں چھوڑوں گا چنانچہ وہ خانہ کعبہ کے نزدیک بیٹھ گئے۔ قریش آپ کے پاس گئے۔ آپ اس وقت یہ شعر پڑھ رہے تھے۔

اللّٰھُمَّ اِنَّ الْمَرْءَ یَمْنَعُ رَحْلَهٗ فَامْنَعْ رِحَالَكَ

"اے اللہ! تمام لوگ اپنے گھر کی حفاظت کرتے ہیں تو بھی اپنے گھر کی حفاظت فرما۔"

چنانچہ حضرت عبدالمطلب ابھی وہاں ہی تھے کہ ابرہہ کے ہاتھی شکست کھا کر بھاگنے لگے۔ حضرت عبدالمطلب کے ہاں سب سے پہلا بیٹا حارث پیدا ہوا۔ ادھر حضرت عبدالمطلب کو حکم دیا گیا کہ وہ زمزم کے چشمہ کو دوبارہ کھودیں عبدالمطلب نے کہا اے اللہ مجھے واضح فرما کہ کہاں سے کھودوں زمزم۔ ایک بار پھر حکم ہوا۔ کہ تم صبح اس جگہ پھر کھدائی کرو۔ جہاں ایک کوا چیونٹی کے سوراخ پر چونچیں مارتا نظر آئے گا۔ حضرت عبدالمطلب صبح اٹھے اور بیت الحرام میں جا بیٹھے۔ اور ان نشانیوں کا انتظار کرنے لگے اچانک آپ نے بازار میں دیکھا کہ لوگ ایک گائے ذبح کر رہے ہیں مگر گائے رسہ چھڑا کر وہاں سے بھاگی۔ اور مسجد حرام میں گھس آئی۔ اور وہاں ہی آ گری لوگوں نے اسے پکڑ کر وہاں سے ہٹا لیا اور چمڑہ اتارنا شروع کر دیا۔ گوشت بنایا گوبر کو وہاں ہی پھینکا خون وہاں ہی تھا۔ حضرت عبدالمطلب دیکھ رہے تھے۔ کہ ایک کوا اڑتا اڑتا وہاں آ بیٹھا اور چیونٹیوں کے ایک سوراخ پر چونچیں مارنے لگا۔ حضرت عبدالمطلب اٹھے اور اس جگہ سے مٹی کھودنی شروع کر دی۔ قریش نے دیکھا تو کہا عبدالمطلب یہ کیا کر رہے ہو آپ نے فرمایا میں یہاں کنواں کھود رہا ہوں اور میری کوشش ہے کہ یہاں سے پانی نکل آئے

marfat.com

حضرت عبدالمطلب اور حارث کنواں کھودتے رہے اس وقت حضرت عبدالمطلب کا صرف یہی بیٹا تھا۔ قریشیوں سے ایک طبقہ اٹھا۔ اور کہنے لگا ہم مسجد کی کھدائی کی اجازت نہیں دیں گے۔ وہ جھگڑنے لگے مگر ایک طبقہ آگے بڑھا۔ وہ حضرت عبدالمطلب کو یہ کام کرتے دیکھتے مگر نہ روکتے نہ جھگڑتے۔ کنوئیں کی کھدائی میں سخت مشکلات آئیں تو حضرت عبدالمطلب نے کہا اے اللہ! اگر میرے دس بیٹے ہوتے تو میں کنواں آسانی سے کھود لیتا اور اپنا آخری بیٹا تیرے راستہ میں قربان کرتا۔ وہ کھودتے گئے۔ حتیٰ کہ پانی نکل آیا۔ عبدالمطلب اور حارث کنوئیں سے پانی نکالتے جاتے اور ساتھ ہی ایک حوض بنا کر پانی جمع کرتے جاتے۔ ان کی خواہش تھی کہ یہ پانی حاجیوں کے لیے ذخیرہ کر لیا جائے عربوں کے چند لوگوں کو اس بات پر بڑا حسد ہوا۔ انھوں نے وہ حوض بھی توڑ پھوڑ دیا۔ حضرت عبدالمطلب کئی بار مرمت کرتے مگر وہ پھر توڑ پھوڑ دیتے تھے۔ حضرت عبدالمطلب ان کے اس رویہ پر سخت شکستہ دل تھے۔ آپ اللہ کی بارگاہ میں روئے۔ اللہ تعالیٰ نے انھیں خواب میں حکم دیا کہ تم صبح یہ دعا پڑھو۔

اللھم انی لا احلھا لمغتسل ولکن ھو للشارب حل وجل۔

اے اللہ! میں آبِ زمزم سے نہانے کے لیے اجازت نہیں دیتا بلکہ پانی پینے کی عام اجازت دیتا ہوں"۔

اس کے بعد لوگوں نے حوض توڑنا چھوڑ دیا۔ اور اس طرح پانی محفوظ رہا۔ حضرت عبدالمطلب نے اس کے بعد کئی شادیاں کیں۔ جن سے آپ کے ہاں دس بیٹے پیدا ہوئے آپ نے فرمایا اے اللہ! میں نے نذر مانی تھی۔ کہ اگر تو مجھے دس بیٹے دے گا تو ایک بیٹا تیری راہ میں قربان کروں گا۔ اب میں قرعہ اندازی کرتا ہوں۔ اور تو جس کے نام قرعہ دے گا اسی کو قربان کروں گا۔ چنانچہ قرعہ اندازی ہوئی۔ حضرت عبداللہ کا نام نکلا حالانکہ یہی بچہ آپ کو سب بچوں سے پیارا تھا۔

ایک اور روایت میں آیا ہے کہ حضرت عبدالمطلب کہتے ہیں میں حجر میں سویا ہوا تھا تو مجھے کسی نے آواز دی۔ طیبہ کھودو! میں نے کہا یہ طیبہ کیا ہے؟ دوسرے دن

marfat.com

پھر سویا تو آواز آئی ۔ برہ کھودو ۔ میں نے کہا یہ برہ کیا ہے؟ تیسرے دن آواز آئی زمزم کھودو ۔ میں نے پوچھا زمزم کیا ہے ۔ آواز آئی وہ ایک کنواں ہے جو حاجیوں کے لیے پانی مہیا کرے گا ۔ وہاں ایک چیونٹی کا سوراغ ہے ۔ حضرت عبد المطلب اس سوراغ کو تلاش کر رہے تھے دیکھا کہ ایک کوا چیونٹی کی بل پر چونچیں مار رہا ہے ۔ حضرت عبد المطلب اور حارث نے کنواں کھودنا شروع کیا جب پانی کا چشمہ پھوٹا تو حضرت عبد المطلب نے نعرہ تکبیر بلند کیا قریش سمجھ گئے کہ عبد المطلب کا کام ہو گیا ہے ۔ تمام جمع ہو گئے اور کہنے لگے عبد المطلب ! یہ اسماعیل کا چشمہ ہے ہمارا اس پر مشترکہ حصہ ہے اس میں آپ ہمیں خود بخود ہی شریک کر لیں ۔ حضرت عبد المطلب نے کہا میں ایسا نہیں کروں گا ۔ یہ اللہ تعالیٰ نے میرے ہاتھوں نکالا ہے ۔ قریش کہنے لگے جب تک ہمارے اور تمھارے درمیان کوئی منصف یا کالم فیصلہ نہ کر لے ہم صبر نہیں کریں گے حضرت عبد المطلب نے کہا کالم یا منصف کون ہو گا ۔ کہنے لگے شام کی ایک کاہنہ ہے جو قبیلہ سعدیہ سے تعلق رکھتی ہے ۔ ہم اس جھگڑے میں اسے کالم بناتے ہیں ۔

چنانچہ حضرت عبد المطلب ایک مجمع لے کر بیٹھ گئے ۔ آپ کے ساتھ عبد مناف بھی تھے ۔ قریش کے ہر قبیلہ کا آدمی موجود تھا ۔ ان دنوں مکہ کے نواح کی زمین عام طور پر بنجر اور بیابان تھی ۔ باہر نکل آئے وہ حجاز اور شام کے ایک بیابان میں جمع ہوئے وہاں پانی کا ذخیرہ ختم ہو گیا ۔ ہر ایک پیاسا تھا اور ان کے لیے زندگی گذارنا مشکل ہو گیا قبائل عرب سے پانی مانگا مگر انھوں نے انکار کر دیا اور کہا ہم اس بیابان میں آپ ہی کی طرح ہیں ۔ ہمیں ڈر ہے کہ کہیں ہمارا بھی پانی ختم ہو جائے ۔ جب حضرت عبد المطلب نے یہ صورت حال دیکھی تو اپنے ساتھیوں سے پوچھا کہ ان کی کیا رائے ہے ۔ وہ کہنے لگے ہماری رائے آپ کے حکم کے تابع ہے ۔ آپ جو کچھ کہیں وہی کریں گے ۔ حضرت عبد المطلب فرمانے لگے میرا خیال ہے کہ آپ میں سے ہر ایک اپنی اپنی قبر کھودے ۔ اور جو کھود تا مر جائے اسے اس کی قبر میں دفنا دیا جائے ۔ حتیٰ کہ صرف ایک شخص باقی رہ جائے اس طرح تمام کے ضائع ہونے کی بجائے ایک کا ضائع ہونا اچھی بات ہے ۔ چنانچہ

marfat.com

ہر ایک نے اپنی اپنی قبریں کھودنا شروع کر دیں۔ اور اپنی اپنی قبر میں بیٹھ کر موت کا انتظار کرنے لگے۔ حضرت عبدالمطلب نے فرمایا کہ اگر ہم اپنے ساتھیوں کو ایک ایک کر کے دفن کریں تو یہ بہت بُری بات ہو گی۔ ہمیں کوئی ایسا حیلہ کرنا چاہیے تاکہ اللہ تعالیٰ ہمیں اس عذاب سے نجات دے۔ اٹھو یہاں سے چلیں۔ اور دیکھیں کہاں تک پہنچتے ہیں چنانچہ سارے لوگ چل پڑے۔ قریش کی ایک جماعت دیکھتی رہی کہ اب کیا ہوتا ہے؟ حضرت عبدالمطلب اپنی اونٹنی پر بیٹھے اور روانہ ہوئے مگر آپ کی اونٹنی کے پاؤں کے نیچے سے پانی کا چشمہ ابل پڑا۔ حضرت عبدالمطلب نے نعرہ تکبیر بلند کیا۔ تمام ساتھیوں نے بھی نعرہ تکبیر بلند کیا۔ نیچے اترے پانی پیا۔ تمام احباب نے بھی پانی پیا، مشکیزہ بھر لیا چنانچہ قریش کے تمام قبائل اس پانی کے چشمہ کے ارد گرد جمع ہو گئے۔ تمام نے سیر ہو کر پانی پیا، اپنے اپنے مشکیزے بھر لیے۔ قریش کے قبائل نے کہا کہ

"ہم نے اس بیابان میں کسی جھگڑے کے بغیر اللہ کے حکم سے پانی حاصل کر لیا ہے اسی طرح اگر ہم زمزم کے پانی کو پانا چاہتے ہیں تو ہمیں جھگڑا نہیں کرنا چاہیے۔ جس اللہ نے ہمیں بیابان میں پانی دیا ہے اس نے زمزم کا پانی عطا فرمایا ہے۔"

چنانچہ یہ تمام لوگ وہاں سے واپس آ گئے اور کاہنہ کے پاس جانے کی بجائے مکہ میں آ گئے۔ اور حضرت عبدالمطلب کو زمزم کا نگران تسلیم کر لیا۔

اب حضرت عبدالمطلب نے اپنی نذر کے مطابق قرعہ اندازی کی۔ مگر حضرت عبداللہ کا نام آیا۔ حضرت عبدالمطلب نے اپنے بیٹے عبداللہ کو ذبح کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ مگر اشرف قریش نے اٹھ کر حضرت عبدالمطلب کو ایسا کرنے سے منع کر دیا اور کہا اگر آج آپ نے اپنے بیٹے کو ذبح کر دیا۔ تو عربوں میں یہ ایک رسم چل نکلے گی۔ قریش نے حضرت عبدالمطلب کو بتایا کہ حجاز میں ایک عرافہ نامی عورت ہے جس کے جن اور پریاں تابع ہیں اسے پوچھیں آیا عبداللہ کو ذبح کرنا چاہیے یا نہیں۔ چنانچہ قریش کا ایک وفد مدینہ منورہ میں آیا عرافہ سے ملا اور اسے تمام واقعات سنانے کے بعد

marfat.com

پوچھا کہ آیا عبداللہ کو ذبح کرنا چاہیے یا نہیں۔ اس نے کہا میری تابع پریاں آتی ہیں میں ان سے پوچھوں گی۔ لوگ دوسرے دن اس کے پاس آئے اس نے کہا تم ایک اونٹ کے بدلے کتنے اونٹ کفارہ دیتے ہو۔ انھوں نے بتایا کہ دس اونٹ وہ عورت کہنے لگی تم اپنے وطن واپس چلے جاؤ۔ اور دس اونٹوں اور عبداللہ کے نام قرعہ اندازی کرلو۔ قرعہ جس کا نام منتخب کرے اسے ذبح کرلینا۔ اگر دس اونٹوں پر قرعہ آئے تو دس ذبح کردینا اگر عبداللہ پر آئے تو اونٹوں میں اضافہ کرکے پھر قرعہ اندازی کرنا۔ وہ لوگ مکہ مکرمہ میں واپس آئے اور اس عورت کی بات کو بیان کیا، قرعہ اندازی کی مگر حضرت عبداللہ کا نام نکلا۔

حضرت عبدالمطلب نے اونٹوں کی تعداد زیادہ کردی۔ پھر قرعہ اندازی کی پھر حضرت عبداللہ کا نام نکلا۔ اس طرح ایک سو اونٹ قرعہ اندازی میں آئے۔ آخر کار اونٹوں کے نام قرعہ نکلا تو حضرت عبدالمطلب نے اپنے بیٹے کی بجائے سو اونٹ ذبح کردیے یہی وجہ ہے کہ حضورؐ نے فرمایا تھا

"اَنَا ابْنُ الذَّبِيحَيْن (میں دو ذبیحوں کا بیٹا ہوں) ایک حضرت اسمٰعیل تھے دوسرے حضرت عبداللہ"۔

وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ ایک اور روایت میں فرماتے ہیں کہ آبِ زمزم کے پینے سے انسان سیر ہوجاتا ہے۔ اور بیماری سے شفا پاتا ہے۔ حضرت وہب آبِ زمزم بہت زیادہ پیتے۔ اور کہتے مجھے اللہ کی قسم ہے آبِ زمزم سے کچھ نہیں بگڑتا شفاہی شفا ہے۔

سیدنا علی کرم اللہ وجہہٗ فرماتے ہیں دنیا میں بہترین وادی، وادیٔ مکہ، پھر ایک اور وادی ہندوستان میں ہے جہاں حضرت آدم علیہ السلام نازل ہوئے۔ پھر ایک وہ وادی ہے جہاں قوم عاد رہتی تھی۔ یہ وادی حضرموت ہے اسی طرح دنیا بھر میں زمزم کا کنواں بہترین کنواں ہے۔ اور بدترین کنواں برہوت ہے جہاں کفار کی روحیں قید کی جائیں گی۔ حضرت جابر فرماتے ہیں کہ حضورؐ نے فرمایا۔ آبِ زمزم جس نیت سے

marfat.com

پیا جائے وہ پوری ہو جاتی ہے۔ آپ نے فرمایا آبِ زمزم کو دنیا کے تمام پانیوں پر فخر حاصل ہے۔ آپ کوہ بوقبیس کو آبِ زمزم پر پھینکا گیا مگر آبِ زمزم غالب رہا

حضرت ضحاک فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ تمام دنیا سے اچھے اچھے پانی اٹھالے گا۔ فقط آبِ زمزم رہے گا۔ تمام پانی زمین میں چلے جائیں گے مگر آبِ زمزم اپنی جگہ رہے گا۔ زمین اپنے پیٹ سے تمام زر و سیم اور خزانے باہر پھینک دے گی۔ وہ لوگوں کو کہے گی یہ اٹھالو۔ تم کل جمع کرتے رہے ہو۔ آج لے لو حضرت ضحاک فرماتے ہیں کہ آبِ زمزم پینے سے پہلو کھلتے ہیں اور نفاق کم ہوتا ہے آبِ زمزم پینے سے بخار ختم ہو جاتا ہے درد سر دور ہو جاتا ہے اس میں دیکھنے سے آنکھوں کی روشنی میں اضافہ ہوتا ہے۔ ایک وقت آئے گا کہ آبِ زمزم دریائے نیل اور فرات سے زیادہ ہو گا۔ اور خوش ذائقہ بھی ہو گا۔

marfat.com

۴۱

مدینہ پاک اور گنبدِ خضرا کی فضیلت

ع اے خنک شہرے کہ دروے دلبراست

روایات میں آیا ہے کہ مروان بن الحکم نے مکہ مکرمہ میں خطبہ دینا شروع کیا ایک دن منبر پر بیٹھے مکہ کے فضائل بیان کر رہے تھے۔ اور کہتے تھے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے مکہ پر جن اکرام و انعام کی بارش کی ہے۔ اس کی مثال کہیں نہیں ملتی۔ وہ اس موضوع پر بڑی لمبی گفتگو کر رہا تھا۔ رافع بن خدیج بھی منبر کے ساتھ ہی بیٹھے تھے۔ اور اس کی باتیں سن رہے تھے وہ اٹھے اور کہنے لگے آپ نے مکہ کی بڑی تعریف کی، بڑا مبالغہ کیا میں سنتا رہا اس سے انکار نہیں کہ مکہ بڑا محترم شہر ہے مگر آپ نے مدینہ منورہ کا ذکر نہیں کیا۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے حضورؐ کی زبان سے سنا ہے کہ آپ نے فرمایا:۔

" المدینة افضل من مکة (مدینہ مکہ سے افضل ہے)"

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جن دنوں حضور نبی کریم مکہ سے نکلے تو مکہ کو دیکھ کر فرمانے لگے۔ اے اللہ! مجھے اس شہر سے نکلنا پڑا جو مجھے بڑا محبوب تھا اور دنیا کی تمام بستیوں سے مجھے پسند تھا۔ اب مجھے ایسی جگہ عطا فرما جو تجھے تمام جہان سے پسند ہو۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے آپ کا مسکن مدینہ پاک بنا دیا۔ مدینہ پاک حرم ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غارِ ثور سے لے کر جبلِ نور تک تمام علاقہ حرم قرار دیا ہے۔ پرانے زمانہ میں مدینہ کا نام یثرب تھا۔ حضورؐ کے آنے پر اس شہر کا نام طیبہ رکھا گیا۔

اس کتاب کے مؤلف (شیخ ابوسعید واعظہ) بیان کرتے ہیں کہ لوگ مدینہ منورہ کے

marfat.com

معاملہ میں اختلاف کرتے تھے۔ کہ آیا مدینۃ النبیؐ حرم ہے یا نہیں جس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مکہ کو حرم قرار دیا ہے اور اس وادی میں شکار کرنا یا درخت کاٹنا بھی حرام ہے اسی طرح مدینہ پاک کو حضور اکرم نے حرم قرار دیا ہے مگر مدینہ پاک کے شکار اور درختوں کے کاٹنے کی حرمت بیان نہیں کی۔ بعض علماء نے کہا ہے کہ مدینہ پاک اپنی عظمت اور فضیلت کی وجہ سے حرم ہے۔

ہشام بن عروہ نے روایت کی ہے کہ ہم نے حضرت عائشہ صدیقہ سے سنا وہ فرمایا کرتی تھیں تمام شہر تلوار سے فتح ہوئے ہیں لیکن مدینہ پاک قرآن کی تلاوت سے فتح ہوا۔ مدینہ نبی پاک کی ہجرت کا شہر ہے۔ نبی پاک کی ازواج کا شہر ہے نبی پاک کی آرام گاہ کا شہر ہے۔

حضورؐ نے فرمایا

"اَلْمَدِیْنَۃُ مُہَاجَرِیْ۔ فِیْہَا بَیْتِیْ وحق علیٰ کُلِّ مسلم زیارتہٖ

(مدینہ میری ہجرت گاہ ہے، میرا گھر ہے اور شہر کی زیارت کرنے کا ہر مسلمان کو حق ہے)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب نبی کریم صاحب کوثر و تسنیم مکہ مکرمہ سے باہر آئے تو مکہ میں آپ کی عدم موجودگی سے تمام چیزیں تاریکی میں ڈوب گئیں جب مدینہ پاک میں پہنچے تو مدینہ پاک کی ہر چیز روشن ہو گئی۔ در و دیوار جگمگا اٹھے حضرت انسؓ نے مزید فرمایا جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ پہنچے تو منذر بن عمرو، ابو دجانہ اور وہاں کے اشراف اور مکرم بزرگوں کی ایک جماعت اٹھی اور عرض کی یا رسول اللہ آپ ہمارے غریب خانے میں ٹھہریے۔ حضورؐ نے فرمایا اللہ تعالیٰ تمہارے گھروں کو برکات سے بھر دے۔ میری اونٹنی کو کھلا چھوڑ دو اسے اللہ کا حکم دیا گیا ہے کہ کہاں بیٹھے اور کہاں رُکے۔ چنانچہ یہ اونٹنی حضرت ابوایوبؓ انصاری کے دروازے پر جا بیٹھی جبار بن صخر آئے اور اونٹنی کے پاؤں پر مارنے لگے اور اونٹنی کے پہلو پر ٹھوکریں مارتے جاتے تاکہ اٹھ بیٹھے۔ حضرت ایوب نے کہا میرے گھر کے دروازے سے اونٹنی کو

marfat.com

اٹھا رہے ہو۔ بخدا اگر مجھے رسول اللہ کا ادب ملحوظ نہ ہوتا تو میں تجھے تلوار کی نوک سے ٹوکتا۔ لوگ جمع ہو گئے باتیں کرنے لگے۔ حضرت ایوب انصاری کی والدہ گھر سے باہر آئیں وہ حضور کا سامان اور دوسری چیزیں اندر لے جانے لگیں رسول اللہ نے دیکھ کر فرمایا انسان تو اپنے سامان کے ساتھ ہی جاتا ہے۔ چنانچہ حضرت ایوب انصاری کے گھر قیام فرما ہوئے۔ اس گھر کے دو حصے تھے۔ حضورؐ نچلے حصہ میں ٹھہرے حضرت ایوب انصاری بالائی حصہ میں تھے۔ صبح ہوئی تو ایوب انصاری نے کہا یا رسول اللہ میں آج ساری رات نہیں سو سکا۔ میں سوچتا رہا کہ میں نے اپنی جان پر ظلم کیا ہے کہ حضور نچلے حصہ میں سوئیں اور میں بالائی حصہ میں۔ کل سے میں نچلے حصہ میں رہوں گا آپ بالائی حصہ میں حضورؐ نے فرمایا نہیں یہ حصہ میرے لیے بھی آرام دہ ہے اور مجھے ملنے کے لیے آنے والوں کے لیے بھی آسانی بخش ہے۔ حضرت ایوب انصاری اس وقت تک روتے رہے جب تک حضور نے بالائی حصہ پر رہنا پسند نہیں فرما لیا۔

حضور نبی کریم رؤف الرحیم نے فرمایا:۔

مَنْ جَاءَنِی زائرا مدینۃ	جو شخص میرے شہر میں آیا اور میری
عنہ الازیارتی کان حقًا	زیارت کے لیے آیا تو وہ اللہ کی
علی اللہ ان اکون لہٗ	بخشش کا مستحق ہو گا اور میں اس کا
شفیعًا ط	شفیع ہوں گا۔

حضورؐ نے فرمایا جو شخص میرے بعد میری قبر کی زیارت کرے گا وہ ایسے ہی زیارت کرے گا جس طرح اس نے زندگی میں زیارت کی۔ حضورؐ نے فرمایا جو شخص گھر سے نکلا میری مسجد میں باوضو نماز ادا کی۔ اور یوں محسوس کرے کہ جس طرح آج ہی آزاد ہوا ہے۔ ایک اور حدیث میں فرمایا دنیا میں صرف تین مسجدوں کے لیے سفر کرنا چاہیے مسجد الحرام، مسجد نبوی اور مسجد اقصیٰ اور فرمایا

ما بین قبری ومنبری علی	میری قبر اور منبر کے درمیان ایسی جگہ
ترعۃ من ترع الجنۃ	ہے جو جنت کا ٹکڑا ہوتا ہے۔

marfat.com

حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اللہ! تیرا ابراہیم تیرا بندہ ہے۔ تیرا نبی ہے تیرا خلیل ہے۔ اور اسی طرح تیرا محمد تیرا بندہ ہے تیرا رسول ہے۔ تیرا نبی ہے۔ تیرے ابراہیم نے اہلِ مکہ کے لیے رزق کی کثرت کی دعا کی تھی میں مدینہ والوں کے لیے کثرت رزق کی دعا کرتا ہوں جس طرح تو نے مکہ والوں کے لیے دعا قبول فرمالی تھی اسیطرح مدینہ والوں کے لیے دعا قبول فرما۔ انھیں رزق کی فراوانی دے ان کے میووں میں برکت دے اور مدینہ پاک کی محبت ہمارے دلوں میں منقش کر دے۔ جو یہاں وبا آئے اسے غم کی طرف بھیج دے۔ (غم اس وادی میں ایک گاؤں ہے) اسی طرح ایک اور مقام پر فرمایا۔ اے اللہ میں نے دو پہاڑوں کے درمیان مدینہ پاک کو حرم قرار دیا ہے۔ جس طرح تو نے حضرت ابراہیم کے کہنے پر مکہ مکرمہ کو حرم بنا دیا۔

حضرت جابر بن عبداللہ روایت کرتے ہیں ایک اعرابی حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور بعیت کی، اسلام قبول کیا اس اعرابی کو بخار ہو گیا وہ پھر حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوا کہنے لگا حضورؐ! آپ کی بعیت نے مجھے بیمار کر دیا ہے۔ حضورؐ نے فرمایا نہیں دراصل مدینہ منورہ لوہار کی بھٹی کی طرح ہے۔ آگ زنگار کو ختم کر دیتی ہے اور اسے خالص اور پاکیزہ بنا دیتی ہے۔

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضورؐ نے فرمایا جو شخص مدینہ پاک کی سختیوں اور تکلیفوں پر صبر کرے گا۔ میں قیامت کے دن اس کی شفاعت کروں گا حضورؐ نے فرمایا:۔

من استطاع منکم ان یموت بالمدینۃ فلیمت فانی من یمت فیہا اکن لہ شہیداً او شفیعاً	جو شخص مدینہ پاک میں رہتے ہوئے دنیا سے جائیگا اسے کہو وہ یہاں ہی مرے میں اس کا گواہ رہوں گا کیونکہ جو شخص مدینہ پاک میں جان دے گا میں اس کا گواہ ہوں گا اور قیامت کے دن شفاعت کروں گا۔

marfat.com

حضرت ابوہریرہ روایت کرتے ہیں کہ حضورؐ نے فرمایا بخدا مدینہ پاک میں لوگ اس طرح جمع ہوں گے اور محفوظ ہوں گے جس طرح سانپ اپنی بل میں محفوظ ہوجاتا ہے حضورؐ نے فرمایا دجال تمام روئے زمین کو پامال کر دے گا ۔ مگر اسے مکہ مکرمہ اور منورہ مدینہ آنے کی اجازت نہیں ہوگی ۔ جب وہ مدینہ کی طرف بڑھے گا تو اسے فرشتوں کی صفیں کھڑی دکھائی دیں گی ۔ وہ یہاں سے شورستان چلا جائے گا اور وہاں جاکر جکڑا جائے گا ۔ مدینہ میں تین بار زلزلہ آئے گا ۔ ہر منافق مرد اور عورت وہاں سے نکل کر دجال سے جاملے گا ۔

حضور نبی کریمؐ نے فرمایا ، جس شخص نے مدینہ والوں کو ڈرایا اللہ تعالیٰ اسے ڈرائے گا اور اس پر اللہ کی لعنت ہوگی ۔ اور قیامت کے دن تک وہ اللہ کے غضب میں رہے گا اور اللہ تعالیٰ اس کا نہ فدیہ قبول کرے گا نہ خیرات ۔

کہتے ہیں کہ حضور نبی کریم صاحب کوثر و تسنیم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایک شخص میدانِ جنگ میں نکلا اور ایک کافر پر حملہ کیا اس کافر نے کہا ۔ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ ۔ اس کے باوجود اس نے اسے قتل کر دیا ، واپس آیا تو اس نے یہ واقعہ حضورؐ کی خدمت میں بیان کیا ، تو حضورؐ نے اس سے منہ پھیر لیا ۔ اور فرمایا قیامت کے دن تمھاری کون دستگیری کریگا تم نے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ کا احترام و لحاظ نہیں کیا جب وہ شخص مرا اور اسے دفن کیا گیا مگر دوسری صبح لوگوں نے دیکھا کہ قبر نے اسے باہر پھینک دیا ہے ۔ اسی طرح اسے تین بار دفن کیا گیا مگر قبر قبول نہیں کرتی تھی ۔ حضورؐ کی خدمت میں واقعہ پیش کیا گیا تو آپ نے فرمایا قبر تو اس سے بھی بدترین آدمی کو قبول کر لیتی ہے ۔ اسے تو لوگوں کے لیے عبرت بنایا جا رہا ہے ۔ تاکہ لوگوں کو معلوم ہوجائے کہ حرمتِ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ کیا ہے جو شخص اس کلمہ کی عزت نہیں کرتا وہ ایسی سزا کا مستحق ہے ۔

کہتے ہیں ایک انصاری حضور کے لیے کچھ لکھا کرتا تھا لیکن بعد میں یہ شخص مرتد ہوگیا اور کہتا کہ رسول اللہ کو اچھی طرح لکھوانا بھی نہیں آتا ۔ میں جو چاہتا تھا لکھ لیا کرتا تھا ۔ وہ شخص مرا تو اسے رات کے وقت دفن کیا گیا ۔ صبح کے وقت دیکھا کہ اسے قبر نے باہر پھینک دیا ہے ۔ چنانچہ اسے کئی بار دفن کیا گیا مگر بار بار قبر سے باہر ہوتا اس کے

marfat.com

اہل وعیال نہایت شرمسار ہوئے اسے اٹھا کر لے گئے اور ایک غار میں پھینک آئے۔ العیاذ باللہ۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریمؐ سے سُنا ہے ان اللہ نسی المدینۃ طابتہ اللہ تعالیٰ نے مدینہ پاک کا نام مدینہ رکھا ہے۔ ابراء بن عازب نے کہا ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا

"من قال للمدینتہ یثرب فلیستغفر اللہ ھی طاب ثلث مرۃٍ

(جو شخص مدینہ کو یثرب کہے گا اسے چاہیے کہ تین بار طابہ، طابہ اور طابہ کہے)

مدینہ پاک بافضیلت شہر ہے اللہ تعالیٰ نے اسے نبی پاک کی آرام گاہ قرار دیا ہے اور آپ نے زندگی کا بہترین حصہ یہاں گذارا۔ یہ آیۃ کریمہ مدینہ پاک میں نازل ہوئی اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ۔[1] پھر مدینہ طیبہ دارالہجرت ہے۔ اس میں حضورؐ کا مرقد ہے قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَایَدْخُلُ الطاعون والدجال (اللہ تعالیٰ اس شہر میں طاعون اور دجال کو آنے کی اجازت نہیں دے گا) سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ اسلام آیا غریب تھا اور اس کا انجام بھی غریبوں میں ہوگا یہ اپنے مقام پر واپس جائے گا اور مسجدوں کے درمیان جمع ہوگا جس طرح سانپ اپنی بل میں جمع ہوتا ہے زید بن اسلم نے حضرت عمر بن الخطاب کی روایت بیان فرمائی ہے کہ مجھے اپنے راستہ میں شہادت دے۔ اور اپنے رسول کے شہر (مدینہ) میں موت دے۔ حضرت عمر نے دونوں چیزیں اللہ سے مانگی انھیں دونوں مل گئیں۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سعد کی روایت کرتے بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ اہل مدینہ میں سے کوئی شخص مکر نہیں کرتا۔ اگر کرتا ہے تو صرف اس قدر لوگ میں

---

[1] بعض مفسرین فرماتے ہیں کہ یہ آیۃ کریمہ مکہ مکرمہ میں حجۃ الوداع کے موقعہ پر نازل ہوئی تھی (منہ)

marfat.com

جیسے آٹے میں نمک ہوتا ہے ۔

ابو سعید واعظ (مؤلف کتاب) رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ تمام ظاہری علامات اور نشانات برکت اور طہارت کے باوجود مدینہ پاک میں حضورؐ کے ایام ہجرت سے لے کر آج تک میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ بہت سے ایسے مُردے جنھیں مدینہ پاک کی قبروں میں دفنا دیا تھا انھیں زمین نے قبول نہ کیا اور وہ دوسرے دن ہی قبروں سے باہر نظر آئے ۔ یہ وہ لوگ تھے جو مدینہ میں رہتے ہوئے کسی ایسے جرم کے مرتکب ہوئے جو باعث عبرت تھا مدینہ پاک کی خصوصیات سے ایک بات یہ ہے کہ مدینہ پاک سے میں نے نور کے ایسے مینا ابھرتے ہوئے دیکھے ہیں جس طرح تاج چمکتا ہے یہ نور کی شعاعیں ہمیشہ اس سرزمین سے اٹھتی نظر آتی ہیں ۔ یہ کرامت صرف مدینۃ النبی علی الصاحبہا السلام میں ہی دیکھی ہے دنیا کے کسی دوسرے شہر کو یہ فضیلت میسر نہیں آئی ۔

معجزہ شق القمر کا ہے مدینہ سے عیاں
ماہ نے شق ہو کر لیا ہے دین کو آغوش میں

marfat.com

۴۲

اوصافِ مسجدِ نبویؐ

روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریمؐ نے مدینہ منورہ میں مسجد کی بنیاد رکھتے وقت آٹھ شہتیر منگوائے اور ان پر پہلی بار مسجد کی بنیاد کھڑی کی۔ حضور بذاتِ خود اور آپ کے صحابہ اینٹیں اٹھا اٹھا کر لاتے تھے۔ اور مسجد کی تعمیر کرتے تھے۔ اصحابِ رسول کہتے تھے یہ اونٹ ہیں یہ خیبر کے اونٹ نہیں ہیں۔ ہم لوگ دنیا کے لیے آخرت کے لیے بار برداری کرتے ہیں۔ حضورؐ فرمایا کرتے تھے کہ آخرت کی نیکی سے بڑھ کر اور کوئی نیکی نہیں ہے اے اللہ تو مہاجرین پر اپنی رحمت فرما۔ تو انصار پر اپنی رحمت فرما۔ ایک صحابی نے کہا اگر ہم یہاں بیٹھے رہیں اور مسجد کے لیے اینٹیں نہ لائیں تو بھی حضور نبی کریم بذاتِ خود کام کرتے رہیں گے۔ اور اینٹیں لاتے رہیں گے یہ بری بات ہے کہ ہم بیٹھیں اور صاحبِ لولاک کام کریں۔ یہ کہہ کر اٹھتے اور پورے جذبے سے مسجد بنانے میں حضورؐ کے ساتھ کام کرتے۔

جس جگہ مسجد نبوی بنائی گئی تھی۔ یہ سہل اور سہیل دو یتیم لڑکوں کی زمین تھی حضورؐ نے یہ زمین ان سے خرید لی وہ قیمت نہیں لیتے تھے مگر حضورؐ نے اصرار فرمایا اور انھیں قیمت لینے پر مجبور کیا حضورؐ اینٹیں اٹھاتے اور فرماتے اللھم لا عیش الا عیش الاٰخرۃ ما غفر للانصار والمہاجرۃ حضرت اسید بن حضیر آگے بڑھے اور عرض کی یارسول اللہ! اینٹ مجھے دیں میں اٹھاؤں حضورؐ نے فرمایا ہٹ جاؤ کیا مجھے اللہ کی رحمت کی ضرورت نہیں ہے؟ حضورؐ مسجد کا چھت بنانے لگے۔ صحابہ نے عرض کی یہ اتنا بڑا چھت ہونا چاہیے جتنا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بنایا تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنا عریشہ سات گز بنایا تھا۔ مگر حضورؐ نے فرمایا آٹھ لکڑیاں چھت ہونا چاہیے اس کام کو جلدی کرنا چاہیے تاکہ سایہ بن سکے حضرت موسیٰ کے سائبان کی طرح بنالیں پوچھا یارسول اللہ

marfat.com

وہ کیسا تھا۔ آپ نے فرمایا وہ اتنا اونچا تھا کہ آپ کھڑے ہوتے تو آپ کا سر چھت سے چھوتا تھا۔ جب مسلمانوں کی تعداد بڑھ گئی تو انھوں نے عرض کی یارسول اللہ! اگر آپ اجازت دیں تو مسجد کو اور وسیع کر لیا جائے گرمی زیادہ ہوگئی ہے یارسول اللہ! اب زیادہ سایے کی ضرورت ہے۔ حضورؐ کی اجازت سے چند ستون مزید بڑھا لیے گئے اور سایہ کا انتظام کر لیا گیا۔ اور ان پر بوریا ڈال لیا گیا بارش ہوتی تو اس بوریا سے پانی ٹپکتا صحابہ نے عرض کی یارسول اللہ اگر آپ حکم دیں تو اسے لیپ کر لیا جائے۔ تاکہ پانی نہ ٹپکے۔ حضورؐ نے فرمایا نہیں عریش کعریش موسیٰ۔ نہیں نہیں حضرت موسیٰ کی طرح چھپر ہونا چاہیے۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ یعنی انھوں نے اسے مٹی سے لیپ نہیں کیا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں مساجد کو گچ کرانا پسند نہیں کرتا۔ حضورؐ کی وفات تک مسجد النبوی ویسے ہی رہی۔ البتہ وفات کے بعد اس میں توسیع کی جانے لگی۔ اور اس کو قد آدم تک بلند کیا گیا۔ حضورؐ نبی کریم نے مسجد کے متصل اپنی دو بیویوں کے کمرے بنائے۔ حضورؐ کے اصحاب اینٹیں لاتے جاتے تھے ایک صحابی ایک ایک اینٹ لاتا البتہ حضرت عمار یاسر دو دو اینٹیں لاتے تھے۔ ایک اپنے حصہ کی اور ایک نبی کریم کی طرف سے۔ حضور اٹھے اور حضرت عمار کی پشت پر تھپکی دی اور فرمایا:۔

اے سمیہ کے بیٹے! تمھارے کام کی وجہ سے تمھارا دوگنا درجہ ہے اور تمھارے ساتھیوں کا ایک درجہ ہے۔ کیونکہ تم دو دو اینٹیں لا رہے ہو۔ اور دوسرے ایک ایک اینٹ لاتے رہے ہیں۔ تم انشاء اللہ دنیا کا آخری تحفہ دودھ کی صورت میں پیو گے اور تمھیں باغیوں کی ایک جماعت شہید کرے گی۔

marfat.com

۴۲

تحویلِ قبلہ

بیت المقدس سے بیت اللہ شریف

حضور نبی کریم اپنے صحابہ کے ساتھ مدینہ پاک میں آئے تو پورے سولہ ماہ بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز ادا کرتے رہے اس کے بعد مسلمانوں کا قبلہ کعبۃ اللہ بنا دیا گیا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دلی خواہش تھی کہ مسلمانوں کیلئے کعبۃ اللہ کو قبلہ قرار دیا جائے۔ حضرت جبرئیل آئے اور یہ آیۃ کریمہ لے کر آئے۔

قَدْ نَرٰی تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِی السَّمَآءِ الآیۃ حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے اور مدینہ منورہ سے لے کر مکہ مکرمہ تک تمام حجابات پہاڑ، درخت اٹھا دیے حضور نبی کریم نماز ادا کر رہے تھے۔ کچھ نماز پڑھ چکے تھے حضرت جبرئیل علیہ السلام نے اشارہ کیا تو حضور علیہ السلام نے اپنا چہرہ مبارک پھیر لیا۔ اور حضور کو سامنے کعبہ نظر آیا دنیا میں کوئی ایسا قبلہ نہیں جسے اجتہاداً یا اندازاً قبول نہ کیا ہو۔ صرف کعبۃ اللہ ایک ایسا قبلہ ہے جسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ پاک کی مسجد میں کھڑے ہو کر اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا اس مسجد کو اسی لیے مسجد قبلتین کہا جاتا ہے۔ یعنی نبی پاک نے اس مسجد میں ایک نماز کو دو قبلوں کی طرف منہ کر کے ادا فرمایا تھا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ محمد بن مسلم کو پوچھا کرتے تھے جانتے ہو کہ حضور دائیں ہاتھ میں عصا کیوں رکھتے تھے۔ کہا آپ بتائیے فرمایا آپ دیکھتے اور فرماتے اپنی صفیں سیدھی کر لو اور درست کر لو۔

والسلام علی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

marfat.com

۴۴

ستون حنّانہ

استن حنانہ در ہجر رسول

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ پاک کی مسجد میں نماز جمعہ سے پہلے خطبہ فرماتے تو مسجد کے ایک ستون سے تکیہ لگاتے آہستہ آہستہ نمازیوں کی تعداد بڑھتی گئی تو آپ نے منبر بنانے کا حکم دیا۔ منبر تیار کیا گیا مسجد میں رکھا گیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر بیٹھ کر خطبہ ادا کرنے لگے۔ جس ستون سے آپ پشت لگا کر خطبہ فرماتے حضورؐ کی فرقت میں رونے لگا۔ اس قدر رویا جس طرح ایک مدمنداں اپنے بیٹے کی جدائی میں روتی ہے۔ حضورؐ نے ستون کی فریاد سنی۔ منبر سے نیچے آئے ستون کے قریب تشریف لائے اسے گلے لگایا۔ ستون خاموش ہوگیا۔ حضرت حسن جب یہ حدیث بیان فرماتے تو کہتے:۔

"لوگو! حضورؐ کے اشتیاق اور فراق میں لکڑی روتی ہے تم تو کلمہ پڑھنے والے ہو تم حق زیادہ ہے کہ حضورؐ کے فراق میں روؤ"۔

ایک اور روایت میں آیا ہے کہ حضور نبی کریم اپنی مسجد میں خطبہ دیتے تو ایک درخت کے تنے کے ساتھ پشت مبارک کو سہارا دیتے۔ جب منبر تیار ہوگیا۔ تو حضور نبی کریم نے اس درخت کو چھوڑ کر منبر پر جلوہ فرما ہوئے اس درخت سے رونے کی آوازیں آنی شروع ہوئیں یہاں تک کہ تمام حاضرین مسجد کے دل پسیج گئے۔ حضور تشریف لائے درخت پر ہاتھ رکھا اسے تسلی دی اور فرمایا اگر تم چاہو تو میں تمھیں اسی نخلستان میں بھیج دوں۔ جہاں سے تم آئے تھے اور خوش خرم و سرسبز ہو۔ تمھارے پتے پھل اور ٹہنیاں

marfat.com

اسی طرح ہوا میں جھومیں اور اگر چاہتے ہو تو تمہیں بہشت میں لگا دیا جائے، تیرے میوے اللہ کے دوست کھائیں۔ درخت نے حضورؐ کی باتیں سنیں، عرض کی۔ یارسول اللہ! مجھے بہشت کا میوہ دار درخت بنا دیں۔ تاکہ اللہ کے نیک بندے میرا پھل کھائیں۔ پاس کھڑے صحابہ یہ باتیں سن رہے تھے۔ حضورؐ نے فرمایا ایسا ہی ہوگا واپس آئے، منبر پر جلوہ فرما ہوئے صحابہ کو بتایا میں نے اس درخت سے وعدہ کر لیا ہے۔ کہ وہ بہشت میں میوہ دار درخت ہوگا۔ اس نے دار بقا کو پسند کیا۔ دار فنا دنیا کی نعمتوں کی کوئی پرواہ نہیں کی۔ اسے بغل میں لیا وہ خاموش ہوگیا۔ فرمایا اگر میں ایسا نہ کرتا تو یہ قیامت تک روتا رہتا۔

marfat.com

۴۵

ازواج مطہرات کے حجرے

حضرت عبداللہ بن ہذلی روایت کرتے ہیں۔ کہ میں نے حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں ازواجِ مطہرات رسول کے حجروں کو شہید ہوتے اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا۔ عمر بن عبدالعزیز نے انھیں مسجد کا حصّہ بنا دیا۔ یہ نو حجرے تھے۔ حضرت عائشہ کا حجرہ چھوڑ دیا گیا۔ کیونکہ اس میں حضور نبی کریم صاحبِ لولاک، کوثر و تسنیم آرام فرما ہیں انھوں نے کہا کہ جب حضور نبی کریم دومۃ الجندل سے واپس آئے تو دیکھا کہ حضرت ام سلمہ نے اپنے حجرے کو اینٹوں سے تعمیر کیا ہے آپ نے حضرت ام سلمہ کو فرمایا بدترین گھر وہ ہے جس کے پختہ کرنے میں مال خرچ کیا جائے۔

حضرت عمران فرماتے ہیں میں نے امہات المومنین کے حجرے دیکھے دروازوں پر ٹاٹ لٹکتے تھے جو سیاہ بالوں سے بنے ہوئے تھے۔ ولید بن عبدالملک نے حکم بھیجا کہ حضرات امہات المومنین کے تمام حجرے مسجد نبوی کی وسعت کی نذر کر دیے جائیں اور انھیں سفید کر کے مسجد کا حصّہ بنا دیے جائیں عمران فرماتے ہیں میں نے اس دن سے زیادہ غمزدہ مدینہ والوں کو کبھی نہیں دیکھا تھا عطا فرماتے ہیں کہ سعید بن المسیب فرماتے ہیں کہ میری دلی خواہش تھی کہ امہات المومنین کے حجروں کو اپنی اصلی حالت میں رہنے دیا جاتے۔ تاکہ دنیا ارضی کے مختلف لوگ جب آتے تو دیکھتے کہ حضور نبی کریم کن مکانوں میں رہتے تھے اور یہ بات ان لوگوں کے لیے ایک سبق ہوتا جو دولت اور مال کے نشے میں مدہوش رہتے ہیں۔

حضرت مالک ابن انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا حضورؐ کی وفات کے بعد مستورات ان حجروں میں نماز ادا کیا کرتی تھیں۔ مسجد میں جگہ نہ تھی پھر ایک وقت آیا کہ ان مقامات پر مرد استعمال کرنے لگے۔ اور امام کی اقتداء میں نماز ادا کرتے تھے۔

marfat.com

۴۶

حضرت فاطمۃ الزہرا کا گھر

روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریمؐ کی بیٹی سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کا گھر ان گھروں میں واقعہ تھا جہاں اردگرد قبرستان تھا۔ آپ کے گھر اور حضور کی قبر مبارک کے درمیان ایک روشن دان تھا۔ ایک دن نبی مکرم رسولِ محترم، حضرت علی اور حضرت فاطمہ کے گھر کے دروازے کے سامنے کھڑے تھے۔ آپ نے فرمایا

"اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ اَهْلَ الْبَیْتِ اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیُذْهِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَیْتِ وَیُطَهِّرَکُمْ تَطْهِیْرًا۔

حضرت ابوالحمرا روایت کرتے ہیں کہ میں متواتر چالیس دن تک حضورؐ کو دیکھتا رہا۔ آپ کا یہی معمول تھا کہ اپنی بیٹی کے گھر کے سامنے تشریف لاتے اور مندرجہ بالا بشارت دیتے۔ حضور نبی کریمؐ کا یہ بھی معمول تھا کہ جب کسی سفر سے واپس تشریف لاتے تو سب سے پہلے سیدہ فاطمہ کے گھر جاتے ایک دفعہ سفر سے واپس آئے تو دیکھا سیدہ فاطمہ نے کچھ زیور پہنے ہوئے ہیں چاندی کے جھمکے، گردن بند اور ہاتھوں میں چوڑیاں۔ پھر گھر میں دروازوں کے ساتھ منقش پردے لگائے ہوئے ہیں۔

حضورؐ نے دیکھا چند لمحے رُکے اور واپس چلے گئے۔ آپ کے چہرۂ مبارک پر ناراضگی کے آثار نمایاں تھے۔ حتیٰ کہ اسی حالت میں مسجد میں گئے اور منبر پر خطبہ دینے کے لیے جا بیٹھے۔ حضرت فاطمہ نے محسوس کیا کہ آپ کی ناراضگی کی وجہ گھر کے پردے اور میرے زیور ہیں۔ اسی وقت زیور اتار پھینکے پردے اتار دیے۔ اور ابھی حضورؐ فارغ نہیں ہوئے تھے کہ تمام کی تمام چیزیں آپ کی خدمت میں بھیج دیں پھر خود حاضر خدمت ہوئیں اور کہنے لگیں یارسول اللہ! یہ تمام چیزیں غریبوں میں صدقہ

marfat.com

کردیں۔

حضورؐ نے خوش ہو کر تین بار فرمایا بیٹا میں تم پر قربان جاؤں اور کہا دنیا نہ محمد کے لیے ہے نہ آلِ محمد کے لیے۔ اگر اللہ کے نزدیک اس دنیا کی مچھر کی بھی حقیقت ہوتی تو اس میں سے کسی کافر کو ایک پَر تک نہ دیتا۔ پھر حضورؐ اٹھے اور سیدہ فاطمہ کے گھر گئے۔

حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضورؐ ایک رات ہمیں ملنے کو آئے ہمارے پاس رات رہے۔ ہمارے پاس ہی سوئے۔ حسن وحسین سو رہے تھے رات کو حسن نے پانی مانگا حضورؐ خود اٹھے مشکیزہ سے پانی کا پیالہ لیا۔ اور حسن کو پلانا چاہا کہ حضرت حسین نے ہاتھ بڑھا کر پانی کا پیالہ لے لیا۔ آپ نے منع فرماتے ہوئے کہا یہ تو حسن نے مانگا تھا۔ اور حسن کو پہلے پانی پلایا۔

سیدہ فاطمہ دیکھ رہی تھیں عرض کی یا رسول اللہ! آپ کو حسین اچھا نہیں لگتا فرمایا اچھا تو لگتا ہے مگر اس نے پانی پہلے مانگا تھا۔ پھر فرمایا فاطمہ! میں اور تو، یہ دونوں بیٹے اور علی قیامت کے دن اکٹھے ہوں گے۔

ایک اور روایت میں ہے کہ نبی کریمؐ ایک سفر سے لوٹے تو سیدہ فاطمہ کے گھر گئے۔ دروازے پر خوب صورت پردہ لٹکتے ہوئے دیکھا فرمایا فاطمہ! اگر تم چاہتی ہو کہ اللہ تعالیٰ تمھیں قیامت کے دن اچھا لباس دے تو یہ پردہ مجھے دے دو۔ حضرت فاطمہ نے آپ کو دے دیا۔ آپ باہر نکلے ایک ایک گز کا ٹکڑا پھاڑتے جاتے اور غریبوں میں تقسیم کرتے جاتے تھے۔ حضرت جعفر بن محمد الصادق روایت کرتے ہیں حضور سیدہ فاطمہ کے گھر گئے۔ کھانے کو کچھ مانگا مگر گھر میں کچھ نہ تھا۔ پھر دیکھا اور فرمایا کیا تمھارے پاس کچھ کھانے کو ہے۔ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ کہ میرے گھر میں کیا ہے؟ اسی اثناء میں حضرات حسن اور حسین اندر آ گئے اور کھانے کے لیے کچھ مانگا۔ حضورؐ اٹھے اور دو رکعت نماز ادا کی۔ اور پھر ساتھ والے چھوٹے سے کمرے میں چلے گئے وہاں بھی نماز ادا کی دیکھتے دیکھتے ایک دسترخوان نمودار ہوا۔ جس پر

marfat.com

قسم قسم کے کھانے اور پھل سجے ہوئے تھے۔ سب کے سامنے رکھ دیے سب نے مل کر کھائے۔ ہم کوئی چیز اٹھاتے تو اس کی جگہ دوسری چیز آ موجود ہوتی۔ ایک سائل آیا آواز دی، اندر آنے کی اجازت چاہی مگر حضورؐ نے اسے جھڑک دیا۔ حضرت فاطمہ نے کہا یارسول اللہ! آپ تو سائل کو کبھی نہیں جھڑکا کرتے۔ حضورؐ خاموش رہے۔ سائل نے پھر آواز لگائی۔

حضورؐ نے اسے دوبارہ جھڑکا۔ حضرت فاطمہ نے پھر پوچھا یارسول اللہ یہ کیا ماجرا ہے؟ حضور نبی کریمؐ نے فرمایا فاطمہ تم جانتی ہو یہ سائل کون ہے؟ فرمایا۔ یہ ابلیس ہے یہ سائل بن کر آیا ہے۔ تاکہ آج ہمارے پاس بہشت سے جو دستر خوان آیا ہے اس سے کچھ میوہ کھا سکے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے نصیبوں میں بہشت کا میوہ نہیں کیا۔ یہ طبق تو جبرئیل علیہ السلام صرف میرے لیے اور آپ لوگوں کے لیے لائے ہیں۔

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

marfat.com

۴۷

شریعت اور دین کے راستے

حضور نبی کریمؐ منبر پر تشریف فرما تھے آپ نے فرمایا کہ مجھے اس اللہ کی قسم ہے جس نے اپنے بندے کو دنیا میں نیکی پھیلانے کے لیے بھیجا ہے۔ اس نے اسے آرائشِ دنیا بھی دی۔ اور فضل و درجات بھی عطا کیے۔ مگر اللہ کا بندہ ہمیشہ فضل و درجات کو قبول کرتا رہا اور آرائشِ دنیا کو نظر انداز کرتا رہا ہے۔ ہاں دنیا سے محبت کرنے والے صرف آرائشِ دنیا کو اپناتے ہیں۔ سیّدنا صدیق اکبرؓ نے حضور کی یہ بات سنی تو رونے لگے اور عرض کی ہمارے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔

صحابہؓ نے دیکھا کہ سیّدنا صدیق اکبر اس نتیجہ پر پہنچ چکے ہیں جس پر دوسرے ابھی سوچ ہی رہے تھے۔ انھوں نے تسلیم کیا کہ یہ سیّدنا صدیق اکبر کی فراست اور فطانت ہے کہ ایک نقطہ سے کیا مطلب لیتے ہیں۔ ان الفاظ سے یہ مراد تھی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس دنیا سے تشریف لے جانے والے ہیں۔ حضورؐ نے فرمایا اپنے تمام دروازے بند کر دو۔ اور میرے صدیق کا دروازہ کھلا رہنے دو۔ یہ جس راستہ پر چلتے ہیں اسی پر چلو۔ حضرت ابو بکر صدیق کو حضرات صحابہ پر بڑی فضیلت ہے۔

ایک اور روایت میں آیا ہے کہ ایک بار حضور مکرم نبی محترم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک دفعہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا کہ آپ ایک پاک مسجد ایسی بنائیں جہاں آپ کے سوا دوسرا کوئی بھی داخل نہ ہو۔ ہاں صرف ہارون اور آپ کے دونوں بیٹے شبّر اور شبیر ہی جا سکیں گے۔

اسی طرح حضورؐ نے فرمایا میں ایک ایسی مسجد بنانا چاہتا ہوں جس میں میرے، علی اور حسن و حسین کے بغیر کوئی داخل نہ ہو گا۔ تمام دروازے بند کر دو صرف حضرت علی کا

marfat.com

دروازہ کھلا رہے گا۔ اگر اللہ تعالیٰ عذاب بھیجے گا تو صرف ایک دروازہ ایسا ہو گا جس میں پناہ ملے گی۔

لوگ یہ سنتے ہی باہر نکلے تمام دروازے بند کر دیے۔ صرف حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کا دروازہ کھلا رہا۔ حضرت حمزہ بن عبدالمطلب آئے وہ رو رہے تھے۔ عرض کی یارسول اللہؐ! آپ کا چچا بھی ہے۔ آپ اپنے چچا کے بیٹے کو جگہ دے رہے ہیں آپ نے فرمایا میں خود اسے یہ مقام نہیں دے رہا۔ یہ اللہ کا حکم ہے صحابہ نے کہا یارسول اللہؐ! آپ اپنے گھر میں ایک ایسا سوراخ رکھیں جہاں سے ہم آپ کی زیارت کر لیا کریں صبح و شام دیکھ لیا کریں آپ نے فرمایا اب تو دوسرا راستہ سوئی کے سوراخ جتنا بھی نہیں رکھا جائے گا۔

marfat.com

۴۸

کعبتہ اللہ کی خوشبوئیں

عثمان بن مظعون مسجد الحرام میں نماز پڑھ رہے تھے کہ ان کا تھوک مسجد میں گر گیا۔ بڑے دل فگار ہوئے۔ اپنی غلطی پر نادم اور پشیمان تھے۔ گھر آئے۔ بیوی نے پوچھا آج آپ اتنے افسردہ خاطر کیوں ہیں؟ اس نے بتایا میرا تھوک مسجد الحرام میں گر گیا ہے۔ دوسرے دن مسجد میں گئے، مسجد کو دھویا اور جہاں تھوک پڑا تھا۔ وہاں خوشبو چھڑکی۔ مسجد کو خوشبو نے بسایا۔ کہتے ہیں صحابہ کرام میں پہلا وہ شخص تھا جس نے مسجد کو خوشبو سے بسایا۔

عمرو بن دینار روایت کرتے ہیں کہ ایک دن حضور نبی کریم نے دیکھا کہ کوئی شخص مسجد میں تھوک گیا ہے۔ آپ نے فرمایا یہ کس کی حرکت ہے؟ کیا وہ شخص یہ چاہتا ہے کہ قیامت کے دن یہی تھوک اس کی پیشانی کا داغ بن جائے۔

حضرت حذیفہ روایت کرتے ہیں جو شخص مسجد میں تھوکے گا قیامت کے دن اس کے منہ پر لگایا جائے گا۔

حضورؐ نے فرمایا جو شخص لہسن یا پیاز کھائے تو وہ مسجد میں نہ آئے۔ ان چیزوں کی بدبو سے مسجد کا احترام مجروح ہوتا ہے۔

marfat.com

۴۹

مسجد نبوی میں نماز کی فضیلت

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔
میری مسجد میں (مدینہ منورہ) ایک نماز ادا کرنے کا ثواب دوسری مسجد کی ادا شدہ ہزار نمازوں سے زیادہ ہوتا ہے۔ اس سے مسجد الحرام مستثنٰی ہے۔ حضورؐ نے ایک اور مقام پہ فرمایا:۔
"جو شخص وضو کر کے میری مسجد مدینہ (مسجدِ نبویؐ) میں داخل ہوگا اور دو رکعت نماز ادا کرے گا وہ اس طرح ہوگا جس طرح وہ گناہوں سے کلیتہً آزاد ہوگیا ہے"
حضورؐ نے فرمایا:۔ میں خاتم الانبیاء ہوں، میری مسجد خاتم المساجد ہے۔ یہ وہ مسجد ہے جس کی زیارت کرنا بھی عبادت ہے۔ مسجد حرام کی طرح اس مسجدِ (نبوی) کے لیے بھی دور دراز مقامات سے سفر کرنا بے حد ثواب کا کام ہے۔
سیدنا عمر فاروقؓ جب کبھی مسجد نبوی میں کسی کو بلند آواز سے بات کرتے سنتے تو دوڑے جاتے اور فرماتے خبردار اس مسجد میں بلند آواز سے بات نہ کرو، (یہ احترامِ مسجد بھی تھا۔ اور احترام رسولؐ بھی۔ جو مسجد نبوی کے ساتھ ہی جلوہ فرماہیں گنبدِ خضرا میں)
حضرت سائب بن یزید روایت کرتے ہیں کہ ایک بار میں مسجدِ نبوی میں سویا ہوا تھا۔ مجھے اچانک کسی نے اٹھایا میں نے دیکھا حضرت عمر فاروقؓ تھے آپ نے مجھے فرمایا:۔
"جاؤ اور ان دو آدمیوں کو میرے پاس بلا لاؤ"

marfat.com

میں گیا انھیں بلا لایا۔

حضرت عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ نے پوچھا

"تم کون لوگ ہو، اور کہاں سے آئے ہو" کہنے لگے ہم طائف سے آئے ہیں اور فرمایا اگر تم اس شہر کے رہتے تمھیں سخت سزا دیتا تم نے مسجد نبوی میں بلند آواز سے گفتگو کی ہے۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ مسجد نبوی میں حاضر ہوتے تو لوگوں نے کہا "حضور اگر آپ فرمائیں تو سیدہ عائشہ صدیقہ کے حجرے میں تھوڑی سی جگہ ہے جگہ ہے آپ کی قبر کے لیے مخصوص کر لی جائے اور مرنے کے بعد آپ کو وہاں دفن کر دیا جائے۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز نے فرمایا خدا کی قسم کہ اگر میں آسمان سے بھی اتروں تو میرے دل میں یہ تصور تک نہیں آسکتا کہ میرے جیسا انسان حضورؐ کے روضہ مقدسہ کے پہلو میں دفنایا جانے کے لائق ہے۔

کہتے ہیں کہ ابو معاویہ الاسود مسجد نبوی میں زیارت کے لیے گیا۔ وہاں گر پڑا اور بے ہوش ہو کر تڑپنے لگا۔ ہوش میں آیا تو کہنے لگا مجھے یہاں سے اٹھا لو۔ نکال لو مجھے ڈر ہے کہ میں یہاں مر نہ جاؤں اور مجھے حضورؐ کی تربت کے پہلو میں دفنا دیا جائے۔ اور زمین مجھے باہر پھینک دے۔ اور مجھے قبول نہ کرے۔ یہ ادب اور مقامِ مصطفیٰ کا خوف تھا۔

کہتے ہیں چند صحابہ ایک تجارتی سفر سے واپس مدینہ منورہ آئے۔ انھوں نے عود کا ایک ڈبہ بھر کر حضرت عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پیش کیا اس وقت مسجد نبوی میں بہت سے لوگ بیٹھے ہوئے تھے۔ اگر تقسیم کرتے تو سب کے حصہ کچھ نہ آتا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حکم دیا۔

"کہ اس قیمتی عود کو مسجد نبوی میں جلایا جائے تاکہ تمام لوگ اس خوشبو سے مستفیض ہو سکیں"۔

marfat.com

اس دن سے یہ سنت بن گئی کہ جمعرات اور جمعہ کو مسجد نبوی میں عنبر اور عود جلایا جاتا ہے تاکہ نمازی محفوظ ہوں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرمؐ نے اپنی مسجد میں تھوک کا ایک ذرہ پڑا ہوا پایا۔ آپ کی طبیعت پر بڑا ناگوار گزرا آپ اٹھے اور بہ نفس نفیس اسے کھرچنے لگے۔ فرمایا جب تم نماز کے لیے اٹھتے ہو تو یاد رکھو اللہ تعالیٰ تمھارے بہت قریب ہوتا ہے۔ اس وقت تھوکا نہ کرو۔ اگر مجبوری ہو تو ایک طرف ہٹ کر اپنی چادر کے ایک گوشے میں تھوک محفوظ کر لیا کرو۔ تاکہ کسی کو ناگوار نہ گزرنے پائے اور اسے پاؤں کے نیچے مل لیا کرو۔ حضورؐ نے فرمایا اپنے جوتے مسجد کے دروازے کے پاس محفوظ کر کے رکھا کرو۔ اگر ان پر نجاست ہو تو مسجد کے فرش پر لگنے نہ پائے۔

marfat.com

۵۰

حضورؐ مسجدِ قبا میں تشریف فرما ہوتے ہیں

حضور نبی کریم صاحبِ کوثر و تسنیم فرماتے ہیں کہ جس مسجد کی بنیاد تقویٰ پر رکھی گئی تھی وہ مسجد قبا ہے ۔ اس کا قرآن میں بھی ذکر آیا ہے ۔

حضرت عروہؓ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم مسجد قبا کو جاتے تو پیادہ جاتے اور ہر ہفتہ کو مسجد قبا کو جاتے ۔

حضرت سہیل بن حنیف نے فرمایا کہ میں نے حضورؐ سے سنا جو شخص پہلے وضو کرے مسجد قبا میں داخل ہو اور پھر دو رکعت نماز ادا کرے اسے عمرہ کا ثواب ملتا ہے ۔

حضرت جابر بن عبداللہ نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا کہ آپ اتنیس رمضان کی صبح کو مسجدِ قبا میں جاتے اور نماز ادا کرتے ۔ مسجد قبا میں تین ستون ہیں

حضرت عائشہ بنت سعد فرماتی ہیں کہ میں نے اپنے والد سے سنا تھا دو رکعت نماز مسجد قبا میں ادا کرنا بیت المقدس میں دو بار زیارت کو جانے سے بہتر ہے اگر لوگوں کو پتہ چل جاتا کہ مسجد قبا کی کیا فضیلت ہے تو دور دور سے آ کر یہاں آباد ہو جاتے ۔

marfat.com

۵۱

وصالِ مُبارک رسُولِ کریمؐ

حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام ابومویہبہ نے بیان کیا ہے کہ ایک دن آدھی رات کا وقت تھا کہ حضور نبی کریمؐ نے مجھے اٹھایا اور فرمایا مجھے حکم ہوا ہے کہ میں اہلِ بقیع کے لیے دعاءِ مغفرت کرنے جاؤں تم میرے ساتھ آؤ۔ ہم گھر سے نکلے قبرستان بقیع میں پہنچے حضورؐ نے فرمایا اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا اَھْلَ الْمَقَابِرِ (اے قبروں میں سونے والو! تم پر سلام) تم جس حال میں ہو اللہ تمھیں خوش رکھے اور جن حالات میں دوسرے لوگ گذر رہے ہیں انھیں بھی اللہ کا فضل شاملِ حال ہو آج سیاہ رات کی طرح فتنوں نے منہ کھول لیے ہیں۔ اے ابومویہبہ مجھے تمام دنیا کے خزانوں کی کنجیاں دی گئیں۔ اور اس میں ہمیشہ رہنے کا اختیار دیا گیا۔ پھر مجھے بہشت پیش کی گئی۔ اور مجھے اختیار دیا گیا کہ دنیا اور بہشت میں سے جو چیز چاہوں منتخب کرلوں۔ مجھے یہ بھی کہا گیا کہ دنیا اور دیدارِ خداوندی میں سے جو چیز پسند کریں اختیار کرلیں میں نے کہا یارسول اللہ! آپ دنیا کے خزانوں کی کنجیاں لے لیں اور ہمیشہ زندہ رہنے کی شرط قبول فرمالیں۔

حضورؐ نے فرمایا لَا وَاللّٰہ۔ میں نے تو دیدارِ خداوندی اور بہشت کو پسند کیا ہے پھر آپ نے اہلِ بقیع کے لیے دعائے مغفرت کی۔ اور واپس آگئے۔ اور دنیا کی مفارقت کی تیاری شروع کردی۔

سیدہ عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ حضورؐ جنت البقیع سے لوٹے تو میرے گھر تشریف لائے۔ آپ کو اس وقت دردِ سر تھا میں نے درد کی شدت کی وجہ سے ہائے سر کہا تو آپ نے شدید درد کی شکایت کی۔ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا بھی تشریف لائیں مگر

marfat.com

حضور کا سر درد بڑھتا گیا۔ دوسری ازواج کو اجازت دی گئی کہ وہ بھی میرے گھر (عائشہ) کے گھر آ کر حضورؐ کی تیمارداری کریں۔ میں نے دیکھا کہ نبی کریم دو صحابیوں کے کندھوں پر ہاتھ رکھے مسجد میں جا رہے ہیں۔ اور آپ کے پاؤں گھسٹتے جا رہے ہیں۔ واپس آئے بستر پر لیٹ گئے اس وقت حضورؐ کے سر پر ایک کپڑا بندھا ہوا تھا۔ اور انتہائے درد میں فرما رہے تھے بل الرفیق الاعلی من الجنۃ۔ سیدہ عائشہ فرماتی ہیں کہ میں نے یہ جملہ حضور نبی کریم سے سنا تو سمجھ گئی کہ حضور ہمیں اور دنیا کی نعمتوں کو پسند نہیں فرماتے۔ میں نے حضورؐ سے سنا تھا کہ جب تک حضورؐ کو اختیار نہ دیا جائے گا اس وقت تک آپ کی روح قبض نہیں کی جائے گی۔ آج حضورؐ کو اس بات کا اختیار دیا گیا کہ آیا آپ آرائش دنیا اختیار فرمائیں گے یا دیدارِ خداوندی؟ رسول اللہ نے بہشت میں دیدارِ خداوندی کو اختیار فرمایا اور دنیا میں ہمیشہ رہنے کو اختیار نہ کیا اس کے بعد حضورؐ نے استغفار کی اور فرمایا:۔

مروا ابوبکر فلیصل بالناس

(ابوبکر کو بلاؤ، تاکہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں حضورؐ گھر میں تشریف فرما تھے آپ نے پردہ ہٹا کر دیکھا کہ لوگ مسجد میں نماز پڑھ رہے ہیں۔ حضورؐ مسجد کی طرف بڑھے لوگوں کو آپ کے آنے کی بے حد خوشی ہوئی۔ راستہ کھلا کر دیا تاکہ حضورؐ جماعت کرائیں مگر حضورؐ نے ہاتھ سے اشارہ کر کے فرمایا۔ "نمازیں پڑھو، اپنی اپنی جگہ سے نہ ہٹو" اور یہ دیکھ کر مسکرا دیے کہ صحابہ کرام نماز ادا کرنے میں مشغول ہیں۔ آپ مسجد سے واپس آ گئے۔ اور لوگ نماز پڑھتے رہے۔ لوگ خوش تھے۔ کہ حضورؐ کی بیماری میں افاقہ ہوا ہے۔

حضرت ابن عباس روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرمؐ کی قبر تیار کرتے وقت حضرت ابوعبیدہؓ بن الجراح قبر کھود رہے تھے۔ یہ بزرگ مکہ والوں کے لیے لحد کے بغیر قبر بنایا کرتے تھے جب کہ ابوطلحہؓ مدینہ والوں کے لیے لحد کے بغیر یعنی سیدھی قبر تیار کیا کرتے تھے۔ حضرت عباسؓ نے دو آدمیوں کو بھیجا کہ ایک حضرت ابوعبیدہ جراح کو بلا لائے دوسرے

marfat.com

ابوطلحہ کو بلالائیے ۔ جب وہ آئے تو دونوں کو علیحدہ علیحدہ بلا کر کہا کہ حضورؐ کی قبر مبارک بنائیں ۔ اور خود اللہ کے حضور دست بدعا ہوئے اے اللہ! جس کی خدمت تجھے منظور ہے ۔ اسے قبر نکالنے کا اختیار دے اور تو ہی جانتا ہے کہ قبر لحد والی تیار کی جائے یا دوسری ۔ چنانچہ حضرت ابوطلحہ آئے انھوں نے قبر مبارک تیار کی اور یہ لحد والی قبر تھی ۔ تجہیز و تکفین سے فارغ ہوئے تو اس دن منگل کا دن تھا ۔ آپ اپنے ہی گھر میں ایک تخت پر سو رہے تھے ۔ مسلمانوں نے آپ کے دفن کرنے میں اختلاف کیا ۔ بعضوں نے مسجد میں دفن کرنے کا فیصلہ کیا ۔ بعضوں نے صحابہ کے ساتھ قبرستان میں دفن کرنے کا کہا ۔ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے نبی کریم سے سنا ہے

مَا قُبِضَ نَبِیٌّ اِلَّا دُفِنَ — نبی کی جہاں جان قبض کی جاتی ہے

حَیْثُ قُبِضَ — وہاں ہی دفن کیا جاتا ہے ۔

چنانچہ رسول اللہؐ کے خواب کے کپڑے زمین سے اٹھا لیے گئے آپ کو اسی جگہ قبر میں دفن کر دیے گئے ۔ لوگ جوق در جوق آتے اور نماز جنازہ بطرز دعا و درود ادا کرتے ۔ پہلے مرد آتے رہے پھر عورتوں کو موقعہ دیا گیا ۔ پھر بچوں کو اجازت دی گئی حضورؐ کی نمازِ جنازہ عام مسلمانوں کی طرح نہیں پڑھی گئی اور نہ ہی کسی نے امامت کرائی ۔ اور نہ ہی صفیں باندھیں گئیں بدھ کی رات کو آپ کو دفن کیا گیا ۔

حضور نبی کریمؐ سخت بیمار ہوئے تو سیدہ فاطمہ کو بلایا اور ان کے کان میں کچھ کہا جس سے فاطمہؓ بے اختیار زار زار رونے لگیں ۔ پھر کان میں کچھ کہا ۔ تو آپ ہنس پڑیں ۔ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے آج تک کوئی عورت ایسی نہیں دیکھی جو حضرت سے زیادہ شائستہ گفتگو کرتی ہو ۔ اور حضورؐ اس سے زیادہ پیار سے بات کرتے ہوں ۔ آپ حضورؐ کے پاس آتیں تو آپ اس کا ہاتھ پکڑ لیتے ، چومتے ، اور اپنی جگہ پر بٹھا لیتے ۔ جب حضورؐ کا وصال ہوا تو میں نے سیدہ فاطمہ سے پوچھا کہ آپ نے وہ کیا بات کہی تھی ۔ جس پر آپ ایک بار رو پڑی اور پھر ہنس پڑیں ۔ سیدہ نے بتایا کہ حضور نے مجھے کہا کہ اب میرا وقت آگیا ہے کہ اس دنیا سے کنارہ کش ہو جاؤں اس پر میں زار زار رو پڑی

marfat.com

پھر فرمایا تم سب سے پہلے مجھے ملوگی۔ میں ہنس دی۔

حضورؐ کی ہدایت کے مطابق سات کنوؤں سے پانی لایا گیا اور حضورؐ کو غسل دیا گیا یہ بیماری کے دوران تھا۔ آپ نے ہاتھ سے اشارہ فرمایا کہ بس! اس دن سے آپ کی بیماری نے شدت اختیار کر لی۔ ازواجِ مطہرات نے کہا کوئی دوائی لائیں جسے کھلایا جا سکے۔

حضرت اسماء بنت عمیس کہتی ہیں ہمیں یہ گمان تھا کہ آپ کو ذات الجنب کی بیماری ہے۔ حضورؐ نے فرمایا مجھے اس درد میں مبتلا نہیں کرے گا۔ تاہم حضورؐ کے منہ میں دوائی ڈالی گئی۔ پھر اس دوا سے تمام اہلِ خانہ نے بھی تھوڑی تھوڑی دوائی کھائی ہاں سیدنا عباسؓ اور حضرت ام میمونہ رضی اللہ عنہا روزے سے تھے۔ اس لیے انھوں نے دوائی نہ کھائی۔

اسی دوران حضورؐ کی خدمت میں دو شخص آئے انھوں نے کہا یارسول اللہ! مسجد میں عورتیں اور مرد جمع ہیں۔ وہ آپ کے لیے رو رہے ہیں۔ حضورؐ نے پوچھا "میرے لیے کیوں رو رہے ہیں؟"

انھوں نے کہا مبادا آپ ہمیں داغِ مفارقت دے جائیں چنانچہ حضور نبی کریم نے حضرت علی اور حضرت فضل کے ہاتھ پکڑ لیے اور باہر تشریف لائے اور منبر پر تشریف فرما ہوئے۔ اور فضل اور علی سہارا دیے بیٹھے رہے۔ حضورؐ نے سر پر پٹکا باندھے خطبہ دیا اور اللہ تعالیٰ کی شکر و حمد بیان فرماتے رہے پھر فرمایا

"اے لوگو! کیا تم اس بات سے انکار کر سکتے ہو کہ تمھارے نبی کی موت کی خبر تم تک پہنچ چکی ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے انک میت وانھم میتون۔ مجھ سے پہلے کوئی بھی ہمیشہ نہیں رہا وہ اس کے دربار میں پہنچے ان کا وصال ہوا یاد رکھو میں بھی اللہ کے حضور پیش ہونے والا ہوں۔ میں تمھارے درمیان دو چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں اگر تم انھیں پکڑے رکھو گے تو گمراہ نہیں ہوگے ایک چیز تو قرآن پاک ہے یہ وہ کتاب ہے جسے تم پڑھتے ہو۔

marfat.com

اور اس سے راتیں روشن ہو جائیں گی اور راہنمائی ہوگی کہ کیا کرو اور کیا نہ کرو۔ ایک دوسرے کی غیبت نہ کرو، حسد نہ کرو، دشمنی نہ کرو۔ ایک دوسرے کے بھائی بن جاؤ۔ جس طرح اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ میں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ میری اولاد اور اہل بیت کو عزت دو۔ میرے انصار کو عزت دو، میرے اصحاب کو عزت دو۔ یاد رکھو، انصار ایمان کا گھر ہیں۔ جو بھی صاحب اختیار ہو اسے ضروری ہے کہ وہ انصار کے معاملات میں نرمی اور عزت اختیار کرے۔ نیکوں کو آسانیاں بہم پہنچائیں اور بُروں سے درگزر کریں"۔

محمد بن علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کو اپنے والدِ کرم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت کے بعد کبھی ہنستے نہیں دیکھا۔ آپ تقریباً چھ ماہ تک زندہ رہیں۔ (بعض روایات میں ہے کہ پورے ایک سو دن زندہ رہیں)

عطاء بن یسار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کا وقت آیا تو جبرائیل علیہ السلام حاضر ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ! اس کے بعد میں زمین پر نہیں آؤں گا۔ مجھے آج اللہ تعالیٰ نے ایک بات کے لیے بھیجا ہے تاکہ میں خصوصی طور پر آپ سے دریافت کروں۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ اس بات کو پہلے سے ہی جانتا ہے آپ مجھے بتائیے آپ موجودہ حالت میں کیسا محسوس فرماتے ہیں (یعنی عالم نزع میں) آپ نے فرمایا بڑا اندوہناک و غمگین پاتا ہوں۔ اس موقعہ پر حضرت جبرائیل علیہ السلام کے ساتھ ستر ہزار فرشتے ہوا میں کھڑے تھے جن کا نام اسماعیل تھا۔ جو حضور کی جان جہاں آفریں کے استقبال کے لیے حاضر تھے۔

حضرت جبرائیلؑ نے عرض کی یا رسول اللہ! ملک الموت کھڑے ہیں، وہ اجازت چاہتے ہیں کہ روح کو قبض کر لیا جائے۔ حالانکہ اس سے پہلے ملک الموت نے کبھی کسی سے اجازت نہیں طلب کی۔ حضورؐ نے فرمایا اسے اجازت ہے۔ جبرائیل علیہ السلام نے ملک الموت کو آگے آنے کا اشارہ کیا۔ اس نے آتے ہی کہا "یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّ اللّٰہَ قَدِ اشْتَاقَ اِلٰی لِقَائِکَ (اللہ تعالیٰ آپ کے دیدار کا مشتاق ہے) حضورؐ نے فرمایا

marfat.com

تم اللہ کا حکم بجالاؤ۔ جبرائیل علیہ السلام نے عرض کی یا رسول اللہ! الوداع، آج کے بعد میں زمین پر نہ آؤں گا۔ مجھے اللہ کی قسم ہے۔ دنیا میں میرا مقصود و مراد تو آپ کی ذات تھی۔ حضور کی روح قبض کی گئی تو ایک آواز آئی۔ حالانکہ کوئی شخص نظر نہیں آتا تھا۔ اے اہل بیت! تم پر سلام اور درود ہو۔ اللہ تعالیٰ نے صبر کرنے کا حکم دیا ہے۔ ہر مصیبت اور تکلیف پر صبر کرنا ضروری ہے۔ اللہ پر بھروسہ کرو۔ اس پہ امید رکھو۔ محروم وہ ہے جو نیکی سے محروم ہوتا ہے۔ سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ یہ حضرت خضر علیہ السلام کی آواز تھی۔

حضرت مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضورؐ نے اپنی رحلت کی خبر مجھے اپنی زبان سے دی اور فرمایا۔ موت بہت قریب آگئی ہے۔ تم پر اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی فراخی ہو۔ تم پر اللہ کی رحمتیں نازل ہوں۔ اللہ تعالیٰ تمھیں نگاہ میں رکھے۔ میری اس مفارقت سے تمھیں جو دکھ پہنچا ہے اس سے نجات دے۔ تمھیں اللہ تعالیٰ روزی دے۔ بلندی دے۔ نفع دے۔ خیرات زیادہ دینے کی توفیق دے۔ میں تمھیں پاکبازی کی وصیت کرتا ہوں اور تمھیں اللہ تعالیٰ کے حوالے کرتا ہوں۔ میں تمھارے لیے نذیر بھی ہوں اور بشیر بھی ہوں۔ اللہ کے بندوں پر ظلم نہ کرنا۔ اللہ کی سرزمین کو فساد گاہ نہ بنانا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ آخرت کا گھر اس کے لیے درست ہوگا جو اس دنیا میں تکبر اور فساد نہ کریگا پرہیزگار لوگ ہی عاقبت میں خوش ہوں گے۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کہتے ہیں۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! آپ کی اجل سے کیا کیا انجام ہوگا؟ آپ نے فرمایا، مجھے دنیا سے مفارقت آپہنچی ہے۔ میں اللہ کے حضور واپس جارہا ہوں۔ میں جنت الماوٰی میں جانے والا ہوں۔ میں سدرۃ المنتہیٰ کو جانے والا ہوں۔ میں رفیق اعلیٰ کو ملنے والا ہوں۔ ہم نے عرض کی، آپ کو غسل کون کرے گا؟ فرمایا سب سے پہلے میرے اہل بیت کے ان لوگوں کا حق ہے جو میرے بے حد قریب ہیں۔ ہم نے پوچھا یا رسول اللہؐ! آپ کا کفن کیسا ہو؟ فرمایا جو کپڑے میں نے پہنے ہیں کافی ہیں۔ ورنہ مصری سفید کپڑے کا کفن تیار کیا جائے۔ اگر وہ نہ مل سکے تو یمنی چادر میں کفنایا جائے۔ پوچھا یا رسول اللہؐ! آپ کی

marfat.com

نماز جنازہ کون پڑھائے ؟ اس پر رسول اکرمؐ رو دیے ، ہم بھی رونے لگے ۔ فرمایا آہستہ آہستہ وقت آئے گا ، اللہ تعالیٰ تم لوگوں پر اپنی رحمتیں نازل فرمائے گا اور اپنی بہترین جزا دے گا ۔ جب مجھے نہلا چکو ، کفن پہنا چکو ، تو مجھے میرے گھر میں ہی اسی تخت پر لٹا دینا ۔ تمام گھر سے باہر نکل جانا ۔ سب سے پہلے میرے دوست جبرائیل علیہ السلام میری نماز جنازہ ادا کریں گے ، پھر میکائیل پھر اسرافیل علیہم السلام ۔ اس کے بعد ملک الموت فرشتوں کی جماعت لے کر آئے گا ، پھر فرشتوں کی ٹولیوں کی ٹولیاں آتی جائیں گی اور نماز جنازہ ادا کرتی جائیں گی ۔ مجھے کوئی تکلیف نہ دینا اور بلا وجہ میری مدح میں ہی نہ لگے رہنا اور اونچی آواز سے نہ رونا ، سب سے پہلے میرے اہل بیت نماز جنازہ ادا کریں پھر عورتیں نماز ادا کریں ، پھر تم لوگ (صحابہؓ) نماز ادا کریں ۔ پھر صحابہ جماعت در جماعت آتے جائیں اور دعا کرتے جائیں ، آج سے قیامت تک میری ہی ملت اور دین کا اتباع کیا جائے گا ۔ ہم نے پوچھا یا رسول اللہؐ ! آپ کو قبر میں کون اتارے گا ، فرمایا میرے اہل بیت اور ہزاروں فرشتے ہوں گے ، وہ تمھیں دیکھ رہے ہوں گے مگر تم انھیں نہیں دیکھ سکو گے ۔ پھر آپ نے فرمایا " اَلرَّفِیْقِ الْاَعْلٰی "۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جب حضورؐ کی وفات کا وقت قریب آیا ، تو حضورؐ چند دن پہلے منبر پر تشریف فرما ہوئے ۔ آپ نے اللہ کی حمد و ثنا بیان فرمائی روز اُحد کے شہداء کے لیے دعائے مغفرت فرمائی ۔ خطبہ کے دوران ہی حکم دیا کہ اسامہ کے لشکر کو تیار کیا جائے ۔ جس جنگ کا میں نے حکم دیا ہے اسے مکمل کیا جائے عرب کی سرزمین پر دو مذہب نہیں رہ سکتے ، یہ کہہ کر آپ منبر سے نیچے اتر آئے ۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ کے گھر تشریف لے گئے ۔ بیماری کا غلبہ ہو گیا ۔ حضرت بلالؓ حاضر ہوئے اور مسجد میں اذان دی ۔ حضور نبی کریمؐ منہ ڈھانپ کر سو رہے تھے ۔ حضرت بلالؓ نے کہا اَلصَّلٰوۃُ اَلصَّلٰوۃُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ! حضورؐ نے اپنے منہ سے کپڑا ہٹا لیا ۔ فرمایا بلالؓ ! تم نے خبر دے دی ہے ، جو چاہے نماز پڑھے گا اب چپ ہو جاؤ ۔ حضرت بلالؓ روتے روتے باہر آئے ۔ عرض کی یا رسول اللہؐ ! اب نماز کی جگہ ۔ غم و غم آ گیا ہے ۔ چند

marfat.com

طلحے صبر کیا پھر آئے۔ یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا بلالؓ! تم نے خبر دے دی ہے۔ جو چاہے نماز پڑھ لے گا۔ جو چاہے نہیں پڑھے گا۔ بلالؓ باہر آئے اور رو کر کہنے لگے یا رسول اللہ! ہائے میں کیا کروں! پھر تیسری بار آئے اور کہا "اَلصَّلٰوۃُ یَرْحَمُکَ اللّٰہُ" یا رسول اللہ! نماز کا وقت ہو گیا ہے۔ حضورؐ نے حضرت عبداللہ بن ربیعہ کو حکم دیا کہ کسی کو کہیں کہ نماز پڑھائے۔ بعض احادیث میں آیا ہے کہ حضورؐ نے فرمایا ابوبکرؓ کو کہو کہ نماز پڑھائیں اور امامت کرائیں۔ چنانچہ حضرت ابوبکرؓ کو کہا گیا کہ نبی کریمؐ آپ کو امامت کرنے کا حکم دے رہے ہیں۔ حضرت بلالؓ نے اقامت کہی۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آگے کھڑے ہوئے تکبیر کہی۔ اسی اثنا میں حضورؐ بستر سے اٹھے۔ مسجد میں تشریف لائے۔ جب لوگوں نے دیکھا کہ حضورؐ تشریف لے آئے ہیں تو بلند آواز سے تکبیر کہی۔ حضرت ابوبکرؓ نے بھی آپ کو دیکھا اور اپنی جگہ سے پیچھے آنا چاہا۔ مگر حضورؐ نے فرمایا مَکَانَکَ یَا اَبُوْبَکْرٍ! (ابوبکرؓ! اپنی جگہ پر رہو) اور خود حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دائیں ہاتھ پر بیٹھ گئے۔ نماز سے فارغ ہوئے تو حضور دوبارہ اندر تشریف لے گئے۔ حضرت جبرائیلؑ حاضر ہوئے۔ ملک الموت ساتھ تھے، ہزاروں فرشتے صف بستہ تھے۔ ہر ایک کا نام اسماعیل تھا، ان کی تعداد ستر ہزار تھی۔ حضرت جبرائیلؑ ان فرشتوں کے آگے آگے تھے آ کر حضورؐ کے سامنے بیٹھ گئے۔ ملک الموت دروازے پر کھڑے ہو گئے اور کہا اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا اَھْلَ الْبَیْتِ۔ اِنْتَھَی الرَّحْمَۃَ۔ مَبْلَغَ الرِّسَالَۃَ (اے اہل بیت! تم پر سلام ہو اللہ کی رحمت کی تکمیل ہو چکی ہے رسالت کا پیغام مکمل طور پر پہنچ چکا ہے) کیا مجھے اندر آنے کی اجازت ہے؟ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا اے اللہ کے بندے! رسول اللہ مشغول ہیں، وہ تم لوگوں سے بات نہیں کر سکیں گے۔ پھر ایک بار مزید فرمایا۔ پھر دوبارہ اندر آنے کی اجازت چاہی۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا حضورؐ! یہ ملک الموت ہیں، آج تک اس نے کسی سے اجازت نہیں لی، آپ کے ادب کے پیش نظر اجازت چاہتے ہیں۔ آپ نے حضرت جبرائیلؑ کو کہا، انھیں اندر بلا لیجیے۔ ملک الموت اندر آ کر حضورؐ کے سامنے کھڑا ہو گیا اور عرض کی حضورؐ مجھے اللہ تعالیٰ نے

marfat.com

آپ کی خدمت میں بھیجا ہے اور حکم دیا ہے کہ میں آپ کے حکم کی تعمیل کروں ۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں آپ کی روح کو قبض کر لوں ورنہ چلا جاؤں ۔ حضورؐ نے فرمایا ملک الموت تمہیں جو حکم دیا گیا ہے ایسا ہی کرو۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا یا رسول اللہؐ! یہ میرا آخری دن ہے میں زمین پر آیا ہوں ۔ فی امان اللہ! آپؐ نے فرمایا جبرائیلؑ! اب تکلیف کے وقت مجھے چھوڑے جا رہے ہو۔ حضرت جبرائیلؑ نے کہا یا رسول اللہؐ! مجھے ہمت نہیں پڑتی کہ میں آپ کو نزع کی تکلیف میں دیکھوں ۔ حضرت جبرائیلؑ آسمان پر چلے گئے ۔ ملک الموت آئے اور حضورؐ کی روح مبارک کو اپنے قبضہ میں لے لیا ، آخری لمحہ تک حضورؐ کی عقل قائم تھی ، کسی قسم کی بے ہوشی یا مدہوشی نہیں تھی ، تمام ازواج مطہرات موجود تھیں ، سیدہ عائشہ صدیقہؓ قریب تر تھیں ۔ حضورؐ نے آپ کو فرمایا ۔

لَقَدْ رَضِیْتُكِ قَبْلَ الْیَوْمِ وَاَنْتِ	ہم نے تمہیں پسند کیا ہے ، تم آج بھی
زَوْجَتِیْ فِی الْاٰخِرَةِ	میری رفیقۂ حیات ہو اور قیامت میں بھی میری رفیقہ ہو گی ۔

پھر فرمایا اپنی جگہ بیٹھ جاؤ ، سیدہ عائشہؓ اپنی جگہ بیٹھ گئیں ۔

اسی اثناء میں سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا اندر آئیں اور آ کر کہا ۔ بابا ! مجھے ایک ایسی بات سنائیں جس سے دل خوش ہو جائے ۔ حضورؐ نے فرمایا میرے بیٹے ! ذرا ٹھہر تو جاؤ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے حضرت حسن اور حسین رضی اللہ عنہما کو جو ان دنوں ابھی بچے تھے اپنے پاس بلایا اور کہا اپنے نانا کے پاس جاؤ ۔ وہ قریب ہوئے ۔ باتیں کرنے لگے ۔ مگر حضورؐ نے انہیں کوئی جواب نہ دیا ۔ آپ نزع کے عالم میں تھے ۔ دونوں رونے لگے ۔ حسنؓ کہہ رہے تھے ۔ یَا جَدَّاهُ اَلَا تَنْظُرُ اِلَیَّ نَظْرَةً وَاحِدَةً وَکَلِّمْنِیْ کَلِمَةً اَذْکُرُهَا بَعْدَكَ فِیْ اَیَّامِ حَیٰوتِیْ یَا جَدَّاهُ لَوْ کَانَتْ اُمِّیْ اَخْبَرَتْنِیْ قَبْلَ اَنْ تَصِیْرَ کَمَا اَرٰی دَخَلْتُ عَلَیْكَ فَقَبَّلْتُكَ وَقَبَّلْتُكَ وَتَرَوَّحْتُ مِنْ رَائِحَتِكَ وَاشْتَفَیْتُ مِنْ ذُوَیْبِكَ وَکُنْتُ اَحَبَّ النَّاسِ اِلَیْكَ

(ترجمہ) :۔ میرے نانا جان ! آپ مجھے ایک نظر سے کیوں نہیں دیکھتے ، ایک

marfat.com

بات کیوں نہیں کہتے۔ میں ساری زندگی آپ کو یاد کرتا رہوں گا۔ نانا! اگر میری ماں نے مجھے بتایا ہوتا کہ آپ اس حالت میں ہیں تو میں آپ کے پاس رہتا، پاس بیٹھتا، اٹھ کر نہ جاتا، آپ کو چومتا رہتا، آپ کی خوشبو سے راحت پاتا، آپ کے دیدار سے خوش ہوتا، آپ تو میرے لیے سارے جہان سے عزیز تھے، پیارے تھے۔)

حسنؓ یہ باتیں کہتے جاتے اور روتے جاتے، سارا گھر رونے لگا۔

حضورؐ نے لوگوں کے رونے کی آواز سنی، آنکھیں کھولیں، فرمایا۔ یہ آواز کیسی ہے؟ حضرت فاطمہؓ نے کہا۔ حضورؐ! یہ میرے بچے ہیں آپ سے باتیں کرنے آئے ہیں، آپ انھیں جواب نہیں دے رہے، اس لیے رو رہے ہیں۔ گھر کے تمام افراد رو رہے ہیں حضورؐ نے فرمایا میرے پاس آؤ۔ ان کے سر باہوں میں لیے، تمام رو رہے تھے۔

حضورؐ نے سیدنا امیرالمؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کو فرمایا میرے لیے ایک پیالہ پانی تو لاؤ۔ حضرت علیؓ نے پانی پیش کیا۔ آپ نے پیالے میں ہاتھ ڈالا۔ اور اپنے چہرہ انور پہ ملا۔ اور فرمایا۔

اَللّٰھُمَّ اَعِنِّیْ عَلٰی سَکَرَاتِ الْمَوْتِ۔ — اے اللہ! نزع کی سختی میں میری مدد فرما

حضرت سیدہ فاطمہؓ کہنے لگیں، ہائے بابا! افسوس ہے، آپ تکلیف میں ہیں۔ آپ نے فرمایا فاطمہؓ! تمھارے باپ کو کوئی تکلیف نہیں ہے۔ آج صبح سے میرا یہی حال ہے۔

چاشت سے لے کر ظہر کی نماز تک، آپ کا دروازہ بند رکھا گیا تھا اور یہ واقعہ پیر کے دن کا تھا۔ حضورؐ کی روح عالیہ کو قبض کر لیا گیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ط۔

حضرت فضلؓ نے حضرت علیؓ کو کہا۔ حضورؐ کی آنکھوں کو بند کر دیا جائے۔ منہ کو بند کر دو۔ حضرت علیؓ آگے بڑھے مگر حضورؐ کا منہ اور آنکھیں پہلے ہی بند تھے۔ ہاتھ اور

marfat.com

پاؤں درست تھے، اس وقت حضورؐ کا سر مبارک سیدہ عائشہؓ کی گود میں تھا۔ اس وقت ایسی خوشبو آئی کہ آج تک کسی نے محسوس نہ کی تھی۔ فرشتوں کے پروں کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں، وہ کہتے جاتے تھے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ہ

کہتے ہیں حضور کو نزع کی حالت میں صرف اتنی ہی تکلیف ہوئی کہ آپ اللہ کے نزدیک اپنی قربت اور مقام کو ملاحظہ فرما رہے تھے۔ اپنی جگہ بہشت میں دیکھ رہے تھے۔ آپ ابھی چند لمحات دنیا میں موجود تھے، آپ کے ارد گرد لوگوں کا ہجوم تھا۔ حضورؐ کو غم تھا، اپنا مقام دیکھ چکے تھے۔ اب آپ کے لیے دنیا میں ایک لمحہ گزارنا بھی مشکل نظر آرہا تھا۔ وہ اللہ کے وصال کے لیے اتنے بے تاب تھے کہ ایک لمحہ کے لیے رکنا بھی ایک مصیبت تھی۔

حضرت جبرائیل علیہ السلام نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مرض الموت میں دیکھا تو عرض کی یا رسول اللہؐ! اِنَّ اللّٰہَ یَقْرَأُ عَلَیْکَ السَّلَامَ (یا رسول اللہ! اللہ آپ کو سلام دیتا ہے) اور پوچھتا ہے کہ آپ اس وقت کیسا محسوس کر رہے ہیں۔ حضورؐ نے فرمایا میں اندوہ گین ہوں۔ حضرت جبرائیل باہر نکلے اور کہا۔ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی روح کو قبض کیا تو ان سے پوچھا ابراہیم! تمہیں موت کیسی نظر آئی ہے فرمایا ایک ایسی میخ جسے گوشت میں ٹھونک دیا جائے۔ اور پھر اسے کھینچا جائے۔ اللہ نے فرمایا ہم نے تمہارے لیے نزع کی سختی معاف کر دی ہے۔

حضرت ثابت نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جب حضورؐ سخت بیمار ہوئے حضرت فاطمہؓ نے دردناک آواز میں کہا ہائے میرے ابا جان! آپ کو کتنی تکلیف ہے۔ آپ نے فرمایا بیٹا! آج کے بعد تمہارے والد کو کوئی تکلیف نہ ہوگی۔ جب حضورؐ کا وصال ہوا تو سیدہ فاطمہؓ کہنے لگیں اے میرے ابا! اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے پاس بلا لیا ہے۔ اے میرے ابا! آپ جنت میں سکونت پذیر ہو رہے ہیں، اے میرے ابا! آپ اپنے اللہ کے کتنے قریب ہیں۔ اے میرے ابا! آج آپ کی موت کی خبر جبرائیل کو کون دیگا! حضورؐ کو دفن کیا گیا تو حضرت فاطمہؓ کہنے لگیں۔ کیا تم لوگ خوش ہو جب میرے والد کے

marfat.com

جسم مبارک پر قبر کی مٹی ڈالی گئی ؛

حضرت جعفر بن محمد نے قاسم سے روایت کی ہے۔ حضورؐ کو اس وقت تک دفن نہیں کیا گیا جب تک آپ کے ناخنوں سے موت کے آثار ظاہر نہیں ہوئے سیدنا عمر بن الخطابؓ آگے بڑھے، فرمایا رسول اللہؐ نے رحلت نہیں فرمائی بلکہ بے ہوش ہیں جس طرح حضرت موسیٰؑ دیدار الٰہی سے بے ہوش ہوئے تھے۔ میں ان لوگوں کی زبانیں کاٹ دوں گا جو حضورؐ کے متعلق یہ کہتے ہیں کہ وہ مر گئے ہیں۔ میں ان کے ہاتھ پاؤں توڑ دوں گا۔ جو حضورؐ کو مردہ جانتے ہیں۔ سیدنا عباس رضی اللہ عنہ نے اٹھ کر فرمایا رسول اللہؐ اس وقت تک نہیں مر سکتے جب تک اٹھ کر کفار سے جنگ نہ کریں۔ ان سے صلح نہ کرلیں، شادی نہ کریں۔ طلاق نہ دے لیں، آپ لوگوں کو راہِ مستقیم نہ دکھالیں جس نے حضورؐ سے کچھ لینا ہو مجھے بتائے۔

حضور نبی کریمؐ نے مدینہ منورہ میں دس سال زندگی گزاری۔ صفر کے مہینے میں۔ بیمار ہوئے، سخت بخار ہوا گر بیر کے دن جبکہ بارہ ربیع الاول تھی، وفات پائی۔ آپ کو بدھ کی رات کو دفن کیا گیا۔ آپ کا کفن تین چادروں سے تیار کیا گیا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے آپ کو غسل دیا۔ فضل آپ کی امداد کرتے رہے۔ تین بار پانی اور بیری کے پتوں سے غسل کیا۔ قبر مبارک میں اتارا گیا تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ پہلے قبر میں اترے۔ فضل بن عباس آپ کے ساتھ تھے۔ اوس بن خولی نے کہا، حضور کی تدفین کا حق ہم سے نہ چھینا جائے وہ بھی قبر میں اترے۔

جب حضور نبی کریمؐ کو کفن پہنایا گیا تو سیدنا صدیق اکبرؓ اندر آئے، چہرہ مبارک سے کپڑا اٹھایا۔ چہرہ مبارک کی زیارت کی، پیشانی پر بوسہ دیا۔ تین بار چوما اور کہا میرے ماں باپ آپ پر قربان۔ طِبْتَ حَيًّا وَطِبْتَ مَيِّتًا (آپ زندگی میں بھی خوشبو تھے اور وصال کے بعد بھی مجسم خوشبو ہیں) چادر آپ کے چہرہ پر دوبارہ ڈال دی اور باہر نکل آئے۔ باہر حضرت عمرؓ لوگوں کو کہہ رہے تھے "حضور کا وصال نہیں ہوا۔ حضرت ابو بکرؓ نے کہا "عمرؓ! آہستہ آہستہ بات کرو، مگر حضرت عمرؓ کہتے جاتے تھے، حضورؐ کو موت نہیں

marfat.com

آئی۔ مگر اب لوگ سیدنا ابوبکرؓ کی بات کی طرف متوجہ ہوئے۔ عمرؓ کو چھوڑ دیا۔ حضرت ابوبکرؓ نے اللہ کی ثنا کرنے کے بعد فرمایا لوگو!

مَنْ كَانَ يَعْبُدُ مُحَمَّدًا فَإِنَّ مُحَمَّدًا قَدْ مَاتَ۔ وَمَنْ كَانَ يَعْبُدُ اللّٰهَ فَإِنَّ اللّٰهَ حَيٌّ لَا يَمُوْتُ۔ وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ۔

ہم نے یہ آیۂ کریمہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی زبان سے سنی تو ہمیں یوں محسوس ہوا جیسا کہ ہم نے اس سے پہلے یہ آیۂ کریمہ سنی ہی نہیں تھی۔ اب ہم حضورؐ کو نہلانے کے لیے آگے بڑھے۔ خیال آیا کہ آپ کے جسم پاک کو ننگا کیا جائے جس طرح عام لوگوں کو کیا جاتا ہے۔ غائب سے آواز آئی، میرے نبیؐ کو برہنہ نہ کریں، انہی کپڑوں میں نہلا دیں۔ اور اس آواز کے ساتھ ہم سب پر ایک غنودگی طاری تھی۔ قثم ابھی بچے ہی تھے کہ حضورؐ کو نہلانے میں امداد کر رہے تھے۔ حضرت علی بن ابی طالب غسل دے رہے تھے۔ حضرت اسامہ بن زید پانی ڈال رہے تھے۔ اور کہتے تھے۔ یا علیؓ! مجھے جانے دو۔ میرا دل بیٹھا جا رہا ہے۔ میں وہ کچھ دیکھ رہا ہوں جسے بیان نہیں کر سکتا۔ یہ فرشتوں کا عکس تھا حضورؐ کے چشم پر پانی جمع ہوتا تو حضرت علیؓ اٹھا کر پی لیتے۔ اور کہتے:

بِأَبِيْ وَأُمِّيْ أَنْتَ مَا أَطْيَبَكَ حَيًّا وَمَيِّتًا۔ (یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ آپ ہمیشہ طیب تھے جیتے بھی اور بعد از ممات بھی) حضورؐ پر مُردوں کی کیفیت نہیں دیکھی گئی۔

غسل سے فارغ ہوئے تو صحابہؓ میں اختلاف پیدا ہوا کہ آپ کو کیسے دفنایا جائے بعض کہتے تھے، آپ کو صحابہؓ کے ساتھ ہی جنت البقیع میں دفن کیا جائے، بعض مسجد میں دفن کرنے پر زور دے رہے تھے، سیدنا ابوبکرؓ اٹھے اور کہنے لگے:۔

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ	میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَعَنَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ	سے سنا ہے آپ فرماتے تھے ان لوگوں
اتَّخَذُوْا قُبُوْرَ أَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ	اللہ کی لعنت ہے جو انبیاء کی قبروں کو
وَقَالَ مَا مِنْ نَبِيٍّ يُقْبَضُ إِلَّا دُفِنَ	مسجد بنا لیتے ہیں۔ پھر فرمایا: نبی کی

marfat.com

فِی الْمَوْضِعِ الَّذِیْ قُبِضَ فِیْہِ ۔ جہاں روح قبض ہوتی ہے اسی مقام پر دفن کیا جاتا ہے۔

حضورؐ کے گھر جہاں آپ کا بستر بچھا ہوا تھا، وہ جگہ قبر کے لیے منتخب کی گئی اور وہاں ہی قبر کھودی گئی۔ صحابہ کرامؓ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے نماز جنازہ ادا کرنے کا طریقہ پوچھا تو آپ نے فرمایا :-

"صلوات البار رحیم والملائکة المقربین والنبیین والصدیقین والشہداء والصالحین وما سبح لك من شیٔ یارب العالمین علی محمد بن عبد اللہ خاتم النبیین وسید المرسلین وامام المتقین ورسول رب العالمین الشاھد المبشر الداعی الیك باذنك السراج المنیر"

حضورؐ کو قبر میں رکھا گیا تو نو اینٹیں کھڑی کی گئیں سنگریزے جمع کیے گئے۔ مرقد کو درست کیا گیا۔ حضورؐ کا سر مبارک مشرق کی طرف (قبلہ کی طرف) کیا گیا۔ پھر حضرت ابوبکرؓ کی قبر حضور کے قدموں میں بنائی گئی۔ امیرالمؤمنین حضرت عمرؓ نے سیدنا ابوبکرؓ کی نماز جنازہ پڑھائی حضرت صہیبؓ نے حضرت عمرؓ کی نماز جنازہ پڑھائی تھی تمام نے چار چار تکبیریں کہیں۔ اس طرح یہ تینوں اولوالعزم حضرت حضورؐ کے حجرہ میں آرام فرما ہیں۔

سیدنا عمر بن الخطاب کی وفات ہوئی، آپ نے وفات سے قبل حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں عرض کی کہ اگر آپ مجھے اجازت مرحمت فرمائیں تو مجھے حضورؐ کے قدموں میں تھوڑی سی جگہ مل جائے۔ میرے مرنے کے بعد مجھے غسل کر کے کفن دیا جائے اور حضورؐ کے روضۂ مبارک کے سامنے لا کر رکھا جائے اور حضورؐ کے قدموں میں دفن ہونے کی اجازت مانگی جائے۔ اگر حضورؐ مجھے خود قبول فرمالیں تو آپ بھی اجازت دے دیں۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ حضرت عمرؓ کے جنازے کو آقائے دوعالم کے روضۂ منورہ کے سامنے لا کر رکھ دیا گیا۔ ایک آواز آئی :-

"اُدْخُلُوا الْحَبِیْبَ عَلَی الْحَبِیْبِ فَاِنَّ الْحَبِیْبَ اِلَی الْحَبِیْبِ مُشْتَاقٌ"

marfat.com

حضرت عمرؓ کو وہاں رکھا گیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے حجرہ مبارکہ کو خالی کر دیا، دوسرے گھر میں تشریف لے گئیں اور حضرت عمر فاروقؓ کو وہاں دفنا دیا گیا۔ سیدہ عائشہ صدیقہؓ سے لوگوں نے پوچھا، آپ نے اپنا گھر کیوں چھوڑ دیا۔ آپ نے فرمایا حضورؐ میرے خاوند تھے، سیدنا ابوبکر صدیقؓ میرے باپ تھے، اب سیدنا عمر فاروقؓ کے آنے کے بعد مجھے وہاں رہنا اچھا نہیں، آپ میرے محرم نہیں ہیں۔

مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ میں سب سے آخری شخص ہوں جس نے حضورؐ کی زیارت کی تھی۔ حضرت مغیرہ کی انگشتری حضورؐ پُر نور کی قبر میں رہ گئی تھی، لوگ قبر میں مٹی ڈال رہے تھے کہ مغیرہ دوبارہ قبر میں اترے اور اپنی انگوٹھی لی اور ساتھ ہی حضورؐ کی آخری زیارت کر لی۔

marfat.com

۵۲

گنبدِ خضراء کی زیارت

حضور نبی کریمؐ صاحب کوثر و تسنیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص مدینہ منورہ میں آئے، اسے واجب ہے کہ میرے روضہ کی زیارت کرے اور وہ میری شفاعت کا مستحق ہوگا۔ جو شخص مدینہ منورہ یا مکہ مکرمہ میں وفات پائے گا۔ قیامت کے دن اٹھے گا تو قیامت کے مصائب سے محفوظ رہے گا۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا:۔

مَنْ زَارَ قَبْرِیْ بَعْدَ مَوْتِیْ فَکَاَنَّمَا زَارَنِیْ فِیْ حَیٰوتِیْ وَمَنْ لَمْ یَزُرْ قَبْرِیْ فَقَدْ جَفَانِیْ

جس شخص نے میرے مرنے کے بعد میری قبر کی زیارت کی تو گویا اس نے مجھے زندگی میں دیکھا۔ جس نے مدینہ پاک میں آکر میری قبر کی زیارت نہیں کی اس نے مجھ پر ظلم کیا۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بیشک فرشتے راہوں میں کھڑے ہو کر امت کے افراد کا سلام مجھے پیش کرتے ہیں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضورؐ نے فرمایا جو شخص مدینہ پاک آکر ثواب کے طور پر میری قبر کی زیارت کرے گا۔ میں اس کا قیامت کے دن شفیع اور مشفق ہوں گا۔ حضرات صحابہؓ کا معمول تھا کہ حضورؐ کے مزار اقدس کے سامنے کھڑے ہو جاتے اور یہ آیت پڑھتے:۔

اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ۔ پھر فرماتے صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْكَ یَا مُحَمَّدُ۔ اس طرح ستر بار کہتے۔ فرشتہ آواز دے گا کہ مانگنے والے تمھاری کیا

marfat.com

مراد ہے، آج پوری ہو گی۔

ستّر ہزار فرشتہ حاضر ہوتا ہے

کعب بن احبار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ ہر روز ستر ہزار فرشتے گنبدِ خضراء پر حاضری دیتے ہیں۔ اور اپنے پر ہلاتے ہیں اور حضور نبی کریمؐ پر درود پیش کرتے ہیں، رات کے وقت آسمان پر واپس چلے جاتے ہیں۔ پھر دوسرے دن ستر ہزار دوسرے فرشتے آتے ہیں اور اسی طرح درود و سلام پیش کرتے رہتے ہیں۔ یہ سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا۔ حتیٰ کہ قیامت کے وقت زمین کھل جائے گی۔ حضورؐ اپنی قبر سے باہر تشریف لائیں گے تو اس وقت ستر ہزار فرشتے آپ کی خدمت میں سروقد ایستادہ ہوں گے اور صلوٰۃ و سلام پیش کریں گے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما جب حضورؐ کے مزارِ پُرانوار کی زیارت کے لیے حاضر ہوتے، قبرِ مبارک کے قریب کھڑے ہو جاتے اور کہتے:۔

اَلسَّلَامُ عَلَى النَّبِيِّ ، اَلسَّلَامُ عَلٰى اَبِيْ بَكْرٍ ، اَلسَّلَامُ عَلٰى اَبِيْ ۔

(میرے نبی پر سلام ہو۔ حضرت ابو بکرؓ پر سلام ہو اور میرے باپ پر سلام ہو)

حضورؐ سلام کا جواب دیتے ہیں

بزرگوں میں سے ایک بزرگ جن کا نام حضرت سلیمان بن شخیر تھا۔ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریمؐ کو خواب میں دیکھا تو سوال کیا، یا رسول اللہؐ! یہ لوگ جو آپ کی قبر پر حاضر ہوتے ہیں آپ کو سلام پیش کرتے ہیں، آپ ان کے سلام سے باخبر ہیں؟ حضورؐ نے فرمایا میں ایک ایک سلام سے واقف ہوں، ایک ایک کا جواب دیتا ہوں۔

حضرت ابراہیم خواص رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ میں ایک دن نہایت تنگدست تھا۔ غربت نے مجھے تنگ کر دیا تھا۔ میں مدینہ پاک میں گیا، میرا دل چاہا کہ حضورؐ کے روضے کے سامنے حاضر ہو کر اس تنگدستی اور غربت کی شکایت کر دوں۔ قبر کے پیچھے سے آواز آئی۔ اسحٰق! ہمیں تنگ دل نہ کرو۔ ایک عورت روضہ رسول پر حاضر ہوئی اور آ کر کہنے لگی۔ یا رسولؐ! مجھے شیطان ورغلاتا ہے اور کہتا ہے کہ عبادت نہ کیا کرو۔ آواز آئی۔

marfat.com

إِنَّ الشَّيْطَانَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوهُ عَدُوًّا ۔

عورت یہ سن کر روضۂ رسول سے ہٹ آئی ۔ کہنے لگی ، بخدا اس دن کے بعد مجھے شیطان نے کبھی نہیں ورغلایا ۔ ایک بزرگ نے واقعہ بیان کیا ہے کہ ایک بزرگ خراسان سے آئے ۔ باب جبریل سے داخل ہوئے اور گنبد خضرا کے سامنے زیارت رسول مقبولؐ کے لیے حاضر ہوئے ۔ پھر اسی دروازے سے واپس چلے گئے ۔ میں نے انھیں کہا یہ مکہ کا راستہ نہیں جس طرف آپ جا رہے ہیں ۔ فرمانے لگے میں مکہ نہیں جا رہا ۔ اس سال تو میں صرف زیارتِ رسولؐ کے لیے ہی حاضر ہوا ہوں ۔ اب تو میں اسی زیارت کے بعد گھر جاؤں گا ۔ اگلے سال مکہ کے لیے سفر کروں گا ۔

مدینہ پاک کے ایک مجاور نے بیان کیا کہ میں تین سال تک حضورؐ کی تربتِ مبارکہ کے قریب رہا ۔ مدینہ پاک میں ایک بوڑھا شخص رہتا تھا ۔ اسے میں نے کبھی بھی زیارتِ روضۂ رسول کے لیے آتے نہیں دیکھا تھا ۔ میں نے ایک دن اسے پوچھا مجھے تین سال ہو گئے ہیں ، میں نے تمھیں کبھی روضۂ رسول کی زیارت کرتے نہیں دیکھا ۔ اس نے کہا ، سبحان اللہ ! مجھے سات سال ہو گئے ہیں مدینۃ النبی میں رہ رہا ہوں ، مجھے آج تک جرأت نہیں ہوئی کہ حضورؐ کی بارگاہ میں حاضر ہو سکوں ۔ میں حضورؐ کے ادب اور جلال کا متحمل نہیں ہو سکتا ۔

مکہ مکرمہ کا ایک مجاور جسے ابو حامد الہروی کہا کرتے تھے ، انھوں نے اپنے اُستاد عبداللہ الطبری سے سنا تھا ۔ وہ فرماتے تھے کہ میں نے مدینہ پاک کے قیام کے دوران ایک دن پیاز کھا لیا ۔ میں زیارت کو حاضر ہونے لگا تو دل میں خیال آیا ۔ حضورؐ تو پیاز سے کراہت فرمایا کرتے تھے ۔ میں کس طرح حاضر ہو سکتا ہوں ۔ مگر پھر دل میں خیال آیا ، اب تو حضورؐ دنیا سے رخصت ہو گئے ہیں ، اب تو آپ کو تکلیف اور کراہت نہیں ہو گی چنانچہ میں حضورؐ کی تربتِ مقدسہ پر حاضر ہوا ۔ مجھے قبر سے آواز آئی ، آہ ! وہ فرماتے ہیں اس دن کے بعد جب تک مدینہ منورہ رہا کبھی پیاز یا لہسن نہیں کھایا ۔

حضورؐ نے فرمایا :-

مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ عِنْدَ قَبْرِي — جس شخص نے میرے مزار پر آ کر درود

marfat.com

سَمِعْتُهٗ، وَمَنْ صَلّٰی عَلَیَّ نَائِیًا بَلَغْتُہٗ — پڑھا میں نے اسے سن لیا، جس نے دور سے مجھ پر درود بھیجا، وہ مجھ تک پہنچ گیا۔

ایک اور حدیث میں حضورؐ نے فرمایا:-

لَا تَتَّخِذُوْا قَبْرِیْ وَثَنًا۔ — میری قبر کو کفار کی طرح بُت کدہ نہ بنالو۔

حضور نبی کریم کے روضۂ اقدس پر ایک اعرابی حاضر ہوا، وہ اونٹنی پر آیا، اونٹنی کو مسجد کے دروازے کے سامنے بٹھایا۔ پاؤں باندھے اور مسجد النبی میں چلا گیا۔ حضورؐ کے روضہ مبارکہ کے سامنے کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا یا رسول اللہؐ آپ پر ہزاروں درود ہوں میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ ایک ہے اور آپ اس کے سچے رسول ہیں، آپ نے حق رسالت ادا کیا، امت کی رہنمائی فرمائی۔ دنیا میں اللہ کی عبادت کی اور لوگوں کو عبادت کا صحیح طریقہ سکھلایا، اللہ تعالیٰ آپ کے روح پر ہزاروں درود نازل فرمائے۔ پھر کہنے لگا اے صدیقؓ تم پر درود ہو، اے عمر فاروقؓ! تم پر بھی درود ہو۔ اے یارانِ مصطفےٰؐ! آپ پر درود ہو آپ دنیا میں نبی پاک کے دوست تھے اور اب بھی ان کے ساتھی ہیں، اللہ تعالیٰ تمھیں اسلامی خدمات کی جزائے خیر دے۔ پھر حضورؐ کو مخاطب کر کے کہنے لگا یا رسول اللہؐ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں، گناہوں کے بوجھ میں دبا ہوا ہوں، آپ کی شفاعت کا محتاج ہوں، اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں فرمایا ہے۔ اگر گناہگار آپ کے پاس حاضر ہوں، استغفار کریں تو آپ ان کے لیے شفاعت فرمائیں تو اللہ انھیں معاف کردے[1] گا۔ یا رسول اللہؐ! میں گناہوں کے بوجھ کے نیچے دبا ہوا ہوں، اے اللہ تیرا قول سچا ہے۔ میں گناہگار ہوں، تیرے رسول مقبولؐ دنیا سے چلے گئے ہیں۔ مگر تو زندہ ہے۔ ہمیشہ زندہ رہے گا۔ تو تیرے نبیؐ کو شفاعت

---

[1] وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ ؕ

marfat.com

کے لیے لایا ہوں، تو مجھے معاف فرما۔ یا اللہ! دنیا کا یہ قاعدہ ہے کہ اگر کسی کا عزیز فوت ہو جائے۔ اس کی قبروں پر غلام آزاد کیا جائے تو یہ بڑا ثواب ہے۔ تو نے ہمیں بتایا ہے کہ تیرے رسول تیرے محبوب ہیں، بڑے احترام اور عزت والے ہیں، آج اپنے رسول کی خدمت کے پیش نظر مجھے ان کی قبر کے سامنے گناہوں سے آزاد فرما۔ وہ واپس جانے لگا تو یہ شعر پڑھتا گیا ؎

یا خیر من دفنت فی الارض اعظمہ
وطاب من طیبۃ القیعان والاجم
نفسی الفداء القبرانت ساکنہ
فیہ العفاف وفیہ الجود والکرم [1]

---

[1] اے بہترین انسان جو اس مرقد میں آرام فرما ہے، اے جس کی خوشبو سے سارا صحرائے عرب مہک اٹھا ہے۔ میں اس قبر پر قربان ہوں جس میں تو آرام فرما ہے۔ اس قبر میں پارسائی، سخاوت اور کرم و بخشش والے لیٹے ہوئے ہیں۔ (صلی اللہ علیہ وسلم)

marfat.com

۵۳

شہیدانِ اسلام کے مقامات

میدانِ اُحد میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو شہداء کی لاشیں ایک ہی چادر میں رکھیں اور فرمایا۔ ان دونوں میں سے قرآن پاک زیادہ کسے آتا تھا۔ لوگوں نے ایک کی طرف اشارہ کیا۔ اسے پہلے قبر میں رکھا گیا اور فرمایا میں ان دونوں کے لیے قیامت کے دن شہادت دوں گا۔ تمام شہداء کو دفن کیا مگر ان کی نماز جنازہ ادا نہ کی اور تمام صحابہ ان کے پاس بیٹھ گئے (کیونکہ نماز جنازہ سب کے لیے یکجا پڑھ لی گئی تھی) عبدالاعلیٰ بن ابی فروہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم میدانِ اُحد میں مصعب بن عمیرؓ کی نعش کے پاس کھڑے ہو کر فرمانے لگے اے اللہ! تیرا بندہ اور پیغمبر شہادت دیتا ہے کہ یہ شہید ہے۔ صحابہؓ کو فرمایا آؤ اور شہدائے اُحد کو سلام کرو۔ اور کون ہے جو انھیں سلام نہ کرے گا۔ قیامت تک جب تک زمین و آسمان قائم ہیں وہ سلام کرنے والوں کا جواب دیتے رہیں گے۔ حضورؐ آگے جا کر ایک اور مقام پر کھڑے ہوئے اور یہاں بھی کشتگانِ راہِ حق کی لاشیں تھیں۔ فرمایا یہ میرے دوست ہیں۔ میں ان کے لیے قیامت کے دن گواہی دوں گا۔ حضرت ابوبکرؓ نے عرض کی یا رسول اللہؐ! کیا ہم آپ کے دوست نہیں ہیں۔ فرمایا اس میں شک نہیں تم بھی دوست ہو۔ لیکن تم میرے بعد کس طرح رہو گے، یہ اور بات ہے۔ مگر یہ لوگ دنیا میں بھوکے گئے ہیں اور اللہ کی راہ میں قربان ہوئے ہیں، یہ بات سن کر حضرت ابوبکرؓ زار زار رونے لگے۔ عرض کی یا رسول اللہؐ! کیا ہم آپؐ کے بعد زندہ رہ سکیں گے۔

جعفر بن محمد اپنی دادی سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت فاطمہؓ ہر دوسرے یا تیسرے دن اُحد کے شہداء کی قبروں پر جاتیں۔ وہاں نماز پڑھتیں اور دعا کرتیں اور روتیں۔ یہ وفات تک آپؐ کا معمول رہا۔

marfat.com

عطاف بن خالد روایت کرتے ہیں کہ میری ایک خالہ تھی، نہایت عابدہ اور زاہدہ، فرماتی ہیں ایک دن بیٹھی تھی، میرے ساتھ میرا ایک غلام تھا۔ ہم حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی قبر پر میدانِ اُحد میں چلے گئے۔ میں نے وہاں نماز ادا کی، وہاں کوئی دوسرا آدمی نہ تھا۔ میرا غلام ذرا ہٹ کر میری سواری کی نگہداشت کر رہا تھا۔ میں نے نماز سے فارغ ہو کر کہا "السلام علیکم" اور اپنے ہاتھ سے قبر کی طرف اشارہ کیا۔ میں نے زمین سے آواز سُنی "وعلیکم السلام" اور میں نے حضرت حمزہؓ کی آواز کو پہچانا، مجھے ذرہ بھر بھی شک نہیں تھا کہ یہ آواز کہاں سے آئی ہے، جس طرح مجھے اس بات میں شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے پیدا فرمایا ہے اسی طرح مجھے اس آواز میں بھی شک نہیں۔ میرے بدن کے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ میں نے غلام کو آواز دی، اونٹنی پر بیٹھی اور وہاں سے روانہ ہو گئی۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم شہدائے اُحد کی لاشوں کے پاس کھڑے ہو گئے اور فرمایا میں ان کا گواہ ہوں۔ میں ان کے خون کا گواہ ہوں جو ان کے زخموں سے بہ رہا ہے۔ ان کو کپڑوں سمیت دو دو یا تین تین کر کے ایک ایک قبر میں دفنا دیا جائے۔ جو شخص قرآن زیادہ جانتا تھا اسے پہلے قبر میں رکھا جائے۔ سیدنا حمزہؓ شہید ہوئے تو ان کی بہن صفیہؓ نے دو چادریں بھیجیں تاکہ ان کے بھائی کا کفن تیار کیا جائے آپ کے پہلو میں ایک انصاری نوجوان شہید پڑا تھا۔ حضورؐ نے فرمایا مجھے شرم آتی ہے کہ حمزہ دو چادروں کے کفن میں اور انصاری بے کفن دفنایا جائے۔ چنانچہ ایک چادر انصاری کے کفن کے لیے دے دی گئی۔

شہداء قبروں میں قرآن پڑھتے ہیں

حضرت طلحہ بن عبداللہؓ فرماتے ہیں۔ میں ایک رات شہدائے اُحد کی قبروں پر گیا میں عبداللہ بن عمر بن حزام کی قبر کے ساتھ بیٹھا تھا۔ میں سر رکھ کر وہاں سو گیا۔ قبر سے قرآن پڑھنے کی آواز آئی۔ اس سے خوش آواز قرآن میں نے کبھی نہیں سنا تھا۔ مجھے خیال آیا کہ یہ آواز صحرا سے آ رہی ہے۔ میں صحرا کی طرف گیا مگر وہ آواز کہیں نہیں سُنی۔ میں پھر

marfat.com

قبر کے پاس آیا تو مجھے دوبارہ وہی آواز آئی، سمجھ گیا کہ یہ قبر سے آواز آرہی ہے۔ میں تمام رات وہاں رہا۔ آواز نے مجھے مست کر دیا، حتیٰ کہ صبح ہوگئی، صبح طلوع ہوتے ہی آواز بند ہوگئی۔ صبح اٹھ کر میں حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور رات کا واقعہ بیان کیا۔ حضورؐ نے فرمایا وہ عبداللہ بن عمرو تھے جو قرآن پڑھ رہے تھے۔ طلحہ! تمھیں پتہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ شہداء کی روحوں کو قبض کر کے یاقوت اور زبر جد کی قندیلوں میں رکھتا ہے' ان قندیلوں کو بہشت کے درمیان لٹکا دیا جاتا ہے، رات پڑتی ہے تو ان روحوں کو شہداء کے مزار میں واپس بھیج دیا جاتا ہے۔ صبح تک وہاں ہی رہتی ہیں، صبح ہوتے ہی اپنی جگہ واپس چلی جاتی ہیں۔

دوبارہ آرزو دارم

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ جب میرے والد عبداللہ کو میدانِ اُحد میں شہید کر دیا گیا۔ میں نے والد کے چہرے سے کپڑا ہٹایا اور رونے لگا۔ میرے دوست مجھے منع کرتے تھے۔ میری پھوپھی بھی رو رہی تھی۔ حضور رحمتؐ نے فرمایا ان پر روؤ یا نہ روؤ۔ جب سے عبداللہ شہید ہوا ہے اللہ کے پاک فرشتے اس پر پَر بچھائے کھڑے ہیں۔ جابرؓ فرماتے ہیں کہ مجھے حضور نبی کریمؐ نے فرمایا، جابرؓ! تم جانتے ہو، اللہ تعالیٰ نے تمھارے والد کو اپنے قریب کر کے فرمایا عبداللہ مانگو، کیا مانگتے ہو؟ عبداللہ نے کہا اے اللہ! مجھے ایک بار پھر دنیا میں بھیج، پھر تیری راہ میں قربان ہوکر آؤں۔

کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضورؐ نے فرمایا، کوئی ایسا شخص ہے جس نے میدانِ اُحد میں حضرت حمزہ کو شہید ہوتے دیکھا ہو۔ ایک شخص آگے بڑھا اور کہا کہ میں نے دیکھا ہے۔ حضورؐ نے اسے ساتھ لیا تو حضرت حمزہؓ کی نعش پر پہنچے۔ حضرت علیؓ بھی حضورؐ کے پاس تھے، وہاں پہنچے، حضرت حمزہؓ کو دیکھا۔ حضرت علیؓ نے کہا یا رسول اللہ حضرت حمزہؓ کو تو مُثلہ کیا گیا ہے۔ حضورؐ کو اپنے چچا کو اس حالت میں دیکھنے سے بڑا قلق ہوا، چند لمحے خاموش رہے، پھر فرمایا۔ میں اعلان کرتا ہوں اور گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کی راہ میں جان دینے والے شہداء ہیں، انھیں ان کے خون آلود کپڑوں میں دفن کر دیا جائے

marfat.com

انھیں غسل نہ دیا جائے۔ ان کا ایک ایک زخم قیامت کے دن خون آلود ہوگا اور اپنی شہادت کی گواہی دے گا، ان کے زخموں سے کستوری کی خوشبو آئے گی۔

بہشت میں چھلانگیں لگانے والے شہداء

حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن کسی امت یا قبیلہ کے اتنے شہداء نہیں ہوں گے جتنے امتِ رسول کے ہوں گے۔ صرف میدانِ اُحد میں ہی ہمارے ستر آدمی شہید ہوئے تھے، ستر بیرِ معونہ میں، ستر میدانِ موتہ میں۔ ستر یمامہ میں۔ حضرت جابر بن عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ میدانِ اُحد میں عمرو بن الجموعؓ حضورؐ کی خدمت میں آئے اور کہا۔ یا رسول اللہؐ! کیا آج شہید ہونے والا یقینی بہشتی ہے؟ حضورؐ نے فرمایا ہاں۔ عمرو بن الجموعؓ نے کہا اے اللہ! آج میں اس وقت تک اپنے گھر نہیں جاؤں گا جب تک تو مجھے اہلِ بہشت میں نہ رکھ لے۔ حضرت عمرو بن الجموعؓ ذرا لنگڑا کر چلتے تھے۔ سیدنا عمر بن الخطابؓ نے فرمایا، عمرو! اللہ کی قسم کھا رہے ہو۔ حضورؐ نے فرمایا۔ عمرؓ! انھیں چھوڑ دو۔ یہ وہ لوگ ہیں کہ آج جس چیز کی قسم کھالیں گے اللہ اسے پوری کرے گا۔ عمرو بن الجموعؓ نے حضورؐ کے چہرۂ انور پہ نگاہ ڈالی۔ اور کہا یا رسول اللہؐ! بہشت کہاں ہے؟ حضورؐ نے ایک پتھریلی زمین کی طرف اشارہ کر کے فرمایا اس جگہ۔ عمرو لڑتے لڑتے وہاں ہی جا کر شہید ہوئے۔ حضورؐ نے فرمایا۔ میں اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں کہ عمرو لنگڑاتے لنگڑاتے بہشت میں دوڑ رہا ہے۔

مسروق بن الاجداع فرماتے ہیں۔ ہم نے عبداللہ بن مسعودؓ سے اس آیۂ کریمہ کے معانی پوچھے وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ نے فرمایا ہم نے بھی اسی آیت کی تفسیر پوچھی تھی تو حضورؐ نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ نے شہداء کی روحوں کو سبز پرندوں کے پیٹ میں رکھ دیا ہے یہ پرندے بہشت کی نہروں کے درمیان اڑتے رہتے ہیں۔ بہشت کے میوے کھاتے ہیں۔ عرش کے زیرِ سایہ سنہری قندیلوں کی روتیوں کو دیکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان پر اپنی رحمت کی نظر کر کے فرمائے گا میرے بندو! تم کیا چاہتے ہو آج میں تمھیں راضی کردوں۔ وہ کہیں گے یا الٰہی! اس سے

marfat.com

بڑھ کر ہم تیرا اور کیا احسان حاصل کر سکتے ہیں کہ بہشت میں رہ رہے ہیں میوے کھا رہے ہیں۔ عرش کے زیر سایہ تیرے انوار سے معمور ہیں، اللہ پھر کہے گا۔ کچھ تو مانگو۔ وہ کہیں گے اس سے بڑھ کر ہم کیا مانگ سکتے ہیں، ہاں ایک آرزو ہے کہ تو ہمیں ایک بار پھر زندہ فرما۔ ہم دوبارہ حضورؐ کے سامنے تیرے لیے شہید ہوں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں جس وقت آپ کے بھائیوں کو میدان اُحد میں شہید کیا گیا، اللہ تعالیٰ نے ان کی روحوں کو سبز پرندوں کے پوٹوں میں رکھ دیا یہ بہشت کی نہروں پر جاتے، بہشتی میوے کھاتے اور زریں قندیلوں میں پناہ لیتے جب وہ ان انعاماتِ خداوندی کو دیکھتے تو کہتے کاش! ہمارے دنیا میں بسنے والے بھائیوں کو معلوم ہو تاکہ شہداء پر کیا انعامات برستے ہیں۔ اور انھیں بھی جہاد کے میدان میں شہید ہونے کا اشتیاق ہوتا، اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:۔

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ الآیۃ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:۔

ایک بار حضورؐ کی مجلس مبارکہ میں شہداء کا ذکر ہو رہا تھا، آپؐ نے فرمایا ابھی زمین سے شہید کا خون خشک نہیں ہوتا کہ اللہ تعالےٰ بہشت سے دو بندے بھیجتا ہے۔ وہ زمین پر آتے یوں معلوم ہوتے ہیں کہ وہ اپنے دو بچے اٹھائے ہوئے چلے آرہے ہیں۔ وہ شہید کے پاس آتے ہیں۔ ان کے پاس دنیا کی تمام نعمتوں سے اچھی خوراک ہوتی ہے، وہ آتے ہی شہید کو پیش کرتے ہیں۔

المقداد بن معدیکرب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ شہید کے لیے اللہ کے ہاں چھ بہترین چیزیں ایسی ہوتی ہیں جنھیں بلا حساب وکتاب بخش دیتا ہے۔ اس کے خون کا پہلا قطرہ زمین پر ٹپکنے سے پہلے ہی بخش دیتا ہے:۔

۱۔ اس کی جگہ بہشت میں مقرر کر دیتا ہے۔

۲۔ اسے ایمان کے لباس سے آراستہ کیا جاتا ہے۔

marfat.com

۳۔ حورالعین کی رفاقت دی جاتی ہے۔

۴۔ عذابِ قبر سے نجات دے دی جاتی ہے۔

۵۔ قیامت کے حساب و کتاب سے بَری ہوتا ہے۔

۶۔ وقار و عزت کا تاج اس کے سر پر رکھ دیا جاتا ہے۔ وہ اپنے رشتہ داروں میں سے ستر گناہگاروں کی شفاعت کر سکتا ہے۔

؎ خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را

marfat.com

۵۴

فضائلِ درود پاکؐ علیٰ صاحبِ لولاکؐ

"صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ"

حضور پُرنور شافع یوم النشور جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے مجھے یہ بشارت دی کہ اللہ تعالیٰ نے اعلان فرمایا ہے، جو شخص آپ پر ایک بار درود بھیجے گا میں اس پر دس بار درود بھیجوں گا۔ جو شخص آپ پر سلام بھیجے اس پر میں سلام بھیجوں گا۔ حضورؐ فرماتے ہیں کہ میں نے اس انعام کی خاطر اللہ تعالیٰ کے سامنے سجدۂ شکرانہ ادا کیا۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ میں ایک دن حضورؐ کے ساتھ گھر سے نکل کر جنت البقیع میں آیا۔ حضورؐ نے ایک لمبا سجدہ ادا فرمایا۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہؐ! یہ کیسا سجدہ ہے۔ آپؐ نے فرمایا مجھے جبرائیل علیہ السلام نے ابھی بتایا ہے کہ جو شخص مجھ پر ایک بار درود کہتا ہے۔ ستر ہزار فرشتے اس پر درود کہتے ہیں، یہ سجدۂ شکرانہ تھا۔

حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، رسول اللہؐ نے فرمایا جس مجلس میں مجھ پر درود نہیں پڑھا جاتا، وہاں حسرت و یاس کے بغیر کچھ میسر نہیں آتا، اگر یہ لوگ بہشت میں بھی چلے جائیں، بجز درود پاک راحت و مسرت نہیں پا سکیں گے۔

احمد بن موسیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے دادا نے بتایا، جو شخص ہر روز حضورؐ پر ایک سو بار درود پاک بھیجے گا "اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰھْلِ بَیْتِہٖ" تو اس کی ایک سو ضرورتیں پوری کی جائیں گی۔ ان میں سے تیس حاجات دنیاوی ہوں گی اور باقی آخرت کی۔

marfat.com

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے حضورؐ کی زبانی بتایا کوئی مسلمان مجھ پر درود پڑھتا ہے تو میں اسی وقت اس درود کا جواب دیتا ہوں، اسی طرح جو سلام کہتا ہے اس کا بھی جواب دیتا ہوں۔

بکر بن عبداللہ المزنی نے کہا کہ میں نے حضور نبی کریمؐ سے سنا جو شخص علی الصبح دس بار درود پڑھتا ہے اور شام کے وقت دس بار درود پڑھتا ہے، قیامت کے دن میری شفاعت اس کا استقبال کریگی۔

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضورؐ نے فرمایا:۔

اَکْثِرُوْا الصَّلٰوۃَ مجھ پر اکثر درود پڑھا کرو۔

حضرت علیؓ نے پوچھا، یا رسول اللہؐ! آپ کے چلے جانے کے بعد بھی آپ کو درود پہنچتا رہے گا۔ فرمایا ہاں۔ یاد رکھو، اللہ تعالیٰ نے میری قبر پر فرشتے مقرر کر دیئے ہیں۔ ان کے سردار کا نام صلصایل ہے۔ وہ مرغ کی شکل کا ہے۔ اس کی پشت عرش معلی کو چھوتی ہے اور اس کے پنجے ساتویں زمین کے نیچے ہیں، اس کے تین پر ہیں اگر پروں کو کھول دے تو ایک مشرق اور دوسرا مغرب تک پھیل جاتا ہے اور ایک میری قبر کو ڈھانپ لیتا ہے۔ جب کوئی مومن درود پاک پڑھتا ہے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ ..... تا حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔ تو فرشتہ اس مومن کے منہ سے یہ الفاظ ایسے چن لیتا ہے جس طرح ایک پرندہ دانے چن لیتا ہے۔ میری قبر پر پر پھیلا کر کہتا ہے۔ یا رسول اللہؐ! فلاں شخص فلاں کے بیٹے نے آپ پر درود بھیجا ہے۔ اس درود کو فرشتے لکھ لیتے ہیں۔ یہ تحریر نور کے کاغذ پر مشک اذفر سے ثبت کی جاتی ہے۔ اس کے بیس ہزار درجات بڑھ جاتے ہیں، بیس ہزار نیکیاں عطا کی جاتی ہیں، بیس ہزار برائیاں نامہ اعمال سے دُھل جاتی ہیں، بیس ہزار درخت نہر کے کنارے لگا دیئے جاتے ہیں اس خط کو مشک اذفر سے مہر کر دیا جاتا ہے۔ اور سرہانے رکھ دیتے ہیں۔ حضورؐ نے فرمایا سب سے پہلے جب قیامت کے دن زمین پھٹے گی تو میں باہر نکلوں گا۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام میرے لیے سواری لائیں گے اس کی پیشانی پر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ

marfat.com

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ لکھا ہوگا۔ اس کے ستر ہزار پر ہوں گے، ہر پر کے نیچے مشک اذفر کی ایک تہ ہوگی اس پر سے تسبیح الٰہی نمایاں ہوگی۔ اس سے جلجل تسبیح، تہلیل اور تحمید خداوندی کی آوازیں نکلیں گی۔ اس وقت میں لوائے حمد اٹھا کر رضوان بہشت کو دوں گا، لوائے حمد کے درمیان لکھا ہوا ہے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔

لوائے حمد اتنا وسیع ہے کہ اگر اسے کھول دیا جائے تو تمام کائنات اس کے نیچے آ جائے۔ حضرت جبرائیلؑ میرے دائیں ہاتھ ہوں گے، میکائیل بائیں ہاتھ پر ہوں گے، وہ آئیں گے تسبیح و تہلیل ادا کرتے ہوئے۔

پھر میزانِ عدل کے پاس لوائے حمد نصب کر دیا جائے گا، ترازو لگا دیا جائے گا لوگوں کو بلایا جانے لگے گا۔ حساب و کتاب شروع ہوگا۔ جب کوئی ایسا شخص حاضر ہوگا جس نے مجھ پر درود پاک پڑھا تھا اور کثرت سے پڑھا تھا، اس کے اعمال ترازو میں رکھے جائیں گے۔ ترازو ہلکا ہوگا، اعمال تھوڑے ہوں گے۔ میں وزن کرنے والے کو کہوں گا اللہ تجھ پر رحم فرمائے۔ ذرا ٹھہر جاؤ۔ اس شخص کی ایک امانت میرے پاس ہے۔ اس نے ایک نیکی میرے ساتھ کی ہے اور اس کے نامۂ اعمال میں لکھی ہوئی ہے۔ اس کا نام جس نے درود پڑھا، سامنے لایا جائے گا، ترازو پر رکھا جائے گا، اس کا پلڑا بھاری ہو جائے گا۔ اور اسے بہشت کی طرف روانہ کر دیا جائے گا۔

مفسرین نے وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے لکھا ہے۔

یا رسول اللہؐ! (جہاں جہاں میرا ذکر ہوگا) ہم نے آپ کا ذکر ان مقامات تک پھیلا دیا ہے اور اسے بلند کر دیا ہے۔ جہاں میرا ذکر ہوگا آپ کا بھی ہوگا۔ حضورؐ کا نام آسمان کے فرشتوں میں ہوگا۔ زمینوں میں، دریاؤں میں، پہاڑوں میں۔ ایک اور روایت میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اولین و آخرین کو جمع کرے گا۔ حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ اونٹنی پر سوار حاضر ہوں گے۔ دنیا بھر کے مؤذن آپ کے زیرِ حکم ہوں گے، حضرت بلالؓ اس وقت اذان کہیں گے۔ جب اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ کہیں گے تو میدانِ محشر میں موجود ساری کائنات حضورؐ کی رسالت کی گواہی دے گی۔

marfat.com

ایک دن حضور نبی کریم منبر پر تشریف فرما ہوئے۔ آپؐ نے تین بار "آمین" کہی صحابہؓ نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آج آپ نے خلافِ معمول تین بار "آمین آمین آمین" کہا ہے۔ حضورؐ نے فرمایا ہاں! حضرت جبرائیلؑ آئے تھے اور کہنے لگے۔ جس شخص کے والدین زندہ ہیں یا ان میں سے ایک بھی زندہ ہے۔ وہ ان کی خدمت سے محروم رہا ہے اللہ تعالیٰ اسے اپنی رحمتوں سے محروم کر دے گا۔ میں نے کہا آمین! جو شخص رمضان میں موجود ہو تو روزہ نہ رکھے، اللہ کی رحمت سے محروم ہو جائے گا۔ میں نے کہا آمین! تیسرا وہ شخص جس نے میرا نام سنا اور درود نہ پڑھا اسے بھی اپنی رحمت و بخشش سے محروم کر دیگا میں نے کہا آمین!

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:-

اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ	بے شک اللہ اور اس کے فرشتے
عَلَی النَّبِیِّ۔	اپنے نبیؐ پر درود بھیجتے ہیں

اللہ تعالیٰ اور فرشتے اپنے نبیؐ پر درود بھیجتے ہیں، ایمان والو! تم بھی درود پاک پڑھا کرو۔ اس طرح درود پڑھنے سے بندۂ مؤمن اللہ تعالیٰ سے موافقت کرتا ہے ملائکہ کے ساتھ ہم کلام ہوتا ہے۔ اسے امید ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اس پر درود بھیجے۔ کیونکہ حضورؐ نے فرمایا (ایسا فرماتے وقت آپؐ کے رخسار خوشی اور مسرت سے دمک اٹھے) میرے پاس جبرائیل علیہ السلام آئے۔ فرمایا، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، جو شخص آپ پر ایک بار درود شریف پڑھے گا، میں اس پر دس بار درود پڑھوں گا۔ جو دس بار پڑھے گا، میں اس پر سو بار پڑھوں گا۔ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ۔

حضورؐ نے فرمایا، اللہ کے فرشتے اس بات پر مامور ہیں کہ جب روئے زمین پر کہیں بھی کوئی مجھ پر درود پڑھتا ہے تو وہ مجھ تک نام لے کر پہنچاتے ہیں اور کہتے ہیں یا رسول اللہ! یہ فلاں بن فلاں کا درود ہے۔ صحابہؓ کی ایک جماعت نے کہا یا رسول اللہؐ! یہ کیسے ممکن ہے کہ آپ قبر میں پیوند خاک ہوں گے اور لوگوں کا درود قبول فرمائیں۔ آپؐ نے فرمایا مجھے خدا کی قسم ہے کہ

marfat.com

اِنَّ اللّٰہَ حَرَّمَ لُحُوْمَ الْاَنْبِیَآءِ عَلَی الْاَرْضِ اَنْ تَاْکُلَھَا۔	اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام کا گوشت زمین پر حرام کر دیا ہے۔ وہ اس کو کھا نہیں سکتی۔

پھر حضورؐ نے فرمایا۔ میں تمام انبیاء کرامؑ سے اکرم و اعلیٰ ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے تو برتر بنایا ہے۔

ایک شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، کہنے لگا یا رسول اللہؐ! اگر میں رات کا تیسرا حصہ آپ پر درود پاک پڑھوں تو کافی ہے؟ آپ نے فرمایا اگر زیادہ پڑھو تو زیادہ اچھا ہے۔ اس نے کہا کہ اگر آدھی رات درود پڑھوں تو کافی ہوگا، فرمایا نہیں زیادہ پڑھو تو اس سے بھی بہتر ہے۔ اس نے کہا یا رسول اللہؐ! اگر میں ساری رات آپ پر ہی درود پڑھوں؛ آپؐ نے خوش ہو کر فرمایا پھر تو اللہ کی رحمتیں بھرپور نازل ہوں گی تمہارے غم ختم ہو جائیں گے، تمام گناہ مٹ جائیں گے۔

حضورؐ نے فرمایا:۔

اَقْرَبُکُمْ مِنِّیْ اَکْثَرُکُمْ صَلٰوۃً عَلَیَّ۔	تم میں سے جو کثرت سے درود پڑھے گا وہی میرا مقرب ہوگا۔

حضورؐ نے فرمایا:۔

میں تمہیں بتاؤں کہ سب سے بخیل ترین انسان کون ہوتا ہے؛ بخیل ترین وہ ہے جو میرا نام سنے مگر درود پڑھنے سے محروم رہے۔ حضورؐ نے فرمایا، اللہ کی بارگاہ میں وہ دعا قبول نہیں ہو سکتی جو درود کے بغیر پیش کی جائے۔

حضرت ثوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مجھے خانہ کعبہ میں ایک ایسا حاجی ملا جو سوائے درود پاک کے کچھ نہیں پڑھتا تھا۔ میں نے اسے کہا، یہ مقام درود کا تو نہیں، یہ تو دوسری تسبیحات کا ہے۔ یہ اللہ کی ثناء و تہلیل کا مقام ہے۔ اس نے کہا میری بات سنو میرا باپ فوت ہو گیا تھا۔ اس کا چہرہ مسخ ہو کر سیاہ ہو گیا۔ ایک شخص آیا اس نے اس کا چہرہ روشن کر دیا۔ اس نے اپنا ہاتھ اس کے چہرے پر ملا۔ وہ روشن ہو گیا۔ میں نے پوچھا، آپ

marfat.com

کون ہیں! فرمایا میں ایک فرشتہ ہوں جو درود پر مؤکل ہوں۔ یہ شخص نبی پاک پر درود پڑھا کرتا تھا۔ آج مصیبت میں ہے۔ اس کی امداد کرنا ضروری تھی۔

ایک دفعہ بہت سے لوگ ایک شخص کو پکڑ کر لائے اور شہادت دی کہ اس شخص نے چوری کی ہے۔ آپ نے فرمایا اس کے ہاتھ کاٹ دیے جائیں۔ یہ ہاتھ کٹانے والے شتربان تھے۔ اس کا ہاتھ کاٹنے لگے تو شتربانوں کے ایک اونٹ نے بلبلا کر کہا کہ اس کا ہاتھ نہ کاٹو، انھوں نے کہا یہ ہاتھ کاٹنے کے لائق نہیں ہے۔ وہ بچ گیا۔ حضورؐ نے اسے پوچھا تم کس طرح بچ گئے، کہنے لگا یارسول اللہؐ! میں ہر روز آپ پر ایک سو بار درود بھیجا کرتا تھا۔ آج اللہ نے اس اونٹ کو میرا امدادی بنا دیا۔ حضورؐ نے فرمایا جاؤ تم عذاب آخرت سے بھی چھوٹ گئے۔

حضورؐ نے فرمایا:۔

جس کے سامنے میرا نام لیا گیا اور اس نے درود نہ پڑھا وہ جنت کا راستہ بھول گیا۔ آپ نے فرمایا مجھے جمعرات کی رات کو بہت سا درود بھیجا کرو۔ اس رات میرے سامنے تحائف پیش کیے جاتے ہیں۔

حضورؐ نے فرمایا:۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے فرشتوں میں سے ایک ایسا فرشتہ پیدا فرمایا ہے جو میرے مرنے کے بعد میری قبر پر مامور ہوگا اور وہ لوگوں کے درود میرے سامنے پیش کرتا رہے گا اور یہ سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا۔ یہ ممکن نہیں کہ کوئی شخص مجھ پر صلوٰۃ پڑھے اور مجھے پیش نہ کیا جائے۔

حضرت علیؓ فرماتے ہیں:۔

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ ہر دعا کے سامنے ایک حجاب ہوتا ہے وہ اس وقت تک اللہ کے حضور پیش نہیں ہوتی جب تک وہ حجاب ختم نہ ہو۔ وہ حجاب نوصرف درود پاک سے اٹھایا جاتا ہے۔

حضورؐ نے فرمایا:۔

marfat.com

جو شخص کسی کتاب میں میرا نام پڑھے اور درود پڑھے گا۔ فرشتے اس پر اس وقت تک رحمت نازل کرتے رہیں گے جب تک میرا نام کتاب میں موجود رہے گا۔

حضورؐ فرماتے ہیں:۔

جس شخص نے بروز جمعہ مجھ پر درود پڑھا اللہ تعالیٰ اس کے اسی سال گناہ معاف کر دے گا۔ ایک صحابیؓ نے عرض کی یارسول اللہؐ! ابو مقاتل نے بتایا ہے کہ آپ پر جمعہ کے دن جو شخص ساٹھ بار درود پڑھے گا اس کے اسی سال گناہ معاف کر دیے جائیں گے، آپ نے فرمایا ہاں اس نے درست کہا ہے۔

ابوالحجاج نے بتایا کہ میں نے حضورؐ کو خواب میں دیکھا تو آپ نے ابو مقاتل والی حدیث کی تائید فرمائی۔ ابوالحجاج جب بھی حدیث بیان فرماتے تو کہتے مجھے ابو مقاتل کی روایت کی تصدیق حضورؐ نے خواب میں فرمادی ہے۔ اور میرا ایمان ہے۔ جس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا، وہ برحق ہے کیونکہ شیطان حضورؐ کی شکل میں آنے کی طاقت نہیں رکھتا۔

مقاتل بن سلیمان فرماتے ہیں کہ اللہ کے عرش کے زیرسایہ ایک ایسا فرشتہ ہے جس کے سر پر ایسے بال ہیں جو عرش معلیٰ پر چھائے رہتے ہیں، ان پر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ لکھا ہوا ہے۔ جب کوئی بندہ مومن حضورؐ پر درود پڑھتا ہے تو ہر بال حضورؐ کی محبت میں سرشار ہو کر جھومتا ہے۔

حضرت علیؓ فرماتے ہیں، جو شخص دعا مانگتا ہے مگر درود نہیں پڑھتا ایسی دعا اوپر نہیں جا سکتی۔ حضورؐ کی یاد اور درود سے وہ دعا اٹھتی ہے اور آسمان تک پہنچتی ہے

حضورؐ نے فرمایا:۔

ہفتہ میں روز جمعہ ہی مکرم و محترم دن ہے۔ حضرت آدم اسی دن پیدا ہوئے، اسی دن آپ کا وصال ہوا، اسی دن صور پھونکا جائے گا، تم اس دن مجھ پر سلام و صلوٰۃ پیش کیا کرو، تاکہ یہ درود پیش کیا جا سکے۔

حضورؐ نے فرمایا:۔

marfat.com

میرا جو امتی خلوصِ دل سے درود پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس پر دس بار درود بھیجے گا دس نیکیاں نامۂ اعمال میں لکھے گا، دس درجات بلند ہوں گے، دس گناہ مٹا دیے جائیں گے۔

حضرت ابو طلحہؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریمؐ ایک دن خوش و خرم تشریف لا رہے تھے۔ فرمایا میرے پاس حضرت جبرائیل تشریف لائے اور کہا یا رسول اللہؐ! آپ اس بات پر راضی نہیں ہیں کہ آپ کا کوئی امتی آپ پر ایک بار درود پڑھے تو میں اس پر دس بار درود پڑھوں۔ آپ کا امتی آپ پر ایک بار سلام پڑھے اور میں اس پر دس بار سلام پڑھوں۔

صلی اللہ علی النبی محمد
والطیبین الطاہرین الرشد
من الہ الابرار اعداد الحصا
والرمل والقطر الذی لم یعدد

marfat.com

۵۵

خواب میں زیارتِ رسول ؐ

وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ

سیدالانبیاء جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رحمت عالمیاں ہیں ۔ حالتِ حیات میں بھی اور بعد از حیات بھی ۔

حضرت ابوبکر محمد بن احمد ہارون الاصفہانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ حضور ؐ نے فرمایا جس نے مجھے خواب میں دیکھا ۔ وہ دوزخ میں نہیں جاسکتا ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :۔

مَنْ رَاٰنِیْ فِی الْمَنَامِ فَقَدْ رَاٰنِیْ فَاِنَّ الشَّیْطَانَ لَا یَتَمَثَّلُ بِیْ ۔	جس نے مجھے خواب میں دیکھا اس نے مجھے ہی دیکھا کیونکہ شیطان میری شکل میں نہیں آسکتا ۔

اور یاد رہے مومن کا خواب پیغمبری کے چھیالیس جزوں میں ایک جزو ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا آپ ابلق گھوڑے پر سوار تھے ۔ ہاتھ میں سبز کوڑا تھا ۔ بڑی تیزی سے سرپٹ دوڑاتے جارہے تھے ۔ میں نے عرض کی

"میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں ، میں آپ کے دیدار کا مشتاق ہوں آپ اتنی تیزی سے کہاں جارہے ہیں" ؟

آپ نے فرمایا :۔ آج حضرت عثمان کی شادی بہشت میں ہورہی ہے ۔ مجھے وہاں جلدی پہنچنا ہے ۔

marfat.com

بغداد کے ایک بزرگ نے بتایا کہ انھوں نے حضور اکرمؐ کو خواب میں دیکھا آپ کی پنڈلی سے کپڑا اٹھا ہوا تھا۔ یعنی پنڈلی ننگی تھی۔ میں نے عرض کی۔

"یا رسول اللہ! آپ کو کیا ہوا ہے؟"

حضورؐ نے فرمایا "آج خلیفہ مر گیا ہے"۔

وہ بزرگ کہتے ہیں کہ میں بغداد پہنچا تو دیکھا خلیفہ زندہ تھا۔ اور میں اس کے ساتھ باتیں کر رہا تھا۔ مگر وہ نہ مرا۔ شام کو خبر آئی کہ حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ہو گیا ہے۔ حضرات مشائخ کہتے ہیں کہ حضرت بایزید ہی خلیفۂ رسولؐ تھے۔

حضرت ابو عبداللہ مول اللیثی فرماتے ہیں۔

"میں نے خواب میں دیکھا کہ حضور نبی کریم مسجد میں تشریف فرما ہیں لوگ اردگرد جمع ہیں۔ حضرت انس حضورؐ کی خدمت میں کھڑے ہیں۔ حضورؐ کے پاس کستوری کا ایک ڈھیر رکھا تھا۔ مٹھی مٹھی لے کر حضرت مالک کو دیتے جاتے۔ وہ لوگوں پر بکھیرتے جاتے تھے۔ ابو مصعب فرماتے ہیں کہ اس کی تاویل یہ ہے۔ حضرت انس احادیث نبوی بیان فرمائیں گے اور اتباع سنت کریں گے"۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضورؐ کو خواب میں دیکھا تو آپ نے فرمایا:۔

"عمر! میرے پاس آؤ"۔ فرمایا "عمر جب تمھیں حکومت ملے تو ان دونوں کی طرح حکومت کرنا۔ دو حضرات آپ کی خدمت میں موجود تھے حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما"۔

حضرت کعب الاحبار رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق کو حضورؐ کی بعثت سے سولہ سال پہلے ہی اپنی خلافت کا علم تھا۔ لوگوں نے پوچھا "یہ واقعہ کیسا ہے؟"

آپ نے فرمایا "میں نے ایک خواب دیکھا کہ مکہ مکرمہ میں ایک چاند آسمان سے

marfat.com

اترتا نظر آیا۔ چاند ٹوٹا تو کچھ حصے ٹوٹ ٹوٹ کر میری جھولی میں پڑتے رہے۔ دیکھتے دیکھتے وہ چاند مکمل ہو گیا۔ مگر چند ٹکڑے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی جھولی میں پڑے رہے۔ انھوں نے مکہ کے پڑھے لکھے لوگوں سے تعبیر پوچھی، مگر انھوں نے اس کی تعبیر بیان کرنے سے انکار کر دیا۔ یہ سب لوگ یہودی طبقہ سے تعلق رکھتے تھے۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ وہاں سے شام گئے۔ وہاں ایک راہب تھا جس کا نام بحیرہ تھا۔ اس سے تعبیر پوچھی تو اس نے کہا:۔

"عنقریب اللہ تعالیٰ اپنے ایک پیغمبر کو مکہ میں مبعوث فرمانے والا ہے آپ اس کے زندگی میں وزیر ہوں گے۔ اور رحلت کے بعد خلیفہ ہوں گے"۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اعلانِ رسالت فرمایا تو حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے آپ سے نبوت و رسالت کی دلیل مانگی تو آپ نے فرمایا

"وہ خواب جو تم مکہ میں دیکھ چکے ہو"۔

کثیر بن الصلت رضی اللہ عنہ کہ میں ان دنوں سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر گیا۔ جب آپ کا محاصرہ کیا ہوا تھا۔ حضرت عثمان غنی نے فرمایا میں نے ایک خواب دیکھا ہے کہ میں قتل کر دیا گیا ہوں میں نے کہا حضرت اللہ تعالیٰ آپ کو دشمنوں پر فتح دے گا۔ حضرت عثمان نے فرمایا نہیں نہیں میں تو اپنے آپ کو قتل ہوا دیکھ رہا ہوں میں نے کہا آپ نے خواب دیکھا ہے یا کوئی پیغام موصول کیا ہے۔ آپ نے بتایا آج رات خواب میں مجھے حضور نبی کریم کی زیارت ہوئی۔ آپ نے فرمایا تم عنقریب ہمارے پاس آنے والے ہو۔ ہم تمھارا انتظار کر رہے ہیں۔ حضرت عثمان اسی دن شہید کر دیے گئے۔

حضرت شیخ ابو سعید واعظہ (مولف کتاب ہذا) فرماتے ہیں کہ

"میں نے ابو الحسن علی بن محمد البغدادی سے حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب کے مشہد پر یہ بات ابن ابی الطیب الفقیہہ سے سنی کہ دس سال ہوئے میرے

marfat.com

کان گران (یعنی بہرے) ہوگئے تھے۔ میں مدینہ پاک گیا حضرت مرقد اور منبر کے درمیان (روضۃ الجنہ) میں سوگیا۔ میں نے حضور نبی کریم کو خواب میں دیکھا اور عرض کی یارسول اللہ! آپ نے فرمایا ہے کہ:۔

من سال لی وسیلة من عند اللہ وجبت له شفاعتی۔

حضورؐ نے فرمایا عفاك اللہ تم نے میرا وسیلہ برحق تلاش کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں اس دن سے میرے کان کی گرانی دور ہوگئی۔

شیخ ابوسعید واعظہ (مؤلف کتاب ہذا) رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں مجھے ابوعبداللہ رحمۃ اللہ علیہ نے بتایا کہ انھوں نے ایک رات خواب میں حضور نبی کریم کی زیارت کی عرض کی یارسول اللہ مجھے اللہ تعالیٰ سے ایک مشکل کام ہے میں کس کے وسیلہ سے خدا کی بارگاہ میں دعا مانگوں۔

"فرمایا جسے اللہ تعالیٰ سے کوئی حاجت درکار ہو اسے چاہیے کہ سجدہ میں گر کر چالیس بار لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ پڑھے، اور انگلی سے اشارہ کرے اللہ اس کی دعا قبول فرمالے گا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں۔ کہ میں نے ایک رات حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا آپ گرد آلود تھے۔ اور ایک خون سے بھری ہوئی شیشی آپ کے ہاتھ میں تھی۔ میں نے پوچھا حضورؐ یہ کیا ہے؟ فرمایا یہ میرے حسین کے خون سے بھری ہوئی شیشی ہے۔ میں نے اسے خاکِ کربلا سے اٹھایا ہے۔ حضرت ابنِ عباس فرماتے ہیں کہ میں نے حساب کیا تو اسی دن قاتلانِ حسین نے میدان کربلا میں آپ کو شہید کیا تھا۔

ایک شخص نے حضورؐ کی خدمت میں اپنا خواب بیان کیا کہ اس کا سر کاٹ دیا گیا ہے۔ اور میں اس کٹے ہوئے سر کو ایک آنکھ سے دیکھ رہا ہوں حضورؐ مسکرائے اور پوچھا کون سی آنکھ سے دیکھ رہے تھے؟ پھر حضورؐ چند لمحوں کے لیے خاموش رہے

marfat.com

اور جواب نہ دیا۔ چند دنوں بعد حضور کا وصال ہو گیا۔ لوگوں نے اس خواب کی تعبیر یہ کی کہ وہ سر رسولِ پاک تھے۔ اور دیکھنا متابعت سنتِ رسول تھا۔

نصر بن احمد خراسان کا بادشاہ تھا اس نے ایک شخص کو بلخ کا گورنر بنا کر بھیجا اپنا حاجب بھی اس کے ساتھ بھیج دیا اس حاجب کا نام طغیاج تھا ایک دن دوپہر کے وقت نصر بن احمد سو رہا تھا۔ طغیاج دروازے کے سامنے بیٹھا تھا۔ ایک سید زادی آئی۔ فریاد کی۔ کہنے لگی۔

"میں بلخ سے آئی ہوں۔ وہاں کے گورنر کی شکایت کرنا چاہتی ہوں"۔ حاجب کو کہا آپ سلطان کو آگاہ کریں حاجب کہنے لگا ابھی شکایت سننے کا وقت نہیں ہوا۔ سلطان سوئے ہوئے ہیں۔ پھر حاجب نے سوچا ایک سید زادی نے شکایت کرنی ہے۔ یہ آلِ رسول ہے۔ رسول اللہ کی اولاد ہے اس کو یہاں کیوں کھڑا کر دوں۔ چنانچہ اندر گیا دیکھا کہ بادشاہ واقعی سو رہا ہے۔ ایک شمشیر برہنہ سامنے پڑی ہے۔ ایک دم رکا پھر واپس آگیا۔ آکر سوچنے لگا ایک سید زادی کے لیے اتنی دیر اچھی نہیں ہے۔

پھر گیا مگر بادشاہ کو سویا ہوا پایا۔ اسی طرح یہ حاجب دو تین بار اندر باہر آتا جاتا رہا بادشاہ کو معلوم تھا کہ حاجب پریشان ہے۔ یہ کتنی بار اندر باہر آتا جاتا رہا اسے خطرہ پیدا ہوا کہ آج حاجب کوئی وار کرنا چاہتا ہے۔ وہ ڈر گیا۔ اٹھا اور تلوار اٹھا کر گرج کر بولا۔ کہ تمھیں کیا ہو گیا ہے۔ کیا معاملہ ہے حاجب نے اپنی پریشانی کی وجہ بیان کی اور سید زادی کی فریاد پیش کی۔ بادشاہ نے کہا عورت کو پیش کرو۔ عورت اندر آئی اس نے گورنر کی شکایت کی۔ بادشاہ نے سید زادی کو دس ہزار درہم نذرانہ دیا۔ ایک مرصع بہ زین گھوڑا پیش کیا۔ اور ایک رقعہ گورنر بلخ کے نام دیا۔ اور اس کے کام کرنے کا حکم نامہ لکھ دیا۔ عورت واپس چلی گئی بادشاہ نصر نے اسی رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ تیری عزت افزائی کرے۔ جس طرح تو نے میری عزت افزائی کی ہے بادشاہ اٹھا

marfat.com

حاجب کو بلا کر رات کا خواب بیان کیا اور حکم دیا کہ شہر کے مشائخ، صوفیا اور علماء کو بلایا جائے۔ یہ واقعہ ان سب کے سامنے بیان کیا۔ اور تمام ممالک مقبوضہ میں اعلان کر دیا کہ میرے تمام عامل سیّد زادوں کا احترام کریں۔ اور اہلِ بیت سے حسنِ سلوک سے پیش آئیں۔

ابو جعفر الصیدلانی نے بیان کیا ہے۔ کہ میں نے حضور پر نور جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا آپ کے ارد گرد درویش بیٹھے تھے۔ میں بعض کو پہچانتا تھا۔ مگر بعض سے ناواقف تھا۔ میں نے حضور کے چہرہ مبارک پر نگاہ ڈالی تو نور کی کرنیں آسمانوں کو چھو رہی تھیں۔ میرے دیکھتے دیکھتے دو فرشتے آسمانوں سے اُترے۔ ایک کے ہاتھ میں طشتری تھی اور دوسرے کے ہاتھ میں لوٹا تھا اس نے طشتری تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں رکھی۔ اور حضورؐ کے ہاتھ دھلوائے پھر تمام درویشوں کے ہاتھ دھلائے گئے۔ حتیٰ کہ میری باری بھی آئی میرے ہاتھ دھلانا چاہتے تھے، دوسرے فرشتے نے کہا۔

"اس کے ہاتھ پر پانی نہ ڈالنا۔ یہ ان میں سے نہیں ہے"۔

میں نے اسی وقت کہا یا رسول اللہ! آپ فرمایا کرتے ہیں المرء مع من احب (انسان اسی سے ہوتا ہے جس سے محبت کرتا ہے)

یا رسول اللہ! "میں آپ سے بھی محبت کرتا ہوں ان درویشوں سے بھی محبت کرتا ہوں"۔

حضورؐ نے حکم دیا کہ "میرے ہاتھ بھی دھلائیں، میں بھی آپ کے درویشوں میں سے ہوں"۔

ابو الفضل بلعمی بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ محمد بن نصر المرزی الفقیہ اسماعیل بن احمد کے پاس گئے۔ ان کے بھائی اسحاق ان کے پاس تھے۔ یہ بڑے بھائی تھے چنانچہ اسماعیل اپنے بھائی محمد بن نصر کی تعظیم کے لیے اٹھے اور تعظیم کی۔ واپس گئے تو اسحاق نے اپنے بھائی کو کہا یہ تعظیم و تکریم اچھی نہیں۔ اسحٰق کہنے لگے۔ میں یہ

marfat.com

احترام اس لیے کرتا ہوں کہ انھیں حضورؐ کی بے پناہ احادیث یاد ہیں اور وہ انھیں بیان فرماتے ہیں اور حضورؐ نے فرمایا ہے کہ

"اَلْعُلَمَاءُ وَرَثَۃُ الْاَنْبِیَاءِ" (میری امت کے علماء انبیاء کے وارث ہوتے ہیں۔ اسماعیل بن احمد نے کچھ دنوں بعد حضور نبی کریم صاحبِ کوثر و تسنیم کو خواب میں دیکھا فرمایا اسمٰعیل تم محمد بن نصر کی تعظیم کے لیے اس لیے اٹھے تھے کہ وہ میری احادیث بیان کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس برکت سے تیری سلطنت کو مضبوط فرمائے گا۔ اور تیرے بیٹے بھی حکمرانی کریں گے۔ اسی خواب میں حضور نبی کریم نے اسماعیل کے بھائی اسحٰق کو مخاطب فرما کر کہا:۔

"تم نے اپنے بھائی پر غصہ کیا ہے آج سے تمھاری سلطنت سلب کر لی گئی ہے اور تیری اولاد کو اس عزت سے محروم کر دیا گیا ہے"۔

محمد بن المنکدر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضور آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا آپ مدینہ پاک کے دو آدمیوں کے متعلق اظہار خیال فرما رہے تھے۔

"علیھما لعنتہ اللہ والملائکتہ والناس اجمعین"

میں نے عرض کی یا رسول اللہ! ان کا گناہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا یہ لوگوں کا گوشت کھاتے ہیں اور غیبت کرتے ہیں۔ محمد بن المنکدر کہتے ہیں میں ان دو آدمیوں کو جانتا ہوں اگر وہ بیمار ہو جائیں تو میں ان کی بیمار پرسی کو نہیں جاتا اور اگر وہ مر جائیں تو ان کی نماز جنازہ پر نہیں جاؤں گا۔

محمد بن علی اسمان رحمتہ اللہ علیہ نے بیان کیا کہ میرا ایک ہمسایہ تھا وہ ہمیشہ حضرت ابوبکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما کو گالیاں بکتا رہا۔ میرے اور اس کے مابین اکثر جھگڑا رہتا ایک دن میں اس کی بے ہودہ گوئی سے تنگ دل ہو کر گھر آیا۔ مجھے اپنے آپ پر غصہ آ رہا تھا۔ کہ اس دشمنِ شیخین کو میں نے کیوں منہ لگایا۔

میں ساری رات اس احساس سے بے چین رہا۔ میں کچھ کھائے پیئے بغیر ہی سو گیا۔ رات رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ!

marfat.com

"میرا فلاں ہمسایہ صحابہ کو گالیاں دے رہا تھا"

حضورؐ نے پوچھا "کن صحابہ کو گالیاں دیتا تھا"

میں نے عرض کی "حضور ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کو"

حضورؐ نے مجھے ایک چھری پکڑائی اور حکم دیا اسے قتل کر دو۔ میں نے وہ چھری لی اس کے گھر آیا وہ سو رہا تھا میں نے اس کی شہ رگ کاٹ دی وہ مر گیا اس کے خون کا ایک چھینٹا میرے ہاتھ پر پڑا۔ میں نے چھری وہاں ہی پھینک دی۔ ہاتھ مٹی سے صاف کیے اور اس طرح میں نیند سے بیدار ہوا میں نے ہمسایے کے گھر سے رونے کی آوازیں سنیں ایک آدمی کو بھیجا کہ کیا معاملہ ہے؟ اس نے بتایا کہ رات اسے کسی شخص نے قتل کر دیا ہے میں اس کے گھر پہنچا اور اس کے گلے پر اپنی چھری کے نشان دیکھتا رہا۔

سفیان بن عینیہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے حضورؐ پر نور کو خواب میں دیکھا اور عرض کی یا رسول اللہ! میرے سامنے قرآن کے پڑھنے کی مختلف قراءتیں آئی ہیں، مجھے قرآن پاک کس قراءت میں پڑھنا چاہیے۔ آپ نے فرما

"ابوعمر بن العلاء کے طریقہ قراءت کو اپنا لو"

اسی طرح محمد بن الصباح رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ ابی نعیم الخراسانی نے حضور نبی کریمؐ کو خواب میں دیکھا۔ میں نے ابوعمرو کے طریقہ پر قرآن کی قراءت کی حضور سن رہے تھے مگر مجھے ایک جگہ سہو ہوا۔ میں نے پڑھا مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰیَةٍ اَوْ نُنْسَاءَ هَا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَوْ نُنْسِهَا پڑھو۔

حضرت ابوعبداللہ الجلاد فرماتے ہیں کہ میں مدینہ پاک میں گیا میں حضورؐ کے روضہ اقدس کی زیارت کے لیے بڑا بے تاب تھا۔ میں روضہ مقدس کے سامنے حاضر ہوا حضور نبی کریم کی خدمت میں سلام پیش کیا۔ دونوں صحابہ کو علیحدہ سلام کیا۔ عرض کی یا رسول اللہ میں آپ کا مہمان ہوں اور آگے بڑھا مجھے نیند آگئی۔ میں نے خواب دیکھا حضور نبی کریم صاحب کوثر و تسنیم میری طرف تشریف لا رہے ہیں میں اٹھا تو حضورؐ نے مجھے ایک روٹی عنایت فرمائی میں نے تھوڑی سی کھالی اور نیند سے بیدار ہو گیا۔ باقی روٹی ابھی تک

marfat.com

میرے ہاتھ میں موجود تھی۔

ایک مجوسی عورت نے حضور نبی کریم کو خواب میں دیکھا آپ نے اسے فرمایا

"تمہیں شرم نہیں آتی؟"

عورت نے کہا" کس چیز سے؟"

آپؐ نے فرمایا" اللہ کی وحدانیت پر ایمان نہیں لائی"

وہ عورت خواب میں ہی ایمان لے آئی۔ نیند سے اٹھی تو اس کا زنار ٹوٹا ہوا تھا اور وہ ایک مسلمان کی حیثیت سے بیدار ہوئی۔

تنگدستوں کی امداد

ایک آدمی نے حضور نبی کریم کو خواب میں دیکھا تو اپنی پریشان حالی کی شکایت کی۔ آپؐ نے فرمایا علی بن عیسیٰ کے پاس چلے جاؤ اسے کہنا مجھے اتنا دے دو جس سے میری پریشان حالی دور ہو جائے اس نے عرض کی۔ یا رسول اللہ! کوئی نشانی تو دیں آپ نے فرمایا:۔

"تم نے مجھے بطحا میں دیکھا تھا، میں بلندی پر تھا اور میں وہاں سے نیچے اترا، تم میرے پاس آئے، میں نے کہا تھا تم اپنی جگہ پر رہو تجھے وزارت مل گئی"

وہ شخص علی بن عیسیٰ کے پاس آیا اور سلام کیا اور سارا واقعہ بیان کیا اس نے کہا" تم سچ کہہ رہے ہو۔ علی بن عیسیٰ نے اسے چار سو دینار دیے اور کہا اپنا قرض بے باق کرو۔ چار سو دینار اور دیے جس سے اپنا خرچہ پورا کرو، اور کہا جب یہ ختم ہو جائیں تو دوبارہ میرے پاس چلے آنا"

ابن مجاہد بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص میرے پاس آیا وہ قاری تھا کہنے لگا مجھے علی بن عیسیٰ کے پاس جانا ہے۔ میں نے پوچھا" اس سے کیا کام ہے؟"

کہنے لگا" اس سے مجھے ایک نہایت ہی ضروری کام ہے جو صرف وہی کر سکتا ہے" میں نے اصرار کیا کہ وہ کیا کام ہے۔ کہنے لگا میں نے رسول اللہ کو رات خواب میں دیکھا ہے میں نے کہا یا رسول اللہ میں سخت تنگ دست ہوں۔ عیال دار ہوں آپ نے مجھے

marfat.com

فرمایا ۔ تم علی بن عیسیٰ کے پاس جاؤ ۔ اور اسے کہو کہ تم ہر جمعرات کو ایک ہزار بار درود پاک پڑھتے ہو اس جمعہ کو تمھارے ایک غلام نے تمھیں بلایا تو ابھی تین بار درود پاک رہتا تھا یہ تم نے واپس آکر پڑھا تھا ۔

ابن مجاہد کہتے ہیں میں نے اس شخص کو کہا میں تمھیں وہاں تو لے جاؤں گا مگر کچھ نہیں کہوں گا ۔ تم خود ہی واقعہ بیان کرنا ۔ چنانچہ اسے وہاں لے گیا ۔ مگر اندر جاکر کہا کہ حضور آپ کو کوئی حاجت مند ملنے کی اجازت چاہتا ہے ۔ اس نے کہا اس کی کیا حاجت ہے ؟ میں نے اس کا سارا واقعہ بیان کر دیا ۔

علی بن عیسیٰ کہنے لگا وہ سچ کہتا ہے ۔ اور یہ کہہ کر رونے لگا ۔ ایک رقعہ اپنے بیٹے کے نام لکھا وہ دیوانِ مال کا انچارج تھا ۔ اور کہا حامل رقعہ کو ایک ہزار دینار میرے خاص مال سے دے دو ۔ یہ شاہی خزانے سے نہ دینا ۔

ابن مجاہد فرماتے ہیں میں رقعہ لے کر اس آدمی کے پاس گیا ۔ وہ علی بن عیسیٰ کے بیٹے کے پاس پہنچا اس نے رقعہ پڑھا تو کہا " دینار کہاں ہیں ؟" میرا باپ تو کسی کو ایک ہزار دینار نہیں دیتا ۔ اس نے کہا پھر یہ رقعہ واپس کر دیں ۔ تاکہ میں آپ کے والد کو واپس کر دوں ۔ اس نے یہ رقعہ واپس دے دیا ۔ والد کے پاس واپس لے گئے اور لڑکے کی بات سنائی ۔ علی بن عیسیٰ نے رقعہ لے کر ایک ہزار کی جگہ دو ہزار لکھ دیے ۔ اور کہا اب لے جائیں چنانچہ رقعہ لے کر بیٹے کے پاس گئے بیٹا کہنے لگا آپ سے شرما کر میرے والد نے دینار کے لفظ کو تو نہیں بدلا البتہ رقم کو بدل دیا ہے میں تو اس رقعہ پر کچھ نہیں دوں گا ۔ وہ دوبارہ رقعہ لے کر علی بن عیسیٰ کے پاس گئے اس نے رقعہ کو پھاڑ دیا اور ایک اور رقعہ پر لکھ دیا انھیں تین ہزار دینار دے دو ۔ اگر اس دفعہ انکار کیا تو میں رقم اور بڑھا دوں گا ۔ لڑکے نے دیکھ لیا کہ رقعہ بھی صحیح ہے اور باپ کا فرمان بھی درست ہے ۔ تین ہزار دینار دے کر الوداع کہا ۔

ابن دینار فرماتے ہیں کہ اگر وہ تین ہزار دینار نہ دیتا تو حضور راضی نہ ہوتے

⁘ ⁘

marfat.com

خواب میں شفاعت

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں میں نے رسولِ کریم کو خواب میں دیکھا آپ کے پہلو میں تھوڑی سی جگہ خالی تھی۔ میرا دل چاہا کہ وہاں جا بیٹھوں۔ آپ نے فرمایا یہ تو ابو اسحاق فزاری کی جگہ ہے۔

اسی طرح ابوایوب عنبر یہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ حضورؐ نے میرے لبوں پر اپنے لب رکھ دیے۔ اور مجھے یہ دعا پڑھنا سکھائی۔

اللھم اجعلنی مکثرًا لذکرک مودیا لحقک حافظًا لامرک

راجیًا لوعدک خائفًا لوعید کَ راضیًا فی کُلّ حالاتی عنک

راغبًا فی کُل اموری الیک موبلاً بفضلک شاکرًا۔

کلبی فرماتے ہیں میں نے خواب میں دیکھا کہ قیامت برپا ہے مجھے اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تم مجھ سے نسبت کرتے ہو اور وہ بات کرتے ہو جو جانتے نہیں ہو۔ مجھے حکم دیا گیا کہ دوزخ میں پھینک دیا جاؤں فرشتے نے پکڑا اور لے گئے۔ راستہ میں مجھے ایک مجلس نظر آئی۔ جہاں سرکارِ دو عالم رحمتِ عالمیاں تشریف فرما ہیں۔ میں نے چلّا کر کہا۔

"یارسول اللہ! میں ایک آدمی ہوں اور آپ کا امتی ہوں۔ مجھے دوزخ میں لیے جا رہے ہیں آپ کی شفاعت کا محتاج ہوں"

آپ نے فرمایا میں تمھاری کس طرح شفاعت کروں تم اللہ کے ساتھ وہ نسبت قائم کرتے ہو جو نہیں جانتے میں نے عرض کی یارسول اللہ! بایں ہمہ میں اللہ کے کلام ہی کی تفسیر کرتا ہوں۔ حضورؐ نے اپنی مجلس کے ایک شخص کو کہا اٹھو اور اس سے ایک سوال پوچھو وہ اٹھا، میرے پاس آیا میں نے غور کیا تو حضرت علی تھے۔ (رضی اللہ عنہ) آپ نے پوچھا ایام معدودات کا کیا مطلب ہے؟ میں نے کہا ایامِ تشریق۔

پھر فرمایا ایام معلومات کیا ہیں؟ میں نے عرض کی عشر ذی الحجہ۔

marfat.com

پھر حضرت علی نے تین چار مسائل اور پوچھے۔ اور ساتھ ہی حضور کی طرف اشارہ کر کے کہنے لگے۔

"یا رسول اللہ! یہ تو صحیح کہتا ہے اور درست کہتا ہے"۔

حضورؐ نے میری شفاعت فرمائی اور مجھے آزاد کر دیا گیا۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک رات حضور نبی کریم کو خواب میں دیکھا عرض کی یارسول اللہ! مجھے نصیحت فرمائیں آپ نے فرمایا

ترجمہ: "جس کے دو دن یکساں ہوں وہ زیاں کار ہوتا ہے دو روز سے مراد آج اور کل ہے جس کا کل آج سے بہتر نہ ہو۔ اس کے دونوں دن ایک جیسے ہوتے ہیں۔ وہ روز بروز طاعت کی کوشش نہیں کرتا۔ وہ زیاں کار ہوتا ہے جس کا کل آج سے بدتر ہو وہ ملعون ہوتا ہے جو اس کی اصلاح میں کوشاں نہیں ہوتا وہ اپنی جان کا نقصان کرتا ہے جو شخص ہمیشہ نقصان اور زیاں میں رہے اسے زندگی سے موت اچھی ہے"۔

حضرت زبیر کا دشمن

حضرت ابی یعقوب بن سلیمان الہاشمی فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ ایک مجلس میں مختلف لوگ بیٹھے تھے۔ وہاں حضرت امیرالمومنین سیدنا علی، طلحہ اور زبیر کی باتیں ہونے لگیں۔ ایک شخص نے حضرت زبیر کے بارے میں سست الفاظ کہے۔ اس نے رات خواب میں دیکھا کہ وہ ایک وسیع صحراء میں جا رہا ہے وہاں بے شمار لوگ ہیں۔ مگر سب کے سب ننگے تھے۔ ان کے سر کتوں کے سروں کی طرح تھے۔ مگر ان کے جسم انسانوں کے جسموں کی طرح نظر آتے تھے۔ اور پاؤں کٹے ہوئے اس نے ان لوگوں کے درمیان ایک ایسا شخص دیکھا جس کے ہاتھ پاؤں کٹے ہوئے تھے، مگر اس سے بدصورت انسان کبھی نہیں دیکھا تھا۔ اس نے پوچھا

"یہ کون لوگ ہیں؟"

لوگوں نے بتایا۔ یہ وہ لوگ ہیں جو حضور کے صحابہ کرام کو گالیاں دیا کرتے تھے اس نے کہا کہ درمیان والا کون شخص ہے؟ بتایا کہ یہ حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو

marfat.com

گالیاں دیتا رہتا تھا۔ تھوڑا سا آگے بڑھے تو ایک دروازہ نظر آیا۔ اس کے اندر گیا، تو ایک آدمی کو بیٹھے دیکھا۔ اس کے اردگرد بہت سے لوگ بیٹھے تھے وہ آگے بڑھا لوگوں نے بتایا کہ وہ تو حضور نبی کریم تشریف فرما ہیں اس نے آگے بڑھ کر حضورؐ کا دستِ مبارک اپنے ہاتھ میں لینا چاہا۔ مگر آپ نے اپنا ہاتھ کھینچ لیا۔ اور فرمایا تم جو کچھ کہتے رہتے ہو پھر کہو، عرض کی یارسول اللہ! اب نہیں کہوں گا اور توبہ کی۔

حضور نے ایک آدمی کو بلایا اور کہا زبیر! اس نے توبہ کر لی ہے اب یہ آپ کو کچھ نہیں کہے گا، تم بھی اسے معاف کر دو۔ زبیر نے کہا یارسول اللہ میں نے معاف کیا وہ اٹھا حضور کے ہاتھ کو بوسہ دیا۔ آپ کا ہاتھ اپنے سینے پر رکھا۔ تو اس کی آنکھ کھل گئی۔ وہ حضور کے دستِ مبارک کی راحت ایک عرصہ تک محسوس کرتا رہا۔

ناقدر شناسوں کے سامنے قرآن خوانی

ایک شخص قاری ابوالوفاء الہردی ہوئے ہیں وہ کہتے ہیں میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا میں اس وقت فرغانہ میں تھا۔ ۲۶۵ھ سال تھا میں اس وقت کے بادشاہ کے لیے قرآن پڑھا کرتا تھا۔ مگر بادشاہ میری قراءت توجہ سے نہیں سنتا تھا۔ اور دوران قراءت باتیں کرتا رہتا تھا۔ میں وہاں سے اٹھ کر اپنے گھر آ گیا۔ اور بڑا افسردہ دل تھا۔ اور غمزدہ تھا۔ رات کو سویا تو آقائے دو عالم جناب رسالت مآب کو خواب میں دیکھا۔ آپ کے چہرے پر ملال تھا آپ نے مجھے دیکھ کر فرمایا

"تم اللہ کا کلام ان لوگوں کو سناتے ہو جو توجہ نہیں کرتے اور دورانِ قراءت باتیں کرتے رہتے ہیں۔ جاؤ اس کے بعد ایسے لوگوں کے سامنے نہ پڑھنا الا ماشاء اللہ!"

میں نیند سے بیدار ہوا تو چار ماہ تک میری زبان بند رہی۔ میں بات تک نہ کر سکتا تھا۔ مجھے کوئی ضرورت ہوتی تو کاغذ پر لکھ کر بتاتا۔ محدثین اور علماء میرے پاس آتے اور تسلی دیتے کہ فکر نہ کر حضورؐ نے الا ماشاء اللہ فرمایا تھا تمہاری زبان ٹھیک ہو جائے گی۔

میں نے دوسری بار حضور نبی کریم کو خواب میں دیکھا اس دن آپ کا چہرہ انور خوشی سے

marfat.com

دمک رہا تھا۔ فرمایا

"تم نے توبہ کر لی ہے۔ جو شخص توبہ کر لیتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرماتا ہے، زبان باہر نکالو"

میں نے زبان باہر نکالی آپ نے انگشت سبابہ اس پر ملی فرمایا

"جاؤ اور ان لوگوں کے سامنے قرآن پڑھو اگر وہ نہ سنیں یا باتیں کریں تو کلام اللہ پڑھنا چھوڑ دو تا وقتیکہ اپنی عادت سے باز نہ آجائیں"۔

میں نیند سے بیدار ہوا، الحمدللہ۔ اس بار میری زبان کھلی ہوئی تھی اور میں باتیں کرنے کے قابل ہو گیا تھا۔

حضرت ابوالحرث الاولاسی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ کو خواب میں دیکھا۔ میں دوڑ کر آپکے قدموں کی طرف بڑھا۔ مگر آپ نے مجھ سے منہ پھیر لیا میں رو رہا تھا اور کہہ رہا تھا

"یارسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، میں جانتا ہوں آپ مجھ پر کیوں ناراض ہیں، میں جانتا ہوں آپ نے مجھے حکم دیا تھا مگر میں اعتراف کرتا ہوں میں حکم بجالانے سے محروم رہا مجھے اپنے آپ پر اختیار نہ تھا"

میری یہ بات سن کر حضورؐ نے میری طرف دیکھا مجھے اللہ کی قسم ہے اگر تم دلی طور پر اس کام کی طرف رغبت کرتے تو یقیناً تم صحیح بات پا لیتے۔ مگر تم اس طرف جان بوجھ کر نہیں بڑھے۔ تم جھوٹی امیدوں اور دل خوش آرزوؤں کی طرف لگے رہے۔ تمھاری خواہشات زیادہ ہیں اور آج کا کام کل پر چھوڑتے ہو میں نے عرض کی یارسول اللہ! مجھے نصیحت فرمائیں۔ آپ نے فرمایا

"اپنی زبان پر کنٹرول کرو، خاموش رہو، زمانہ والوں سے خاموشی سے ہی نجات پا سکو گے۔ کھانے میں پرہیز کرو، لباس اور حرکات وسکنات میں احتیاط برتو، اپنے آپ پر غربت اور تنگدستی کو مسلط کر لو۔ لوگوں کی نگاہوں سے دور رہو۔ اپنے گھر میں گوشہ نشین ہو جاؤ۔ لوگ تمھارے کاموں پر بدظن نہ

marfat.com

اگر تم ان کے کہنے پر چلو گے ان کے درمیان رہو گے ان کی رضا پر کام کرو گے ان کے غصے سے نہ بچ سکو گے، اللہ کی راہ سے رک جاؤ گے، اور نقصان اٹھاؤ گے۔ اللہ نے جو کچھ دیا ہے اس پر قناعت کرو، علم و حکمت پر اکتفا کرو، دنیا داروں کے مشاغل اور دنیا کی لذتوں سے محفوظ رہو اپنے معائب کو پوشیدہ رکھو، کھانے پینے میں پرہیز کرو اگر کوئی حادثہ درپیش آئے تو شکایت نہ کیا کرو۔ اگر کوئی لغزش آئے تو توبہ کیا کرو استغفار کرو، گناہ پر اصرار نہ کرو"

میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ مجھے مزید نصیحت فرمائیں، فرمایا

"دنیا میں ایسے رہو جیسے جنگل میں کوئی مسافر رہتا ہے۔ اندوہناک اور غمناک، ہر طرح ڈرتے رہو۔ ہمیشہ دعا کرتے رہا کرو۔ رونے سے ملول نہ ہو، بڑی بڑی امیدوں سے باز رہو۔ آسائش نفس دشمن کا ہتھیار ہے صبح ہو تو یہ خیال دل میں نہ لاؤ کہ رات کیسے ہوگی۔ نماز شام پڑھو تو صبح کا خیال نہ کرو، کہ تم زندہ رہو گے یا نہیں۔ اپنی خواہشات پر غلبہ حاصل کرلو یہ اللہ کی محبت ہے میں نے تمھیں آگاہ کر دیا ہے"۔

ایک یہودی ہمیشہ کہا کرتا تھا "اے اللہ میری عاقبت بخیر ہو! اس نے ایک رات حضورؐ کو اپنی خواب میں دیکھا۔ فرمایا! اللہ تعالیٰ تمھاری عاقبت بخیر کرے مگر تم گواہی دو کہ اللہ ایک ہے اور میں اس کا سچا رسول ہوں۔ اس یہودی نے کہا

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ

وہ حضور نبی کریمؐ کے ہاتھ پر خواب میں ہی ایمان لے آیا۔

حضرت میمون بن مہران بن عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ: حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں قحط پڑا۔ مخلوق خدا کو بڑی تکلیف ہوئی۔ لوگ سیدنا ابو بکر صدیق کے سامنے فریاد لے کر آئے۔ کہنے لگے آسمان سے بارش نہیں ہو رہی۔ زمین کی سبزیاں خشک ہوگئی ہیں۔ لوگ سخت پریشان ہیں حضرت صدیق اکبر

marfat.com

نے فرمایا۔ جاؤ آج سورج غروب ہونے سے پہلے پہلے اللہ تعالیٰ تمھیں قحط سے آزاد کر دے گا۔ چند لمحوں کے بعد سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے کچھ خادم شام سے آ پہنچے ان کے پاس گندم سے لدے ہوئے اونٹ تھے۔ مدینہ کے تاجر حضرت عثمان کے گھر جمع ہوئے دروازہ کھٹکھٹانے لگے حضرت عثمان باہر نکلے پوچھا کیا معاملہ ہے کہنے لگے۔

"مدینہ قحط کی زد میں ہے لوگ پریشان ہیں ہم آپ کے کارندوں کے لیے ہوئے مال کو خرید کر فروخت کرنا چاہتے ہیں"۔

آپ نے دروازے کھول دیے اور لوگوں کو اندر بلالیا آپ نے تاجروں کو کہا بتاؤ مجھے کیا نفع دینا چاہتے ہو۔؟ انھوں نے کہا

"دس روپے کے مال پر بارہ روپے"۔

آپ نے فرمایا: "نہیں یہ تھوڑا ہے"۔

انھوں نے کہا "چودہ روپے"۔

انھوں نے کہا "اور زیادہ کرو"۔

انھوں نے کہا "دس روپے کے مال پر پندرہ روپے"۔

آپ نے فرمایا: "مزید نفع دو"۔

تاجروں نے کہا: "ہم تمام مدینہ کے تاجر ہیں ہم یہ نفع دے سکتے ہیں اس سے بڑھ کر کون نفع دے گا اس لیے یہ مال ہمیں دے دیں"۔

حضرت عثمان نے کہا "اگر میں یہ مال اللہ کو دے دوں تو وہ دس روپے کے مال پر سو روپے دے گا کیا تم لوگ اس سے زیادہ دے سکتے ہو"۔

انھوں نے کہا "یہ نہیں ہو سکتا"۔

آپ نے فرمایا "میں آج سارا مال اللہ کی راہ میں دے رہا ہوں تمام غریب مسلمانوں میں تقسیم کر دیا جائے"۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے اس رات نبی کریم کو خواب میں دیکھا آپ ابلق رنگ کے گھوڑے پر سوار نور کی چادر پہنے، نورانی جوتے پہنے ہوئے تھے۔ ہاتھ میں

marfat.com

میں نے سارا واقعہ سنا دیا۔ اس نے قسم کھائی میں اسے۔ گو نہیں کھاؤں گا مجھے یہ علم نہ تھا کہ میں نے حضورؐ کا دل دکھایا ہے۔

حضرت ابو سعید واعظ (مؤلف کتاب شرف النبی) بیان کرتے ہیں کہ مکہ کے ایک زاہد نے مجھے ایک واقعہ سنایا ہے کہ میں کوفہ میں تھا۔ وہاں ایک شخص ابوالحسن علی بن ابراہیم بن عثمان الرقی رہتا تھا۔ بہت امیر و کبیر آدمی تھا۔ ایک دن اس کے پاس سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی اولاد سے ایک سید زادہ آیا۔ اور کہا مجھے سو سیر آٹے کی ضرورت ہے اس نے کہا "اس کی قیمت ادا کر دو"۔

اس نے کہا۔

"میرے پاس تو کوئی روپیہ پیسہ نہیں ہے۔ میں اپنے نانا جان کو لکھ دیتا ہوں وہ تمہیں بھیج دیں گے"۔

اس نے آٹا دے دیا اور رسول اللہ کے حساب میں لکھ لیا۔ اسی طرح کئی سید زادے اس کے پاس آتے کہ ہمارے نانا رسول اللہ کے نام حساب لکھ لو۔ اور ہمیں آٹا دے دو۔ وہ سب کو آٹا دیتا گیا۔ اور حضورؐ کے نام لکھتا جاتا۔ ایک دن ایسا ہوا کہ اس کے پاس کچھ بھی نہ رہا۔ اور غریب ہو گیا۔ ایک دن سید عمر بن یحییٰ العلوی کے پاس گیا وہ حساب جس پر سیدوں کے نام لکھے تھے۔ اس کے پاس گیا اپنی غربت کا واقعہ سنایا اور وہ خط سید عمر کو دکھائے۔

رات آئی، خواب میں نبی کریم کی زیارت ہوئی۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ بھی آپ کے ساتھ تھے۔ حضورؐ نے فرمایا:۔

"اباالحسن! مجھے پہچانتے ہو؟"

کہا "ہاں یا رسول اللہ! آپ اللہ کے محبوب محمد رسول اللہ ہیں"

آپ نے فرمایا "تم میرے حساب کی شکایت دوسروں سے کیوں کرتے ہو؟"

کہنے لگا "یا رسول اللہ میں غریب ہو گیا ہوں اور پریشان ہوں"۔

آپ نے فرمایا کہ "اگر تم نے میرے ساتھ یہ معاملہ دنیاداری کے لیے کیا ہے

marfat.com

ایک عصا پکڑے ہوئے تھے۔ اور بڑی تیزی سے جا رہے تھے۔ میں نے عرض کی
"یا رسول اللہ! اتنی جلدی کیا ہے؟"

فرمایا "ابنِ عباس! عثمان غنی نے آج غریبوں میں اپنا سارا مال لٹا دیا ہے اللہ تعالیٰ نے ان کی یہ بات اتنی پسند فرمائی ہے کہ سارے بہشت میں خوشیاں منائی جا رہی ہیں۔ اور ہم ان خوشیوں میں شرکت کے لیے جا رہے ہیں:

حضرت شیخ ابو سعید واعظ (مؤلف کتاب ہذا) فرماتے ہیں کہ میں نے امام مدینہ ابوالحسین سے سنا ہے۔ کہ وہ کہتے ہیں میں ابو مروان کے دربار کا قاضی تھا ابو مروان کے پاس صوفیاء کی ایک جماعت تھی۔ طاہر ابن الحسین العلوی دربار میں آئے۔ اور صوفیا کو سلام کہا۔ ابو مروان نے پوچھا

" آپ کے اور صوفیا کے درمیان کون ہے؟"

ابو طاہر نے کہا: ہمیں صوفیا سے ایک واقعہ بیان کرنا ہے۔ میں ایک رات سویا ہوا تھا۔ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ آپ نے فرمایا

"یہ آدمی جو ہمارے سامنے ہے۔ اسے سکباخ دیں میں نیند سے اٹھا سوچنے لگا رات آئی میں پھر سو گیا۔ میں نے دوبارہ نبی کریم کو خواب میں دیکھا آپ نے پھر فرمایا

"اس آدمی کو سکباخ دے آؤ"

میں نے کہا گھوڑے پر زین لگائیں میں سوار ہو کر مدینہ منورہ پہنچا رات کا وقت تھا گنبد خضرا کا طواف کرنے لگے۔ مجھے کوئی آدمی نظر نہ آیا۔ ہاں ایک صوفی وہاں بیٹھا تھا۔ اس نے اپنے گھٹنوں پر سر رکھا تھا۔ میں نے اسے سلام کہا اس نے مجھے وعلیکم السلام کہا میں نے کہا آپ میرے ساتھ عقیق تک چلیں گے۔ اس نے کہا۔ وہ میرے ساتھ آیا۔ اس وقت صبح ہو گئی تھی۔ نماز ادا کی۔ ایک مکان میں داخل ہوئے۔ میں نے ایک خادمہ کو کہا ہمارے لیے کھانا تیار کرے۔ اس وقت سکباخ ہمارے پاس تھا وہ خادمہ سکباخ لے کر آئی۔ اس آدمی نے سکباخ کھانے سے انکار کر دیا۔ اور کہا یہ کیا ہے؟

marfat.com

تو میں دنیا میں ادا کر دیتا ہوں اگر آخرت کے لیے کیا ہے تو چند روز صبر کرو
میں تمہاری نیکی ضائع نہیں ہونے دوں گا۔"

وہ شخص زار زار رویا، نیند سے بیدار ہوا، روتا روتا پہاڑوں میں چلا گیا لوگوں نے اسے ایک غار میں مرا ہوا پایا۔ اسے اٹھایا، دفن کیا۔ کوفہ کے سات مشائخ نے اسی رات اسے خواب میں دیکھا، ریشمی لباس پہنے ہوئے، بہشتی قبا زیب تن کیے بہشت میں ٹہل رہا ہے پوچھا:۔

"تم ابوالحسن ہو؟"

کہا "ہاں"۔

پوچھا "یہ رتبہ کیسے ملا؟"

کہنے لگا "جو رسول اللہ سے معاملہ کرتا ہے وہ اسی مقام کو پہنچتا ہے جہاں میں پہنچا ہوں اللہ کا شکر ہے رسول اللہ نے مجھے صبر کا پورا پورا صلہ دیا ہے

وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ"

قاضی الحرمین الشریفین قاضی ابوالحسین رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے علی بن عیسٰی الوزیر رحمۃ اللہ علیہ سے سنا ہے۔ کہ میں ہمیشہ سیدوں سے احسان کیا کرتا تھا۔ بغداد میں ہر ایک کو سالانہ وظیفہ دیتا تھا۔ اتنا روپیہ دیتا تھا کہ ہر ایک کو کھانا اور لباس میسر آجاتا۔ رمضان المبارک کے مہینہ ہر ایک کو وظیفہ پہنچا دیتا تھا حضرت موسیٰ بن جعفر رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے ایک بوڑھا سید تھا۔ میں اسے ہر سال پانچ درہم وظیفہ دیا کرتا تھا۔ ایک دن سردیوں میں مجھے وہ بوڑھا طاجو بدمست ہو کر بغداد کی ایک شاہراہ پر آرہا ہے قے کر رہا تھا کپڑے گرد آلود اور بد سے بدتر حالت میں تھا۔ دل میں خیال آیا کہ ایسے فاسق شرابی کو ہر سال پانچ ہزار روپیہ دینا ضائع کرنا ہے یہ اللہ کے منع کردہ امور میں خرچ کرتا ہے اس سال اسے کچھ نہیں دیا جائے گا رمضان آیا وہ بوڑھا اپنا وظیفہ لینے آیا۔ وہ میرے دروازے کے سامنے کھڑا ہو گیا۔ میں باہر نکلا اس نے مجھے سلام کیا اور وظیفہ مانگا میں نے کہا جاؤ تمہیں شراب پینے کے لیے وظیفہ نہیں دیتا میں نے سردیوں میں تجھے

marfat.com

بدست دیکھا تھا اب میں تھیں کچھ نہیں دوں گا۔ میں نے اسے شرمندہ کر کے وہاں سے بھگا دیا۔ اور کہا خبردار آئندہ مجھے نظر نہ آنا۔ رات سویا خواب میں خواجہ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی بے پناہ لوگ آپ کے ارد گرد جمع تھے میں آگے بڑھا سلام عرض کیا حضورؐ نے منہ پھیر لیا میں نے عرض کی یا رسول اللہ! میں تو آپ کی اولاد کا خدمت گزار ہوں۔ مجھے یہ صلہ دیا جا رہا ہے کہ آپ منہ پھیر رہے ہیں آپ نے فرمایا تم نے میرے فلاں بیٹے کو اپنے دروازے سے ہٹا دیا تھا۔ اور وہ تمھارے دروازے سے مایوس لوٹا میں نے عرض کی وہ آپ کی شریعت کے خلاف کام کرتا تھا۔ اور میں نے اسے بدست دیکھا تھا آپ نے فرمایا تم جو کچھ دیا کرتے تھے وہ میری خاطر دیتے تھے یا اس کے اعمال پر؟ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! میں تو آپ کے لیے دیتا تھا۔ آپ نے فرمایا میں نے تو شراب نہیں پی۔ کیا اچھا ہوتا اگر تم اس کی پردہ پوشی کرتے۔ وہ میری اولاد میں سے تھا میں نے عرض کی یا رسول اللہ! مجھے وہ منظور ہے کرامتاً و عزازۃً۔

میں نیند سے اٹھا۔ علی الصباح اس سید کو بلایا۔ وظیفہ بحال کیا۔ معافی چاہی۔ دیوان سے واپس آکر اسے بلایا۔ دس ہزار درہم کی ایک تھیلی خدمت میں پیش کی اور بڑی عزت افزائی کی۔ اور کہا اگر ضرورت ہو تو پھر تشریف لائیں میں خدمت کے لیے حاضر ہوں سید نے میرا حسنِ سلوک دیکھا تو فریاد کرنے لگا کہ آج یہ مروّت اور شفقت کیوں ہے ہم حالانکہ اس دن مجھے دروازے سے دھتکار دیا تھا۔ میں نے خواب کا سارا واقعہ سنا دیا وہ بوڑھا سید رونے لگا۔ اور کہا آج سے میں توبہ کرتا ہوں۔ سابقہ گناہوں پر شرمسار ہوں میرے نانا جان تم پر عتاب فرمائیں مجھے سخت شرمندگی ہے وہ خالص توبہ پر قائم رہا۔

شیخ ابو العباس اسماعیل بن احمد المیکالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور نبی کریم کو خواب میں دیکھا آپ مسجد رجبا میں نماز ادا فرما رہے ہیں دو رکعت پڑھنے کے بعد دیوار کے ساتھ تکیہ لگائے تشریف فرما ہوئے۔ میں خدمت میں حاضر ہوا عرض کی۔ یا رسول اللہ! جو آنکھ آپ کو ایک بار دیکھ لے وہ کسی برائی پر نگاہ نہیں لگا سکتی فرمایا "ہاں"۔

marfat.com

حضرت بلالؓ کی اذان

ابوالدرداء رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جن دنوں سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ فتح بیت المقدس کے بعد مدینہ پاک لوٹے تو حضرت بلالؓ نے درخواست کی کہ مجھے شام میں رہنے کی اجازت دی جائے۔ حضرت عمر ابن الخطاب نے انھیں شام چھوڑ دیا۔ رات کو حضرت بلالؓ نے حضور سید الانبیاء کو خواب میں دیکھا تو آپ نے فرمایا بلال یہ کیا غضب کر رہے ہو کیا اب وقت نہیں آیا کہ مجھے ملنے مدینہ آؤ۔ صبح ہوتی بلال اٹھے بجسے اداس اور افسردہ خاطر تھے۔ اونٹ پر بیٹھے اور مدینہ پاک کو روانہ ہوئے۔ روضہ منورہ پر پہنچے تو زار زار روتے تھے اور اپنا منہ روضہ پاک کی دیوار پر ملتے تھے۔ حضرات حسن حسین وہاں ہی آئے بلال نے اٹھ کر ان دونوں شہزادوں کو گود میں اٹھالیا۔ چومنے لگے انھوں نے کہا، بلال ہمارا دل چاہتا ہے کہ آج تم پھر اسی طرح مسجد نبوی میں اذان دو۔ جس طرح زمانہ رسولؐ میں دیا کرتے تھے۔ حضرت بلال مسجد کے چھت پر چڑھ گئے۔ اور جس جگہ کھڑے ہو کر اذان دیا کرتے تھے وہاں کھڑے ہو گئے۔

اللہ اکبر، اللہ اکبر کی آواز بلند ہوئی۔ سارا مدینہ کانپ اٹھا جب اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللہ کہا مدینہ کے تمام لوگ گھروں سے باہر نکل آئے۔ جب اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدً رَّسُوْلُ اللہ کہا تو مدینہ کی عورتیں گھروں سے باہر آگئیں۔ انھیں خیال ہوا کہ رسولِ خدا دوبارہ آگئے ہیں۔ اور بلال اذان دے رہا ہے۔ کہتے ہیں بلال کی درد بھری اذان سے اس دن مدینہ پاک کے لوگ اس قدر روئے۔ کہ نبی کریم کے وفات کے بعد اتنا اجتماعی رونا کبھی نہیں سنا تھا۔

marfat.com

۵۶

لوائے حمد اور پرچم رسول اللہ

وَاللّٰهُ يُؤْتِي مُلْكَهٗ مَنْ يَّشَآءُ

حضور سید الانبیاء مالک ہر دو سرا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

"میں قیامت کے دن تمام لوگوں کا پیشوا ہوں گا، مجھے خدا تعالیٰ کی قسم ہے جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے یہ بات میں فخریہ نہیں کہہ رہا، میں قیامت کے دن صاحب لواءِ حمد ہوں گا۔ اور یہ بات فخریہ نہیں کہتا سب سے پہلے میں جنت کے اندر قدم رکھوں گا اور یہ بات فخریہ نہیں کہتا سب سے پہلے میں ہی بہشت کا دروازہ کھولوں گا اور یہ بات فخریہ نہیں کہتا سب سے پہلے میں ہوں جو قبر سے باہر آؤں گا اور یہ بات فخریہ نہیں کہتا بلکہ حقیقت حال بیان کرتا ہوں"

سیدنا عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے حضورؐ سے گذارش کی یا رسول اللہ! لوائے حمد کی وضاحت تو فرمائیے کہ وہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا

"اس جھنڈے کی لمبائی ایک ہزار سال کا راستہ ہے اس کی طنابیں یاقوت کی بنی ہوئی ہیں اس کا قبضہ خالص چاندی کا ہوگا۔ زمین میں نصب کرنے والے حصہ خالص زمرد سبز سے بنایا گیا ہے۔ اس جھنڈے کے تین گوشے ہوں گے۔ ایک مشرق تک پھیلا ہوگا۔ ایک مغرب تک اور دوسرا زمین و آسمان پر لہرا رہا ہوگا اس جھنڈے پر (لواءِ حمد) تین سطریں لکھی ہوئی ہونگی پہلی سطر پر بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ہوگا دوسری پر اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ

marfat.com

رَبّ الْعٰلَمِیْنَ ہو گا۔ اور تیسری پر لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ لکھا ہو گا۔ ہر سطر کے درمیان ایک ایک ہزار سال کے راہ کا فاصلہ ہو گا۔ اسی طرح ہر سطر ایک ایک ہزار سال کے راہ کی لمبائی لیے ہو گی:۔

حضرت عبداللہ بن سلام نے کہا "صَدَقْتَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ"۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن تمام لوگ پل صراط سے سلامتی کے ساتھ گذر کر دوزخ کو پیچھے چھوڑ جائیں گے۔ اور دوسرے کنارے جا بیٹھیں گے اس وقت وہ بلاخوف وخطر وہاں ٹھہریں گے۔ بڑے اطمینان قلب کے ساتھ رہیں گے۔ مزید کسی امتحان کا خدشہ نہ ہو گا۔ مسلمانوں کے ہر قبیلہ کا ایک ایک جھنڈا جھنڈا ہو گا۔ وہ اسی جھنڈے کے پیچھے پیچھے چلتے جائیں گے۔ وہ اس طرح بہشت میں داخل ہوں گے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں۔ ہمارے لیے سب سے پہلے پرچم نبی کریم ہی اٹھائیں گے۔ عرش کے نیچے سے ایک اعلان ہو گا۔

"کہاں ہیں نبی رحمت! نبی قریشی، نبی عربی، امی، تہامی حرمی مکی محمد بن عبداللہ خاتم النبیین وسید المرسلین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم"۔

لوائے حمد آپ کے لیے تیار ہو گا حضور اسے اپنے ہاتھ سے اٹھائیں گے۔ سیدنا آدم۔ تمام انبیاء کرام۔ حضرت آدم کی اولاد پاک۔ مرسل، پیغمبر، مومن، صدیق شہید صالح۔ اسی لوائے حمد کے زیر سایہ ہوں گے۔ اور بہشت میں داخل ہوں گے۔ جہاں جہاں کسی کی خواہش ہو گی اپنی اپنی جگہ لیتا جائے گا۔ سب سے پہلے جو بہشت میں داخل ہو گا وہ رسول اکرم ہوں گے صلی اللہ علیہ وسلم۔ سب سے پہلے جو امت بہشت ہو گی وہ امتِ محمدیہ ہو گی۔ حضورؐ کی ازواج مطہرات آپ کے ساتھ ہوں گی۔ حورعین ان کی غلامی میں ہوں گی۔ آپ کی اولاد پھر تمام اہلِ ایمان جنت میں داخل ہوں گے۔

اس کے بعد ایک اور جھنڈا بلند ہو گا ایک بلند اعلان ہو گا اَیْنَ السَّابِقُوْنَ سب سے پہلے ایمان لانے والے کہاں ہیں؟ پوچھا جائے گا کون سے سابقون دوسرا ...

marfat.com

ہوگا۔ نبی کریم کی اُمت کے سابِقُونَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْاَنْصَار وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَان

پھر امت کے بعد میں آنے والے جنھوں نے حضورؐ کی اتباع میں زندگی گذاری ہے یہ سب اس اعلان کے جواب میں کہیں گے لبیک لبیک۔ یا اللہ ہمیں کیوں یاد کیا جا رہا ہے۔ آواز آئے گی رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ اس وقت سابقون اس جھنڈے کے پیچھے چلے جائیں گے۔ اور بہشت میں اپنی اپنی جگھوں میں پہنچ جائیں گے، ایک اور طبقہ مہاجرین وانصار کا ہوگا۔ مگر یہ لوگ السابقون میں شمار نہیں ہوتے تھے مگر یہ غزوات اور جنگوں میں شریک ہوتے رہے۔ یہ بھی کسی اعلان کا انتظار کریں گے، ایک منادی ایک اور جھنڈا لائے گا۔ اور اعلان کرے گا۔

"کہاں ہیں وہ لوگ جو حضورؐ کی نبوت پر ایمان لائے تھے انھوں نے حضورؐ کا ساتھ دیا تھا۔ ہجرت کی تھی پھر جہاد میں شریک رہے۔ وہ اپنا اپنا مقام پہچان لیں اور اٹھیں اور کہیں لبیک یا اللہ لبیک۔ یا اللہ ہم تیرے اعلان پر حاضر ہیں یا اللہ ہمیں کس لیے بلایا جارہا ہے۔"؟

منادی کہے گا (اولئك هم المومنون حقا لهم مغفرة ورزق كريم (یہ سچے مسلمان ہیں، ان کے لیے مغفرت ہے اور بہشت میں رزق کریم ہے) یہ لوگ بھی اپنے جھنڈے کے سایہ میں چلتے چلتے بہشت میں داخل ہوں گے اور اپنی اپنی جگہ پر قیام کریں گے۔

دنیا میں کچھ لوگ ایسے ہیں جنھیں صدیق کہا جاتا تھا۔ یہ لوگ اپنے آپ کو گناہوں سے پاک رکھتے تھے۔ ان کے کان، آنکھیں اور بدن کے دوسرے اعضاء گناہوں سے پاک صاف رہتے تھے۔ انھوں نے اللہ کے لیے صبر وشکر کیا وہ اللہ کی دوستی کے مستحق گردانے گئے۔ اور اسی حالت ایمان وصدق پر فوت ہوئے ان کے لیے قیامت کے دن ایک جھنڈا ہوگا۔ ان کے لیے ایک منادی اعلان کرے گا۔ کہ اللہ کے اولیاء کہاں ہیں۔ ان کی یہ صفتیں ہیں۔ وہ اٹھیں ان کی طرف سے لبیک کی

marfat.com

آواز آئے گی۔ منادی کہے گا

اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْہِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ وہ اپنے جھنڈے
کے پیچھے چلیں گے۔ اور بہشت میں داخل ہوں گے۔ ایک اور جھنڈا بلند ہوگا یہ مومنوں
کے لیے ہوگا جو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر پہ پابند رہے۔ منادی آواز دے گا۔
کہاں ہیں وہ لوگ جو امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے پابند تھے۔ یہ لوگ اٹھ کر لبیک
کہیں گے منادی کہے گا کہ تم لوگ اللہ کے اس لقب کے مستحق ہو

وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُھُمْ اَوْلِیَآءُ بَعْضٍ ط

یہ لوگ بھی اس جھنڈے کے پیچھے پیچھے چل کر بہشت میں داخل ہوں گے۔

ایک اور جھنڈا شہیدوں کے لیے تیار ہوگا۔ یہ بڑا خوبصورت جھنڈا ہوگا۔ یہ
جھنڈا صدیقوں اور دوسرے مومنوں سے بھی اونچا ہوگا۔ منادی کہے گا

"کہاں ہیں اللہ کی راہ میں جانیں دینے والے"

وہ اٹھ کر لبیک کہیں گے اور اپنی تلوار لیے تیار ہوں گے ان کے ساتھ کئی قسم
کے لوگ بیٹھے ہوں گے وہ مومنوں کی صفیں چیرتے چیرتے صدیقوں تک پہنچ جائیں گے
اور پیغمبروں کی صفوں تک جا پہنچیں گے۔ کہیں گے ہمارا راستہ چھوڑ دیجیے ہم نے اللہ
کے لیے اپنے سر کٹا دیے تھے۔ اسی طرح وہ صف در صف آگے بڑھتے جائیں گے
اور فرشتوں کی صفوں میں جا پہنچیں گے۔ کہیں گے ہمارا راستہ چھوڑ دیجیے۔ اب وہ حملۃ
العرش تک پہنچ جائیں گے۔ عرش کے سایہ کے نیچے جا کر عرش معلی کے ستون کو پکڑ
لیں گے۔ منادی ندا کرے گا

اِنَّ اللّٰہَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَھُمْ وَاَمْوَالَھُمْ بِاَنَّ

ھم الجنۃ یقاتلون۔

وہ لبیک کہتے ہوئے کہیں گے کہ اے اللہ! ہمیں کس لیے بلایا گیا ہے؟ منادی کہے گا
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَمَنْ اَوْفٰی بِعَھْدِہٖ مِنَ اللّٰہِ فَاسْتَبْشِرُوْا وہ اپنے جھنڈے
کے نیچے بڑھتے جائیں گے۔ اور بہشت میں داخل ہوں گے۔

marfat.com

ایک اور جھنڈا اٹھے گا منادی پکارے گا وہ لوگ کہاں ہیں جنھوں نے ہجرت کی تھی۔ اور اپنے گھروں کو چھوڑ کر نکل آئے تھے۔ اور میرے راستے میں دکھ اٹھاتے رہے ہیں۔ جنگیں لڑتے رہے ہیں اور میرے منکروں کو قتل کرتے رہے ہیں وہ اٹھیں گے اور لبیک کہتے ہوئے جھنڈے کے پیچھے چل کر بہشت میں داخل ہوں گے۔ ایک اور جھنڈا بلند ہوگا۔ اس کے نیچے جہاد کرنے والے جمع ہوں گے۔

فضل اللہ المجاھدین باموالھم وانفسھم

وہ لبیک کہتے ہوئے اس جھنڈے کے پیچھے پیچھے بہشت میں داخل ہوں گے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے لوگوں نے پوچھا کہ درجات کتنے ہیں؟ آپ نے فرمایا۔ دو درجوں کے درمیان پانچ سو درجے ہیں۔ جس طرح ایک تیز گھوڑا پانچ سو سال دوڑتا رہے تو دوسرے درجہ تک پہنچے گا۔ کہتے ہیں صحابۂ رسول کی یہ خواہش تھی کہ انھیں اہلِ غزا کا مقام معلوم ہوا حالانکہ وہ لڑتا رہا مگر شہادت نہ پاسکا۔ اور جو لوگ شہید ہوگئے ان کا بہشت میں کیا مقام ہوگا؟ فرمایا

"قیامت کے دن ایک جھنڈا بنایا جائے گا ایک منادی اعلان کرے گا، وہ کہاں ہیں جنھوں نے ہجرت کی۔ اور اللہ کا راستہ اختیار کیا۔ وہ اس کے راستے میں قتل ہوئے۔ یا جان دے دی۔ دونوں قسم کے لوگ اٹھیں گے اور کہیں گے "لبیک (ہم حاضر ہیں یا اللہ)"۔

اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ " لِيَرْزُقَنَّهُمُ اللّٰهُ رِزْقًا حَسَنًا (تاکہ تمھیں آج اللہ رزقِ حسنا سے نوازے)"۔

ایک قوم اس جھنڈے کے نیچے آئے گی۔ اور بہشت میں داخل ہوکر اپنے مقام پر مقیم ہوگی۔ حضرت ابن عباسؓ نے بتایا کہ میں ایک قوم تھی یہ لوگ ایمان لائے مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ پہنچے پیغمبر خدا کے سامنے مسلمان بن کر رہے۔ قیامت کے دن ان کے لیے خصوصی جھنڈا ہوگا۔ منادی ندا کرے گا آج ہجرت کرنے والے کہاں ہیں اور وہ کہاں ہیں جو ان پر ظلم ڈھاتے رہے ہیں یہ لوگ اٹھ کر کہیں گے یا اللہ ہم حاضر ہیں

marfat.com

وہ اپنے جھنڈے کے زیر سایہ بہشت میں داخل ہوں گے۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا۔ کہ دنیا میں ایسے لوگ بھی تھے۔ جنہوں نے رسول پاک کی ہجرت کی خبر سنی تو اطرافِ عالم سے ان کی کوشش تھی کہ وہ مدینہ پاک پہنچیں اور حضور کی خدمت میں رہیں۔ مگر وہ راستہ میں فوت ہو گئے اور آپ تک نہ پہنچ سکے۔ یہ جاننا چاہیں گے کہ ان کا مقام کیا ہے؟

اللہ تعالیٰ نے اس آیۃ کریمہ میں ان کا مقام متعین فرمایا ومن یخرج من بیتہٖ مُهَاجِرًا اِلَی اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ ثُمَّ یُدْرِکْهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ اجرہٗ علی اللہ۔ ان کے لیے علیحدہ جھنڈا تیار ہو گا۔ اور اس جھنڈے کے زیر سایہ بہشت میں داخل ہوں گے۔

ایک اور جھنڈا آئے گا انطاکیہ کا ایک شخص حبیب نجار تھا جب انبیاء کرام انطاکیہ پہنچے تو یہ شخص ایمان لایا اور تنہا انبیاء کرام کی خدمت کرتا رہا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

" وَجَاءَ مِنْ اَقْصَی الْمَدِیْنَةِ رَجُلٌ یَّسْعٰی یہ آیۃ کریمہ حبیب نجار کے بارے میں آئی تھی۔ وہ ایمان لایا تیشہ اسے کندھے پر تھا۔ فکرانِ نبوت نے اسے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا تھا۔ قیامت کے دن اس کے لیے ایک خصوصی جھنڈا ہو گا۔ منادی اسے خصوصی طور پر بلائے گا۔ وہ لبیک کہتے ہوئے آگے آئے گا۔ اللہ فرمائے گا جاؤ بہشت میں داخل ہو جاؤ۔ وہ اکیلے ہی اپنا جھنڈا اٹھائے جنت میں داخل ہو گا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا ایک ایسی قوم تھی جو اللہ کی وحدانیت کی شہادت دیتے تھے۔ اور محمد رسول اللہ برحق نبی ہیں۔ وہ مر گئے یا قتل کر دیے گئے۔ حالانکہ انھوں نے کوئی نماز ادا نہ کی تھی۔ کوئی روزہ نہیں رکھا تھا اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں کے لیے یہ آیت اتاری لِلَّذِیْنَ اَحْسَنُوا الْحُسْنٰی وَزِیَادَۃٌ قیامت کے دن ان لوگوں کے لیے بھی ایک جھنڈا تیار ہو گا۔ منادی کی جائے گی وہ کہاں ہیں؟

marfat.com

جو اللہ کی توحید کے قائل تھے۔ وہ توحید در سالت پر فوت ہوئے۔ یہ لوگ اپنی صفت سن کر جھنڈے کے نیچے آگے بڑھیں گے۔ اور بہشت میں داخل ہوں گے۔

حضرت ابن عباس فرماتے ہیں ہم نے جس قوم کا ذکر کیا ہے۔ یہ بارہ زمروں میں ہوگی۔ حضور کے سابقہ صحابہ۔ مہاجرین، انصار، شہداء وغیرہم جنھوں نے اللہ کی راہ میں ہجرت کی ہے۔

حضرت ابن عباس نے مزید فرمایا یہ لوگ قرآن کی سورتوں کی ترتیب سے بہشت میں داخل ہوں گے۔

ایک اور جھنڈا اٹھے گا منادی اعلان کرے گا

"وہ متقی کہاں ہیں جو غیب پر ایمان لاتے تھے ان المتقین الذین یومنون بالغیب ویقیمون الصلوٰۃ ومما رزقنھم ینفقون" یہ لوگ اپنے اوصاف سن کر آگے بڑھیں گے اور اس جھنڈے کے نیچے بہشت میں جائیں گے۔ اور اپنی جگہ تلاش کرکے قیام کریں گے یہ انعام سورۂ بقرہ میں بیان کیا گیا ہے۔

ایک اور جھنڈا سامنے آئے گا اور ایک منادی آواز دے گا این الذین آمنوا وعملوا الصلحٰت۔ یہ لوگ اپنی صفت پہچان لیں گے اور کہیں گے لبیک منادی بشارت دے گا۔ وَبَشِّرِ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا۔ عَمِلُوا الصّٰلِحٰت وہ اپنی صفت پہچان کر جھنڈے کے نیچے چلیں گے اور بہشت میں داخل ہوں گے ان لوگوں کا ذکر بھی سُورۂ بقرہ میں موجود ہے۔

یہود و نصاریٰ نے اعلان کیا تھا کہ "لَنْ یَّدْخُلَ الْجَنَّۃَ اِلَّا مَنْ کَانَ ھُوْدًا اَوْ نَصٰرٰی"

اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کے اس دعوے کو رد فرمایا۔

تلك امانیھم قل ھاتوا برھانکم ان کنتم صدقین۔ بلیٰ من اسلم وجھہ للہ وھو محسن فلہ عند ربہ ط

marfat.com

قیامت کے دن ایک اور جھنڈا نظر آئے گا۔ منادی آواز دے گا۔
"این من وجهه الله (وہ کہاں ہیں جو اللہ کی طرف متوجہ ہوئے ہیں)"
لوگ لبیک کہہ کر آگے بڑھیں گے۔ اور کہیں گے ہمیں کیوں بلایا گیا ہے حکم ہوگا
لهم اجرهم عند ربهم (ان کے لیے ان کے اللہ کے نزدیک اجر ہے)
ایک اور جھنڈا ان لوگوں کے لیے ہوگا جو زکوٰۃ اور صدقات ادا کرتے رہے ہیں
منادی آواز دے گا۔
"این الذین ینفقون اموالهم بالیل والنهار سرًّا و علانیة (وہ لوگ کہاں ہیں جو اپنے مال کو خفیہ اور علانیہ خرچ کرتے رہتے ہیں؟)"
وہ اپنی صفت پہچان کر کہیں گے لبیک (حاضر ہیں یا اللہ) اللہ تعالیٰ فرمائے گا میں تمھیں تمھارے اعمال کا اجر دینا چاہتا ہوں۔
پھر ان لوگوں کے لیے جھنڈا لایا گیا جو مر گئے یا قتل ہو گئے اس سے پہلے کہ انھوں نے کچھ عمل کیا تھا منادی نے اعلان کیا
"کون ہیں وہ لوگ جو شرک سے بچتے رہے اور اپنے دین پر خالصتاً ڈٹے رہے"۔
انھوں نے کہا "ہمیں کس لیے بلایا گیا ہے؟"
اللہ تعالیٰ فرمائے گا للذین اتقوا عند ربهم جنّٰت تجری وہ اس جھنڈے کے نیچے نیچے جنت کے اندر جائیں گے۔ صحابہ کرام آگے بڑھیں گے اہلسنت وجماعت کے چہرے درخشاں ہوں گے۔ اما الذین ابیضت وجوههم (یہ وہ لوگ ہیں جن کے چہرے سفید ہوں گے) ان کے لیے ایک جھنڈا نصب کیا جائے گا منادی کہے گا کہ اس جھنڈے کے ساتھ بہشت میں داخل ہو جاؤ۔
پھر فرمایا وہ لوگ کون ہیں جو نیکی میں پہل کرتے تھے وسارعوا الی مغفرة من ربکم وجنّٰت تجری من تحتها الانهار وہ لبیک کہتے ہوئے بہشت میں

marfat.com

داخل ہوں گے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ امیر لوگوں کو قیامت کے دن بھی یہ خیال ہو گا۔ کہ انھیں آج بھی غریبوں پر ایسی ہی برتری حاصل ہو گی جس طرح دنیا میں حاصل تھی۔ منافق اور یہودی اسی نظریے کے مالک تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا

"لا یغرنک تقلب الذین کفروا فی البلاد متاعٌ قلیل ثم مأواھم جھنم وبئس المھاد الذین اتقوا ربھم لھم الجنات"

قیامت کے دن غریبوں کے لیے جھنڈا تیار کیا جائے گا منادی ندا کرے گا

"حضورؐ کی امت کے غربا کہاں ہیں؟ منافق اور یہودی انھیں حقیر جانتے تھے"۔

غریب لوگ یہ ندا سن کر لبیک کہہ کر آگے بڑھیں گے اللہ تعالیٰ انھیں جنت کی بشارت دے گا جہاں یہ لوگ جھنڈے کے ساتھ داخل ہوں گے یہ آیۂ کریمہ سورۂ آلِ عمران کے آخر میں ہے۔

ایک اور جھنڈا سامنے آئے گا اور منادی ندا کرے گا:۔

"وہ لوگ کہاں ہیں جو دنیا میں پرہیز گار رہے"۔

یہ لوگ اپنی صفت سن کر اٹھیں گے اور لبیک کہتے ہوئے اللہ کے پاس حاضر ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا

"میں آج تمھارے گناہوں پر پردہ ڈال کر بہشت میں جانے کا حکم دیتا ہوں"۔

یہ لوگ اپنی اپنی جگہوں میں بہشت میں مقیم ہوں گے۔ پھر منادی اعلان کرے گا

"من مثقال ذرۃٍ وہ ذرا بھر گناہ نہ کرنے والے کہاں ہیں؟"

ایسے لوگ اپنی بات سن کر آگے آئیں گے اور لبیک کہتے ہوئے جھنڈے کے نیچے بہشت میں داخل ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا

"انّ اللہ لا یظلم مثقال ذرۃ وان تک حسنۃ یضاعفھا ویوت

marfat.com

من لدنه اجراً عظیماً ؛
ایک قوم اس جھنڈے کے پیچھے پیچھے بہشت میں داخل ہوگی۔
حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ پل صراط پر بنی اسرائیل کے وہ کافر یہود و نصاریٰ جو ایمان کی دولت سے محروم رہے۔ ان ایمان والوں سے جھگڑیں گے جنہوں نے اسلام قبول کر لیا تھا۔ اور کہیں گے کہ
"ہم اور تم دین کے معاملہ میں یکساں تھے۔ آج کیا بات ہے کہ تم لوگ بہترین سلوک کے مستحق ہو اور ہمیں نظر انداز کیا جا رہا ہے۔"
وہ کہیں گے:۔
"ہم تو حضور نبی کریم کی رسالت پر ایمان لائے تھے اور تم انکار کرتے رہے"
منادی ندا کرے گا کہ آج ایمان والوں کے رتبے بلند ہیں ان الذین آمنوا وعملوا الصٰلحٰت سندخلھم جنٰت تجری من تحتھا الانھٰر پھر فرمایا ولدخلھم ظلاً ظلیلا۔ ہم انہیں جوق در جوق جنت میں داخل کریں گے یہ لوگ ایک جھنڈا اٹھائے جنت میں داخل ہوں گے۔
حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے غریب اور درویش لوگ کہیں گے۔ یارسول اللہ قیامت کے دن آپ تو انبیاء کرام کے ساتھ بلند درجات پر ہوں گے۔ ہم لوگ آپ کو کس طرح تلاش کریں گے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا
ومن یطع اللہ ورسولہ فاولٰئک مع الذین انعم اللہ علیھم من النبیین۔
جو لوگ اللہ اور رسول کی اتباع کریں گے وہ قیامت کے دن انبیاء کے ساتھ ہوں گے۔ قیامت کے دن اعلان ہوگا اللہ اور رسول کے متبع کہاں ہیں؟ وہ سن کر لبیک کہتے ہوئے آگے بڑھیں گے وحسن اولٰئک رفیقا کہتے ہوئے جنت میں داخل ہوں گے۔
حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ چند لوگ حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی یارسول اللہ! ان لوگوں کا کیا حال ہوگا۔ جو ساری زندگی ذکر میں رہے

marfat.com

مگر آخر میں مسلمان ہو گئے اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں ارشاد فرمایا

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ عَظِيْمٌ

یہ لوگ بہشت میں ہوں گے اور اپنے مخصوص جھنڈے کے ساتھ لبیک کہتے ہوئے جنت میں داخل ہوں گے۔

ایک اور جھنڈا بلند ہوگا اعلان ہوگا

اهٰؤُلَاءِ الَّذِيْنَ اَقْسَمْتُمْ لَا يَنَالُهُمُ اللّٰهُ بِرَحْمَةٍ اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ لَا خَوْفٌ عَلَيْكُمْ وَلَا اَنْتُمْ تَحْزَنُوْنَ

یہ لوگ بھی اپنا جھنڈا اٹھا کر بہشت میں داخل ہوں گے۔

حضرت ابن عباس فرماتے ہیں قیامت کے دن ایک اور جھنڈا نظر آئے گا منادی ندا کرے گا "وہ لوگ کہاں ہیں جو اللہ کے ذکر سے جھوم جاتے تھے"۔

ایک طبقہ آگے بڑھ کر کہے گا لبیک یا اللہ! وہ اس جھنڈے کے زیر سایہ جنت میں داخل ہوں گے۔

حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن مہاجر اور انصار آپس میں تکرار کریں گے۔ ایک جھنڈا ان کے لیے بھی ہوگا۔ منادی ندا کرے گا۔ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وہ لوگ کہاں ہیں جنہوں نے ایمان لانے کے بعد ہجرت کی جہاد کیا۔ یہ لوگ لبیک کہہ کر آگے بڑھیں گے اور اپنا جھنڈا لے کر جنت میں داخل ہوں گے

پھر مومنین والمومنات کو پکارا جائے گا وہ بھی ایک جھنڈا کے نیچے جنت میں داخل ہوں گے۔

پھر وہ لوگ الَّذِيْنَ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَاءُ بَعْضٍ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ یہ لوگ بھی ایک جھنڈے کے زیر سایہ جنت میں داخل ہوں گے

ایک اور اعلان ہوگا کہ آج وہ لوگ کہاں ہیں وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ جَاهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ وہ لوگ آگے بڑھ کر اپنا جھنڈا اٹھائیں گے اور بہشت میں

marfat.com

داخل ہوں گے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں بعض مسلمانوں کو اپنے گناہوں کی وجہ سے آتشِ دوزخ کی تپش تنگ کرے گی۔ یہ لوگ بھی دوزخ سے بری کر دیے جائیں گے وہ باہر آ کر حیران و پریشان ہوں گے کہ ہم کہاں جائیں۔ منادی اعلان کرے گا ان الذین اٰمنوا وعملوا الصّٰلحٰت یدیھم ربھم بایمانھم (آج جن لوگوں کا ایمان ہے اللہ ان کی راہنمائی فرمائے گا۔) وہ ایک جھنڈا لے کر بہشت میں داخل ہوں گے۔

پھر ایک اور اعلان ہو گا۔ "اولوالالباب" کہاں ہیں کہیں گے وہ کون لوگ ہیں ہمنادی کہے گا جو لوگ اپنے وعدوں کو پورا کرتے رہے ہیں اور اپنے میثاق کو نہیں توڑتے ان کے لیے جنات عدن ہے آج جھنڈا اٹھا کر اس میں داخل ہوں گے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن ایسے لوگ بھی ہوں گے جنھوں نے لمحہ بھر بھی اللہ کو نہیں بھلایا تھا۔ یہ لوگ متقی کہلائے ان کے لیے ایک خاص جھنڈا ہو گا۔ ایک منادی ندا کرے گا کہ متقی کہاں ہیں؟ جنھوں نے ایک لمحہ کے لیے بھی اللہ کو نہیں بھلایا۔ وہ آئیں گے اور لبیک کہتے ہوئے جھنڈا تھام لیں گے۔ آواز آئے گی تلک الجنۃ التی وعد المتقون اور اس طرح وہ بہشت میں اپنے مقام پر مقیم ہوں گے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا الا ان الظالمین لھم عذاب الیم سے مراد ان مشرک ظالموں سے ہے جنھوں نے اہلِ اسلام کے لیے ظلم وستم کو جاری رکھا تھا۔ یہ سب کے سب جہنم میں پھینکے جائیں گے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہ لوگ اللہ کے حکم سے جہنم میں جائیں گے اللہ کا کلام فرماتا ہے۔ کان علی ربک حتما مقضیا۔ اہل شرک وکفر جہنم میں داخل ہوتے جائیں گے۔ مسلمان اپنے گناہوں کی وجہ سے کچھ عرصہ کے لیے جہنم میں رہیں گے مگر انھیں آخر کار اس عذاب سے نجات ملے گی۔ ایک منادی ندا کرے گا ثم ننجی

marfat.com

الذین اتقوا ونذر الظالمین فیہا جثیا۔ یہ لوگ جہنم سے باہر نکالے جائیں گے بعض جلے ہوں گے انھیں آب حیوان سے نہلایا جائے گا انھیں صحت حاصل ہوگی ان کے دل ساکن ہوں گے وہ بھی ایک جھنڈے کے سایہ میں جمع ہوں گے۔ اور بہشت میں جائیں گے۔ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ لوگ مقام حساب سے فارغ ہوں گے تو ان کے لیے زمرد و یاقوت کی بنی ہوئی اونٹنیاں لائی جائیں گی۔ ان پر ریشم و کمخواب کے کپڑے سجائے ہوں گے۔ اور زر و جواہر سے مرصع ہوں گی۔ مومن ان پر بیٹھیں گے وہ اصیل اونٹنیاں ہوں گی۔ وہ جوق در جوق نہایت آرام سے بہشت میں داخل ہوں گی۔

حضرت ابن عباس نے ایک اور جگہ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے ایسے بندے بھی ہیں جو حالت اسلام میں پیدا ہوئے۔ نیکی کے ماحول میں پرورش پاتے رہے معصیت اور اطاعت کو نہیں ملاتے تھے۔ اسی حالت میں دنیا سے رخصت ہوں گے۔ قیامت کے دن منادی ندا کرے گا کہ کون ہے جو اللہ کے نزدیک آنا چاہتا ہے؟ وہ مومن جن کے اعمال درست ہیں یقین اور ایمان کے ساتھ زندگی گذارتے رہتے ہیں وہ لبیک کہتے ہوئے آگے بڑھیں گے اللہ تعالیٰ انھیں کہیں گے اولئک لھم الدرجات العلیٰ وہ بھی ایک جھنڈے کے زیر سایہ بہشت میں داخل ہوں گے۔

حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ میزان عدل پر لوگوں سے حساب لیں گے اور کبیرہ گناہوں کے مرتکب لوگوں کا محاسبہ کیا جائے گا اور مثقال ذرہ تک مواخذہ ہوگا۔ وہ لوگ جنھیں اللہ کی رحمت سے حساب میں آسانی دی ہوگی وہ اصحاب اعراف کہلائیں گے (اعراف بہشت اور دوزخ کے درمیانی مقام کو کہا جاتا ہے) انھیں خوف ہوگا کہ ابھی ہلاک کر دیے جائیں گے۔ منادی ندا کرے گا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے من یعمل من الصالحات وھو مومن فلا یخاف ظلما ولا ھضما چنانچہ اللہ کی رحمت انھیں بھی اپنے دامن عفو میں لے لے گی۔ اور وہ اصحاب یمین میں شمار ہونے لگیں گے۔ ان کے لیے بھی ایک جھنڈا ہوگا اور آواز آئے گی۔ ادخلوا الجنۃ لا خوف علیھم ولا انتم تحزنون۔

marfat.com

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن منادی اعلان کرے گا کہ وہ لوگ آج کہاں ہیں جنہوں نے صرف فرائض ہی کو ادا کیا اور حلال وحرام میں تمیز کی کوئی تجاوز نہیں کیا۔ اور اسی عمل پر انھیں موت آگئی۔ ایسے لوگ آگے بڑھیں گے حکم ہوگا ان اللہ یدخل الذین آمنوا وعملوا الصالحات وہ بھی ایک جھنڈے کے نیچے بہشت کی طرف چلے جائیں گے اور داخل ہوں گے۔

ایک اور جھنڈا سامنے آئے گا اور حکم ہوگا سبحان کہاں ہیں؟ لوگ کہیں گے وہ کون لوگ ہیں۔ فرمائیں گے فی بیوت اذن اللہ ان ترفع ایسے لوگ بھی آگے بڑھیں گے لبیک کہتے ہوئے اپنے جھنڈے کے نیچے بہشت میں داخل ہوں گے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما لکھتے ہیں کہ میدانِ حشر میں یہود و نصاریٰ کا ایک گروہ مسلمانوں سے جھگڑا کرے گا اور کہے گا ہم ثواب کے مستحق ہیں۔ مسلمان کہیں گے آج یوم جزا ہے ثواب کا بدلہ ملے گا۔ یہودی کہیں گے یہ حشر نشر یہ جزاء و سزا کی کیا باتیں کرتے ہو اللہ تعالیٰ فرمائے گا بل کذبوا بالساعتہ یہ لوگ قیامت کیدن کی تکذیب کرتے تھے۔ انھیں آج باہم باندھ کر دوزخ کی گہرائیوں میں پھینک دیا جائے تاکہ دیکھ لیں کہ یوم جزاء و سزا کیا چیز ہے؟ ادھر مسلمان اپنے جھنڈے کے زیرِ سایہ بہشت میں داخل ہوں گے۔

حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ ابھی دوپہر کا وقت نہ ہوگا کہ دوزخی دوزخ میں اور بہشتی بہشت میں داخل ہوں گے۔ اس موقع پر ایک اور جھنڈا سامنے آئے گا اور ندا بلند ہوگی۔

"این الذین یمشون علی الارض ھونا"

"وہ لوگ کہاں ہیں جو میری زمین پر آہستہ اور متواضع ہو کر چلتے تھے"

ایسے لوگ آگے بڑھیں گے لبیک کہہ کر اپنا جھنڈا اٹھائیں گے اور بہشت میں داخل ہوں گے۔

فرمایا اس موقعہ پر یہودیوں کی ایک جماعت جو تورات پر ایمان لائی تھی پیش ہوگی

marfat.com

مگر حضور نبی کریم کی بعثت کے بعد آپ پر ایمان لے آئی تھی۔ قیامت کے دن ایسے لوگوں کے لیے ایک علیحدہ جھنڈا تیار کیا جائے گا ندا آئے گی وہ لوگ کہاں ہیں، جو توریت پر ایمان لانے کے بعد میرے نبی پر ایمان لائے تھے۔ وہ لبیک کہتے ہوئے آگے بڑھیں گے اور جھنڈا اٹھائے بہشت میں داخل ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ دنیا میں ایسے انسان بھی ہیں جو زہد و تقویٰ اختیار کرتے ہیں اور دنیاداروں سے برتری کے خواہاں نہیں ہوتے قیامت کے دن ایسے لوگوں کے لیے ایک پرچم تیار ہوگا اور اعلان ہوگا وہ کہاں ہیں لا یریدون علوا فی الارض فلا فسادا (جو نہ تو زمین پر سربلندی اور فخر کے خواہاں تھے۔ نہ فساد کرتے تھے) یہ لوگ آگے بڑھ کر اپنا پرچم اٹھائیں گے اور جنت میں داخل ہوں گے۔

دنیا میں صبر کرنے والوں کے لیے ایک اور پرچم تیار کیا جائے گا یہ لوگ نصرت نانی سے کنارہ کش رہے تھے۔ ندا آئے گی وہ کہاں ہیں

الذین صبروا وعلیٰ ربهم یتوکلون (جن لوگوں نے صبر کیا اور اللہ پر توکل کیا کرتے تھے)

پھر ندا آئے گی وہ لوگ کہاں ہیں الذین اعد اللہ لهم مغفرۃ و اجرا عظیما لوگ پوچھیں گے یہ کون لوگ ہیں حکم ہوگا۔ المسلمین والمسلمات یہ مسلمان مرد اور عورتیں ہیں جنھوں نے نیک اعمال کیے تھے انھیں بھی بہشت میں داخل ہونے کا حکم ہوگا۔

پھر منادی ندا کرے گا صبح و شام ذکر خدا کرنے والے کہاں ہیں؟ وہ لوگ کہاں ہیں جو حضورؐ پر درود پڑھا کرتے تھے۔ وہ کہاں ہیں جو تلاوت قرآن کیا کرتے تھے۔ وہ کہاں ہیں جنھیں اللہ تعالیٰ نے برگزیدہ بنا لیا ہے۔

سب کے سب اپنے اپنے اوصاف سے واقف ہو کر جدا جدا جھنڈا لے کر بہشت میں داخل ہوں گے۔

پھر اعلان ہوگا صاحب قرن کہاں ہیں وہ لوگ جو ایمان لانے کے بعد موت کے

marfat.com

دن تک عبادت الہٰی کرتے رہے تھے۔ وہ سب ایک جھنڈا لے کر بہشت میں داخل ہوں گے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما ایک واقعہ بیان فرماتے ہیں کہ دو بھائی تھے انھیں اپنے والد سے بہت سا مال ورثہ میں ملا۔ ایک خوش تھا، عبادت گذار تھا دوسرا سرکش اور معصیت میں غرق رہتا دونوں اپنی اپنی صفتیں پہچان کر قیامت کے دن اٹھیں گے اللہ تعالیٰ فرمائے گا نیکی کرنے والوں کو نیکیوں کا اجر دیا جائے برائی کرنے والے کو برائی کا بدلہ دیا جائے۔ ایک کا واقعہ سورۃ الکہف میں بیان کیا گیا۔ اور دوسرے کا والصافات میں بیان کیا گیا ہے۔

حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن والدین کا رتبہ بیٹوں سے زیادہ ہوگا بیٹوں کو ان کے سامنے لایا جائے گا۔ اگر بیٹے نیکی میں بلند درجہ ہوئے تو والدین کو ان کے سامنے لایا جائے گا۔ اٰباؤکم وابناؤکم لاتدرون ایھم اقرب لکم نفعا فریضہ من اللہ حکم ہوگا ایک پرچم تیار کیا جائے۔

منادی ندا دے گا وہ لوگ کہاں ہیں جنھوں نے لوگوں سے محبت محض اللہ کے لیے کی تھی دنیا داری اور دولت کے لیے نہیں کی تھی۔ وہ لوگ اپنے جھنڈے کے نیچے جمع ہوں گے۔ اور بہشت میں داخل ہوں گے حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ جس دن مومنوں کا حساب ہو جائے گا تو فرشتے جنتی کپڑے لے کر آئیں گے ساتھی کے جھنڈے تیار کیے جائیں گے۔

منادی اعلان کرے گا ان المتقین فی مقام امین

ایک اور جھنڈا تیار کیا جائے گا۔ منادی ندا کرے گا۔ اوّاب حفیظ کہاں ہیں لوگ پوچھیں گے وہ کون ہیں؟ حکم ہوگا من خشی الرحمٰن بالغیب جو لوگ اللہ پر غائبانہ ایمان لائے تھے۔

قیامت کے دن ایسے بندے بھی ہوں گے جو متقی ہوں گے ان کے لیے اعلان ہوگا۔ اِنَّ الْمُتَّقِیْنَ فِیْ جَنّٰتٍ وَّعُیُوْنٍ اور زوجنا ہم بحور عین کی بشارت

marfat.com

ہوگی۔ یہ لوگ اپنا جھنڈا لے کر بہشت میں داخل ہوں گے۔

پھر ندا آئے گی وہ لوگ کہاں جن کے راستہ میں گناہوں نے دیوار کھڑی کر دی تھی مگر وہ آگے بڑھتے گئے اور گناہ میں ملوث نہ ہوئے۔ ایسے لوگ اپنے اوصاف سننے کے بعد لبیک کہتے ہوئے آگے بڑھیں گے۔ اور اپنا جھنڈا اٹھا کر بہشت میں داخل ہونگے

اب منادی کہے گا اصحاب الیمین کہاں ہیں۔؟ یہ صدیق ہیں اور مسلمانوں کے نیک بچے ہوں گے۔ یہ قیامت کی سختیوں اور اپنی باری کا انتظار کرتے کرتے بوڑھے ہو گئے ہوں گے۔ وہ اٹھیں گے اور کہیں گے ہمیں کیوں یاد فرمایا گیا ہے۔ کہ آج اصحاب الیمین جنت میں جائیں گے۔ یہ لوگ اپنے جھنڈے کے زیر سایہ بہشت میں داخل ہوں گے

اب اصحاب صدقات کے لیے جھنڈا تیار ہو گا۔ اللہ تعالیٰ انھیں دگنا اجر دے کر بہشت میں داخل فرمائے گا۔

حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن ایسے لوگ بھی آئیں گے جو اپنے والدین کے ساتھ اللہ اور اس کے رسول کے لیے لڑتے رہے ہیں ان سے کٹ گئے تھے۔ ان کے دلوں میں والدین کی محبت کی بجائے اللہ اور رسول کی محبت آگئی تھی۔ ان کے لیے ایک مخصوص جھنڈا ہو گا وہ اپنی صفت سن کر آگے آئیں گے یہ لوگ اپنا جھنڈا لے کر بہشت میں داخل ہوں گے۔

حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ یہود و نصاریٰ اور دیگر غیر مسلم قوموں کے جو افراد دامن اسلام میں آئے تھے۔ ان کے گناہوں کے بارے میں جو انھوں نے زمانۂ کفر میں کیے تھے۔ سوال ہو گا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا دانی لغفار لمن تاب و امن و عمل صالحا ثم اھتدٰی۔ ان کے لیے ایک جھنڈا ہو گا وہ بہشت میں جائیں گے۔

ایک اور جھنڈا سامنے لایا جائے گا یہ ان لوگوں کے لیے ہو گا جنھوں نے توبۃ النصوح کی ہے۔ منادی انھیں آگے بڑھتے ہوئے دیکھ کر کہے گا عسیٰ ربکم ان یکفر عنکم سیئاتکم و یدخلکم جنت یہ لوگ اپنا جھنڈا لے کر بہشت میں جائیںگے

پھر ندا آئے گی وہ لوگ کہاں ہیں جو خالص نیت کے ساتھ اللہ سے ڈرتے رہے

marfat.com

ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ لھم مغفرۃ واجر کبیر وہ لوگ بھی اپنے جھنڈے پیچھے داخل جنت ہوں گے۔

ایک اور جھنڈا ان لوگوں کے ہاتھ میں ہوگا جو یدعون الی السجود کے مستحق ہوں گے۔

اس دن حشر کی گرمی سے لوگ بلبلا اٹھیں گے۔ مومن نور عرش کی شعاعوں میں سجدہ ریز ہوں گے۔ منافق ششدر رہ جائیں گے۔ اور سجدہ نہیں کر سکیں گے۔ ان کی گردنیں اکڑی ہوں گی۔ حالانکہ دنیا میں بھی انھیں سجدہ کرنے کی ہدایت کی جاتی تھی مگر وہ نہ کر سکے۔ ان کے متعلق فیصلہ ہوگا ایھا المجرمون یہ لوگ جہنم کا ایندھن بنیں گے۔

حضرت ابنِ عباس فرماتے ہیں قیامت کے دن اعمال نامے اڑتے نظر آئیں گے نیک لوگوں کے دائیں ہاتھوں میں اور برے لوگوں کے بائیں ہاتھوں میں دیے جائیں گے۔ مومنوں کے چہرے سفید اور درخشاں ہوں گے۔ ان کے دلوں میں خوشیاں ہونگی منادی اعلان کرے گا جن کے دائیں ہاتھ میں نامہ اعمال پہنچ چکے ہیں وہ آگے آئیں ان کے لیے اعلان ہوگا فھو فی عیشۃ راضیہ فی جنتہ عالیہ یہ لوگ اپنے جھنڈے کے ساتھ بہشت میں جائیں گے۔

پھر آواز آئے گی این المصلون نمازی کہاں ہیں؟ حکم ہوگا اولئک فی جنت مکرمون یہ اپنے جھنڈے لیے جنت میں داخل ہوں گے۔

ایک اور جھنڈا ان لوگوں کے لیے ہوگا جو اللہ کے ڈر سے صبح و شام اس کی عبادت کرتے رہے تھے۔ یہ ابرار کہلاتے ہیں منادی کہے گا "این الابرار" یہ لوگ بھی اپنے جھنڈے کے ساتھ جنت میں داخل ہوں گے۔

منادی کہے گا من خاف مقام ربہ والے کون ہیں؟ اللہ سے ڈرنے والے کہاں ہیں؟ وہ بھی اپنا جھنڈا لیے جنت میں داخل ہوں گے۔

حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ اللہ کے فرمانبردار بندوں کے نامہ اعمال علیین میں ہوں گے۔ منادی انھیں بھی بہشت میں جانے کا کہے گا جزاؤھم عند ربھم جنتٰ عدن

marfat.com

حضرت ابنِ عباس فرماتے ہیں کہ اس مقام پر حبیب نجار انطاکیہ والے اور صاحبِ قرین بھی آئیں گے۔ یہ لوگ بہشت میں داخل ہو کر آرام سے رہیں گے۔ ان کے اعمال کے مطابق ان کے درجات ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ انظر کیف فضلنا بعضھم علی بعض۔ وللآخرۃ اکبر درجات و اکبر تفضیلا (آج بعض لوگوں کو بعض پر درجے دیے گئے ہیں آخرت میں ان کے درجات اس سے بھی بلند ہیں اور بلند ترین درجے دیے گئے ہیں۔

رسول اکرم کے جھنڈے میدانِ عرفات میں نصب ہوں گے اس وقت تک کسی دوزخی کو بھی آتش دوزخ تنگ نہیں کرے گی۔ کیونکہ لوائے حمد کی رحمت کے اثرات دوزخیوں کو بھی محفوظ رکھیں گے۔ جب لوائے حمد سمیٹا جائے گا۔ پھر دوزخ والوں کو عذاب ہونا شروع ہوگا۔

ایک اور روایت میں آیا ہے کہ لوائے حمد کی برکات سے اہل جہنم بھی تخفیف عذاب کے مستحق ہوں گے۔

marfat.com

۵۷

شفاعتِ رسولِ اکرم
صلی اللہ علیہ وسلم

معبد بن ہلال العنانی رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ ہم حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ہمارے ساتھ ثابت بنانی بھی تھے۔ ہم صرف حدیثِ شفاعت سننے کے لیے حاضر ہوئے تھے۔ حضرت انس رضی اللہ نے ثابت کو دیکھ کر بڑی مسرت کا اظہار کیا اور انھیں اپنے ساتھ بٹھا لیا اور فرمایا

"میں نے اپنے دوستوں کو کہہ دیا ہے کہ انس کو اس حدیث کے بغیر کوئی بات نہ پوچھو"

میں نے عرض کی یا ابا حمزہ (آپ کی کنیت) آپ کے بھائی بصرہ سے چل کر آئے ہیں یہ آپ سے صرف حدیثِ شفاعت کی تفصیل پوچھنے حاضر ہوئے ہیں۔ اب حضرت انسؓ نے حدیث بدیں الفاظ سنانا شروع کی۔

حدثنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ جب قیامت کا دن ہوگا لوگ جمع ہو کر حضرت آدم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوں گے اور عرض کریں گے حضور ہمارے لیے شفاعت فرمائیں آپ کہیں گے میں شفاعت نہیں کر سکتا۔ پھر سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوں گے۔ حضرت ابراہیم بھی کہیں گے میں شفاعت نہیں کر سکتا آپ لوگ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس جائیں۔ وہاں جائیں گے مگر وہ بھی فرمائیں گے میں شفاعت نہیں کر سکتا۔ آپ لوگ حضرت عیسیٰؑ کے پاس جائیں وہ روح اللہ ہیں لوگ وہاں جائیں گے۔ حضرت عیسیٰ کہیں گے میں تو شفاعت نہیں کر سکتا۔ آپ

marfat.com

جناب رسالتمآب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں چلے جائیں وہ مل کر میرے پاس آئیں گے میں کہوں گا " میں اس وقت تک شفاعت نہیں کروں گا جب تک مجھے اللہ اجازت نہ دے۔ میں جناب باری تعالیٰ کے دربار میں حاضر ہوں گا میرے دل میں الہام ہوگا کہ میں شفاعت کی اجازت سے پہلے اپنے اللہ کی حمد و تعریف کروں چنانچہ میں نے سجدہ میں گر کر اتنی حمد و ثنا کی کہ بیان نہیں کر سکتا۔ میں سجدہ میں پڑا رہوں گا حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ فرمائے گا

"اے محمدؐ! زمین سے سر اٹھائیے اور بات کریں تاکہ میں تمہاری بات سنوں، آج جو سوال کرو گے، قبول کروں گا جس کی شفاعت کرو گے قبول کروں گا"

میں اس وقت کہوں گا امتی! امتی"۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا اے میرے رسول جائیے جس شخص کے دل میں دانۂ گندم کے برابر بھی ایمان تھا اسے آتش دوزخ سے نکال لائیے میں جاؤں گا مگر تھوڑے سے عرصہ کے بعد پھر حاضر ہوں گا۔ اور پھر سجدہ میں گر کر حمد و ثنا خداوندی کروں گا مجھے حکم ہوگا یا محمدؐ سر سجدے سے اٹھائیے اور کہیے میں قبول کروں گا میں پھر کہوں گا یا امتی امتی۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا یا محمدؐ اٹھیے اور جائیے جس کے دل میں ذرہ برابر سے بھی کم ایمان تھا اسے آتش دوزخ سے نجات دلا دیں۔ میں اسی طرح تین بار جاؤں گا اور اللہ کی بارگاہ میں سجدہ ریز ہو کر اذن شفاعت حاصل کروں گا اور لوگوں کو نجات دلاتا رہوں گا۔

بعض احادیث میں یوں آیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جب میں چوتھی بار سجدہ سے سر اٹھاؤں گا تو مجھے حکم ہوگا اے میرے حبیب! مانگو جو مانگو گے دوں گا، جو چاہو گے کروں گا جس کی شفاعت کرو گے قبول کروں گا۔ میں عرض کروں گا یا اللہ! مجھے اجازت دیں کہ جس شخص نے ایک بار بھی لاالٰہ الا اللہ کہا ہے اس کی شفاعت کروں اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔

"یہ شفاعت نہ کریں مگر مجھے اپنے عزت و جلال کی قسم ہے اور اپنے وعدہ کی پاسداری ہے کہ آج آپ کی شفاعت سے جس شخص نے ایک بار

marfat.com

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ کہہ دیا تھا اسے بھی بخشا جائے گا۔"

حضرت انس فرماتے ہیں کہ حضورؐ نے فرمایا

اَنَا اَوَّلُ شَفِیْعٍ فِی الْجَنَّۃِ — میں جنت میں پہلا شخص ہوں جو شفاعت کرے گا۔

خدا کی مخلوق میں سے کسی پیغمبر کی نبوت کی اس قدر تصدیق نہیں کی گئی جس قدر میری کی گئی ہے۔ یعنی امت میری کی تعداد تمام امتوں سے زیادہ ہے ایک پیغمبر خدا ایسے بھی ہوئے ہیں جن کی تصدیق صرف ایک ہی شخص نے کی تھی۔

حضور فرماتے ہیں

انا اول الناس یشفع فی الجنۃ وانا اکثر الانبیاء تبعا وانا اول من یقرع باب الجنۃ۔

حضور فرماتے ہیں۔

اتی باب الجنۃ یوم القیامۃ	میں جنت کے دروازے پر پہنچوں گا اور
فاستفتح فیقول الخازن	دروازہ کھٹکھٹاؤں گا خازن جنت کہیگا
من انت فاقول محمد فیقول	کون ہے؟ میں بتاؤں گا محمد رسول اللہ
بک امرت لا افتح لاحد	خازن کہے گا مجھے حکم دیا گیا ہے کہ کسی کے
قبلک	کہنے پر دروازہ نہ کھولو مگر صرف آپ کے حکم پر۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جو شخص شفاعت کرتا ہے اور حدود اللہ کو توڑنے والوں کو روکتا ہے مگر جو کسی کو دشمنی کرنے یا لڑائی کرنے میں تعاون کرتا ہے اور اسے یہ علم نہیں کہ وہ حق پر ہے یا باطل پر، وہ اللہ کے عذاب میں مبتلا ہو گا۔

داؤد بن ابی ہند رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ امت کا ہر گناہگار دامن حضورؐ کو پکڑے گا اور کہے گا یا رسول اللہ! مجھے اللہ کے عذاب سے نجات دلائیں حضورؐ فرمائیں گے کیا میری سنت تم تک پہنچی۔ میری شریعت کو جانتے ہو تم نے نہ میری سنت پہچانا کیا

marfat.com

اور نہ شریعت کا احترام کیا اب تم کیا عذر کر سکتے ہو؟
کہے گا "یا رسول اللہ! میری بدبختی نے مجھ پر غلبہ کر لیا تھا"
حضورؐ دعا کریں گے یا اللہ میری امت کے ہر شخص سے بدبختی ہٹا لے اور میری خاطر اسے بخش دے۔ اللہ تعالیٰ اسے بخش دے گا۔

حضرت احمد بن عاصم الطاکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ علم قیامت کے دن شفاعت کرے گا بشرطیکہ اس پر عمل کیا جائے۔ مگر وہی علم اس کا دشمن بن جائے گا اگر اس پر عمل نہ کیا جائے۔

اعاذنا اللہ بکرمہ ورحمتہ یا ارحم الراحمین

تم الکتاب بحمد اللہ ومنتہ وفرغ منہ کاتبہ عبد الکافی
ابن ابی البرکات بن ابی الغنائم بن کافی ظفر فی اخر
شہر شوال سنۃ تسع وتسعین وخمس مائۃ بمرتبۃ
حامدًا للہ تعالیٰ ومصلیًا علی نبیہ محمد وآلہ
وسلم تسلیمًا کثیرًا۔

marfat.com

اِنَّ مِنَ الشِّعْرِ لَحِکْمَۃً وَاِنَّ مِنَ الْبَیَانِ لَسِحْرًا

حضور پُر نور اعلیٰحضرت مُجدّدِ دین و ملّت

مولانا احمد رضا خان صاحب بریلوی

قدس سرہٗ کے نعتیہ کلام، کا

حِصّہ اوّل

حدائقِ بخشش

۱۳۲۵ھ

باھتمام

ملک اینڈ کمپنی جناح مارکیٹ غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور

marfat.com

مشاہیر صوفیائے کرام کے حالات و تعلیمات پر ایک بے مثال کتاب

اخبار الصّالحین

پہلی صدی ہجری سے آٹھویں صدی ہجری تک

تالیف لطیف

نواب مولانا معشوق یار جنگ بہادر بی۔اے

دیباچہ

پیرزادہ علامہ اقبال احمد صاحب فاروقی

ملک اینڈ کمپنی

رحمان مارکیٹ، غزنی سٹریٹ

اردو بازار لاہور

marfat.com

تذکرۂ اولیائے برصغیر

(پاک و ہند)

پاک و ہند کے چھ سو کے قریب اولیائے کرام کا حسین تذکرہ

حصّہ اوّل

مرزا محمّد اختر دہلوی

ملک اینڈ کمپنی رحمان مارکیٹ
غزنی سٹریٹ، اردو بازار لاہور

marfat.com

عَوارِفُ المعارف

حضرت شیخ شہاب الدین سہروردیؒ

مترجم
مولانا ابو الحسن مرحوم

ملک اینڈ کمپنی
ناشران تاجران کتب رحمان مارکیٹ
غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور

marfat.com